[illegible]



مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں طبع ہو کر مقبول جہان ہوا



اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست اوسکی ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے مل سکتی ہے جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان سے ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ ہین کتب کلیات و دواوین اردو و دیگر کتب کلیات و دواوین و قصائد فارسی و چند کتب تذکرہ شعرا درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو —

کلیات و دواوین اردو

کلیات ظفر - کلام الملوک ملک الکلام از حضرت سراج الدین ظفر بادشاہ -

انتخاب - ہر چار جلد - کلیات ظفر -

کلیات میر تقی - استاد مسلم الثبوت سخنوری -

کلیات مومن - کامل فن از مومن خان دہلوی -

کلیات ناسخ - کلام استاد زبان آور شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی -

کلیات آتش - کلام خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی -

کلیات انشاء اللہ خان - شاعر نامی -

کلیات نساخ - شامل دس کتاب (۱) شاہد عشرت (۲) سخن شعرا (۳) اشعار نساخ (۴) مرغوب دل (۵) دفتر بے مثال (۶) گنج تواریخ (۷) چشمہ فیض (۸) قند پارسی (۹) زبان ریختہ (۱۰) قطعہ منتخب اور شاہد عشرت سخن شعرا مرغوب دل گنج تواریخ زبان ریختہ قطعہ منتخب علیحدہ بھی ملتے ہین -

کلیات شاہ تراب - کلام عارف باللہ حضرت شاہ تراب کاکوروی -

کلیات نظیر اکبر آبادی -

کلیات وہبی - کلام سخنور کامل منشی شیو پرشاد مہتمم اودھ اخبار متخلص بوہبی -

کلیات ولی - موجد شعر گوئی بزبان اردو ریختہ استاد قدیم شاہ ولی اللہ -

بہارستان سخن - تین استاد کا کلام ہموزن و ہم ردیف - ناسخ - آتش - آباد و مہدی حسین خان آباد -

دیوان ذوق - کلام سید ابراہیم علی ذوق -

دیوان مرآۃ الغیب - کلام میر احمد متخلص بہ امیر -

دیوان فدا جلد اول - کلام مولوی فدا حسین متخلص بہ فدا -

ایضاً جلد ثانی مسمے بہ باغ گلفشان - مصنفہ ایضاً -

دیوان رند مسمی بہ گلدستہ عشق - نواب سید محمد خان رند -

دیوان گویا - کلام فقیر محمد خان سالہ دار متخلص بہ گویا -

دیوان عاقل - شاعر عقل کار خوش فکر میرزا محمد علی بیگ دہلوی -

دیوان غالب دہلوی - کلام میرزا اسد اللہ دہلوی -

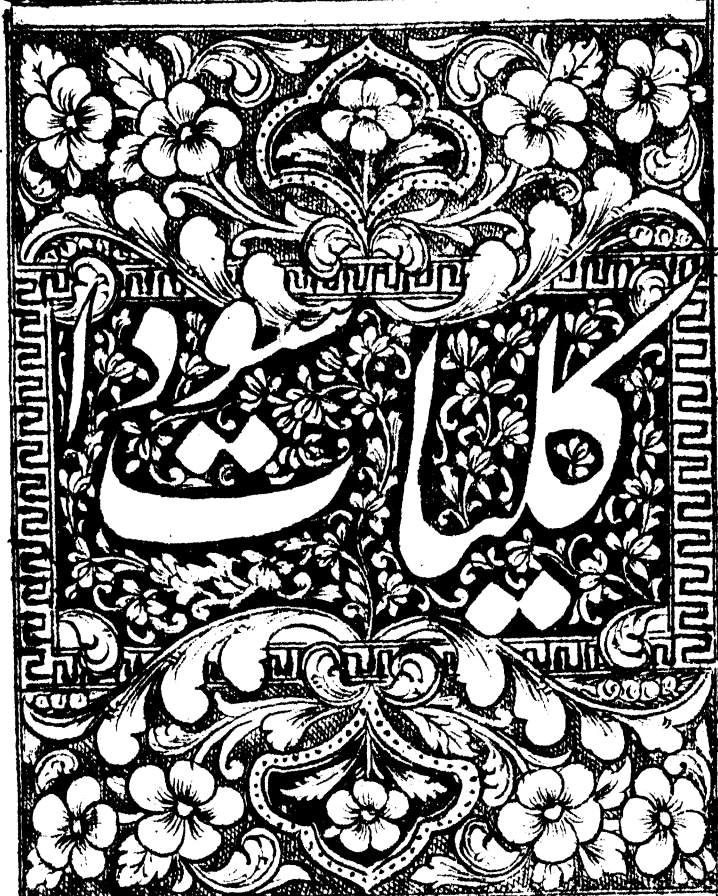
دیوان قلق مسمے بہ مظہر عشق - کلام آفتاب الدولہ خواجہ اسد متخلص بہ قلق -

دیوان خواجہ میر درد - سخنور صاحب باطن کا کلام -

دیوان بہار عرب - کلام مولوی محمد نذیر متخلص بہ حافظ -

دیوان لطف - کلام حافظ محمد لطف علیخان بریلوی -

بعوض چمن پیرائی باغ سخن کا نگارستان بہار بخش گلزار سخن



مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں طبع ہو کر مقبول جہان ہوا



بسم الله الرحمن الرحیم

حمد سوداخانهٔ ستایش رفیع‌ست و زیاده ازان که دانی وسیع اما دران

حمد خالق اشیا عمده متاع پر دار ست همانا جنسی که خانه پرورست مستغنی ازین شد ز

بازار سخن کهنه فروش که در پس کوچهٔ کان می آرایم چگونه بر متاع بازار ندهٔ باتر گرمی بکام

کالا آب کردن چه سود که صرف قماش دکانداری در دکان ست ازینجاست که صبح

در گشادن دکان بازاری دارم و شام در گرو دربندان ست پس بساط سخن

بطرز خموشی انداختن ست و زنجیر کردن در محال کوشش پرداختن نعت

بعد حمد خداوند هر دو عالم نعت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم بر متکلم عرض عرض و

بر مسلم مستحب بلکه فرض آری من چه باشم که بدعوی خامه تراشم اگر کتان با زبان ازی

نماید بنده نیز منعوت خدا را ستاند منزلگهی قاب قوسین او ادنی رفعت او و خطاب

رحمت للعالمین اعلی وقعت او و النهار اذا تجلی غازهٔ رخسار پر انوار ش و اللیل

از ایفشی سواد زلف مشکبارش منقبت آل محب آل رنگی دارد که زبان

در وصفش لال که محب همیشه مانند لال در جامهٔ آل هرکس را که محبت رنگ بست

افتاد یکسر بر فرق فرقدان پا نهاد آنانکه بمدح آل فیض مال شتافته اند در درج دهن دندان

را سلک لال یافته محمدت اصحاب نازش بمدح خلفای راشدین اند که رونق

چار طاق دین اند منکران را که چار اندر چار میگفتند و بجواب چار پهلو سے خفتند بر

چار تیغ انتقام زدند و کمان پاک زه را چار خم کردند همچنین چار چار گو که لیاقت

یکجا نشستن ندارد چسپان بچار بالشت چار یار چار زانو زنند تمهید هر چند تسلیم

لیاقتی ندارد که حرف ورق گیر بکرسی نشاند اما خود را پروانه بر بهان بشیشه سخنوری میخواند

ریختهٔ قلمش دیدنی دارد و گفته زبانش شنیدنی که میرزا رفیع سودا شاعری

بود از نکات سخن ماهر و ذاتش آراسته و پیراسته بصفات باطن و ظاهر ذهن ذکا

و طبع ارجمند داشت و فکر رسا و خیال بلند بپای نام دویده می رفت و آهوی مانده را

نمی گرفت اصنام غیر بکر را آراستن کار دست بسته آن بزرگوار بود و در پی صید

زخم خورده شتافتن حوصلهٔ ابنای روزگار تو و منشان که ترازوی نظم می افراختند

از دغدغهٔ شاهین نگاهش از دست انداختند آنانکه خود را همسنگ ترازوی سخن میگفتند

چنان از بیمش رخصت هوش کردند که سخن ترازو ندان و ترازو شدن از من

فراموش کردند هر اسپ افگنی که همعنان آن فارس مضمار معنی فرس راند بر نعل و از دو
بستن خویش نعل و اژدون خواند بزرگ زادهای طبع والاپش از ستم ناسنجان کسوت
تناسخ پوشیدند و چون عمر رم طینت از نام آرمیدن کرو ها کرده رمیدند محمد حسین خان
صاحب لطبع مصطفائی دهلی که توانا فرزانه است و یگانه زمانه باتفاق حکیم
عبدالرحیم خان صاحب و دیگر صاحبان که نظم بسر طبع اوشان قسم میخورد طبع
بطبعش نهادند و داد حق پژوهی داده نخل اغلاط را که بوجه کهنگی تا شاخ گاو زمین ریشه دوانیده بود
از پا انداخت و بحکم سیر چشمی از صرف زر دیده دزدیده بطبع کلیات پرداخت چون
قلت شی حریف کثرت مشتریان نگردید بانگ بهائی هوی محرومان در مطبع
اوده اخبار رسید مالک مطبع یعنی منشی نول کشور که رب النوع
کریمانست و اصل فرع اقسام بخشش و انواع احسان گیتی خدیو جود و انعام ست
جهان سالار نوال و اکرام صیت بذلش اکناف عالم فراگرفته و آوازهٔ همت او
بالای آسمان رفته گرامی ذاتش بستوده کاری موصوف و صفت یکتائیش
در ربع مسکون معروف انطباع این نسخه در مطبع کانپور که آنهم شاخ مطبع اوده اخبار
است تجویز فرمودند و بانتظامش مولوی محمد اسمعیل را که آن کارخانه
بسرکردگی اوشان ست نامور نمودند اگر در نگارش حال این بزرگ قلم رود

مصنف

[illegible]

ہوش و خرد و فہم و ذکا عقل و فراست
ہر اک کو دیا حق نے جوان ہے کوئی یا پیر

تا نیک و بد دہر جو ہے روز سے یا شب
کرنے میں تفاوت کے نہ اوسکے کرے تاخیر

ہے خوبی تمیز بہت ساری یہ کہ ہر ایک
کرتا ہے جدا عنبر و عطر و بسل و سیر

ہرگز نہ سکے چرخ بربن کوئی زمین کو
تاریکی شب کو نہ کہین مہر کی تنویر

تیرے سخن اور اوسکے سخن کو کبھی یکسان
تمیز سے بے بہرہ ازل سے ہو جو بہ تقدیر

ایجاد کیا اوسنے کہ جس طرز و روش کو
سوا اوسکے ہی خامہ پہ ہوئی ختم وہ تحریر

نطق اوسکے نے بخشی ہے سخن کو جو حلاوت
وہ لطف نہ پیدا کرین ملکر شکر و شیر

گر غور و تامل سخن و شعر کسی کا
کرتا ہے بجز فضل حق آفاق کو تسخیر

جس شخص کی تعلیم الٰہی کرے تکمیل
ہمدوش ہو جو اوس سے کرے اپنی ہی تشہیر

اے مدعی ان بیتون مین خود کھینچ گیا ہے
پہلے ہی تری صورت سیرت کی وہ تصویر

از سودا

پکڑی جو لٹورے نے کہین کھیتی سی چڑیا
سمجھا کہ نہین باز کوئی مجھسا کلان گیر

یا شب کو بیا گھوسلے مین جگنو کو لا کر
جانے یہ دل اپنے مین کیا ماہ کو تسخیر

یہ بات جدی ہے کہ وہ مہر آپ کو سمجھا
دم کر کے شب تاب کی چمک جو شب قیر

مصنف

[illegible]

تھے عرش پہ جو بال کشا مرغ معانی | لفظون کا بچھا دام کیا اونکو گرہ گیر
اندیشہ کو شاہین و خیال اپنے کو شہباز | وہ کہہ گئے اس فن کے جو تھے موجد تقریر
معنی ہے شکار اور خیال اوسکا ہی صیاد | خود صید سے ہر چند معانی ہو ہوا گیر
اس باز معانی کے اوڑانے سے تو آباز | اور جانورون پر اوسے زنہار نکر سیر
معنی کو اوڑاتا ہے کوئی جانورون پہ | مین فرض کیا یہ کہ ترا باز ہوا شیر
اصرار ہوا سے جو عصافیر کو خارج | کرتا ہے عصافیر نے کیا کی تری تقصیر
جتنے کہ ہین طائر وہ سب اصرار ہوا مین | آفاق مین سیمرغ سے لے تا بہ عصافیر
تو نے تو معانی کا بنا باز اوڑایا | تا پکڑے تو اوس باز سے اصرار ہوا گیر
اس شعر نے مطلع کو نہایت ہی دیا حسن | اوس مطلع غرا کو تھی لازم یہی تقریر
اس شعر مین عنقا کا اگر ذکر نہ آتا | اصرار ہوا پاتے کسی طرح نہ توقیر

منہ

لیتا ہون کمان فکر کی جب ہاتھ مین اپنے | پاتا ہون مین عنقا کے تئین اوسکے سر تیر
کیا چستی تری فکر کی ہے تیر و کمان مین | رکھتا ہے تو عنقا کے تئین جس سے سدا زیر
اے مصحفی عالم مین تو ہے ایک شکاری | عنقا سا شکار اپنے جو پاتا ہے سر تیر
عصفور سے سیمرغ تلک سب ہین تری صید | پاوے گا نہ اونکو جو معانی کے ہین نخچیر

منہ

اس مطلع مین جامع کو تردد ہے بجاے ... [illegible]

سنہ ۱۲۸۱

جواب مصنف

تھا زور لٹور او وہ کہ تسلیم سے جسکے ۔۔۔ معنی سے رہا باز تو عنقا پہ ہوا شیر
دستور ہے شعر کے کہنے کا جہان مین ۔۔۔ کرتا ہے بقدر اپنی طبیعت کے جو تحریر
لیتا ہے معانی کے تئین طبع مین ٹھہرا ۔۔۔ کرتا ہے پھر الفاظ مین لا اوسکو گرہ گیر
تیری یہ عجب فکر ہے جسمین نہین کرتا ۔۔۔ رکھنے کے معانی کی تو الفاظ مین تدبیر
کیونکر ترے اشعار مین ہو نور معانی ۔۔۔ ظلمت کی تری طبع کی ظلمت سے ہے تخمیر
روشن تر ہے معنی و مضمون کی اک شمع ۔۔۔ از بسکہ مچایا ہے تری طبع نے اندھیر
تیرے سبھی اشعار تو معنی سے کہ بیگانہ ہین ۔۔۔ ہے بند غرض بو علی سینا کی بھی تقریر
تمہید قصیدے کے تئین سمجھ جو توُنے ۔۔۔ کھینچی ہے ہر اک شعر مین مضمون کی تصویر

منہ

دیوان کو میرے نہ لگا ہاتھ تو نادان ۔۔۔ ہر صفحہ کا غذ پہ ہے یان شیر کی تصویر
اعجاز خلیلی کو کوئی سمجھے ہین وہ لوگ ۔۔۔ چالاکی سے ہاتھونکی بجھاتے ہین جو زنجیر
ہر چند کہ دونون کا مربی تو ہے نیسان ۔۔۔ پر قیمت کافور کو کب پہونچے طباشیر
پھبتا ہے کب ونکے تئین عطاریکا دعوے ۔۔۔ دکانون مین جنکے ہو نہ ہاون نہ عقاقیر
خشخاش کے دانونکو اگر دہر مین رنگین ۔۔۔ شیرینی نہ پیدا کرین جو دانہ انجیر
ہر چند کہ یاقوت سے ڈھنگ اسمین ہون سارے ۔۔۔ پر ہووے گمیدک کو نہ یاقوت کی توقیر

۱۵

منہ

۱۶ جواب مصنف

کہتے ہین سبھی چہرے کی تصویر کا لکھنا
یہ رنگ کی تصویر فقط تیری ہے تقریر

اسطرح سنا کب کہ مصور کے تئین کو
کوئی سکے تو کھینچ مرے رنگ کی تصویر

اس شعر کو اس رنگ سے اوسوقت تو کہتا
گر فہم سے بہرہ تجھے دیتی تری تقدیر

ہرچند مصور نے گل و لالہ کا لے رنگ
چہرہ مین بھرا پر نہ ملائی تری تصویر

پانے کو رہ راست کی تقریر و بیان سے کر
کوشش مین تو اور سعی مین کرتا نہین تقصیر

پر دیکھنے دیتا نہین تجکو طرف اوسکے
یہ حمق کہ تیرا ہے ہر اک آن گلوگیر

اس رنگ کی تصویر سے تصویر کہا تو رنگ
گر بولتا ہو جاتے معانی تو نہ تغییر

سودا کا قصیدہ وہ کہ جو شعر ہے اوسکا
معنی کی نزاکت سے ہے صندوقہ تصویر

یہ تیری زبان سے جو ادا ہو سے نہ ہرگز
تھی اس کو جواب اوسکے مین بہتر کوئی تقریر

نادر یہ مقولہ ہے کہ اس کہنے پہ تونے
سودا پہ کیا اپنے بہ ترجیح مین تحریر

مثنہ

سودا سے کہا نغز قصیدہ مین یہی نہ
کچھ اسکے سوا اور تو میری نہین تقصیر

مصرع ہے بصد خون جگر مصرع کو چسپان
مصرعہ یہ عجب پوچ تو لاتا ہے بہ تسطیر

مصرع کا جو مصرع مین تری لفظ ہی اے کور
عین او سمین سما نہین ہرگز کسی تقدیر

سو طرح کے وہ سقم ہین ہر شعر مین تیرے
صحت کی جنھون کی نہ مسیحا سے ہو تدبیر

١٦

[illegible]

مصنف

گر بار کے سو بار جلا دے تجھے تقدیر
ایسی نہ زبان کی تری زنہار ہو تقریر

تقریر وہ یہ معنی کی تصویر ہے جسکے
خامہ کو میرے فخر ہوا کرنے سے تحریر

سودا

مستغنی ذاتی نہ جہوس کی ہون تسخیر
معدن ہی جہان سونے کا وان خاک ہی اکسیر

لبریز ہے کیسہ در مکنون سے جنکا
کب شبہ فرشتون کو حضور اون کے ہی توقیر

ہے لعل سے نسبت نگہ چشم کو جنکے
جاتی ہے دو پلکی پہ نظر اون کی بہ تحقیر

ہے وہ دُر یکتا بجہان جسکی زبان کی
لڑتی ہے سدا ابر گہر بار سے تقریر

یون صفحہ پہ بوٹے ہے صریر اونکے قلم کی
تعلیم ہے منشی فلک کو میرے تحریر

ہوتا ہے سخن فہم تو بہزاد سمجھتا
پرواز کو معنی کے جو کھینچے ہین وہ تصویر

تیر اونکے کرے فکر رسا کا او سو غربال
مضمون چھپے کوہ مین ہو صورت نخچیر

معنی کی جو ہو نام سے مشہور موکل
اوسکو بھی نچھوڑین وہ کبھو بن کیے تسخیر

اونسا نہ ہو کوئی کبھو آفاق کے اندر
تا فیض سخن اوسکی نہ طینت مین ہو تخمیر

رو کش ہو وہ ایسون کے جنھین حق نے دیا فہم
نادانی سے کب اپنے تئین کرتے ہین تشہیر

[illegible]

[illegible]

اور اونکا کوئی معقل و کمال آن کر دیکھے | ہین طرفہ معجون جو ہون خبط سے تخمیر
سرقہ کو نہ سمجھے نہ توارد کو گراون سے | پوچھے جو کوئی کیا ہے یہ دونون کرو تقریر
پھر بعد تامل بجواب اوسکے یہ ذی ہوش | رو بہ کہین سرقہ کو توارد کو کہین شیر
محسود نشانہ ہے تخیل مین اونھون کے | ہووے نہ گمان حسد اونکے سی جدا تیر
اتنا نہ سمجھتے نہین نادان کہ جہان مین | حاصل نہین ہوتی ہے کچھ ان باتونسے توقیر
سر رشتہ ہی عزت کا فقط ہاتھ خدا کے | افزایش قدر اپنی مین چلتی نہین تدبیر
قطرہ وہی پانی کا ہے قسمت کی ہے تفریق | ہوا ایک تگرگ ایک گہر ہوکے گرہ گیر
انکا ہو اگر بو علی سینا بھی معلم | تعلیم کرے کس روش اوسکی انھین تاثیر
نسبت سے فلزات کے مس ہووے ہی سونا | پتھر کی جو ہو جنس وہان کیا کرے اکسیر

مصنف

اوستاد کو منظور جو اکسیر پہ تھی چوٹ | ہر جا پہ جڑی رنگ سے کیا صرف کی اکسیر
دیکھا اسکو ہے اوستادون کی تقریر کا طور | اردو کی فقط صاف زبان اوسکی ہے تقریر
کیا ربط ہے سودا کے تجھے طرز سخن سے | لکھا یا عبث تونے یہ لے مردک دلگیر
مضمون و معانی سے نہین بہرہ کچھ اونکو | اون کے تئین تو یون سکے جنکی ہے یہ تقریر

[illegible]

۱۹

تو اوسکے عوض دیکھا اپنے ہی سخن کو
پر حمق نے تیرے تجھے اس پر متوجہ
تو کیا کرے ہے طور یہی سب حمقا کا
جو ہو سخن خوب بُرا کہتے ہین اوس کو
ہین متفق اللفظ وہ اس بات کے اوپر
کہتے ہین غزل اور قصیدہ کی زبان کے
ہے طرز غزل اور قصیدہ کی یہ طرز اور
مصروف غزل گوئی ہین لیکن گہ و ناگاہ
کہتے ہین قصیدہ بھی غزل ہی کی زبان مین
طور غزل اپنے کی قصیدہ مین بھی ہرگز
پایا نہ قصیدہ مین جو کچھ وزن غزل سے
ثابت یہ ہوا اوس سے کہ انہین نہین قدرت
ہے طرفہ یہ تقریر کہ اس کہنے پہ اپنے
کہنے کا غزل اور قصیدہ کا جو مذکور
سودا کی غزل کے تئین رکھا نہین منظور

کچھ آتی رہ معنی پہ شاید تیری تقریر
ہونے نہ دیا تک تری مطلق نہین تقصیر
طبع اونکی زبس ہوتی ہے تحمیق کی جاگیر
اور کرتے ہین ذکر اوسکے مصنف کا بہ تحقیر
ان واہیون کی بس کہ جو صائب نہین تدبیر
تقریر جو بیان کرتے ہین ہے فاصلہ سو تیر
آپس مین ہے ان دونون کے فرق زبر و زیر
کرتے ہین قصیدہ جو بصد فکر یہ تحریر
مطلق انھون کی کرتی تفاوت نہین تقریر
کرنے مین رعایت کی نہین کرتی مین تقصیر
اور دیکھے کلام اونکے کی یکسان ہے جو توقیر
تقریر قصیدہ کو غزل سے کرین تغییر
باوصف کہ اک حرف مین انکی نہین تاثیر
آتا ہے تو لاتے ہین یہ اسطرح پہ تذکیر
جو طور غزل کا ہے سو کہتے ہین اوسے سیر

ہر سچ یہ مثل عقل کو جانتے ہی ہر اک شخص
ہر ایک کو وہ سیر بھر اور اپنی سوا سیر

لیکن یہ سمجھتا ہے حماقت یہ دلالت
یہ خبط نہووے کسی خاطر مین گرہ گیر

دانا جو ہین کرتے نہین دانائی کا اقرار
دانائی کی گو اون کے مقر ہوون جہاگیر

کیسی ہی بنایا کرے باتین کوئی نادان
داناؤن مین ہوگی نہ سخن اوسکے کو توقیر

منظور جو رکھتے نہین سودا کی غزل کو
کرتا ہون اونھون کی یہ تشفی کو مین تحریر

لے رودکی سے تا بہ حزین جتنے تھے شاعر
ہر ایک ہوا گرچہ کہ فن اپنے مین نحریر

گذرا ہے پر آفاق مین جو اکبری دورا
اللہ نے اوسوقت کو بخشی تھی یہ تاثیر

اوس عہد مین کامل ہوئے ہر فن مین ہزارون
حاجت نہین اظہار کی سب ہین وہ مشاہیر

تعریف خصوصاً طبقی کی شعرا کے
اوس عصر کے کرنے مین زبان کرتی ہے تقصیر

وہ بلبلین تھین گرچہ ہزارون سے زیادہ
گلشن مین سخن کے تھا ہر اک چہچہہ تقریر

ایک ایک کی ہے چہچہہ و شور سے اب تک
گر گوش سپہر برین پر گوش جہاگیر

اوس دورہ کے اون بلبلوں سے ہی زیادہ
وہ بلبلون کا زمزمہ و نغمہ جہانگیر

نام اونکا ظہوری و نظیری ہے کہ کوئی
بلبل نکیا زمزمہ اون کا سا یہ تحریر

گلزار فن شاعری مین تا بقیامت
بجتی رہے گی اونکی ہی دوستانگی بم و زیر

گر سیر ہین گلشنین دیوانون کی اونکے
گر فہم سے کچھ بہرہ تو رکھتا ہے یہ تقدیر

ہرگز نہین رکھتا گہر و لعل کا رتبہ — دیکھا سخن اہل جہان تا سخن میر

جب تک کہ نہو سنگ نہو رنگ نہو ڈھنگ — پاتا ہے سخن کب گہر و لعل کی توقیر

سوا نہین سر ایک بات ہی انکا سخن و شعر — رکھتا نہین یہ جتنے ہین گمنام و مشاہیر

کین باتین خدا نے یہ تمام اونکے سخن پر — وصف اپنے مین یہ شعر جنھون نے کیا تحریر

ہین وہ ڈر یکتا بجہان جنکے زبان کے — لڑتی ہے سدا ابر گہر بار سے تقریر

یہ کیا غضب فہام جہان پر ہے خدایا — انکو نہ دیا تو نے مگر فہم یہ تقدیر

جو ایسی زبان مین ہو غزل اوسکو کہین بد — اور لہجہ مین ہو عام کے سو یا وے وہ توقیر

آیا ہے عجب دور یہ تا چند کرے گا — اسطور سے اور وضع سے گردش فلک پیر

نادان و سفیہ اپنے تئین سمجھین گر دانا — اور لائین گے داناؤن کی کہہ ہجو بہ تحریر

اچھون کو برا جو کہے بے شک وہ برا ہے — ہو دیگی بر دن کی نہ کبھو اچھون مین توقیر

سمجھا نہ برا ہو ویگا آفاق مین کوئی — اچھون سے جو اچھے ہین تو اونکی کرے تحقیر

مانند تیرے اور بھی بے معنی بکی ہین — زندان حماقت مین ہے جو جو کوئی زنجیر

کر آنے نہ پریشان ہین کچھ اوسکے سخن کی — رکھتی ہے زیادہ یہ مثل مہر سے تشہیر

جو خاک کوئی پھینکے ہے خورشید کو اوپر — سو ڈالے ہے خاک اپنی ہی آنکھون مین وہ بے پیر

نازان ہے عبث تو سخن پوچ پر اپنے — معنی سے تیرے طبع کا ہرگز نہین تخمیر

مخمس مناظرہ میرزا رفیع السودا

باقاعدہ مکین و احوال بقا

(سودا) ۲۲

تھا شعر کا شوق اونکو بہ نہایت
ایک عرصے کے عرصہ مین بہت شوق و شغف
دل جمعی تھی منتخب اپنی سے سودا ونکے
تذکرہ سند فارسی گوئی کا مکین سے
[illegible] اونکے [illegible] آیا اسے لیجاہے اوس پاس
اس تذکرہ کو لے گئے القصہ وہ اوس پاس
[illegible] اسمین کرے صاد وہ [illegible]
دکھلایا جب اوس تذکرہ کو خان نے مکین کو
تصحیح [illegible] اوسکی کہی شرط یہ موقوف
[illegible] اون [illegible] کی اشرف علیخان نے
ہاتھ [illegible] سے [illegible] لکھ اونسے وہ مکین
پھر اون سے کہا کیجیے مہر اپنی اب اس پر
اصلاح کی لکھو اسند اشرف علیخان سے
اسطرح ہوا تذکرہ اوپر متوجہ
الکار مضامین و معانی کے سب اسمین

مصروف اوسی مین رہے جب تک کہ ہوئی دیر
اون خان نے کیا تھا غرض ایک تذکرہ تحریر
جسمین کسی آگہ کے دیکھانے کی تھی تدبیر
اشرف علیخان نے جو بافواہ جہان سیر
رکھے ہے وہ اس شہر مین اوستادی کی تشہیر
تا دیکھے وہ اوس تذکرہ کے شعر تبا خیر
اور سست کے احوال کو دیوے شدہ تغریر
تب عذر دماغ اپنا بیان کردہ بتکریر
جو جو اوسے منظور تھا لا اوس کو بتقریر
لایا جو بتکرار وہ اقبال مین تاخیر
جو باتین کہ پائین تھین قرار اوسکی تدبیر
تا ہووے باسناد مزین یہ تحاریر
وہ مشکیے مسند تعلیم جہان سیر
کرتی ہے زبان جسکے بیان کرنے مین تاخیر
تھی زادہ طبع اونکی جو گذرے ہین مشاہیر

کاٹا کوئی مصرع کوئی مصرع ہے بنایا — ہیعنی کوئی لفظ کہہ اوسکی لکھی تقریر

معنی سے گذر گے کہین لفظون کی عنایت — لفظون کا تبدل کہین معنی کی ہے تغییر

ٹھہرایا ہے ہیعنی کوئی مصرع اوستاد — مصرع کوئی ہیعنی کہہ اُس مین کیا تسطیر

لکھا ہے کہین شیخ پہ بے علمی کا ایما — پھیرے کہین لفظ اوسکے جو تھی شیخ کی تقریر

لکھی ہے کسی شعر کی تقریر یہ تضحیک — سمجھا نہ کہ ہے اپنی ہی نافہمی کی تقریر

کر ڈالے قلم خوردہ کہین نسخے کے صفحے — خط کھینچ کے اوراق کے اوراق کیے قیر

لے سعدی سے تا جامی و خسرو و حسن — لے مولوی روم سے تا محسن تاثیر

جو تھے متقدم متوسط متاخر — ذات اونکی ہوئی شاعری کی بانی تعمیر

وہ تذکرہ اون سبکے سخن سنج ماہرین — قاصر ہے ثنا جنکے مین آفاق کی تقریر

اوس تذکرہ پر ہات وہ اسطرح کیا صاف — جسطرح سے چورنگ لگاتے ہین بہ شمشیر

سودا ہوا اوس دم گل تصویر سا حیران — یون دیکھی جب اوسکی وہ ہمین بندی تحریر

بعد اوسکے افاقے مین جو آیا تو یہ سمجھا — نزد اوسکے اس اصلاح مین کچھ ہوگی تدبیر

اُستاد فلک رتبہ کہ ہے خلق سے نزدیک — از روے شرف خاک رہ اونکی ہے اکسیر

کرتا ہی کلامون کو جو اون شخصونکی اصلاح — اوستادونکی اوستادیکی وہ ٹھونک ہم زیر

سودا کے ہوا دل کو یقین دیکھ یہ احوال — وقت اپنے کا وہ شخص بلاشک ہے بڑا پیر

در بیان رسالہ عبرۃ الغافلین

لکھنے کا رسالہ کے جو پہونچا از سر احوال
بھیجے تھا تقا کے تئین دی شعر کی اسناد
ہر چند رہی ان مین یہ تکرار کئی روز
سودا کو جو ہین شعر کئین مورد ایراد
یک شعر از انجملہ یہ لکھتا ہے کہ جسکا
مضمون کو اوس فارسی کے شعر کی موزون
تھا دل ہر گل مین گرفتہ قدح اسا
سودا کی یہ اوس شعر پہ حجت ہے کہ تو نے
دی گئی ہین قدح کو وہ گل و لالہ سی تشبیہ
ہے شکل گل و لالہ شگفتہ کہ گرفتہ
صورت گل و لالہ کی اگر ہوتی گرفتہ
معنی کے سوا بندش الفاظ کے اسکے
اوستاد کا تب شعر سند شعر کے اپنے
اوستاد کے اوس شعر کے مضمون کو بھی جنے
عــه
کیا بادہ خوشی نے مجھے جب بحر مین تیر

جان اپنی اوسے شان کا وہ موجب تکبیر
پاس اوسکے جو عالم مین تھا یکتا ہی مشاہیر
سن اسکو کہ ہے صحبت آخر کی یہ تقریر
ہین بلا غرہ مضامین و معانی کے وہ تسخیر
ہر لفظ ہے نخچیر معانی کے لیے تیر
گر مینے کیا ہندی مین اسطرح سی تسطیر
صہبا سے کی ہوئی کی شگفتہ میری تدبیر
کس واسطے باندھا ہے قدح کو تئین دلگیر
جو ڈال گئے شعر کے بنیاد کی تعمیر
بیہودہ وا ہی نکر اس رنگ سی تقریر
کب کرتی پیالہ کی تشابہ سے وہ تدبیر
سودا نے رسالہ مین مفصل لکھی تقریر
پھر اوسنے دیا کر کے تقا کے تئین تحریر
الفاظ مین ہندی کے کیا لا کے گرہگیر
نظرون مین قدح کو دل بگرفتہ کی تصویر

۲۴

یہ بولے وہ سب بیٹھتے ہی تمکو مکّن نے — جلدی سے بلایا نکرو چلنے مین تاخیر
سودا نے کہا اس گھڑی مجکو خفقان ہے — سچ جانیے اور ہی ہے موقوف یہ تقریر
کل آؤنگا مین اون سے کہہ دو یہ تم اوسے — جاگیر نہین ہے جو کرینگے مجھے تغییر
یہ سن چھری اک شخص نے کوکھ اوسکی پہ دھر دی — اور سر پہ کھڑے دو ہوئے لے برہنہ شمشیر
کہنے لگے لیجائینگے ہم تمکو اسی وقت — چلنے مین کہینگے کہ ہرگز نکرو دیر
اور لے لو رسالہ کو جو لکھا ہے وہ تمنے — جانے کی نہین پیش تمہاری کوئی تقریر
سودا نے اون اشرار کی دیکھی جو یہ شدت — سمجھا کہ کرینگے نہ یہ بدذاتی مین تقصیر
ناچار میانے کو منگا اوس مین وہ بیٹھا — جب دیکھی کوئی اوسنے بجز اسکے نہ تدبیر
اونمین سے چھری کھینچ وہ بین آنکے جلدی — چڑھ بیٹھا میانے مین بھی اک نطفۂ خنزیر
اس طرح سے جب لیچلا تنہا اوسے پاکر — وہ لشکر شیطان دغا پیشہ بے پیر
گھر اوسکے سے لے پہونچے تھے تا دس قدم اوسکو — ناگاہ تماشا یہ دکھاتی اونھین تقدیر
نواب سعادت علیخان ہاتھی کے اوپر — یا فوج و حشم اوس گھڑی آکر ہوئے رہگیر
دیکھین تو ہے میرزا رفیع ایک میانے کے اندر — اور گرد ہے بس میانے کے اک جمع مشاہیر
سودا سے لگے پوچھنے یہ ماجرا کیا ہے — سنکر کے اوس احوال کی کچھ تھوڑی سی تقریر
بٹھلا لیا نواب سعادت علیخان نے — سودا کے تئین اپنی خواصی مین بتوقیر

۲۵

۲۶

کچھ مجکو نہ تھی اوس سے سخن اپنے کی تکرار — مجھ پر نہ گوارا ہوئی اوستادون کی تحقیر

اصلاح دی اپنے تئین سمجھا کہ بنا مین — اوستاد اونھون کا ہین جو وہ اوستاد ہین شاگیر

لکھا مین اسواسطے تا نزد سفیہان — اوستادون کے حرف آئے نہ در عزت و توقیر

خالص ہے اون اوستادونکا نقد سخن ایسا — ہے قلب نما سامنے جسکے زر اکسیر

نافہمی سے جب اوسنے لکھی اونپہ سنان عن — جل کر مجھے ناچاری سے تب سوجھی یہ تدبیر

دیوان کو منگا اوسکے مین جسطرح کہ اوسنے — اوستادون کے اشعار کیے ہین زبر و زیر

بنیے بھی اوسی طرح سے اشعار کو اوسکے — باشرح و بیان معنی کی تقریر کی تحریر

پر میرے اور اوسکے ہی یہ لکھنے مین تفاوت — بیجا ہے وہ تقریر و بجا ہے مری تقریر

احوال یہ کر عرض ہو نواب سے رخصت — گھر آیا اوسی رات کو گھر اپنے مین شبگیر

پہونچی جب اوسے یہ خبر آفاق مین جو تھا — فریاد رس آہو و کلہ شکن و شیر

وہ آصف جمجاہ کہ عدل اوسکے سے دائم — شاہین رہا عہد اوسکے مین محکوم عصافیر

یہ شعلہ در آتش خشم و قہر کے اوسکے — اوس لحظہ تھی قاصر ہے بیان جسکی مین تقریر

بجھتی نہ تھی آتش غضب و غصہ کے اوسکے — ہر چند کہ ارکان تھے بجھانے کی تدبیر

مختار تھا اوس عصر مین نواب کا نائب — لایا تھا ممالک کو وہ سب اپنے بہ تسخیر

فرمایا اوسے آصف دوران نے بلا کر — ان شیخون کی تمنے سنی یہ بدعت و تقصیر

لاؤ مر سے احکام کو تم جلد عمل مین
خاصہ مین نہ تھا اون کا اگر اسمین ہوئی دیر
نائب سے جو نواب کے اوسوقت مین
اس امر پہ تا غضب و غصہ کی
حیران تھا کیا بات بناؤن مین
نواب سے نزدیک معاف
رکھتا تھا وہ شیخون کی بسم واری
خاطر کا تھا پاس اوسکے جو مختار

سودا نے کہا انکی مین تقصیر سی گذرا — سر آکے مرے آگے اونھون نے کیے جب زیر

یہ کیا کرین اسئین کہ مقدر مرا یون تھا — انسان کو لازم ہے رہے تابع تقدیر

رخصت اونھین سودا نے کیا عطر و پان — حاصل یہ اونھین اس حرکت سے ہوئی توقیر

ہرکاری نواب آصف الدولہ کے تھی حاضر — جا عرض کیا دیکھ گئے تھے جو یہ تفسیر

سودا کے تئین بھیجے تھے جیسے وہ مزہ دو — لیجاتی لگھر اپنے اوسے بالفرض وہ تقدیر

اور ڈالتے تلوار سے مار اوسکو وہ نامرد — عزت کی سودا کی نہ اک جہان کی تحقیر

پایا ہے اکیلا جو سلاطین کو اکثر — اسطرح سے ہین لے گئے لا خنجر و شمشیر

پرکندہ کیا اوسنے جو اوستادی کو اوسکے — اوس کندہ کی اب مشکل و دشوار ہی تطہیر

سودا کا کشاکش وہ ہوا موجب عزت — اس سے بڑھی اور اوسکی تو اوستادی کی توقیر

اللہ جو اشخاص تو کرتا ہے مقرر — اونکے لیے ہر امر مین عزت کی ہو توفیر

شاعر کے تئین کام ہی کیا تیغ و سپر سے — جب لڑنے کو دی حق نے زبان اوسے شمشیر

اثبات قصور اوسکے ہوا تیغ زبان کا — جسدن سے کی با تیغ و تبر لڑنے کی تدبیر

اے مصحفی اسطرح سے یہ سانحہ گذرا — جو تو نے بقا ساتھ کیے معرکے تحریر

بد ذاتی مین کچھ شبہہ نتھا اونکو ولیکن — خفت دے اوسے کون وہی عزت جسی تقدیر

ہے سننے کی یہ نقل کہ اس جنگ و جدل پر — جس سے پڑی افساد کے بنیاد کی تعمیر

سودا سے کئی روز کے بعد آکے بقا نے — اوس رنجش ماضی کا کیا عذر تقاصیر

جہل اوسکی کا اور سرقہ کا رتبہ تجھی کھلتا
گر ہوتی تیرے دیدۂ تفہیم مین تبصیر

جہل اوسکی کرے نازسدا علم و ہنر پر
اور سرقہ نے طبع و دل عالم کیا تسخیر

ہر چند کہ ہین اوسکے مراتب تجھی ملحوظ
ہے اوسکے تجاہل مین حسد کی تری تقصیر

اس لکھنے سے قدر اوسکی نہ یکذرہ ہوئی کم
اور تیری حماقت کی زیادہ ہوئی تشہیر

اغلاط و توارد کا کرے اوسپہ تو بہتان
لعنت تری اس جھوٹ پہ ای مفتری بے پیر

لکھتا تو اگر یہ کسی گمنام کے حق مین
جب خلق کے نزدیک تھی سچی تری تقریر

اوس کا ہنر و فضل ہر اک دل پہ لکھا ہے
ذکر اوسکا نہ تھا کچھ تیرا محتاج تحریر

ہر فرد کی ہے پیش نظر تجھسے زیادہ
احوال کا اوسکے جو نقیر اور ہے قطمیر

جانے ہے اوسے ماہی و مہ ذرہ و خورشید
ہے بس کہ وہ آفاق مین مشہور [illegible]

ایسا نہین گذرا ہے جہان مین کوئی اب تک
اور بعد کے ہونے کی خبر رکھتی ہے تقدیر

ذکر اوسکا ہی لکھنا ترا ایسا کہ جہان مین
ذرہ کرے خورشید کے احوال کو تحریر

گر نظم و گر نثر مین جو جو تونے بکا ہے
کچھ شان کی اوسکے نہین شایان وہ تقریر

کیا ہجو تری اوسکی اگر مدح کرے تو
ہو رتبہ و قدر اوسکی کا وہ موجب تحقیر

دھو پہلے تو با مشک و گلاب اپنے دہن کو
اوس شخص کا تب لا بزبان اسم تو توقیر

کسواسطے گذرا ہے وہ مقبول طبائع
تو آپ ہی کہیگا اوسے لیوا ہونکی پیر

اوریہین وہ خبردار جو اوس سی تھی نزدیک
ییسے کہ ہین گو صحبت سودا مین نہ پہونچا
منھہ اپنے سے جو چاہی سو بکے رنہ رکھی ہے
تحقیر کرا وس سیدِ پاکیزہ نسب کی
ایک مین کہون تجھ سے سخن واقعی تیرا
نے دوستی سودا اسی ہے نہ دشمنی تجھسے
ساری یہ زبر دستی خوبیِ سخن ہے
جو گذرے ہین مقبول خدا اونکی سخن سے
مقبولی و مردودی طرف سی ہے خدا کے
تو کیا کہیگا اور کہے گا کوئی کیا اور
سب ریختہ کہتے ہین یہ سودا کی سخن کو
لگا نہین کھاتی ہے کسی بات مین اوس سے
یہ نکتہ ہے آویزۂ گوشِ دلِ دانا
قائم نہ رہا کوئی میدان مین اوسکے
شہبازِ خیال اوسکا رکھے تھا تہِ چنگال

یہ اپنی طرف تو نے کنایہ کیا تحریر
پر مینے سخن اپنے کو دی ویسی ہی توقیر
بے رتبہ کئی شعر ترے خلق مین تشہیر
لی تو نے عبث لعنت و نفرین کی جاگیر
تفہیم مین اوس کے نکرے فہم جو تقصیر
دنیا مین کسی شخص کو سچ جان یہ تقریر
کرتی ہے جو عالم کے دلون کی تئین تسخیر
دلہاے خلائق پہ ہے چھائی ہوئی تاثیر
پیش اسمین نہین جاتی ہے کچھہ سعی و تدابیر
شاعر بجہان جتنے ہین سے خورد سے تا پیر
جو حق نے دیا ہے شرف و عزت و توقیر
یون کہنے کو لوگون کے تو اوستاد بھی ہین پیر
ہر چند کہ احمق کے جگر کے لیے ہے تیر
زعم اپنے مین گو بیشۂ معنی کا ہو اشیر
تھے جتنے معانی و مضامین کے نخچیر

احمق سہے سو جانے سے قباحت جو کسو کی — ننھون نہو اور سیکے لڑے اوس کردہ تیر
سودا و کمین مین پڑی اوس کی ہی اڑاتی — تھے ورنہ بہم پیش از ین جون شکر و شیر
کہنے سے ہو گر کوئی نبی یا ولی کوئی — تو اوسکی خطا سے بری و پاک ہو تقریر
ممکن نہین پہونچا سے بہم رتبہ معصوم — بالفرض ہوا شعر مین خاقانی کا بھی پیر
سہو اور خطا ہے بشریت کا لوازم — انسان جو ہے ہر امر مین ہی مصدر تقصیر
پاک اپنے تئین جانے جو انسان خطا سے — بے شبہہ و شک جرم و خطا کا ہی وہ کیر
عیب دگران کے تئین ہر یک نگران ہے — کچھ اوس سے کسی شخص کی بڑھتی نہین توقیر
تیز ہی نظر عقل کو دی حق نے جنہون کے — عیب اپنے بجز چشم کے کندا ونکی ہی تنویر
آفاق مین جو عقل سے معذور ہین اونکے — اورون کی خطا جوئی پہ مصروف ہی تدبیر
حمق لینے سے اورون کی ہنر کو جو لکھی عیب — کیونکر نہ خطا بینون کا ہووے ہدف تیر
حال اوسکے سے اک شعر نظیری ہی مطابق — اسواسطے مضمون کو کیا اوسکے مین تحریر
یک عمر بکا دوستون کا عیب جہا گین — دشمن سے سن اپنے تو ذرا وصف کا تذکیر

اکمال بجھتے ہین معروف تیرے جسکو
کس نقص سے اوسکے تئین کرتا ہے وہ تقریر

اس قصہ کے لکھنے کا ہوا مصحفی باعث — تھا ورنہ دماغ اسکے کسے کرنے کا تحریر

گر خوب ہے اپنے سخن خوب کو بد جان
گو بد ہے سخن غیر کا کر اوسکی نہ تحقیر

ہر شیشۂ دل کے لیے ہے تیری زبان سنگ
تا چند رکھے گی یہ درستی تری تقریر

رکھے گا بنا تیغ زبان اپنی سے کب تک
ہر خاطر و ہر دل کو لگا زخم تو دلگیر

صد مرہم و بخیہ کے پے زخم دل خلق
تقریر تری چاہیے پیدا کرے تاثیر

گر فہم ہے تو اپنے تئین ہیچمدان جان
تا تجھکو جہان کے ہمہ دانون مین ہو توقیر

بالفرض اگر تو فلک فضل و ہنر کا
خورشید ہے کر ذرہ مثالون کی نہ تحقیر

جون ہو سکے تو نقش خودی کو تئین کر نیست
تا صفحۂ ہستی مین ہو قائم تری تصویر

کیسا ہی تو اچھا کہے اوسپر نہو راضی
کر سعی کہ ہو اوس سے بھی اچھی تری تقریر

زنہار طبیعت کو نکر حمق کا پیرو
کر عقل کو فکر اپنی کا تو راہبر و پیر

تعریف نکر آپ تو پڑھ کر سخن اپنا
ہے تجھکو قسم اوسکی جو ہے خالق تقدیر

دیگی جو تری طبع کی تئین خوبی معنی
سامع نکرے گا کبھو تحسین مین تاخیر

اور ہے وہ اگر پوچ و لچر واہی و بے ربط
تعریف سے تیرے نہ اوسے ہووے گی توقیر

تعریف نکر بلکہ سخن کے تئین کر خوب
تا خوب تر از خوب نہو لا نہ بتحریر

منہ پر ترے تحسین کرین ہیچ تری نفرین
ہو یہ حرکت گر کے تو زنہار نہ تشہیر

تبعیت نفس اپنی حماقت سے نکر تو
جو کوئی مرید اس کا ہے شیطان کا ہے مرید

۳۲

لازم ہے جو ہین جوہری بازار سخن کے — اب گوہر شہوار ہین تولین تری تقریر
اس لطف وصفا سے نکرین جوہری ہرگز — جسطرح کیے لعل وگہر تو نے گرہ گیر
فرمان بلاغت کی ہے پیشانی کا طغرا — اس نظم کے ہر مصرعہ موزون کی تحریر
جون زلف تبان اسکا ہر اک مصرعہ دلکش — ہیگا دلِ عشاق سخن کے لیے زنجیر
کیا طاقت وکیا تاب جواب اسکا معاند — لاوے بزبان اور کرے لکھنے کی تدبیر
دیکھے جو مخالف کوئی اسکو جگرا وس کا — دو ٹکڑے ہو کٹ کر یہ وہ برندہ ہے شمشیر
آنکھون مین احبا کے یہ ہے کحل جواہر — سیر اوسکی ہے اون کی سبب قوتِ تبصیر
اقلیم معانی مین ہے راقم ترا ڈنکا — عالم مین سخن کی تری گجتی ہے بم وزیر
شاہنشہِ اقلیم سخن ہے تو جہان مین — چارون حدین اوسکی تیری فرمان کی ہین زیر
ہے چار قب نطق وبیان وسخن وحرف — قامت پہ زبان کے ترے زیبندہ یہ تقریر
لیتا ہے ترا خامۂ فکر اون سے سدا باج — ہین تخت نشینان سخن جتنے مشاہیر
ہے طبل دوات اور علم خامہ ہے تیرا — معنی ہے سپاہ اور زبان ہے تری شمشیر
شمشیر کی تعریف تری کیا کرون جس سے — تو نے ہے کیا ملک سخن کے تئین تسخیر
ہے فارس میدان معانی تو وہ جسکے — خامہ کا فرس ران بیان کی ہے سدا زیر
ہے شاعری کی فخر وشرف طبع سے تیری — بجسے کہ معانی کو دیا خلعتِ توقیر

تاریخ قصیدۂ تضمین سودا

اس فن کو ہین قافیے سو آتے ہین اسمین | خامہ کی مرے کچھ نہین اس امر مین تقصیر
سب فارسی و ہندی ملا قافیہ اوسکے | کچھ تمیز اسے شاید کہ زیادہ ہون بہ تسطیر
ان قافیون مین آٹھ سوا اور کتنے ہین اشعار | کس طرح سے اسمین نہ قوافی ہون بہ تکریر
تکرار قوافی کے ہین اسناد کے خاطر | اس ذکر کو ان بیتون مین لایا ہون بتقریر
صائب سا ہوا کوئی تمام آفاق مین اوستاد | لائق ہے اوسے کرین کہون شاعر انکا پیر
اوس شاعر ساحر کے قصیدون کو جو دیکھا | رکھتی ہے بلندی معانی یہ وہ تقریر
پہونچے نہ جسے وہم فرشتہ کا بھی زنہار | ہر چند اوڑے عرش پہ ہو کر کے ہوا گیر
تکرار کو پر قافیہ کے حسن سمجھ کر | صورت کش معنی وہ ہوا از مانی تصویر
مضمون معانی کو بدل اوسنے کیا ہے | بعد ایک دو بیتون کے وہی قافیہ تحریر
اوستادون کے نزدیک نہین عیب کچھ اسمین | نادان ہے جو یہ عیب سمجھ کر کرے تحقیر
القصہ کہ جسدم ہمن نطق مین میرے | اس رنگ شگفتہ پہ ہوا گلبن تقریر
گلدستہ بنایا ہے طبع عقلا مین | گل لاکے گلستان طبیعت سے بہ توقیر
تا سکے تفرج سے تفرح کرین حاصل | جس وقت مطالع کرین یہ خوبی تحریر
ہر چند کہ وہ دستہ ہے تیرون کا یہ گویا | دیکھے سے اسے ہوتے ہین از بسکہ وہ دلگیر
اور مرتے ہین سن اوسکے تئین وہ کہ لگے ہے | ہر مصرعہ چسپت اوسکا جگر اونکا مین جون تیر
تیزی و صفائی کو قصیدہ کی مری دیکھ | ہاتف نے خطاب اوسکو دیا برش شمشیر
بہتر ہے کرون خاتمہ اسکا بدعا مین | کستی ہے اجابت نہ دعائیہ مین کرو دیر
تا جہل کو نسبت کرین ظلمت سے جہان مین | تا جلوہ گر آفاق مین ہے علم بہ تنویر

ز مصنف الکمل در شعر و سخن میرزا محمد رفیع المتخلص بہ سودا باتمام رسیدہ
میرزا فاخر صاحب
میرزا محمد رفیع المتخلص بہ سودا
بصنعت ... شروع شدہ
بانجام رسانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واللہ الموفق بالاتمام

بیت

هر که سخن را بسخن ضم کند	قطرهٔ از خون جگر کم کند

و بهمه دل آگاه ایشان روشن است جمعی که در فن سخن لبهای دریده و دهان دوخته کوس لمن الملک الیوم کوفته از دار الفنا بدار البقا پیوسته اند از آنها انحراف ورزیدن کار خردمندان نیست که نفوس نفیسه مذکوره علت غائی ایجاد سخن و صیاد مرغ معنی عرش مسکن اند و عقیدهٔ این هیچمدان نیز همین است جائیکه شاهباز خیال قدسیت آنها بال افشان است تا گنجشک طبعان را چه یارا که زیر سایهٔ او پر زنیم اگر میلان طبیعت کسی به سخن طرازی و نکته رسی باشد باید که شیرهٔ جان را در متابعت همچو کسان صرف نماید و ماورای این اگر با قلیم سخن پا گذارد و پهلونشینی اهل معانی دستش ندهد باید که درین راه بر نقش قدم آنها جبین ساید و پیروی کند تا از نشیب و فراز راه سخن لغزشی نخورده سرنگون نیفتد عیاذاً بالله اگر کسی سوای طریق آنها عمل آرد و بجز پایهٔ انفعال و رسوائی بدست نیارد و سر بجیب فرو بردگان این طائفه گرداب دریای بلااند زنهار بی آشنائی این ماهی سپرسی تماشای محو غرق نشوی و تلاطم امواج طبیعت آنها کوه را از جای می برد تا بکاه چه رسد اگر طبیعت کسی بر صفحهٔ قلم خورده

در بیان موجب نوشتن رساله فصل دوم در بیان اشعاری که میرزا فاخر
بر وخط کشیده اند فصل سوم در بیان اصلاح نمودن میرزای موصوف
بر اشعار استادان ثقه ماضیه فصل چهارم در بیان اشعار معترض
میرزای مسطور فصل پنجم در بیان اشعار معترض میرزای موصی الیه که بنده موافق
فهم ناقص خود دران دخل نموده فصل اول در بیان موجب نوشتن رساله

باید دانست که درین ایام سانحه عجیب و غریب روی داده لازم
که سخن طرازان روزگار و نکته سنجان هر دیار پنبه از گوش هوش برآورده
تحویل سامعه نمایند اشرف علیخان نامی مرد بزرگ از
خاندان عمده که آشنای دیرین این احقر اند از تذکرهای قدیم و جدید
بمشقت پانزده سال قریب لک بیت در تذکره خود تالیف نموده بخدمت
میرزا فاخر صاحب متخلص به مکین سلمه الله الواهب آورده و الحاح
و سماجت برای تصحیح بردند میرزا صاحب فرمودند که ما را دماغ نیست
خوب این کار را برای خاطر شما بشرطی قبول کنم که اشعار تمام شعرای
را از فیضی و غنی و نسبتی و ناصر علی و بیدل و سراج الدین علی خان
آرزو و میر شمس الدین فقیر گرفته یکقلم خط بکشم مگر تصحیح و انتخاب اشعار

فیض موهبت میرزا صاحب که درین فن استاد اند مثل ایشان درین
جز و زمان و درین شهر صاحب کمال دیگر نیست برای تصحیح بردم تمت کلام خان
مذکور را ول بدل خفه شده ابای این معنی نمودند که صاحب را بالشیخ آیت الله صاحب
چکار ذکر اوشان درین نوشته خوب نیست که از آشنایان بنده
و استاد مسلم الثبوت اند چون میرزا فاخر صاحب مقرر این معنی برای
تفاخر شدند ناچار بمهر خود موافق درخواست اوشان او نوشته داد و بعد
از مدت مدید چون بسمع خان مذکور رسید که اشعار چیده چیده از تصانیف
استادان سابق و حال که دران جریده مندرج بودند همه را قلم خورده
و مشکوک ساخته بل اکثر جا ها باصلاح پرداختند سراسیمه گشته از خود رفتند چون
بهوش آمدند باضطراب تمام نزد میرزا فاخر صاحب حاضر شدند میرزا
این صورت ملاحظه فرموده تبسم می نمودند و خان مذکور نتیجه سماجت سابق را
برعکس دیده در طلب تذکره به بیدماغی پیش آمدند آخر کار از حضور فیض گنجور
میرزای موصوف آن اجزای را بخانه آورده چندی گوشه نشینی ورزیدند و
مشغله صاف نمودن اشعار قلم خورده شب و روز بسر می بردند درین ضمن
هر آشنای که بخدمت خان مذکور می رسید و مستفسر احوال بر نیامدن خانه

۳۶

یکپای مردی میخواهد چندان دور نیست بنده را معاف فرمایند چون کلمات التماس نمودم
خان مذکور این شعر خان آرزو بر زبان آوردند شعر آید بحال ذائقهٔ خویش گریه‌ام
یک لکّهٔ شاهی بامزه در روزگار نیست ٭ بعد از خواندن شعر فرمودند که مگر صاحب را
خبر نیست این نامبرده یاراکی بخاطر می آرند هرگاه گرد بر آفتاب تابان انداخته
در حق شمس الدین فقیر چنین می فرمایند که در رسالهٔ عروض او پنج و شش جا غلط
فاش بر آورده ام و بر اشعار شیخ آیت الله صنع اعتراضات وارند و اشعار نورالعین
واقف اکثرها اصلاح مینمایند و اشعار صانع و دیگران را سهل انگاشته میفرمایند
که دیده و نادیده خط کشیدن بر اشعار ایشان موقوف نمودم چون خان موصوف
چنین فرمودند بنده بدرشتی التماس نمود عجب حال است هرگاه پیش میرزا
هیچ کسان اعتبار ندارند تا بمن هیچمدان چه رسد طالب انصاف از بنده دور از
دانائی صاحب است غرض با وصف اینهمه فهمایندن آن اجزای قلم خورده را
بجبر او قهر او پیش احقر انداخته کبیده خاطر برخاسته بخانهٔ خود تشریف بردند چنانچه
درین ایام گاه بیگاه که این عاصی سیر این ابیات نموده در جمیع اکثر اشعار
شیخ سعدی و امیر خسرو دهلوی و مولوی روم و مولوی جامی وغیره اساتذهٔ
قدیم و جدید که منتخب و برگزیدهٔ عالم اند قلم خورده بنظر در آمده و بسبب نارسائی

والله اعلم بالصواب

فصل دوم

در بیان اشعار اساتذه که میرزا موصوف برو خط کشیده اند در و قبول نموده

حضرت امیر خسرو علیه الرحمة

مولانای روم علیه الرحمة

از تو به تو آمدم به زنهار [illegible]

ای خداوند یکی یار جفاکارش ده / دلبری عشوه گری سرکش و خونخوارش ده

تا بداند که شب ما بچه سان میگذرد / غم عشقش ده و عشقش ده و بسیارش ده

لکن هر دو شعر در اکثر تذکره با نام مولوی روم ثبت است و زبان زد عالم همچنین است و میرزا صاحب میفرمایند که این هر دو شعر از مولوی روم نیست [illegible]

قابل خط [illegible]

۳۸

تو ای صنم که مرا در دلی چه سود ازین	که در میان من و دل هزار فرسنگ است
آنچه من دیدم و من میکشم از درد فراق	که شنیده است که دیده است و کرا پیش آید
ز انسان شده ام خوار به پیش تو که هر چند	از جور تو کردم گله انکار نه کردی
من اشک بیدلان را خندهٔ پنداشتم روزی	کنون برسید به تلخی که من میکاشتم روزی
گویند که از خوبان بدنام شدی خسرو	دل چون نکند فرمان خسرو چه کند آن را
کرشمهای تو از بسکه هست رنگ آمیز	نه آشتی تو داند کسی نه جنگ ترا
خسرو که سوختست و همی دل دلش دهید	دان دل که سوخته نبود آتشش دهید
ندانم مر ترا در دل چه افتاد	که دادی صحبت دیرینه بر باد
تغافل کردنت بی فتنه نیست	فریب صید باشد خواب صیاد
سخن باقی و شب در گفتگو رفت	سپیده دم دمید و مه فرو رفت

سعدی علیه الرحمة

بر من که صبحی زده ام خرقه حرام است	ای مجلسیان راه خرابات کدام است
آرزو میکشدم با تو دمی در بستان	یا بهر گوشه که باشی تو که خود بستانی
چون تنگ نباشد دل مسکین حمامی	کش یار هم آواز بگیرند بدامی

مولوی جامی علیه الرحمة

[illegible]

[illegible]

شود از دیگران در خشم و بر من دامن افشانند | غبارے در دل از هر کس که دارد بر من افشانند
تابوت من آهسته ز کویش گذرانید | چون نیست امیدی که بیایم دگر اینجا

مولانا فسری

آئی و بگذری و بمن هیچ ننگری | لے جان من فدای تو این نیز بگذرد

نعمت خان عالی

شد گل رویش مگر از روی گل گلرنگ تر | از نوائے بلبلان شد ناله میر آهنگ تر
هر لحظه زبس آمد و رفت تو در انجاست | در بستر هر برگ گلے جای تو گرم است
گل اشک چشم و لاله داغ دل سنبل پریشانی | گرفته هر کسی در عشق چیزے یادگار از من
اگر نشست عالی یار من شکوه نتوان کرد | که دارد از غرور ناز معشوقانه عار از من
واعظان منع شراب از دو سه حرفی کردند | قفل ابجد بگر فتند و میخانه زدند
قدر و قیمت نیست هرگز مردم بی فیض را | عاقلان عبرت ز نخل بی ثمر باید گرفت
صد قسم گر بخوری یک سخنت نیست درست | زانکه دیدیم بیک حرف تو پنجاه غلط
با رخ و زلف تو کار است چه می باید کرد | آفت لیل و نهار است چه می باید کرد
به غیبت هر که حق آشنائی را نگهدارد | الهی هر کجا باشد خدا یا شد نگهبانش

تنهیعای ...

امینای یحیی

میر صید ... حسین ... تخلص نجابت

۳۹

میرزا صائب

سراج الدین علی خان آرزو

کہ کام عاشق ناکام میتوان داد	بغیر بالکہ دشنام میتوان داد
ہرگز نبوده است باین رتبه حسن خط	ما سر بسر قلمرو ایما دیده ایم
گر بشنوی از دو سه حرفی چه میشود	صائب چها شنید ز من دردهای تو
آنکه دارد اعتماد خیرگی بر چشم خویش	سخت مترسم دو چار آفتاب من شود

حکیم شیخ حسین شهرت

نشد هرگز کسی محسود من از مردم دنیا	اگر کردم حسد بر تارک دنیا حسد کردم
سودای بار محنت وصل تو درگرفت	بیدرد نرخ جور و جفا را گران مکن
پیش چون خودی هنگام عرض مطالم	زبان خویش را الکن ندیدی کاش میدیدی
برنگ موی چینی میدهم جا در دل خویشش	اگر از زلف یار افتد بدست من سر موی
گدائی را به نخوت میکند امروز درویشان	چه میکردند اگر میداشتند این قوم دنیائی
پریشانست بوی نافه هر جا میروم شهرت	نمیدانم گره از زلف ما کاکل کشاد امشب
گرفتم بوسه از لعل لبش دشنام میخواهم	که من کار نمایان کرده ام انعام میخواهم
نام صاحب جوهران از کار فرما شد بلند	شاهدی از بهر این دعوی به از شمشیر نیست
عشق چون کامل عیار افتد کند ایجاد حسن	کوهکن معشوق را از سنگ پیدا کرده است

محمد قلی سلیم طهرانی

انگه بر ما گل همی زد پیش ازین از دوستی | میزند اکنون بچوب گل من دیوانه را

نگاه باغبانم می پرستم لاله و گل را | کنم چون موسی پیغمبر زیارت شاخ سنبل را

نمیکشد به چمن طبع پرغرور مرا | شراب می کشد اینجا گهی بزور مرا

سلیم یار فراموشی عشق را نازم | که خاک بودم و بفروخت چون عبیر مرا

ز بلبلان گلستان سلیم صد فریاد | که از بهار نکردند با خبر ما را

ای باغبان بجان تو ما آزموده ایم | از نکهت گل است علاج زکام ما

به معشوق کسی هرگز ندارم میل آمیزش | به بلبل میدهم گل را اگر در دست من باشد

رسید کار بجایی ز عاشقی ما را | که در قبیلهٔ ما هر که بود مجنون شد

از گرفتاری چرا نالم سلیم | فکر آزادی چو در اندیشه نیست

ز ناز و غمزه دران چشم هرچه خواهی هست | ولی چه سود اسیران نگاه میخواهند

گرم آتشبازی ام چون دید در طفلی پدر | گفت این بدبخت مشق عشقبازی میکند

گرفتم اینکه دهد وعده شاهد امید | دماغ کو که کسی صرف انتظار کند

آن لب سلیم آب بقا را شهید کرد | خونهای خلق کهنه شد این خون تازه ایست

وا دارد اید وست ز تو شکوهٔ بسیار سلیم | آه اگر مهر خموشی ز دهان برخیزد

درکی قمی

کرده ذوق پنجهٔ کرم طلب بازم مرا
شوق گل با قفس آورد به پرواز مرا

هنوز عهد تو هر دل که بود پر خون شد
ستم ز کار دوی وقت بنام گردون شد

دانای کشمیری

نگاه حسن نمک از عاشق دریغ نتوان داشت
درست اگر نبری غم بوسه بسیار است
نقاب معترض نگردد و رق نازکی گل
لب گستاخ رساندن بهیچ ادب ستم است
اضطراب اهل سخن عیبست نا چون هلال
مصرعهٔ برجسته باید که پس پای رسد

دروی که می کشد دلم از انتظار وصل
داند کسی که بر سر راهی نشسته است
گره شد بر تو از تنگی جا ایم شمع تابان را
نگین یاقوت احمر گشت آخر این نگین دان را

درویش دهکی

برنگ دیگر امروزم نصیحت میکند ناصح
مباد اول ز دستش برده باشد دلربائی من
هنوزم پیش آن که اعتباری هست ای همدم
که شب لب واست با اغیار و پنهان میکند از من
افسوس که کار مشکل افتاد
قتلم برضای قاتل افتاد

میر رضی دانش

می نخور چند انکه نشناسد ز گل گلچین ترا
پاسبان حسن پاک خویشتن بودن خوش است
چند بر هفته کنم خون دل میخواران
شب آدینه همین در رمضان می بایست

داود تنبولی

بیتو از شعلهٔ آه دل دیوانهٔ ما
سیل دودی شد و برخاست ز ویرانهٔ ما
افتاده بکف زلف تو و کام گرفتیم
شب بر سر دست آمد و آرام گرفتیم

فقیه دردمند

نامه ام را بار نتواند کشیدن بال پیک
بسته ام بر ... خواب ۱۲

فصل (۲۳)

شیخی مشهدی

رضی الدین بیشاپوری

رفیع اصفهانی

رضای ... هروی

دل جان سپرده لبسکه طپید است در برم	من خوش بر این گمان که قراری گرفته است

میر رضی ارطانی

باور مکن که از تو دل آزرده میروم	جنگ مزاج صلح تو هیچ اعتبار نیست
چه دوستی است با آن سنگدل رضی دیگر	چه دشمنی است که با جان خویشتن داری

رضای کاشی

نیاز عاشقان معشوق را در نازمی آرد	تو سرتا پا وفاداری ترا من بیوفا کردم

سعد الدین راقم

نه آزار دل من یکسر مو کم نمیگردد	ستمگر بیوفا برگشته مژگانی که من دارم

میر محمد زمان خان راسخ

ز گلگشت چمن بیرون چو آن سرو خرامان شد	گشاده بال قمری سرو را چاک گریبان شد

حسن بیگ رفیع

ز جور یار چه گویم مثل که بجیل است	بلطف او ستم روزگار سے ماند

سلمان ساوجی

دعوی زهد تو آن روز مسلم دارم	که روی بر سر آن کوچه و هوشیار آئی
شکل صنوبری که دلش نام کرده اند	سلمان بیاد قد تو در بر گرفته است

میر نظام الدین مجلسی

[illegible]

سیفی بخاری

[illegible]

میرزا سلیمان حاجبی

اگر ز دل ... [illegible]

حاجی فریدون شائق

[illegible]

میر سنجر کاشی

[illegible]

محسن ...

[illegible]

سرخوش

مخمور

رباعی شاه بو علی قلندر

محسن سیرقی

دلِ محمود شد اسیر ایاز ز پریدن کبوتر همه تن در اضطرابم	کار خود کرد عشق بنده نواز که کجا نشسته باشد بکجا رسیده باشد

سالک قزوینی

زان لب که مرده را نفسش آب زندگی است حسرت مرا گداخت که چون جذبهٔ وفا دل سر از زلف بر نمیدارد از پی قتل چون منی وعده چه میکنی مکن بعتاب لبت مشغولم سان که خواهی شد همچو دور افتاده تا گه بیار خود رسد بیهوده مزن لاف محبت که نداری	دشنام خشک هم بدعا گو نمی رسد دست پسر گرفته بدست پدر دهد این طلسم شکسته چون بستند بند قبای خویش را خاطر خود گره مزن که در هر گوشه از چشم تو افتاده است بیماری دست تا در گردن من کرد تیغش خون گریست آن سوز که بی منتِ پروانه توان ساخت

میر سیادت لاهوری

چو آفتاب لب بام آخر عمر است	رسید بر سر ناخن حنای عشرت کن

شد سینه بصد چاک ز تیغ ستم او	بیرون نشد از سینه بصد چاک غم او

میر شاهی

ز جهانیان ندارم بکسی جز از تو الفت	تو هم از دری برآئی بسد بکسی سلامت

شرف جهان

سگ کویش اگر آزرد ما را نه و نی رنجم	میان همنشینان گفتگو بسیار می باشد

شاپور

کم کن ای شاپور از زنار زلفش گفتگو	این سخن ها آدمی را زود کافر می کند

شانی تکلو

نکشم ناز دلبران چکنم	طور من عاشقانه افتاده است

حیدر شکوئی

شیخ بهاءالدین عاملی

۴۵

کمال الدین ثنائی

دل داد و جان ازان لب شکرفشان گرفت
جان تمام داد و عوض نیم جان گرفت

شرف الدین علی پیام

اگر نه بیت شام باغبان است
دوش

رباعی

بیدل به تلاش رزق آماده مباش
در زمرهٔ کائنات دیر ... گذشت وز چار ...
زان تنگ بخود ... قبول جز غم باش

رباعی

... سوی فطرت مردانند
در معبد شوق بی خبر ... فردانند
یک ره خبر از آتش کاغذ زده گیر
تا سوختگان چه بی سر گردانند

رباعی

بیدل بوجود بندگی توام باش

دوش گفتی که رقیب از تو شکایت دارد	هرچه خواهی تو بگو غیر چه طاقت دارد

باقر کاشی

حیران خودم که از چه جنسم	من هیچ باین و آن نمایم

مرزا بیدل علیه الرحمة

عشق گاهی قدردان درد پیدا می کند
دل جمع این زمان چه امکان است
زجیب هر قطره آغوش می چکد اینجا
عنقا سر و برگیم مپرس از فقر ما هیچ
نشناخت گوشه دل از دیر و حرم نمے رسد
زد وزد در غم حسرت شب بگوی نومیدی
ازین عبرت سرا گفتم چه بردند آرزومندان
آنجا جواب نامهٔ عاشق دریدن است
همه عمر تو قدح زدیم و نرفت رنج خمار ما

بیستون تا حشر اگر نالد و گر فرهاد نیست
ریشه گل کرد و رفت دانهٔ ما
بیا که جای تو در چشم دوستان خالیست
عالم همه افسانهٔ ما دارد و ما هیچ
سر بهزار سنگ زن در دو جهم نمی رسد
روز آن شبم اینست طرفه زندگانی هاست
حقیقت محرمان گفتند داغ آشنائی ها
بیهوده انتظار خبر مے کشیم ما
چه قیامتی که نمے رسی زکنار ما بکنار ما

رباعی

رباعی

رباعی

رباعی

بیدل عمریست کز طلب در بدریم | در معنی تحقیق همان بی خبریم
صد پرده شگافتیم و چیزی نگشود | اکنون بر خیز تا گریبان بدریم

شوکت بخاری

خطی که بیاقوت تو نظاره پسند است | گردیست که از آمدن خنده بلند است
کی بود طاقت آغوش من اندام ترا | میگذارد چو شکر آب نگین نام ترا
کسی می سنجد آن دندان و یاقوت لب او را | که از شبنم بود سنگ و زبرگ گل ترازویش

خان آرزو در اول مصرعه این بیت چنین دخل کرده اند

نه سنجد گوهر دندان و یاقوت لبش آنکس | که از شبنم بود سنگ و زبرگ گل ترازویش

میرزا صاحب بعد از خط کشیدن تذکرهٔ مذکور بدستخط خاص نوشته اند در هر دو صورت معنی ندارد و بر ارباب فهم روشن است که بهر دو صورت بدی معنی ندارد و در دخل خان آرزو ترقی معنی است

غنی بیگ قبول

از سر ناز گفت باید دید
پسر دوم از جفای او سر کاش
در مقام ستیزه گوید باش

شیخ آیت الله ثنا

مردیم چون کنیم که باید بخلق ساخت

شیخ محمد علی حزین علیه الرحمة

میرزا صاحب بعید است از فطرت

چون رگ یاقوت در نعش بود مهر سخن
فتنه گردان نرگس فوخیز را گرداوری

سید اشرف

ابر ... دار ... از عشق دیگران گذاشته ... اند
شعر را موقوف داشته بلکه موقوف ... اشعار

لب یاقوت او ساز خجل لعل بدخشان را	خط ریحان او در دام آرد ماه تابان را
نه آنم کز جفای عشق آسان دست بردارم	بدامان قیامت می برم چاک گریبان را
دل را به نهان خانهٔ دیدار فرستیم	این نامهٔ سربسته بدلدار فرستیم
داغی خوشی اوفتاد ز عشق تو بدستم	این لاله بآب ایش و دستار فرستم
بجفات دل نهادم بکن انچه میتوانی	چکنم نمی توانم ز تو احتراز کردن
هدف سینهٔ من ناوک مژگان از تو	سخت جانی ز من و سستی پیمان از تو
طفلی که ز مستی نشناسد سر و پا را	از بی سر و پایان چه خبر داشته باشد
ز هجران دیده ام حالی که کافر از اجل بیند	خدا کوتاه سازد عمر ایام جدائی را
اگر از دیدهٔ اشناسی زمان مستوری	خوش بیا ساسی که از جمله بلا ها دوری
یک وش نیست جان کندن ای غافل	خاک ره گردی اگر تاج سر فغفوری
من آن غارتگر جان می پرستم	غم جان نیست جانان می پرستم
سند کز تو کنم عهد جوانی	که پور پیر کنعان می پرستم
من سرگشته دور از کوی جانان خانه دارم	دل آنجا دلبر آنجا مدعا آنجا امید آنجا

آنجا میرزا صاحب عقل مصاحب بعد از خط کشیدن بر اشعار او ستادان در
تذکرهٔ مذکوره بخط خاص نوشته اند عجب حالیست که مولف تذکرهٔ شعر بلند

ثنائی

ساطع

با مهر و محبت تو جفا پیشه چه دارے	رو داغ بجانے نه و خون در جگری کن

سبحان الله این هر دو شعر حالتی را بلند رتبه دانسته در تذکرهٔ مذکور بخط خود نوشته اند در هجو شعر رتبه دار او خط کشیده اندا نیست کشیده تیغ و سر حالتی بفتراکش خبر دهید کزین ره چنین سوار گذشت **فصل سیوم** در بیان اصلاح نمودن میرزای مسطور بر اشعار شعرای حال و استقبال **میان نور العین واقف** ساکن پٹیاله

دیدم سحر ز مرغ چمن زاد در قفس	نالیدنی که زلزله افتاد در قفس

میرزا صاحب در مصرعهٔ ثانی بلفظ بیتابی تصرف نموده میفرمایند که ناله تعلق بشنیدن است نه به دیدن حالانکه شعر محسن تاثیر که از استادان ثقه و مسلم الثبوت و زباندان و از اعزهٔ ایران است سند شعر واقف است

محسن تاثیر مے فرماید

اثر ناله ام آخر به قفس آتش زد	کس چنین نالهٔ مرغان گرفتار ندید

و جناب فیض مآب حضرت شیراز خواجه حافظ نیز می فرماید

این چه شوریست که در دور قمر می بینم	همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم

۴۹

غنی بیگ

اشرف

مهر خود را از تو لب سیب مهر کی خواهم برید	تا جوانی عاشقم چون پیر گردیدی مرید

میرزا صاحب مصرع اولین را چنین فرموده اند

ای بت بی مهر قطعاً از تو نتوانم برید	تا جوانی عاشقم چون پیر گردیدی مرید

ازین اصلاح شعر نزد یک زبان دان از پایهٔ سلاست افتاد و بجهت تناسب الفاظ قطع و برید که لازمهٔ زبان میرزا صاحب است هرگز مزاج ایشان بر حسن تکرار لفظی نرفت

میرزا خلیل

شنیدن به تیور فت از یاد و دیدن شد فراموشم	چو می آئی همه چشم چو می گوئی همه گوشم
میرزا صاحب چنین در مصرع آخر اصلاح فرموده اند	چو می بینی همه چشم چو می پرسی همه گوشم

چون مزاج شریف ایشان بفراهم آوردن الفاظ متناسب بسیار راغب است چنانچه در شعر بالا اشعار رفت لهذا مصرعهٔ آخر را چنین اصلاح فرموده اند

جائیکه چشم و گوش است بینی چرا نباشد	گو صورت معنی از صفحهٔ عبارت حک شود
میرزا صاحب را هیچ پروای نیست لوله	دوستی پایدار بایستی

مولوی روم

قیمت ۵۰

شاه را بسیار خوش آمد و مبلغی بعد و سیورغال برای او مقرر کرد مثنوی شیرین و فرهاد
خوب گفته تخلص صفائی گوهر و سلاست آب کوثر دارد **اشرف علیخان** از
ریاض الشعرا از سفینه و متخلص شیخ محمد علی حزین این قطعه را مع احوال در تذکره خود ثبت نمود

یکی شوریده باغی داد ترتیب	نمودی از ریاحین زیب و ترتیب
ز آب دیده بیرون گلشن را	ز گلها مژده دادی بلبلش را
گهی مشاطگی کردی چمن را	گهی آراستی سرو چمن را
گهی خاشاک چیدی بهر بلبل	که سازد آشیان در پهلوی گل
چو شد آراسته از گل بهارش	فروزان گشت طرف لاله زارش
که ناگه تند بادی چون صرصر	برآورد از کمین گاه بلا سر
چنان نگشود بیرون دست تاراج	که گلچین را بجای کرد محتاج
فلک نگذاشت کز گلهای باغش	ببوی آشنا گردد دماغش

اعتراض میرزا فاخر صاحب این ست ترزیب از لفظ
زیب ظاهر برآورده اند چنانچه مریب بمعنی آراسته میگویند غافل اند
که چون اصلش که زیب است لفظ فارسی است مریب و ترزیب چگونه
درست باشد چنین لغزش در کلام ناآگهان بسیار است چنانچه مؤلف و
مرغن افسوس که رفته رفته اهل علم را هم آگاهی بعضی اوقات نمیشود کلام مکین

51

وسوای این شعر ملا محمد سعید اشرف است که مرزا از زمرهٔ مفت خوران
مائدهٔ سخن او خود را میداند

اشرف

همچو رخسار مزلف دلبران تازه خط	مصحفی گر می نوشت آنهم خط خوانا نداشت

سرور خان عاقل

گواهی میدهد عالم بوحدت ذات بیچون را	که خاصیت کجی باشد ز چندین جزو معجون را

میرزا صاحب درین باب معنی این شعر چنین میفرمایند که بدستخط خاص در تذکره مذکور نوشته اند چه نویسیم مولف زاد فهمه ملتجی شده که اشعار بی رتبه را خط نکشم سخن شناسی گو که سستی این بیت مرحومی را بفهماند و انصح باید تلاش در عرصه عبارت از چنین تشبیهات بارده میگیرند مرزا ذات بیچون را تشبیه بمعجون داده و اهل عالم را اجزای آن گفته هرچند معجون بمعنی آمیخته شده آمده اما بنا بر عرف خالی از سوء ادب نیست متتبع میفهمد این قسم تشبیهات بمفهوم را اهل کمال در کلام نمی آرند مگر جایی که غرض تشبیه بقبیح باشد مضایقه ندارد و عجب معجون بی نشه بود علیه الرحمة والغفران نفهمید که سررشته بکجا میکشد تنها معجون قرار دادن ذات بیچون را تعالی شانه عما

پی سا نبرده از مصنف اجزای معجون را بعالم که خلقت آنها از عناصر است مناسبت داده است و خاصیت معجون را بوحدت سخن پیش پا افتاده را از نظر دور سودای بچشم فهم ملاحظه میکنند و در تفضیح مصنف و مولف عبارت آرائی [illegible] موجب تضحیک سخن ایشان است بنا بر نافهمی او خود در مصرع شاعر سوء ادب [illegible]

عاصی این است که اصلا بکنه مضمون مصنف [illegible] تمام شد کلام [illegible] کلامه و اعتقاد این [illegible]

۵۲

[illegible]

نخواهد بود و درین مقام فائده نخواهد بخشید با اینهمه رسائی فهم اعتراض های بیجا بر اساتذهٔ مسلم الثبوت دال بر ذکاء طبع وقاد است و لفظ معجون بمعانی تعفیک مستعمل زبان اهل هندوستان قباحت است مغل بیچاره چه میداند که در هندوستان قباحت است **شیخ ناصر علی علی تخلص** که از جملهٔ خوبان روزگار است و اکثر صاحب تذکره اور آبروی شعرای هندوستان نوشته اند و میرزا معز فطرت و سرخوش و دیگر شعرای عالمگیری و بهادر شاهی پیروی او دارند در حق او میرزای موصوف چنین میفرمایند انصاف را چه پیش آمد چرا مانند بعضی اشعارش حکم المعنی فی بطن الشاعر پیدا کرده و مصنفان را چه شد برای چه بصورت اکثر الفاظش ترکیب لایعنی بهم رسانیده هیچ نمیگویند میرزا صاحب مرحوم یعنی جناب مرزا صائب را این حالت رسیده که مورد چنین کلمات شود

از هوش ربوده اند **مکین** هرزه درایان	خیر است چرا اینهمه بیهوش نشستی
شور زغن و زاغ بلند است درین باغ	ای بلبل خوش لهجه چه خاموش نشستی

عاصی گوید فی الواقع این بلبل خوش لهجه سزاوار همین که با زاغ و زغن طرف نشود و در حق چنین میرزا صائب که اشعار او را میرزا فاخر صاحب خط بکشند و اصلاح نمایند ناصر علی اگر این مقطع گفت گفته باشد چه مضایقه است ناصر علی شخصی است

٥٣

حسن مطلع ملاحظه نموده مصرع اول شعر او را سست انگاشته باصلاح پرداخته حاضرجوابی او را انجاک سیه برابر ساخته وبکنه معانیش رسیده که جواب مدعی را بچه خوبی بیان کرده اند که روح ناصر علی انظر و بنظر الانصاف بگویند محل انصاف خواستن میرزاست شیخ آیت الله ثناغزلی خوب گفته این است

دل از پیالهٔ قسمت عبث خروش کشد — ز دُرد و صاف رسد آنچه کو خموش کشد

غمت بلذت شادیست خاص کامی را — که پیش قسمت خود را بذوق گوش کشد

شکست و خاست وچو بوی گلم ز ضعف ننا — مگر نسیم کنون تا درت بدوش کشد

چه آید از پس دیوار تنگ تنگ پا سے — چراغ در نگه سر ز راه گوش کشد

بچار سوی غم آبادم آن کدام رهست — که سر بکوی فرح بخش میفروش کشد

چه میفروش که حکم ار دهد بغاشیه اش — ملک ز پایهٔ عرش مجید دوش کشد

چنان ز مصرع صیدی بشور سیم ثنا — که نفس ما نتواند کسے خموش کشد

میرزا صاحب موصوف در مصرعی که لفظ نیش و نوش یکجا بسته شده سے گویند که نیش کشیدن بمعنی خوردن درین بیت شده چرا بجای آن زهر نگفته که زهر کشیدن مستعمل است و هم صنعت طباق که دران ست فوت نمیشود عاصی گوید مراد مصرع ثانی آن ست که شاعر هر را مثل نیک

دو سه روز نیست که نرفته نگه دیر بیرون است	تا تو الی زمین آمد نگاه باشد گاه سری

میرزا صاحب مصرع ثانی را بجای لفظ نادان لفظ با اصلاح داده و مزه لطف نهانی سابق کم برابر ساخته و در مصرع آخر ... بجای لفظ تو الی لفظ خطا سه ... واستدلال ... صنعت ... میگوید که از دو سه روز که نگاه دزدیده است پیش از این ... بظهور آمد که نکرده حالا چه گناه از من بوقوع آمد که نگه میدزدد و این اراده شیخ علیه الرحمة از لفظ دو سه روز پیدا است سخن فهمی ... باید که ... اراده مصنف بر دو ایشان لفظ گناه و خطا که برزبان عوام یکجا مستعمل است از زبان آنها برداشته اینجا اصلاح نموده اند و مرتبه شعر را از اعلا علیین تا اسفل السافلین انداخته است وله

ز مرد کار دل روزگار میلرزد	اگر چه راست کنم کوهسار می لرزد

میرزا صاحب قافیه مصرع اولی که روزگار بود آنجا که کوهسار اصلاح داده اند و قافیه مصرع ثانی که کوهسار بود آنجا روزگار ... سخن فهمان که از لطف سخن بهره دارند واضح است که کار به روزگار تعلق دارد و استواری کمر بکوهسار این نفهمیده اند ع هر سخن جایی و هر نکته مکانی دارد

	وله	

۵۵

... از ابو الفضل و فیضی می دانند ... چه پیش بردند که ایشان تصنیع بی ... رسیده اند و سبحانه تعالی بهر کار یک شخص را اعتبار ساخته ... اسکی طرف او گشتن کار جهل است ... عوض این سخن خود را بنظر فهم ... نموده که معترض میرزا ... پخته گشت فی الحقیقت ... مصداق اصلاح میرزا ...

فصل چهارم

در بیان اشعار معترض میرزا ...

عاصی می گوید لطف از معنی این بیت پید. انیست غرض که بوهم عاشق را
راستی باید وداد لاکن از یاد دادن راستی شاه گدا. گشیتود و کجکلاهی
بر معشوق بر آرنده ست اگر مراد از راستی کلاه است لطف ندارد وله

زنان سیستان و در جهان را صلا دهد ۔۔ ساقی گرفت ساغر مرد آزمای را

عاصی می گوید اول دعوے مردمی بر زنان سیستان ثابت کنند و بعد ازان
بر ساغر مرد آزما صلا با نها دهند آن بیچاره ها کجا دعوے مردمان دارند
و کسیکه ساغر مرد آزما بدست دارد باید که صلا آبانها دهد که دعوے مردمی
داشته باشند نه بزنان سیستان ولفظ آزمودن هم همین سخن خواهد
چنانچه این شعر نظیری نیشاپوریست.

کار نظیری رضا غم خوردن و خوش بودن است ۔۔ دارم می مرد آزما خوش باد شیخ و شباب را

مدعاے نظیری علیه الرحمة ازین بیت اینست که در رضاے الٰهی کار نظیری
غم خوردن و خوش بودن و همین را می مرد آزما قرار داده پس خطاب میکند
بشیخ و شاب که هر دو را دعوی این معنی ست نه قسمی که میرزا گفته اند که
ساقی بر ساغر مرد آزما صلا بزنان سیستان دهد زنان سیستان
کجا دعوے مردمی دارند و شیخ ابوالفیض فیضی هند مے گوید

از مدارا گرچه کام دل نشد حاصل ولی	خاطر یار و دل دشمن بدست آید مرا

ارادهٔ میرزا ازین بیت چنین مفهوم میشود یا چنین می خواست که ترک تمنا از دل بکنم پس منکه مدارا کردم یعنی قبول این معنی نمودم کام دل من حاصل نشد و دشمن و یار هر دو از ما راضی شدند لاکن عاصی میگوید هرگاه خاطر یار و دل دشمن بدست آمد حصول کام دل کدام عقده باقیمانده درین صورت هر تمنا که عاشق در دل داشته باشد می تواند برآرد چنانچه تشبیهی کاتبی میگوید

کام دل حاصل شود خاطر بدست آورده را	در رضای یار تشبیه حصول مدعا است
آفتاب و ذره در روزن بدست آید مرا	یار و غیر چشم من کردند با من اختلاط
	هرچند آفتاب و ذره در روزن یکجا بهست

آورده‌ن خالی از خروق عادت نیست تاهم لطف معنی سوای لف و نشر مرتب ازین شعر مفهوم و معلوم نمی شود و له

از تو شمشیر و ز خود گردن بدست آمد مرا	پا بهرجانب نهادم در شهادتگاه عشق

ارادهٔ میرزا چیز دیگر خواهد بود که بفهم ناقص میرسد و معنی تحت لفظی اینست که میرزا در شهادتگاه عشق بهرجانب که پای نهادن در شهادتگاه چنین پیداست که چندین شمشیر و چندین گردن بدست آمدند ندانستند که اینجا لفظ بدست آمدن موقع نیست محل

۵۷

همچنین باشد اگر قدح بود و دل من درین بزم و شگفته رو است صبا مانند قدح او را شگفته ساخت و درینصورت نقطهٔ بیکار است و اگر اراده بطرف ذات خود است یعنی شگفته رو است صبا چون قدح مرا شگفته ساخت پس دل من بیکار است

ولہ نمکین

قرائن اہل خرابات و خانقاہ یکیست
دو جادہ گر بہ بیابان فتادہ راہ یکیست

عاصی گوید

فرق اہل خرابات را با اہل معتکفان خانقاہ [illegible]

مصرع ثانی [illegible] مصرع اولی از لفظ طرق [illegible] ساختہ اہل خانقاہ [illegible] شراب می خورند [illegible] خرابات [illegible] اہل خانقاہ [illegible] نمود [illegible] و اگرچہ [illegible] صاحب [illegible] این بیت [illegible] عاصی [illegible] بااعتقاد [illegible] راہ [illegible]

مشتاق او بودیم نہ مشتاق تو ولہ نمکین

نغمہ ہای نی مضطرب بہ بزم غیری بیش	رود بہر من عذاب دوزخ در روز حساب

اول اینکہ بہ بزم غیر رفتن چہ لازم و دیگر آنکہ در بزم غیر معشوق خواستن چہ در از غیرت عشق است و ہر گاہ در ان مجلس خواہد بود دیگران ہم نظارہ خواہند نمود با او مشغول اختلاطی خواہید شد گفتار عاشقان غیور این است چنانچہ در بیتی میفرماید

غیرت از چشم برم روی تو دیدن ندہم	گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

ولہ نمکین

سخن پنہان من گر دو سرت گردم مگو قاصد	کہ از بہر رقیب آن نامہ پنہانی نوشت است

عاصی می گوید

بمشورہ قاصد نوشتہ باشد کہ اظہار نماید پرسیدن شاعر کو رسواد از قاصد بیجاست اگر پیام زبانی بقاصد می داد پرسیدن آن راہ بدیہی میداشت و از مضمون نامہ قاصد کی اطلاع میدارد کہ از و بپرسد چنانچہ اوستاد است بیت اوستاد

چون نامہ بران میروم از شہر بہ شہری	با من خبری ہست و مرا ہیچ خبر نیست

[illegible]

سبے کز نازکی باتبسم بر نمی تابد	سخون علطم که امروزش بدشنامم آشنا کرده

نمکین

کجا روم چه شوم چون کنم چسپان سازم	گذار من بسر کوی قاتل افتاده است

در عالم عشق کوی معشوق را فوقیت بر بهره و جهان و باغ جنان است و مراد عاشق بیچاره همین است که در آنجا کشته شود و در عالم عشق کسی که از پا گذاشتن بکوی قاتل اینهمه مضطرب شود باید که از راه دیگر بخانه خود تشریف برد و همچو عاشقی کم از بلهوسی نیست و چه شوم طرفه لفظی و عجیب عبارتے است و ازین لفظ کمال اضطرار پیداست لازم که شاعر خود را بشکل زاغ و زغن قرار داده از مشل طیور پرد و از نماید سابق این مضمون را امیر خسرو چه خوب بسته اندیشکن باین صورت

کجا روم بکه گویم چه چاره کنم	که تیر عشق مرا در درون جان زده

در مقطع هرگاه تیر عشق درون سید عاشق کجا رود سخن خسرو درست است **نمکین**

همچو صبح و شفق از ذوق شهادت دل من	بر سر کوی بتان تیغ و کفن را برداشت

تشبیه کفن با صبح مسلم است و تیغ تشبیه بشفق ندارد و چون شاعر را دعوی غیور بسیار است ظاهر آتشبیه تیغ به شفق دیده باشد و باعتقاد بنده

مصرع

غزل معشوق را بعالم طفلی قرار داده اند بیک نسق گفته اند بنده در مصرع اولای این بیت اعتراض دارد حرف درست گفتن را تعلق به لکنت نیست هرگاه سخن درست از زبان برآید لکنت کجا ماند واگر مراد شاعر از لفظ درست این باشد یعنی قول و فعل او درست پس کسی که اینهمه طفل قرار داده اند و در مصرع ثانی اظهار نادانی او نموده اند که بسبب کمی سن خاطر آزردن و دل شکستن نمیداند که چیست قول و فعل او درست چه قسم خواهد بود و همچو مضامین را سابق برین هم استادان بسته اند لاکن باین صورت شاپور

طفل است و بعاشق روش زیست نداند	صد جان اگر از کس طلبد نیست نداند
دلدار نداند دل ما از دل اغیار	داند که دل است این و دل کیست نداند
شاپور به محشر چه حساب است او کتاب است	با هیچمدانی که ده از بیست نداند

ه

دل اگر میگویم از طفلی نمیدانی که چیست	انچه سوز از دل ما میرود آخر ابده

مکین فاخر

از کس بجو دنیافته ام هیچ تاب رخ	ای بت تو و خدای تو از من متاب رخ

۶۰

وشد باین طور که معشوق عاشق را گرفت و هر روز بیک ضربت و یک حربه اذیت
رساند مثلاً امروز به خنجر و فردا به تیر و پس فردا بشمشیر تا شهید شود و اگر شهادت
عاشق باین طور باشد لفظ شروع مضائقه ندارد بسم الله **تمکین وله**

بلبل ز رشک سوخت که از شور ناله ام	هر منزلش غبار به سر دیوار روشن است
چون مجمر و سپند ز شور صفیر من	صیاد را عاقل و قفس دانه روشن است

در این هر دو شعر لفظ روشن است که به معنی سوختن آورده اند چه شمع و آتش و چراغ اطلاق
روشن است که به معنی سوختن باشد نیامده و سند میخواهد اگر به تشبیه شمع می بود
هم مضایقه نداشت **تمکین فاخر**

شهی از کثرت خیل و حشم رنجیده را ماند	نیارد تاب شوخی من هجوم عشق بازان را
عاصی گوید کار سلطنت از کثرت	

خیل و حشم درست می شود شاهان بفراهم آمدن سپاهی می نازند
نه که می رنجند تمثیل با مصرع اولی درست نیست

تمکین وله

نگر فریفته آن دو نرگس سیه ام	اگر چشم داغ دلم سرمه ناک می گردد

چشم سرمه ناک جایی دیده نشده و به قیاس همچنین معلوم میشود که نه خواهد
چرا که هر جامه عا برنگ باشد آنجا چنین الفاظ مستعمل سرمه گون و

اینجا لفظ نزاکت نیز بیکار است اگر کسے
ثبوت نزاکت برپا کرده باشد لفظ نزاکت
قطره چشمی که رخ نیکوی او در خواب دید
از نزاکت سر به پیش می نماید چون لطف
سعدی این لطف دیگر ندارد مکین وله
آهوی من رم مینماید پس سرمه را چه ابتهاج
است چرا که شاعر می گوید هرگاه از غبار راه
دوم اینکه ازین معنی غبار راه بر سرمه ترجیح یافت
تخصیص بر آهوی میرزا صاحب چیست
اول اینکه از غبار راه هرکس رم مینماید

نسبت داده است چنانچه شیخ سعدی علیه الرحمه گفته است

گفتی شبی بخواب تو آیم ولی چه سود	چون من بعمر خویش ندانم که خواب چیست

ونیز حضرت حافظ شیراز علیه الرحمه میفرماید

قرار وخواب ز حافظ طمع مدار ای دل	قرار چیست صبوری کدام وخواب کجا

ونیز شعر دیگر از مثنوی کسے است

بگفتا وصل من در خواب دریاب	بگفتم راضیم لیکن کجا خواب

زہے نتیجه بیداربختے که عاشق شام وسحر در خواب باشد مکین وله

چون سیه مستی که بیند گوشهٔ محراب را	چشم جادویش خم ابروی او در خواب دید

تشخیص به خواب چیزے را می بیند که بظاهر هم او را میتواند دید و ابروے خود بچشم خود بنظر نے آید مگر در آئینه پس آئینه در شعر معائنه نیست

مکین وله

از غبار ره کند رم آهوی من بعد ازین	سرمه خواهد نرگس جادوی او در خواب دید

عجب معنی غریبا ست شاعرے گوید که آهوی من غبار راه رم مینماید پس سرمه چه طور چیزیست که نرگس جادوی او بر دنگاه بکند مگر در خواب

ه

تا بر جبین او عرق شرم جوش کرد	آئینه زادکان جواهر فروش کرد

وشعر میرزا صاحب میرزا بیدل نیز ه

بشبنم صبح این گلستان نشانه خوش بهار خود را	عرق چو سیلاب از جبین رفت و ما نکردیم کار خود را

ملکین وله

تا شود رامم هزاران حیله و فن می کنم	آنچه می باید که او با من کند من می کنم

معشوق را با حیله و فن کار نیست کار او ناز و ادا و عشوه است و میرزا صاحب

قباحت با فهم میفرمایند

آنچه می باید که او با من کند من میکنم	او را چه ضرور است که ناز و عشوه را

گذاشته حیله و فن برای ملاقات ایشان نماید میرزا کار او را بجای خود گرفته اند

شایان شان ایشان نبود ملکین وله

غم خونین جگر دارد و بلے صحبت اثر دارد	مرا دل دربدر دارد و بلی صحبت اثر دارد

اثر صحبت با مصرع ثانی ربط ندارد

و غم جگر خون کن است و جگر غم خون کن نیست ملکین وله

یافتم عشر عشیر درد خود	محنت ایوب کردم امتحان

ملکین وله

ملکین وله

۶۳

زهر خشک زهر است چنانچه شعر اوستاد است

ه

بجای چوب درمانست زهر خشک عقبی را
مبین زنهار این تقوی شعاران ریائی را

ه

حلال است بر لفظ گشتن حلال
هر چند آنکه معنی شود پامال

ملکین وله

زنهار بان طرهٔ جادو بزی دل
که دو لخش توام مار چو ضحاک بر آید

از عبارت این شعر پیدا است که ظاهرا
ضحاک جادوی کی دل داده بود که
بعلت او مار از دو بخش بر آمد قطعه

از شعر و شاعری میرزا نام خدا موزون
بے بدل

بے بدل اند ضحاک کے بطرہ جادوی مہوشان دل دادہ بود که علت مار بر آمدن باشد و مشهور است که شیطان بر کتف او بوسه داده که این بلا بر و نازل شد تمثیل نزد آگاهان سخن درست نیست و این مضمون پیش را ازین شاعر ملول صاحب سلمه ربه بخوبی بسته اند

گرد مشاطه بزلف تو مگر شوخی ها	مارش از شانه چو ضحاک برون می آید

مکین وله

آنکه کارش بغم عشق جگر خوار افتد	هر نفس خیزد و از ضعف نگونسار افتد

در غم عشق از ضعف افتادن مسلم لاکن علت نگونسار افتادن بعید از رای ناقص فقیر است و این مضمون را ابو القاسم خان قاسم تخلص بسیار بخوبی بسته است

کارم اینست بگوئی تو که چون سایه ز ضعف	گه بخاک افتم و گه تکیه بدیوار کنم

مکین وله

نیست ممکن که رود از سر کویش بیرون	بر سر عاشق او گرد ر دیوار افتد

مکین وله

بدانکش این شعر پسندیده نیست

باشد تا هم عاشق عذر نکند این معنی از

نیست که در دیوار مشرف بافتادن

موقوف بر عاشق نیست و دعای هم زا

روند و گرد هم که بیفتد حرکت نمی توانند کرد

اند که باز زبان دراز آفریده اند

گویا چو شمع هر گداز آفریده اند

بمناسبت شمع لفظ زبان دراز آفریده اند

آورده اند لاکن بلحاظ ایشان زبان درازی و گدازی

زیاده از آن راست گویند که کسی سخن

زیاده از دهن خود بر آرد و کسی را که

هر گداز آفریده باشند

و با زبان درازی او را چه نسبت

حرف از دهن او همچنین بر نمی آید که

موجب رنجش دل کسی باشد پس

٦٤

وه درازی زبان را با گداز کسی

نسبت گو این هر دو شمع تعلق

داشته باشند و او ستادان

زبان درازی شمع را با این قسم می بندند

مکین وله

[illegible]

گل نیست اگر گل را برخسار معشوق نسبت است نرگس را بچشم هرچند
ادعاهم در فن شعر درست است تاهم اندکے راه بدیعی واشته باشد
ارباب سخن قسمی که ادعا در فن شعر قرار داده اند از این معنی بیگانه وجید است

وسخن رس سے فهمد تمکین وله	شمع را گرآتش بیگانه مے سوزد تمکین
از گداز خویش باشد احتراق ما هنوز	آوآن اینکه آتش بیگانه مسموع نیست

دوئیم اینکه لفظ هنوز در مصرع ثانی بیکار است

تمکین وله

خورد سال است نداند سهم بهری هنوز	یکدم از طفلے ندارد طاقت دوری هنوز

شاعر این مضمون را اظهار زبانی دایه طفل بسته است و ماوراء این لطف
دیگر از این عبارت مفهوم و معلوم نمیشود

تمکین وله

لعل جان بخش بتان از نفرت زخط لازم است	نیست عیسی را ز استغنا بسودن اختلاط

شاعر لعل جان بخش بتان را عیسی او نمود خط را سوزن قرار داده میگوید

[illegible]

۶۵

تمکین وله

چون شاعر بزنجیر زلف در مصرع اول
سری کشیده
ستاره بود خراج از خاقان ببار قدم
که اگر تیغ ابروی یار بدرست
بزنجیر زلف معشوق کافر چنین میگفتند
خراج بزور
خاقان چین همیشه فرستد خراج من
زنجیر زلف یار گر افتد هر ابدست

تمکین وله

سری کشیده برای تناسب خاقان چین را در مصرع ثانی تصدیع داده
و رعایت زنجیر بگردنش افتاده چرا عوض این قبیل چین را یاد نفرموده
که از حق تناسب هر دو ادا می شد سخن فهم معنی یاب را باید که بعد از استماع
این بیت زنجیر در نشاط از ده عمل بر این آیهٔ کلام شریف نماید فلیضحکوا

قلیلا و لیبکوا کثیرا ملکین وله	این سیه روز رقیب است که بی مبا[illegible]
این همان بچه زاغ است که می چینی تو	درین بیت بجز تناسب لفظ باز و

زاغ معنی دیگر پیدا نیست اگر لفظ میر شکار هم میبود باعتقاد شاعر

شعر ترقی میکرد ملکین وله	از آفت و از بلا فزونی
نی نی غلطم برابری تو	این قسم معنی شعر را ترقی معکوس

میگویند در مصرع اول معشوق را از آفت و بلا افزون قرار داده اند
و در مصرع ثانی برابر گفته بعید از گفتگوی شاعرانه است ملکین وله

تا صبح بر غیر شب افسانه شنیدی	در خواب شدی چون سخن خانه شنیدی

معنی مصرع ثانی معلوم نشد که مدعای شاعر از شنیدن سخن خانه چیست

وله

دل افسردگان از شور محشر کی بدر آید	قیامت را نباشد کار با موتای بیدردی

قیامت را با اهل درد و بیدرد هم دو
کار است ایشان تخصیص کرده که
کار نیست قیامت را از چه رو
با موتای بیدردی

وله

پا نهادن قاتل بر بسمل ...
و طنازی ... بر بسمل از راه شوخی
مسموع نشده و معشوق که این
همه طفل مزاج باشد که باز
شناشد قاتل شدن بر و اثبات
خون شده و ... از فکر که چون و ... نشسته
از بهر چه سر برده در آغوش نشسته
در عالم فکر اندوده سر بگریبان

ملکین وله

اینمعنی مطلع همین غزل است ملکین وله	گر بود دسترسی می کشمت من دامن
گوهر اشک بپا ریخته دامن من	پس ازین مطلع خود انصاف نمایند

که کشیدن دامن دال بر دوستی است یا دشمنی و این سخن مستعمل زبانهاست چنین آزار بکسی نباید رسانید که روز محشر دامنگیر من شود اگر بجای دشمن دوست می بود معنی مصرع ثانی با مصرع اول مربوط میشد برای مراعات قافیه شعر بی ربط نباید گفت وله

صیاد ما به پرده گرفت است کار خویش	گسترده دام و زلف رسا را بهانه ساخت

عاشق را بخوبی زلف کردن لطف است و در دام هر جانوری را صیاد اسیر میکند و نهی معشوق که صید ما بدام گرفتار بکند و بهانه زلف نماید درین صورت ترجیح دام بر زلف است و لطف زلف پایمال است معشوق را باید که بزلف گرفتار سازد و بهانه دام نماید و اگر اراده شاعر ازین شعر اینست که از زلف صید را گرفته است و دام را بهانه نموده این معنی ازین لفظ بر نمی آید ملکین وله

رندان چه گوش حرف موذن نمی کنند	فریاد کرد و حی علی را بهانه ساخت

موذن بیچاره برندان چه چیز میگوید که حرف او گوش نمی کنند این کار تعلق بناصح یا بواعظ دارد و ازین عبارت این معنی بر می آید که موذن بشور و فریاد

[illegible]

۶۷

اراده شاعر ازین بیت این است قطع نظر از غیر اگر پدر او برو عاشق شود هم ازین رسوائی ما ورزاد از دین ناشاد خواهد رفت لاکن معشوق ما کسی [illegible] رسوائی ما ورزاد نگفته و رسوائی ورز ولد طفل تعلق ندارد مگر حرامزاده باشد این بیت سوای تقطیع معشوق عجبی دیگر ندارد

وله ملکین

یار روی چو نگاهی که دیده است
از چشم پاک و رو پاک قابل تو نیست

معنی این شعر مفهوم نمیشود و شرح آن باید نوشت تا بفهم رسد قصه کج بچسپم در بیان اشعار معترض میرزای موی الیه بنده موافق فهم خود دران دخل نموده است

وله ملکین

داغم

ملکین

بهر بستر مریض نرگس بیمار یار افتد

مصرع ثانی اول چنین مے باید اصلاح

بر لب گره وزنم تو دل صد گره دارد

این خستہ نه دانم چقدر حوصله دارد

عاصی گوید اگر گله و شکوه بر لب از ترس ... نمیتوان گفت بلکه بنا بر خوف جان ... و صله انجا کار میکند شخصی که بقوت و قدرت باشد ... حرف پست و بلند بشنود ... و قتی که پاس ... بیان آمد حوصله کجا ماند

داغم که دل از لاله بیاد تو زخود رفت	هر رنگ به بوی تو اگر هست وگر نیست

هست و نیست چه دخل دارد البته نیست چگونه رنگ لاله نابوی معشوق باشد اگر شاعر ماهر مے بود این مضمون را این قسم مے بست اصلاح

از دیدن گل رفت بیاد تو زخود دل	هر رنگ بروی تو اگر هست وگر نیست

ملکین وله

بسکه بی نام و نشان و بیکسیم ترسم ملکین	همچنان افتاده بگذارند روز محشرم

عاصی گوید که این مقام شادی است که کسی بروز حشر نپرسد غم کس است چرا که از برخاستن روز محشر خوف باز پرس است چنانچه استادی می گوید

بروز حشر فغانی ز باز پرس مترس	تو بیکسی و غریبی ترا که مے پرسد

با اعتقاد فقیر چنین مے گفتند شعر درست مے شد اصلاح

بسکه بے نام و نشان و بیکسیم ترسم ملکین	همچنان افتاده بگذارند روز محشرم

ملکین وله

اگر گیرد فلک دستش عجب دارم که برخیزد	بهر بستر مریض نرگس بیمار یار افتد

ملکین

این ... صد گره دارد

این خسته نه دانم چقدر حوصله دارد

با اعتقاد فقیر ... اصلاح

این زبان و مزه از بیت منتسبان نیفتاد
بطلعه جیح در دن و چه بطالع و از دون اندیشت
از دو مصرع بیت ج و مصرع و مکرر اند
موافق مصرع اول مصرع ثانی نے ز بین

م ، باید اصلاح

این زبان و مزه از بیت منتسبان بیوفا
بیت جوان انخط و از مضمون اندیشت
و مطابق مصرع دوم مصرع اوئے
تمکین مے باید اصلاح

تمکین بزبان و مزه را از دون اندیشت
بطالع جیح در دن و چه بطالع و از دون اندیشت

رباعی تمکین

در خدمت شاه عالم و عالمیان
تمکین زان لعبتان
کس نیست ز خاک پای ساید
یک بیت آفتاب تابان

۶۹

افتادن سایه پیش آفتاب اخترا ع
باز ۱۵ است بقضیه ۱۵ اند که نور و ظلمت باهم
نقیض اند چنانچه حافظ گوید

ه

آفتاب از روے او شد در حجاب
سایه را باشد حجاب از آفتاب
نیز شعر عرفی است که در مدح گفته

	که این مضمون باین قسم مے بستند اصلاح
به مهر خوشتتن سرگرم کردی قاتل خود را	تمکین هر صبح را خورشید کردن از تو می آید

تمکین

شب بخوابم چو رخ آن دلبر عیار نمود	بخت خوابیده برشک آمد و بیدار نمود

عاصی گوید در مصرع ثانی لفظ رشک بے جاست بخت خوابیده
عاشق او نیست که بر وصل او رشک برد کار بخت خوابیده همین است
که برخلاف مدعاے عاشق کار کند نه بر حصول مطلبش رشک برد باعتقاد
عاصی این مصرع ثانی بهتر ازوست اصلاح

شب بخوابم چو رخ آن دلبر عیار نمود	بخت خوابیده سراپا زد و بیدار نمود

براے بیدار ساختن سر پا زدن مناسبت چنانچه شعر استاد است

ه

در همه شهر یکے فتنهٔ خوابیده نماند	که سر پا زده مژگان تو بیدار نکرد

تمکین

روے با روے رو و سایهٔ او با خورشید
چشم با چشم کند پایه و چنبر زحل
سخن رس می فهمید محال را در عالم
مبالغه منقبت و مدح می آرند اگر سایه را
پیش آفتاب جا می بود معنی این
شعر را ے مدح چه لطف و خوبی داشت
ظاهرا میرزا فاخر تمکین این شعر را دیده
سایه پیش آفتاب انداخته اند
و هر که گوید

ه

سراسر

سراسر آفتاب عشق تا پیداست عالم را	تو فکر سایه کن اول پس آنگه سایبان پیدا

موافق فهم بنده برای مصرع آخر رباعی این مصرع مربوط است **اصلاح**

این خاک نشین نشست همچون پرتو	ناچار به پیش آفتاب تابان

غرض از نوشتن این اشعار خدانخواسته عداوت به مصنف منظور نیست بلکه مدعا تربیت خود است اگر حق تعالی توفیق مطالعه این اشعار به سخن سنجان دهد درین امر اسے بنده بر خطا باشد ازان اطلاع بخشند تا متنبه شوم و اگر صواب است باید که نومشقان سخن به پیروی ایشان خامه و زبان را آلوده مرکب نسازند و ایشان را نیز از خط کشیدن و اصلاح نمودن بر اشعار استادان مسلم الثبوت پای عداوت بکسی نخواهد بود بلکه مرکوز خاطر همین قدر باشد که مردمان او ستاد او ستادان مسلم الثبوت ندانند و سابق برین کسانیکه بدرجه او ستادی رسیده اند عمر عزیز را به عیب جوی خود صرف نموده اند به نکته چینیکه دیگران چنانچه بنده هم از چهل و پنج سال اوقات خود را در فن ریخته ضایع ساخته است و هنوز سخن خود را بعضی جاها از پایه اعتراض بیرون نیافته کسان را که درین فن مسلم الثبوت میدانند بامید حصول فائده زانوے ادب ته کرده پیش آنها می نشینند بلکه نومشق هم اگر دخل بجا در شعر این عاصی

بران مانند قسمی که باغبان سبزه بیگانه را از خیابان کشیده بیرون باغ اندازد و ولی این سخن موزون گفتن به طوطی ماند که حق و پاک و ذات الله می گوید و سخن داند که حق الله کدام است و پاک ذات الله کرا می گویند چنانچه شعر میرزا بیدل علیه الرحمه است

جهان آیینه دیم است و این طوطی نژادان نفس پرورد تقریر اند و میگویند اللهی

بلبل طبیعت است و منظوم فقط ملاحظه نمودن باغ است و نظم طراز دران [illegible] نقش بندند و معنی برجسته و شیرین آن ثمر [illegible] درگل زمین شعر است و الفاظ مناسب نهالان اند عبارات رنگین بوستان بے خزان ان مرتبه سخن را کسی نمیرسد و در فن شعر و سخن نموده است مسلم داشته و باوردای

۷۰

و حال این دو شعر که یکے از میرزا [illegible] و یکے از بنده و موافق این مثال است

بیت

[illegible]

شعر عاصی

[illegible]

که معشوق را بسر و چشم و دل جا میدهند و بگوش بینی اختراع تازه است

چنانچه شعر حضرت سعدی علیه الرحمة است

که بر سر و چشم من نشینی نازت بکشم که نازنینی

تمت

بسم الله الرحمن الرحیم

رفیع ترین کلامی که رفعت بخش دیباچهٔ سخن تواند شد حمد مبدعیست که بآمیزش کاف و نون رنگ تکوین نقوش گوناگون کلیات و جزئیات و ممکنات را بر صفحهٔ هستی ریخته و نهٔ ترجیع بند افلاک نه گانه و مثمن هشت بهشت و سبعه معلقه هفت آسمان و هفت بند سبعه ستاره مسدس جهات سته و مخمس حواس خمسه رباعی ارکان اربعه و مثلث ارواح ثلاثه و مثنوی روز و شب و فرد بدر رتبه آفتاب و قصیده کهکشان و قطعهای ابر و مصراع برجسته برق بنظم آورده و ذات فصاحت آیات سرور انبیا سالار اصفیا مطلع نور خدا مهر سپهر مصفا حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم را

و تسلیم فرمان کلامش برگردن جهانیان لازم

کوس صاحبقرانی بنامش صدا داده

است که از بام ریختگاری ریخته گوی

میرزا محمد رفیع سودا رحمة الله تعالی

ارغنون دقیقه سنج نکته سرا ملک الکلام

بیت چگونه ابرو واز نشیب سو سرافراز

است طبع روان یک نام اوست رفیع

و اقلیم بلاغت

رفیع بنیان فصاحت بیان ریخته

خاتم سخن پرداز رقم نکته طراز ریخته

آفتاب براعت و رسیده حدیقه

بلاغت مجموع کمالات وهبی و کسبی

مجموعه کلام هندی مغاربی و عربی

و ذو الریاستین الفاظ و معانی

مؤسس قوانین سخندانی یگانه

کشور افضال نقاد و دودمان کمال

اورنگ نشین مملکت فصاحت خسرو

که نور العین فاتحه مصحف نبوت و

بیت الغزل خاتمه رسالت است [illegible]

بیت القصیده نبوت [illegible]

[illegible]

قرآن و صحابیت [illegible]

علیهم اجمعین [illegible]

[illegible] دیوان [illegible]

۱۷

لازم افتاده بر سر گلزار کلام رنگینش سحاب تحسین پیوسته ریزان
و از اشعار تشبیه عاشقانه‌اش دود سوز و گداز متصل حیران جواهر
زواهر مضامین و معانی در کان خاطرش معدن معدن و گلهای
گوناگون الفاظ شگفته و رنگین در باغ فکرش چمن چمن زبانها از شیرینی
گفتارش چاشنی گیر و دیده‌ها از مشاهده اشعارش سواد پذیر سودای
زلف سنبل آسای سخن وران را طبعش در سر و سواد کار سیاه سیاه
قلم سخنش نور افزای بصر روانی آبروی سلسبیل ریخته جواهر معانی تابدارش
آتش رشک از دل یاقوت انگیخته هنگام تعریف کلام شیرینش عجب
که لب بیان بهم نچسپد و نی خامه نیشکر نگردد هر بیتش شاه بیت دیوان
فصاحت و هر قطعه‌اش قطعه بهشت بلاغت غزال غزلش را صحرای
دلها چراگاه و مردمک مردم آگاه را بر سر هر شعرش مانند نقطه انتخاب
جایگاه رباعیات بلند پایه‌اش درگاه کعبه معنی چار آخشیج عالم روحانی
ترجیع بندش بند غم از دلها گشوده مثنویش از سبع مثانی ثناها ستوده
هر مطلعش از مطلع خورشید روشن‌تر و هر مخمس از حواس خمسه گران بهاتر
بحسن مطلعهای زیبایش عشق باید ورزید و اسیر زنجیر زلفش مصرعهای

بلبل شیراز قصیده گوی عرفی
شیرازی اگر گلشن آرای هندوستان
حیات شدی بهزار زبان نغمه سنج
هزار داستان و آفرین گستری و
اگر کلیم طور سخندانی ابوطالب همدانی
از تجلی زندگانی دوباره اقتباس
نور کردی ید بیضای او را در سجود
دیدی بپای تعظیم ایستاده دست ادب
بسینه گذاشته دست بوسش

ناز خود را انگشت نمای نور نظرها ساخته
مصرعه‌اش هلال آسا گوشه ابروی
آفتاب پرستان سخن اندوخته و هم
هم مطلعش نور خورشید مثال پرتو حسن
اش ریزش باران معانی تجلی هویدا
نقاب عرفی پیدا و از رباعیات بلند پایه
تجلی قصاید عالی بنیاد اش لذت
رعنایش نوازن گردید از هر دو اش

۷۲

بقالب شعر ریختہ درقالب بیان نمی گنجد اولی آنکہ طوطی ناطقہ شکرریز
دعا سازم بختم قرآن دعا پردازم آلہی تا دیباچہ صبح ہدیہ شعاع
خورشید بخاتمہ شام تواند پیوست پیوستہ صبح اوراق این دیوان
کہ گلدستہ معانی ست از ظلمت شام شامت حرف گیران محفوظ باد
بحرمت النبی وآلہ الامجاد

جمع این اوراق باد از پریشانی مصون ‌‌ ہست تا بر لوح امکان نقش ہستی آشکار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در نعت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغای مسلمانی ‌‌ نٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی
ہنر پیدا کر اول ترک کیجو تب لباس اپنا ‌‌ نہ ہو جیوں تیغ بی جوہر وہ گر نہ ننگ عریانی
فراہم زر کا کرنا باعث اندوہ دل ہووے ‌‌ نہیں کچھ جمع سے غنچہ کو حاصل جز پریشانی

مطلع ثانی

عجب نادان ہیں جنکو ہے عجب تاج سلطانی
فلک بال ہما ان کو بنا دیتا ہے ...

۷۳

جنون کر ہاتھ سے سر تا قدم کاہیدہ اتنا ہون ۔ کہ اعضا دیدۂ زنجیر کی کرتے ہین قربانی

نرکھا جگ مین رسم دوستی اندوہ روزی نے ۔ مگر زانو کا اب باقی رہا ہے ربط پیشانی

سیہ بختی مین ای سودا انہین طبع الم لازم ۔ نمط خامہ کی سرگشتگی ایسی زبان دانی

سمجھے نا قباحت فہم کب تک یہ بیان ہوگا ۔ ادا کی چین پیشانی و لطف زلف طولانی

خدا کیواسطے باز آ تو اب ملنے سے خوبان کے ۔ نہین ہی اوس سے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی

نظر رکھنے سے حاصل اونکے چشم و زلف کا او ہی ۔ مگر بیمار ہو وے صعب یا کھینچے پریشانی

نکال اس کفر کو دل سے کہ اب وہ وقت آیا ہے ۔ برہمن کو صنم کرتا ہے تکلیف مسلمانی

زہے دین محمد پیرو ہین اوسکے جو ہو وین ۔ رہی خاک قدم ہو اوسکی چشم عرش نورانی

ملک سجدہ نکرتے آدم خاکی کو گر اوسکے ۔ امانت دار نور احمدی ہوتی نہ پیشانی

اوسیکو آدم و حوا کی خلقت سے کیا پیدا ۔ مراد الفاظ سے معنی مین تا آیات قرآنی

خیال خلق اوسکا گر شفیع کافران ہووے ۔ رکھین بخشش کی حسرت یہودی و نصرانی

زبان پر اوسکی گذری حرف مستجاب شفاعت کا ۔ اگر ہووان ناز آمرزش پہ ہر اک فاسق و زانی

سکھا جب سے قدم مسند پر اون نے شریعت کا ۔ گری ہے موج بحر معدلت تب سے یہ طغیانی

اگر نقصان پر خس کے شرر کا تک ارادہ ہو ۔ گرہ کو آگ کی دو مین کرے غرق آنکی پانی

موافق گر نہ کرتا عدل اوسکا آب و آتش کو ۔ تو کوئی سنگ سے بندھتے تھے شکل لعل رمانی

قصیدہ منقبت حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب

چہرۂ مہروش ہے ایک سنبل شگفام دو
حسن تابان کو دو رہین ہے سحر ایک شام دو

ہین دو تنگ شراب و ساقی کی چشم مست ہے
کیونکہ نہ بگڑی صحبت اب ملے کاش ایک جام دو

میر کر تیری یہ ربط ہے جیسے میان بحر و موج
واقعی ہین تو ایک ہین گو کہ ہوئے بنام دو

خون جو کیا ہے بکینہ تو نے میرا دل و جگر
لیوینگے تجھسے حشر مین اپنے یا انتقام دو

تجھسے وفا و مہر کی دیدۂ و دل کو ہے طمع
کرتے ہین وہ ہر ایک مین ملکی خیال خام دو

ابروے یار کا خیال مین ہے ہر روز و شب
ہووے جو تیغ آبدار کیون نہ کرے نیام دو

فکر معاد اب کرین یا کہ معاش کا تلاش
زندگی اپنی ایکدم کیجیے کیونکہ کام دو

پھینکے ہے منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ
بیٹھکر ایکدم کہین ہووین جو ہم کلام دو

خورد و بزرگ ہے مین نسبت جام و شیشہ جان
بادہ تو اونمین ایک ہے گو کہ ہوئی بنام دو

دل کو میان خط و زلف پیچ کے رکھیے یہ عدل ہے
ایک یہ مرغ ناتوان جسکے لیے ہین دام دو

کہتے ہین مجھسے مغفرت ہووےگی خوبیٔ غزل
ہمرہ نعت و منقبت گر اسے انسرام دو

اپنی یہ عرض اوس سے ہے کہہ تو بھلا یہ کیونکر ہے
ایکمین ہو سنگ لاخ اوسمین ہو ہووین کام دو

دی ہے جواب مجھکو وہ ایک غزل تو کیا ہے
ایسے کہے قصیدہ تو صبح سے لیکے شام دو

مطلع نعت و منقبت کہہ چکا ہے میر جان
بس مجھے آکے مانگ کر کرے تو اب کلام دو

مثل زبان خامہ ہین گر نبی و امام دو
معنی تو اونمین ایک ہین گو کہ ہوئے بنام دو

میان دانۂ روئیدہ ایک بار گرہ — کھلے جو کام سے میرے پڑی ہزار گرہ

معتقد اتنی ہے خاطر میری کہ جا نہ نفس — کرون گا مین بدم واپسین شمار گرہ

عجب نہین عوض اشک چشم سے میرے — چوئے برنگ سحاب تگرگ بار گرہ

نہ لٹ دھوئین کی ہے یارب نہ زلف محبوبان — رکھے ہے کیون مری خاطر کو روزگار گرہ

کھلے نہ تجھہ بہ تمنای دل کی میری بات — رہی زمانہ مین ایک یہ بھی ایکبار گرہ

فلک کو پہونچے سر گردباد مجھہ دل کا — جو ساتھہ آہ کے پیچش کے ہو غبار گرہ

طرح ہلال سے کے ہوتا ہے ناخن تدبیر — کشاد کار ہمارے مین بدروار گرہ

گیا ہے چھوڑ کے یون دل مین عقد غم تیرا — کہ بند یار مین دیجاے جیسی یار گرہ

جہان مین جو ہے گرہ اوسکو پائداری ہے — نہین ہے بستگی دل کی پائدار گرہ

کھلے نہ اب جرس دل کو نالہ کرنے کو — ہمارے اشک کے ہے قافلہ مین بار گرہ

برنگ شیشۂ مروقت اشک ریزی کے — گلے سے ٹپتی ہے دل تلک ہزار بار گرہ

سوای ناخن دست فنا میری دل سے — کھلے نہ بحر جہان مین حباب دار گرہ

علاج قتل ہے دشوار شد کا اب میری کہ ندان — پہونچتی ہے بدم تیغ استوار گرہ

کرور مرتبہ فصل بہار مین کھولی — صبا نے غنچون کی جا سوے لالہ زار گرہ

ہزار حیف کہ یہ میری دل کی رشتہ کی — کھلی نہ لے نفس سرد ایک بار گرہ

کبھو نہ کھل سکے مرضی سوا ترے تقدیر | کسیکے کام سے کھولے اگر ہزار گرہ
خصوص مین کہ معقد ہے یہ میری خاطر | کہ ہر گرہ مین ہزارون مین جون انار گرہ
نا پس اب بتا کہ اس اُلجھیڑے کی سوا تیرے | کھلاوے کس سے کنے جا کہ تہ خاکسار گرہ
وہ تیری ذات ہے مشکل کشا کہ جو کھولے | جہان کے کام سے کیا ایسی کیا نہار گرہ
امید مجھکو بھی ہے تیری حول و قوت سے | نکر سکے میری خاطر مین اب قرار گرہ
سپند گرمی آتش سے جون گریزان ہے | میرے بھی دل سے کرے اسطرح فرار گرہ
کرون ہون ختم دعائیہ پر سخن کہ ادب | زبان کو دی ہے خموشی سے شعلہ وار گرہ
سوا الیانکی دلونکی شگفتگی کے ساتھ | ہمیشہ گل کی طرح دیوے روزگار گرہ
براے خاطر اعدا زمانہ ہر ایک آن | طلب کیا کرے غنچون سے مستعار گرہ

قصیدہ در منقبت حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب

یار و مہتاب و گل و شمع ہم چارون ایک | ہین گلستان بلبل و پروانہ یہ ہم چارون ایک
ہجر مجھے ابر و ہوا و شیشہ و جام اب ہوئی | گریہ و نالہ دل و دیدہ نم چارون ایک
یار اگر کلبۂ احزان مین نہو دیتو ہین | خلوت شمع دل و داغ الم چارون ایک
آہ کس کس سے پچھو دل کہ ہوئے ہین تیرے | غمزہ و ناز و ادا و عشوہ صنم چارون ایک

سوزِ دلِ عشاق تماشا جو ہو تجھ کو
یہ سینہ پُر از داغ چراغان ہے برابر
جو غنچہ ہے سو وہ دل سوزان ہے برابر
ہر سینہ تفسیدہ ہر اک تختۂ گلزار
جو رخنہ ہے سو چاک گریبان ہے برابر
ونیا و کنان بلبل و دیوار چمن مین
نرگس لب جو دیدۂ گریان ہے برابر
کہتے ہین جسے سرو سو گلشن کی ہے وہ آہ
ہر خس مین گل کُنجِ شہیدان ہے برابر
زخمی ہین ترا اور گلستان ہے برابر
دریا مری آنکھون سے یہ بہتا ہے لہو کا
مژگان سے مرے پنجۂ مرجان ہے برابر
آنسو نہ بہے تجھ سے کچھ بیری کہ تجھ پاس
لختِ دل و جگر [illegible] ان ہے برابر
یکسان ہے وجود و عدم اشیا کا تری پاس
یان سر بہ تن عاشق و بہتان ہے برابر
خونریزی مین تو کو نے تری چشم مین ...

در پے عدل ہے اتنی جو لگے وہ دوپر
ناپے ہے اونکو تو نے بیش و نہ کم چارون ایک

حکم رکھتے ہین بمیدان سخن تیری پاس
نیزہ و تیر قضا سیف و قلم چارون ایک

شیر پیل و بز و روباہ تیرے آگے سے
بھاگ جاتے ہین بہم کر کے علم چارون ایک

رنگ عشاق ہوا برق زمانے کے بیچ
تیری توسن کے ہوئے مل کر قدم چارون ایک

وہم و اندیشۂ خیال اور وہ معشوق نژاد
رکھتے ہین قطعہ مسافت مین بیدم چارون ایک

انوری سعدی و خاقانی و مداح ترا
رتبۂ شعر و سخن مین ہین بہم چارون ایک

ایک ڈنکا ہے اب اقلیم سخن مین انکا
رکھتے ہین زیر فلک طبل و علم چارون ایک

سخن و نطق زبان اور فصاحت اُنکی
سنکے سحبان کہے یہ لا و نعم چارون ایک

عیب بین ہو کہ جو دیکھے کوئی اونکے اشعار
آنکھین اوس شخص کی اور گوش آہم چارون ایک

جوہری ہووے جو بازار سخن کا سو کہے
قدر و قیمت مین ہین باہم یہ رقم چارون ایک

ہجوگران کی ہو منظور کسی شاعر کو
کر جدا ایک کو انسے کہیں ہم چارون ایک

کر دعائیہ پہ سودا تو سخن ختم کہ ہین
اثر و وقت زبان دست بہم چارون ایک

یا الٰہی طرب و جشن و نشاط و ممدوح
رہین آفاق مین تا حشر و دم چارون ایک

در منقبت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب صلوٰۃ اللہ علیہ

سودا ہے جو دل اوس بہشت آگے تری ہے برابر
ہے شجر وہ اشرف الانسان سے بے انکا ہے برابر
جسطرح تجلی کو خدا سے نہین ایمان سے برابر
یہ بھی تمھارے یہ پیمان ہے شیخ صنعان کے برابر
اے خاصہ جلیل اب جلیل بہ تعریان وان ہے برابر
شکوہ سعادت ہے کہ تیرے لیے جو ہے قندیل سے برابر
پیارا ہوا دو روکا او ترے ستایان ہے برابر
سب جلوے اوسکے ترے خاک کا اوس سے برابر
ہر چا کہ ہوا اور نے سودہ پریشان ہے برابر
جبین زیدہ ہے مشتاق زیارت کا بے برابر
ہاتھ سیتے سے بیابان بہ ترو دل کا
حصہ شیر سے تو ہو جو بین خضر و ان ہے برابر
واں قسمت ہے ترے سے تین بیتی
وا دولے نہ تیتی جس میں اون سے اوستیان ہے برابر
حصہ ترے غضب کے شاہ عرب ہے برابر

۷۹

یونہین ہی جو خاطر تری مین ہے تو نہین خاطر	یہ زندگی اور روح کا سوہان سے برابر
آزاد منش مجھسے کا اے یار شب و روز	دل مرغ گرفتار کے نالان سے برابر
لے شام سے تا صبح تلک صبح سے تا شام	اشک آنکھون سے میرے دُرِ غلطان ہے برابر
سہتی ہے تپ غم یہ سدا آنکھون کہ میری	آہ و سحر و شمع شبستان سے برابر
اعضا مرے جسطرح سے جلتے ہین کہون کیا	وہ سوزش و آتش یہ نیستان ہے برابر
عزت کی کہون اپنی سو کا ہے کو کسی کی	عزت ترے در کی سگ و دربان ہے برابر
کیا درد کہے سامنے تیرے کوئی اپنا	یان زخم دہان و لب خندان ہے برابر
فریاد کرون کس سے کہ رواداری کی تیرے	کہنے کے لیے گبر و مسلمان ہے برابر
نالش کرون اب وان کہ جہان حق نشر نہین	مور و ملخ و دیو سلیمان سے برابر
وہ ختم رسالت نہین جسکا کوئی ہمتا	اور ہے بھی جو کوئی شہ مردان ہے برابر
ہے علم الٰہی سے وہ اُمّی لقب آگہ	وان عقل کل و طفل دبستان سے برابر
دونونکا نہین امر کم از امر الٰہی	دونون کی حدیث آیۂ قرآن ہے برابر
یکقطرہ جو ہو ابر سے رحمت کے اونکو بھی	وہ نار سقر کے لیے طوفان سے برابر
ہر وزن مساوی اونھو نہین حلم خدا کا	خالق کے وہ دو پلۂ میزان سے برابر
اس حرف مین جو شبہ رکھے ہو کے مسلمان	اوس شخص کا الحاد سے ایمان ہے برابر

جون پرورش ہو ہم یاران سے برابر
تیرا بھی اسی طرح سے خلقت مین خدا کے
ہم دشمن و ہم دوست پہ احسان ہے برابر
انگرچہ ترے علم کا جاری ہو زمین پر
پانی پہ زمین کشتی پہ طوفان ہے برابر
عالم مین عدالت سے تری گرگ سے تا شیر
گلہ کی نگہبانی کو چوپان سے برابر
گلشن مین ترے ذرہ سے چھا عہد مین تیرے
شاہا تو وہ عادل ہے کہ تیغ سے نگہبان ہے برابر
جون مہر ترے رخش فلک سیر کے آگے
دو حصہ عدو ہو تو پلہ میزان ہے برابر
ہندو و بستان و صفاہان سے برابر
تو راز کی ہے اگر دون کی یا تری تقریر
گو نطق مین زبان ابر و افشان ہے برابر
شایان ہے ترے وصف کو قرآن کی فصاحت
یان اسکو طوطی و سحبان ہے برابر
جس جا

جس جا چمن وصف گل تیرے کیا ہے	سوسن کی زبان سی یہ زبان ان ہی برابر
سو وابدعا ختم کرے ہے اسو شاہا	تجھ مدح مین یہ نظم بہ زبان ہے برابر
یارب یہ سدا گوش زد اپنے ہو کہ باہم	دل دوستون کا خرم و شادان ہی برابر
کہتے پھرین دشمن کہ تپ غم سے ہمارا	آتشکدۂ سینہ سوزان ہے برابر

در منقبت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب صلوٰۃ اللہ علیہ

(قصیدہ لامیہ)

اوٹھ گیا بہمن و دی کا چمنستان سی عمل	تیغ اُردی نے کیا ملک خزان مستاصل
سجدۂ شکر مین ہے شاخ ثمر دار ہر ایک	دیکھکر باغ جہان مین کرم عز وجل
قوت نامیہ لیتی ہے نباتات کا عرض	ڈال سے پات تلک پھول سی لیکر تا پھل
واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کے بیچ	آپ ہی قطع لگے کرنے روش پر مخمل
بخشتی ہے گل نورستہ کی رنگ آمیزی	پوشش چھینٹ قلمکار بہر دشت و جبل
عکس گلبن یہ زمین پر ہے کہ جسکے آگے	کار نقاشی مانی ہے دو مردہ ادل
تار بارش مین پروتے ہین گہرہای تگرگ	ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل
بار سے آب روان عکس ہجوم گل کے	لوٹے ہے سبزہ پہ از بسکہ ہوا ہی بیکل
شاخ مین گل کی نزاکت یہ بہم پہونچی ہے	شمع سان گرمی نظارہ سی جاتی ہی پگل

فیض تاثیر ہوا یہ ہے کہ اب حنظل سے
شہد ٹپکے جو لگے نشتر زنبور عسل

دانہ جس شور زمین سے نہ پھلا دہقان سے
سبز وان دانہ شبنم سے ہوا ہے جنگل

کشت کرتے ہین ہر ایک تخم سے از فیض ہوا
گرتے گرتے بزمین برگ و بر آتا ہی نکل

سبز فام اندنون آتا ہے نظر ہر گلرو
خواہ ہو شیخ پسر خواہ ہو فرزند مغل

جوہری کو چمنستان جہان مین اس فصل
آ گیا لعل و زمرد کے پرکھنے مین خلل

تا کجا شرح کرون مین کہ بقول عرفی
اخگر از فیض ہوا سبز شود در منقل

نسبت اس فصل کو پر کیا ہے سخن سے میرے
ہے فضا اوسکے تو دو چار ہی دن مین فیصل

اور میرا سخن آفاق مین تا یوم قیام
رہے گا سبز سہر مجمع و ہر یک دنگل

تا ابد طرز سخن کی ہے میری رنگینی
جلوۂ رنگ چمن جاویگا اک آن مین ڈھل

نام تلخی نہین مجھ نطق مین جز شیرینی
یک طرف تا گر گلستان مین ہے یکسو حنظل

ہین برومند سخنور مرے ہر مصرعہ سے
مصرعہ سرو سے پایا ہے کسینے بھی پھل

ہو جہان کے شعرا کا مرے آگے سر سبز
نہ قصیدہ نہ مخمس نہ رباعی نہ غزل

ہے مجھے فیض سخن اوسکے ہی مداحی کا
ذات پر جسکے ہی مبرہن کنہ عز و جل

مہر سے جسکے منور رہے دل جون خورشید
رو سیہ کینے سے جسکے رہے مانند زحل

بغض جسکا کرے جون مور سلیمان کو ضعیف
مور کو جب سے ملے جسکے ملیگا سائل

۸۱

علی بخشش ہوتی ہر بخشش کے جسکی نہ شمار
جود اور سخا جتنی ہوتی ہو فیصل
[illegible]

وصف تجھ تیغ دوسر کا مین کرون کیا شہ دین
دل محبون کی جو میدان مین کرے ہے صیقل

اوسکے قبضہ پہ جو ہو دست مبارک تیرا
نہین دین محمد کے سوا اور ملل

کھینچ اوسے گر تو عدو پر کرے میدان مین
استقامت کا زمانیکے قدم جای نکل

عرض مین سے دو طرف ہوکے لگے بہنے لہو
پڑے دریا مین جو وہ تفرقہ انداز او

جمع کب رہ سکین اعدا کے حواس خمسہ
دیکھکر اوسکو علم ہاتھ مین تیرے یک پل

تو ام اجزا جو موالید کے ہین یکدیگر
منجمد رہنے مین اونکے وہین آجای خلل

نرم اور سخت مساوی ہر کسو پر آوے
خواہ بر روے قمر خواہ وہ بر پشت جبل

اوسکو آسیب نہین صورت شمشیر قضا
نہ جھڑے وہ نہ مڑے وہ نہ پڑے اوسمین بل

زیر ران ہے جو ترے رخش فلک سیر شہا
ہے وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل

شکل کیا اوسکی بتاؤن کہ جسے شوخی سے
دائرہ بیچ تصور کے نہین ٹکتی کل

اوسکی سرچوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکو
زلف معشوق کا دیکھے سے نکلجاوے بل

نرغہ و گام سے باہر ہے کچھ اوسکی رفتار
ہی چھلاوے کیطرح چال مین اوسکے چھل بل

یلہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جاوے
پڑ سکے پیچھے نہ اوسکے کوئی جز اوسکی کفل

جست و خیز اوسکی بیان کیجیے گر پیش حکیم
اعتقادات حکیمانہ مین آجای خلل

حاش ہے زمین کی ذرہ جو اوچک جا عنان
مارے جو لاوے زمین پشت فلک کو وہ کھند

۸۳

رقص بیدخل کچھ اب وہی مین پر نہین — پیچھے بولی فلک کے بھی نہ باجی منڈل
کیونکہ آواز مغنی ہو گلے سے باہر — شرم سے ساز کے پردو نین صدا ہی اوجھل
امر حق سے جو ملائک نے یہ چاہا سو نہین — علم کا بار ترے کوہ و فلک کو بازل
عرض دونون نے کیا یون بجناب اقدس — بوجھ اسمین ہے بہت ہم ہین گرفتار کسل
آخرش تجکو ہے پایا متحمل اوس کا — جب یہ دیکھا کہ کسی سے نہین سکتا ہی سنبھل
دشت ارزان مین جو شعلان کو ملی تجھسے نجات — کچھ ترے وصف سے نسبت نہین رکھتا عمل
کر اسے کرکے بیان سمجھون ثنا کی مین نے — خلق سمجھے گی دماغ اوسکا ہوا ہی مختل
مجھ سا جو کوئی در کا اسد اللہ کی ہر — کلہ شیر کو روبہ کے نہ سمجھے شکل
مجرم گنہ جو تیرا ہو کرے تیری مدح — سو تو جز علم خدا علم ہے سب کا مہمل
وصف تیری کہے شایان زبان تیری ہے — سمجھے تو آپ کو تو یا تجکو خداوند اجل
مج اپنی نہ سمجھ یہ جو کیا مین اس سے — رتبہ تجھ مدح کا اعلی ہے سخن ہے اسفل
عرض احوال ہے اپنا ہی مجھے اس سے غرض — تا با آخر جو یہ موزون مین کیا از اول
سو تو وہ کیا ہے رہا ہو وے جو تجھسے مخفی — سادہ وہ لوحی یہ مرے کیجیے بہ نظم حمل
سب کا احوال تیرے پیش ضمیر روشن — ایک ہے دونون مین کیا ماضی و کیا مستقبل
پر کرون کیا مین کہ ہے آ جو سے بہر دل میرا — گردش چرخ سے جون شیشہ ساعت بیکل

بوی گل مست کرے باغ مین تا بلبل کو
تا کرے باد سحر عقدۂ غنچہ سے عمل
چشم نرگس کے تئین تا کرین بینش بہ کحل
لب معشوق کو تا شہد دین شاعر بہ شفا
کرکے تا وقت ترشح کے ہوا مین بادل
بحر مین قطرۂ نیسان ہو جبتک گوہر
پھولنا لالۂ خودرو سے جبتک بہ جبل
تا رہے سینون غزل سوختہ عاشق کون
تا کرے سنبل پیچیدہ محبوب مین بل
تا رہے سبزۂ رخسار گل اندام مین دود

موج ہو آب سے تا سرو کے پاؤن زنجیر
جب تلک طوق رہے گردن قمری کا محل
تا لب جو پہ کرے خیمہ کو استادہ حباب
تا بچھاوے بروش سبزۂ فرش مخمل
شاخ گل کے ہاتھ مین تا ہو یہ چمن ساغر گل
جب تلک رہے غنچے سے صراحی بہ بغل
تا بہ میخانہ مین بادہ گلگون کی عوض
[illegible]

یہ نکر مجھہ یہ گوارا کہ گزند اسکے سے	ہند کی خاک مین اجزای بدن جاوین گل
جلد پہونچا نہ مین نجف اس عصی کو لے	کہ لئے عمر ابد ہے وہ [illegible] آگے اجل
یان معاش اپنی نہ سمجھون ہون مین اپنی معلول	[illegible]
تجھسے جز راستی کیا عرض کیا جاتا ہے	علم میرا ہے [illegible]
مجکو کچھہ عذر نہین اسمین تیرا ہون مین غلام	خواہ تعذیر کر اب اس [illegible] خواہ بہل
مدعا اتنی عرایض کا مرے ہی یہ عرض	[illegible]
میری قسمت کے موافق تو معین کردے	اپنی سرکار سے وان [illegible] کا بدل
ہاتھ پھیلائیے جا زیر فلک کسکی حضور	دست ہمت نظر آتا ہے جہان کا بہ بغل
لیکن اس امر مین ہی حق بطرف خلقت کے	کرکے جب [illegible] قسمت سے [illegible]
جو ہر جود و کرم تھا جو بروز تقسیم	لکھہ گیا ہووے ترے نام [illegible] ازل
طاقت طول سخن آگے بھی تک سودا کو	بخشش [illegible] قوت بادہ [illegible]
[illegible] جاستا ہے کرے آخر وہ دعائیہ پر	نظم تجھہ مدح کی بہتر ز کلام اول
برگ پیدا کرے تا باغ مین ہر ایک نہال	پھوٹے تا نامیہ سے شاخ شجر مین کونپل
تا ملے خلعت نوروز بہ بستان جہان	پاوے تا ثیر [illegible] از برج حمل
خوشہ رویدگی خاک سے تا پہونچے بہم	دانہ کو جب تلک کھینچا کرے خرمن سے بغل

[illegible]

در مناقب حضرت امیر المومنین
امام المتقین علی ابن
ابی طالب صلوات اللہ علیہ

[illegible]

۸۵

سنگ کو اتنے لیے کرتا ہے پانی آسمان
منھ پہ لاوے آرسی تا عیب بین مردمان

مستعد اتنا ہے یہ افعی گزند خلق پر
پیچ اوسکے چال کا دیکھو تو ہے مشکل بیان

خوان پر اس روسیہ کے مت سمجھ تارونکی نقل
چمکیں ہیں تو دیمین خاکستر کے یہ چنگاریان

ختم اسپر ہو چکی بد خلقی و بد خصلتی
پھر نہ آیا اسکے گھر اسکا گیا جو میہمان

کام عالم کا بسان جو ہے تصویر اوسکے ہاتھ
بند رہتا ہے یہ معنی گو بصورت ہو روان

کھولتا ہرگز نہیں ہے کار بستہ سو گرہ
تا نہ باندھا چاہے محکم کر اوسے یہ بدگمان

تنگی اوقات کرتا ہے نصیب حسن و لطف
غنچۂ گل اس سبب سے رنگ و بو کا ہے مکان

ناتوان کو دے توانائی اگر اوسکی مدد
خار ہو جاوین وہین زنجیر پا ہے رہروان

دیکھ ٹک احوال عنقا کا کہ اس ظالم کے ہاتھ
نام پیدا گر کرے کوئی تو مٹتا ہے نشان

در پئے رنج و تعب رہتا ہے اہل درد کے
دکھ دہندون کی ہوا خواہین [illegible] جان

پابرہنہ دربدر مجکو پھراوے دھوپ مین
خار کے سر پر کرے دامان گل کا سائبان

میل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ باریک عقل
پر کرے کحل الجواہر لیکے چشم سرمہ دان

ابر دریا بار کو برساوے دشت بایر پر
خشک رکھے مزرع امید ہر پیر و جوان

ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز
پوست کھینچے ہے ہما کا دیکے مشت استخوان

رشتہ کی خاطر کرے سوراخ گوہر کا جگر
بہر سود ناکسان اس بیکسانکا ہے زیان

گر چہ تھا اوسکا وہان پانے تولد درمیان
کعبہ کو تھا شرف سے ہر گز نہ تھا کوئی فرق
یہ سخن نکلا زبان سے ... درمیان
سنا یہ کر کے اسی ... تو تھا نشان
لیکن اتنا تجھسے کہتا ہون اگر ہی تجکو ہوش
راز کا اسکے نہین جز راز حق محرم فلان
واقف اسرار اوسکا کون جز اسرار حق
مجھ پہ اس تحقیق پرست رکھ یقین بلکہ گمان
مطلق اس معانی سے آگاہی نہین مجکو
کیون کہ پایا چاہتا ہے خلق سے یہ بیان
یہ کہا سنکر معاذ اللہ ای نادان خموش

دل مرا دکھیا رہا ہے کاسۂ چینی کیطرح — مو برابر ٹھیس لگتی ہی تو کرتا ہون فغان
ہا زمعشوقان جو دیکھو جا گردون سے ہے زیاد — ہے عجب احوال دنیا مین کوئی جاوے کہان
شعلہ کر دید ہر کو تو ہوتی ہے آفت روبرو — جسطرف جاؤن تو ہے درپے بلاے ناگہان
اب کہین عالم مین ای سودا نظر آتا نہین — جز پناہ اوس آستان کی موضع امن و امان
جسکا پایہ قدر ایسا ہے کہ دیکھین ہین جسے — تھام کر دستار اپنی عرش کی باشندگان
کرسی اوس گھر کی جو پوچھو تو ہے قدر و منزلت — دیدۂ تحقیق مین یہ عرش کا پایہ کہان
سطح پر اوسکے ملک پھرتے ہین با ذوق تمام — صحن مین کرتا ہی روح القدس مجرا جا کر وان
اوسکے قندیل و چراغ آگے یہ خورشید و فلک — جون چراغ مضطرب یک قمقمہ کی درمیان
شعلہ کو دے طور سے کیا کم ہی اس روضہ کی شمع — دونون آپسمین مین گویا خلقت یک دودمان
عالم لاہوت ہو اسکی نگہ کا سیرگاہ — دیوین جس اعمی کو گرد اوسکی سے کرکے سرمہ دان
ہے عنایات و کرم کا مبدع عالم مین وہ — دست فیض جود اوسکے سقف کا ہی ناودان
ہیجی اوس در پہ ہر یک صبح محتاج و غنی — ماتمس ہر شام دربان سی گدا و خسروان
کیا بتاؤن ہے جو کچھ اسکی کتابہ کو شرف — جسکو سمجھے وہم رشک سرنوشت سلطان
کھولے یک ناخن سے وہ کار دو عالم کی گرہ — معجزہ محراب سی اس در کی ہوتا ہی عیان
ایکدن پوچھا مرے دل نے یہ پیر عقل سے — کس نگین سے یہ شرف رکھتا ہی کہ ہو وہ مکان

پس بہ امداد ... عقل ...
قوت ہر یک ضعیف و طاقت ہر ناتوان
نور مہر امکان چشم و چراغ قدسیان
عقل کل گرد اوسکو بال افشان ... پروانہ سان

[illegible]

اس ... استعداد ... قصہ ... طاقت ... کہان
... او ...

اوسکے حفظ عدل مین ہی کس تو اناکی مجال | دیکھ سکتا ہو حقارت سے جو سوی ناتوان
بند وبست ایسا ہی عالم مین کہ تار عنکبوت | گرگدن کے واسطے رکھتا ہی حکم ریسمان
اسقدر رکھتی ہی صولت اوسکی شمشیر دو سر | گر صف اعدا مین جاکر کیجیے اوسکا بیان
ڈال دین روئین تن اوس ہنگام سپر انکی تیر | مو سے باریک اپنی گردن کو بتاوین سرکشان
کب ہو جلا د فلک مین اوسکی گھڑی یارا ئے نطق | ہونٹھ لاگی جاٹنے لکنت کرے منہہ مین زبان
اونگلیان اوڑجاوین دم سے اوسکی دست نجوم | آبداری اوسکی گر کیجیے قیاسا امتحان
کس مین یہ قدرت جو کوئی منہہ پہ اوسکا آسکی | آشنا ہووے گر اوسکے عکس سے آب روان
دھار پانی کی دو ہین لپٹے زمین کے قعر کو | کاٹ کر اودھر کو نکلے پردہ نہ آسمان
صور اسرافیل سے کچھہ کم نہین اوسکا نام | نکلے وہ اسمین سے تو شور قیامت ہو عیان
جتنی ہے جمعیت افلاک سے ہووی منتشر | تاب کیا باہم رہین اجزا سے ارضی تو امان
کیا بتاؤن جسقدر اوسکی برش کا ہی صفا | کیا کرون مین زور بازو اپنے مولا کا بیان
روز میدان سامنے آوے گر اوس تن کا عدو | کوہ نہ گردون سا جسکے سر کا ہووے آستخوان
جب کمر سے کھینچ کر ماری وہ اوسکی فرق پر | موے سر سے ناخن پا تک نہ ٹھہرے درمیان
ہے غرض جو ہر تو یہ اوسکا جو کچھہ تمکو سنا | شکل و نام اوسکا بتاؤن کیا تمھین اے دوستان
ہے وہ انگشت قضائی ہبرم اعدا کے لیے | ذوالفقار اوسکے تئین کہتے ہین لیکن مردمان

سن چکا سودا زبان سے میری اوس مرکب کی صفت | اوسکی راکب کی ثنا و مدح اور تیرا دہان
ہے کر دوڑون کوش شعر و شاعری سے اوسکی مدح | دیکھیو کرتا ہے اب در طبیعت امتحان
مرتبہ ہے جس جگہہ اوسکا خیال عقل کل | پہونچنے کا قصد وان رکھی تو ڈھونڈھی نزدبان
وہ جناب عالی ایسا ہے کہ جسکی مدح مین | ہو سکے آدم کی خلقت سے کوئی رطب اللسان
انما کی آیہ نازل ہونے سے پیدا ہے یہ | مدح مین اوسکے ہے خلاق زمین و آسمان
یہ سخن سنکر کہا مین نے کہ یان تک ہے قلم | دور عقل و ہوش سے میری یہ تھین سب گمان
ہے یہ میرا ہی خیال ایدھر کہ مین کرتا ہون مدح | سو سے ہیہات کب یہ صفت سلیمان ہو بیان
ہے غرض اس نظم سے اتنی کہ تا کچھ کیجیے | عرض اپنے حال کا نزد شہ ہر دو جہان
یا ولی اللہ ہے مجھے یقین گرچہ یہ | ہے وہ کیا مخفی جہان مین جو نہین تجھپر عیان
لیکن از بس جو گردون نے کیا ہے مجکو تنگ | مضطرب ہو کر مین اپنا حال کرتا ہون بیان
آفت نو گر بہم پہونچے کسیکے واسطے | بھیجتا ہے اوسکو یہ مجھپر براے امتحان
خانۂ چشم خلایق سے اوٹھا کر خواب کو | مین جہان طالع میرا اوس گھر مین تیا ہے مکان
ہر کسیکے بھیجے ہے اوج سعادت کو لیے | مژدہ دینے کہ ہما کو میری مشت استخوان
گلشن امید سے لیکر نسیم صبح دم | دے چراغ بخت کو میری ہمیشہ ارمغان
گوش زد میری نکی اون نے کبھو آواز خوش | جب سے مینے آکے دیکھا ہے جہان کا گلستان

[illegible]

مطلع ... تجھ سے ... میرا اک سوال [illegible]
مہر و مہ لین ... زمین و آسمان [illegible]
کچھ عنایات و کرم سے اپنے مجکو بھی دلا [illegible]
لیکن اس داد و ستد کی شرط ہے یہ درمیان
خواہش دل کے موافق اپنے جو چاہون سو لون

[illegible]

دوستون کو تیری نت اوج سعادت ہو نصیب | خاک ذلت مین رہین یکسان ہمیشہ دشمنان

قصیدہ در منقبت گل گلزار انما نور دیدۂ رسول خدا سرور سینہ علی مرتضی ابا عبد اللہ الحسین صلوٰۃ اللہ علیہ

سواے خاک نہ کھینچون گا منت دستار | کہ سرنوشت لکھی ہے میری بخط غبار
چمن زمانہ کا شبنم سے بھی رہی محروم | اگر نہ رووے میرے روزگار پہ ابر بہار
کرون ہون تیز مین دندان اشتہا ہر صبح | زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہی نہار
عجب نہین ہی کہ جاتی رہی ہو دنیا سی | زبس خوشی نے میرے دل سے اب کیا ہی کنار
شراب خون جگر ہے مجھے گزک دل خویش | صداے نالۂ دل ہے مجھے ترانۂ یار
رہے نہ شیشۂ صحبت کی بیچ کیفیت | نت اوٹھہ کے سنگ سے اس سر کا توڑتا ہی خمار
زمانہ دل کو میرے اور عہد یار کو اب | شکست سے نہین دیتا ہی ایک آن قرار
زبسکہ دل ہے مکدر میرا زمانہ سے | بجاے اشک مین آنکھون سے پونچھتا ہون غبار
کہان تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ | کہ جسکے بخت کی سوگند کھا رہے ادبار
دلا تو اپنے غم دل کو اب غنیمت جان | بدل خوشی سے اسے دور مین نکر زنہار
کسو ہی سے غم دل یون نہ لگ گیا دوران | کہ شادی مرگ کیا ہو نہ اوسکو آخر کار
جو گوش ہوش تو رکھتا ہی تو برابر ہے | صداے نغمۂ داؤد و نالۂ دل زار

جو کربلا کے ہین ساکن اونھون کو ہو ہے عار
عجب نہین کہ اسی شرم سے بروز شمار
بہشت عرض کرین ہمچو بلا قدس مین
جھکین ہے مسکن و ماوا کرو اسے وہ بہار
اونھون کی نظرون مین ہوگی بہشت کی کیا قدر
پلک کو موند نہ نرگس کی طرح ہو دشوار
زبس تماشۂ شرے ہوئی اونھون کو وان منظور ہی
جو کوئی سیر کرے اوس دیار کا گلزار
یقین دل کو اگر ساکنان جنت ...

سوا ہے عرش پہنچے کی طرف کو گذار
تری تو ذات پہ روشن ہے جو کچھ کہ حال
بھلا ہے کیونکہ ہووے سائی مین ... جنت کا وقار
غرض کہ دیکھا اس جا کے مرتبہ کو جنین
لگا زمین سے کرنے فلک یہ استغفار
جو رشک اسکی سمجھے اے زمین کہ تجھ مین سے
ہوا ہے کس لیئے اوس شاہ کی یہ گو و قار
دیا جواب زمین نے کہ اے فلک سیہات

جہاں کی خاک کو ہے یہ شہرت عجب کیا ہے	کہ فخر عرش ہے گر ہووے اوسکے قرب و جوار
جہان کے مرگ کو کہتا ہے خضر عمر ابد	خدا نصیب کرے مجکو زندگی یکبار
جو پوچھ کر مجھسے سُنے صدق سی تو باور کر	مجھی سے فرنگی ہو جو کرے انکار
خدا نخواستہ گر آسمان کی گردش سے	قضا طبیب ہوئی گر مسیح ہو بیمار
فلک سے اوسکو ملائک کے آگے وان ہووین	جب اوس دیار کے جاروب کش ہین تنگ دار
اگر وہ خاک دے اوسکو شفا کی نیت سے	قضا قضا ہی کرے ٹک اگر کرے تکرار
ہے اسقدر وہ زمین نور سے ہی مالا مال	کہ جسکی رات کے آگے نہین ہے دنکو قرار
اسی ہی غم سے جہان مین ظہور کرتی صبح	ہمیشہ پنجۂ خورشید سے گریبان تار

ہوا کے وصف مین اوسجا کے گر لکھون مین غزل
مرا سخن رہے سرسبز تا بروز شمار

زبس ہوا کو تراوت نے وان کیا ہے نثار	شرار سنگ مین ہے رشک دانہ ہای انار
گر اوس طرف سے ہوا جاوے صبا چمن کیطرف	نہو سواے زمرد عقیق وان زنہار
جو نخل خشک کی تصویر کھینچے وان نقاش	ہر ایک شاخ وہ مین سبز ہو کے لاوے بار
عجب نہین ہے کہ ہون اس ہوا سے دانہ سبز	اگر زمین پہ گرے ٹوٹ سبحہ زنار
غرض مین کیا کہون یارو چمن مین قدرت کے	عجب ہے لطف کی اوس قطعۂ زمین بہار

[illegible]

خدانخواستہ دیوے چہار عنصر مین
گر اوسکی راے بدلنا طبیعتون کا قرار

ابھی فنا کرے منفذ ہوا کا ذرّۂ خاک
نچھوٹے پانی کا قطرہ جہانمین ایک شرار

گر اوسکا حکم اوٹھاوے جہانسے رشتۂ کفر
مجال کیا جو سلیمانی مین رہے زنّار

یقین تو جان کہ میزان عدل مین اوسکے
ہوا ہے دانۂ خردل برابر کہسار

اوسیکے عدل مین ہے یہ کہ چیونٹیکے حضور
مجال کیا ہے کہ دم مارے اژدر خونخوار

شکوہ خیمہ گا اوس کے بیان کرون لیکن
کہان خیال کو ہے پہونچنے کا وان تک بار

کہ جسکی دیکھکے رفعت فلک ہے چکر مین
اوسیکے بوجھ سے ہے صفحۂ زمین کو قرار

نہین ستارہ ہین یہ بلک لوٹتا ہی گا
اسی حسد سے انگارون پہ چرخ لیل و نہار

کرے ہے عرش اوسے اپنی جبہہ پر چندا
گر اوسکے فرش کا جاروب اوٹھی ہی غبار

کمیت خامہ نے اب وسکے وصف گلگونہ
کیا ہے صفحۂ کاغذ کو تختۂ گلزار

چمن مین صنع کے جسکے سبکروی آگے
کبھو نہ ایک قدم چل سکی نسیم بہار

غرض وہ گرم عنان ہوکے جب چمکتا ہے
نہین پہونچتی ہے برق اوسکی گرد کو زنہار

بیان جلدی کا اوسکے کہانتلک کیجئے
ملک کو جسکے سواری کا عزم ہے شہوار

چڑھا براق کے راکب نے دوش پہ جسکے
سکھائی جسکو سواری وہی ہوا اوسپہ سوار

امیدوار ہون غلیت سے اب یا مجھکون
حضور یا خلف الصدق حیدر کرار

91

چہار رم آنکہ ہمہ دوستیان بہر دو جہان | قبول ہووین بحق ایمہ اطہار
رہے فلک پہ مہ و مہر جب تلک قایم | ہمیشہ دیکھے اسی طرح چشم لیل و نہار
موالیان کے قدم سے لگا رہے اقبال | حسد انہو سرا عدا اسے بنگل ادبار

قصیدہ در منقبت قرۃ العیون الحسنین اعنی حضرت امام کاظمین صلواۃ اللہ علیہ

ہے پرورش سخن کی مجہو اپنی جان تلک | جب تک شمع زندگانی ہے میری زبان تلک
خاموشی آئینہ کی کہے حال روی خلق | روشن دلون کا کام نہ پہونچے بیان تلک
ہے ظالمون کو سختی دوران مدد کیتیغ | کاٹے وہ چند پہونچے جو سنگ فسان تلک
بے ماتم اس چمن مین نہین خندہ ظفر | ہے کسوت کبود گل زعفران تلک
افتادگان نہ لین مدد غیر بہر اوج | سایہ کو احتیاج نہین نردبان تلک
گرداب تک پہونچ کے شناور ہوئے غریق | تک رہ ادب سے آن کو سرگشتگان تلک
سیدھون کو منحرف ہو سو اپنا ہی وہ عدو | بہٹکا جو راستے سے گیا رہزنان تلک
گیا اوسکی قدر ہو سپاہی ... | شمشیر اصیل کی قیمت کہان تلک
لاف سپہگری ... | پاوے نہ راہ حرف زبان سنان تلک
پابوس پہ کسو کے نہ پیدا کرین غرور | پہونچا وسے نہ ... گردن کشان تلک

بہرتے ہی دیکھا ہون سد آسمان تلک
راحت او نہین کہان ہے نہین شوکت و شکوہ
کیا کام تیغ کوہ کو صیقل گران تلک
ہی ہے پاک طبع بزرگون کی زندگی
تن کا وہ طے کیا ہے موقوف جان تلک
بار گران سے ... سبک روح روز و شب
پہونچا ہے تا سحر وہ ہی شعلہ ان تلک
نہین وہ ایک شب تو سر شمع پر نگاہ

وابستہ ہو تنیر کا چلنا کمان تلک
بچی سے گذری اہل سعادت کی ...
ہے منحصر غذا سے ہما استخوان تلک
ہر چند گر ... عشق مین نقصان چشم ...
پیش ... ناصح نادان بیان تلک
آتش بلند ہووے تو ...
ہووے غرض کسو کو نہ سود و زیان تلک
تمام ہو یہ قصیدہ کہ تو چمن چمن
ایسی غزل کہون کہ پڑہین بلبلان تلک

روشن ہوا کے چراغ سے جون نخل شمعدان | پہونچا ہے داغ دل کا مری استخوان تلک

میٹھا لگے ہے منھ کو میرے زہر دشمنی | پہونچے ہی شہد دوستی امتحان تلک

مشکل بہت ہے امر قناعت جہان کے بیچ | لیکر زمین سے چرخ کے باشندگان تلک

ہے منہ زیادہ تا شب ہفتم سے ماہ کون | قانع نہ رہتے دیکھا کبھو نیم جان تلک

تھا مجکو رات کو قناعت مین فکر شعر | ناگہ طمع کو حرص نے جنبش دی یان تلک

گذرا یہ مین یہ دل مین کہ اس فن کی راہ سے | جا پہونچون مین اگر کسی نواب خان تلک

تو چند بیت مدح مین اوس کے قصیدہ طور | ایسی ہی کہہ کے لاؤن قلم کی زبان تلک

تا ہو یقین کہ معنی پرستی ہے اوسکا نام | اوٹھے کسو ہی طرح نہ دور جہان تلک

چھوڑون نہ اس کو کچھ اس ابیات کا صلا | لی کھود کر زمین کو گنج نہان تلک

القصہ گذری تھی مجھے شب اس خیال مین | ناگاہ پیر عقل نے آ اوس مکان تلک

ایسا ہی مارا ایک تماچا کہ تا ہنوز | پہونچی ہے رنگ چہرۂ گل ارغوان تلک

کہنے لگا وہ مجھسے کہ سودا ہزار حیف | آخاہ مین نے تجھکو نہ سمجھا تھا یان تلک

یہ قصد ہو ترا کہ مین لیکر بیاض ہاتھ | پہونچا کرون گا ہر در و ہر دربان تلک

بہر فلاح دامن ہمت نچھوڑیئے | تنگی سے گر ہو چاک گریبان جان تلک

عزت کی گر ہو گوشہ دامن پہ نیم نان | دستارخوان گو نہ بچھے یا ہے وان تلک

٩٤

از بس اب اونکے عدل سی معمور ہی جہان | پہونچا ہی کار خلق اس امن و امان تلک
بچہ جو گوسپند کا گم ہو تو گرگ و شیر | پہونچین نہ ہم صبا و کسیکے گمان تلک
رہنے کو جگ مین صورت افسوس کے تئین | احکام خرمی نے کیا منع یان تلک
انگشت چوسنے کے تئین طفل شیرخوار | ممکن نہین کہ لا سکے اپنے دہان تلک
جب سے ہوئی ہے گلشن دنیا مین یہ بہار | کچھ کام بلبلون کو نہین ہی فغان تلک
گلچین کی کیا مجال جو توڑے چمن مین پھول | صورت سے گل کے لرزتی ہی باد خزان تلک
ہرگز نہین اس عہد مبارک مین یہ مجال | پہونچے کسیکا زور کسی ناتوان تلک
قوت سے اونکے عدل کی اب زیر آسمان | ناطاقتی ہے آفت ارضی کو یان تلک
مار سیہ سے لیتے ہین وہ کام اندنون | وابستہ جانتے ہین جسے ریسمان تلک
کب اونکے القون کی ثنا مجھسے ہوسکی | مین کیا کہون کہ جلدی ہی اونمین کہان تلک
باندھے اونھون کی پانونسے گر مہر و ماہ کو | تو روز و شب کے پھرنے مین سرعت ہو یان تلک
پھر نوبت شمار مہ و سال زیر چرخ | آوے نہ انکو ہین یہ منجم جہان تلک
ہیبت کی اونکے تیغ کا مین کیا کرون بیان | کاٹا ہی کوہ کفر کو اب جنے یان تلک
ہر یان خواب مین جو پڑھے پوتھی برہمن | کلمہ جگا کے اوسکو پڑھاوین یہان تلک
پس جو کوئی کہ ایسے ہون اونکا حضور چھوڑ | ہر یان بکنے جاے تو نواب و خان تلک

یا کاظمین چرخ ستمگر کے ہاتھ سے	پہونچی ہی کارد آکے میری استخوان تلک
سد رمق مجھے ہو تمہاری جناب سے	محتاج تا نجاؤن کسی ناکسان تلک
اس چرخ دون پرست تلے بہر شست جو	مانند آسیا کے پھرون اب کہانتلک
لیکن جو یہ قصیدہ کو وہ دو پیکر آب	چاہے صلے مین ہند سے تا اصفہان تلک
ہرگز نہ لینے دون اسے جز ایک مشت خاک	سودا کو دو بلا کے گر اس آستان تلک
تا ہی فراخ دامنی چرخ منحصر	جون مہر دست اوج ہے دوستان تلک
تا شکل کہکشان ہے اثر رسے یہ شبیہ	پہونچا کرے گزند و حسد دشمنان تلک

قصیدہ در مدح قرۃ العین رسول زمان حضرت امام ضامن علی موسی رضا شاہ خراسان

اگر عدم سے نہو ساتھ فکر روزی کا	تو آب و دانہ کو لے کر گھر نہ ہو پیدا
نہ من مین طالب رزق آسمان سر کہ مجھے	یقین ہی کاسہ واتھ و نمین کچھ نہین ہوتا
نکل وطن سے ہی غربت مین و کیفیت	کہ آب بخت ہی جب تک ہی تاک مین صہبا
ہنر کو مفلسی ہرگز ضرر نہین کہ نہین	چنار کو تہیدستی سے نقص جوہر کا
بلند ہمت اگر ہون نہ زیر چرخ ضعیف	ہلال عید ہو عالم کا کیون نکلے روزہ کشا
فتادگی مین یہ عزت ہی دیکھ اے سرکش	کہ نیک و بد نے کیا نقش پا کو راہ نما

وے شکست ہی اس فقیر کو بھاوے
قدح طمع کا اگر توڑے سنگ استغنا

ضرر کی اپنے مکافات نفع گردون ہے
طلب نکر کہ نہو ایک بام پیدا ہوا

چمن میں دہر کے خوش ہو کے ہو ہنساوو ہیں
برنگ گل اسے گردون نے شادمی گیا

رکھی فلک نے مرے سر پہ منت دستار
جو زخم سنگ بلا کے سبب یہ سر باندھا

غرض میں دیکھ کے یہ تنگ چشمی گردون
شب گذشتہ اسی فکر پیچ مرتا تھا

کدھر کو جاون میں تا دل کرے مرا واشد
دو ہین خیال میں قدسی کا یہ سخن گذرا

دمے یہ بزم حریفان شگفتہ شو چون قند
کہ جان برائے تو دارد در آستین مینا

یہ سنکے مژدہ جان بخش میکدہ کیطرف
چلا میں گھر سے نپٹ خوش ہو یہ غزل پڑھتا

مطلع

نہ سنگ پاہی یہ دل لے خدا نہیں جینا
بتان کریں ہیں اسے پائمال کیون آہا

شکست وعدۂ ساقی سے دل ہوا نا چور
کہ جائے اشک نکلتے ہیں ریزۂ مینا

جو درد دل کے مریضے ہوا آشنا بیدرد
عجب کہ ہر بن مو پر نہ دل کرے پیدا

بجائے سرمہ کرون میل گرم میں آہن
نمک سے اشک کے جس چشم نے مزا چکھا

گرہ میں غنچہ صفت زر کہیں دی گو جمع
ہوا لی نہی ہے اڑا دینگے اوسکو مثل صبا

زہے وہ گنبد زرین کہ جسکا ہر یہ شکوہ
فلک نے دیکھ جسے دل مین پیچ کھا کے کہا

کہ کہنہ جانکے مجکو جناب اقدس نے
بنا کیا ہے سر نو سے آسمان طلا

شعاع نور سے خورشید جسکے قبہ کی
پلک پہ چھپکنے سے یک ذرہ بھی نہین رہتا

زبس کیا ہے مرصع اوسے جواہر سے
ہے کان لعل سے خالی گہر سے ہر دریا

اگر ہووے یہ کم یاب وان کہ مصرف سے
بناوے لعل یہ قیمت نہ در کو ہو یہ بہا

جبین آئینہ مہر و مہ ہو روشن
غبار در سے یہ اوسکے اگر بناوے جلا

ہر ایک حلقہ زنجیر سقف مین اوسکے
عجب ہی لطف سے ہر قمقمی کو نصب کیا

بیان مین کیا کرون اس لطف کی تزئین جسکی
پھنسا ہو زلف مین محبوب کے دل عاشق کا

لبسان مے یہ پر آب عاشقان جاری
ہے اوسکے صحن مین ایک حوض فخر کوثر کا

دکھاون کسکو مین اس گنبد طلا کا عکس
کہ جسطرح ہے پانی مین اوسکے جلوہ نما

ہوا ہے دل کو یقین یہ کہ حوض کوثر بین
کرے ہے آن کے گردش آفتاب شنا

زہی وہ حوض کہ خجلت سے جسکے چشمہ خضر
ہمیشہ پردہ ظلمات مین رہی ہے چھپا

دلا طویل نکر مدح تا نشانہ کو
بنا زیلکے یہ مطلع حضور مین تو آ

مطلع

حضرت امام ثامن ضامن علی موسی رضا شاہ خراسان صلوات اللہ علیہ

دکن یہ وطن بر شاہ فاخر مکین والسلام اوستاد

زبسکہ خوف ہے اسباب منع کو دل مین | شہا اس عہد مین تیری غضب کے صولت کا
شراب شیشۂ مینا سے چاہتی ہے نمک | صدای رفتہ سے کہتی ہے نے کہ آ چھپ جا
تیری کمان کے آگے حریف روز نبرد | کہان سے لائے یہ طاقت جو ہو سکے سیدھا
کہ جسکے تیر کے ہیبت سے آسمان تک بھی | بغیر خم کیے پشت اپنی سر اوٹھا نہ چلا
کہ آسمان کو اوٹھا کر سپر کرے منہ پہ | ترے عدو مین یہ قوت ہے مین نے فرض کیا
جو روز رزم مقابل ترے کمان کے ہو | صفاے شست ترا اوسکو دیکھ جو کھلا
کہ جس صفا سے نگہ پار نکلے شیشے سے | اوسی صفا سے نکل جاے تیر بھی تیرا
شہا عجب ہے وہ شمشیر جسکی صولت سے | تیرے عدو کو ہزیمت سے شوق ہے اتنا
گر اوسکے بعد مصور جو کھینچے اوسکی شبیہ | تو روح اوسکی پکارے کہ پہلے پانون بنا
تیرے سمند کے میدان مین نقش پا جو پڑا | کرے وہ خون مین اعدا کے روز رزم شنا
ہزار قطرۂ خون ہون ٹپک پڑین وہین | ملے جو کوہ کو گر نیچہ غضب تیرا
ہے عرض حال غرض مجکو نہ مدح تری | بجاے ہر بن مو ہو زبان نمود ہو ادا
نہیں ہون گر کسی لایق و لے ہے شرم تجھے | کہ دو جہان مین حامی رکھون ہون مین تجھسا
کیا ہے دہر نے عرصہ کو مجھپر اتنا تنگ | کہ جان بلب ہون و لے جی نہین نکل سکتا
نہ اتنی کی رگ و پے نے کسو کی تن مین جگہ | جو گھر کرے ہے مرے تن کے بیچ تیر بلا

مستغنی ذاتی نہ ہوس کی

۹۸

١٦٣

پکڑی ہی جو لٹورے نے کہین کھیتی سے چڑیا
سمجھا کہ نہین باز کوئی مجھ سا کلان گیر

یا شب کو بیا گھونسلے مین جگنون کو لاکر
جانے یہ دل اپنے مین کیا ماہ کو تسخیر

صاحب سخن اس طبقۂ شعرا مین کئی ہین
ہم بزم سخندان کو نہ انسے کرے تقریر

مصرعہ مین اگر پٹ معنی سو قلبند
زعم اپنے مین سمجھے ہین کیا پیل کو زنجیر

نقارہ کا مضمون بدرستی جو یہ باندہین
کوس لمن الملک کے ٹھونکین جو بم و زیر

سمجھین ہین کلام اپنا بہ از سورۂ یوسف
معنی جو ہین سو خواب فراموش کی تعبیر

کرتے ہین مجالس مین پھر اوسکو بہ بدیہ یاد
سامع کرے تحسین ہین اونکی جو بہو دیر

اس خبط کے عہد میسے ملے وہ نہ ہو آوین
جو بانک سخن کے ہین مہنتون مین مشاہیر

اوستاد کی انکے ہی اوبھون کو یہ نصیحت
لفظی نہ تناسب ہو تو کچھہ مت کرو تحریر

اتنا تو تلازم رکھو الفاظ کا ملحوظ
بے پنجہ و ناخن نہ لکھو دو دھ کو تم شیر

جب تک کہ نہ منظوم ہو پاسنگ ترازو
باندھو نہ کبھو شعر مین تم لفظ شکم سیر

تم شعر و سخن اپنے کی بندش مین کہان ہین
بولو نگہہ یار کو یارو نہ کبھو تیر

چہرہ کو نہ معشوق کے دو شمع سے تشبیہ
تا زلفون کو باندھو نہ کسو شکل سے گلگیر

مضمون جو قد و زلف کا معشوق کے باندھو
لکھو الف و لام کے سیپارہ کی تفسیر

ملحوظ قراین رکھو ہر آن نظر مین
مرجع ہو مؤنث تو ضمیر اوسکی ہو تذکیر

۱۰۰

سودا تجھے کیا سود جو اپنا ہی زیان ہے ‏— تا ہمی وبے ربط سے کرتا ہے تو تقریر

کر اوسکی عوض مدح شہہ ہر دو جہان کی ‏— تا عفو جرایم تیرے طالع مین ہو تحریر

وہ شاہ خراسان نگہ فیض سے جسکے ‏— ہوتے ہوتے اکسیر نہ ماٹی کو لگے دیر

جسکے در مسجود کا معمار ازل نے ‏— پارس کی عوض سنگ کیا مصرف تعمیر

مانگا کرے ہے ہاتھ کو پہیلا کے فلک ‏— مہر اوسکے سدا قبہ درگاہ سے تنویر

کیا تاب جو صبا و اجل منہ کرے اودہر سمت ‏— لیجاے پناہ اوسکے اگر سایہ مین نخچیر

سجدے کو دو عالم کے وہ محراب ہے اوسکی ‏— زایر کا جہان نقش قدم ہووے زمین گیر

موسن یہ تصور رہو جو مقتدی اوسکا ‏— مقبول نہ اوسکے ہو صلواۃ اور نہ تکبیر

عدل اوسکے سے لرزے ہی خس وخار سے شعلے ‏— عہد اوسکے مین سم رکھے ہے تریاق کی تاثیر

جس دشت مین باجے دہل جرم بہ نکبا ‏— ہیبت سی اودہر آن کے جہانکے نہ کبھو شیر

مفقود عداوت یہ عدالت سی ہوئی ہے ‏— ضدین کو ہے ربط بہم جون شکر و شیر

تنہا تو وہ ہے عالم و آگاہ کہ جسکے ‏— تدبیر کے ایما سے نہ باہر ہوئی تقدیر

بہیجا تیرے ایما سے خداوند جہان نے ‏— بخشی ہے اگر ایک گنہگار کی تقصیر

وہ چاہے بلاشبہہ وشک عفو گنہ اوسکی ‏— جو خلق ہے نزدیک خدا واجب تعذیر

وہ جزو کہ کہتے ہین جسے لایتجزی ‏— تو اور خدا ہے جو نمانون تو ہے تکفیر

اور اوسمین جو بدخواہ تہرا ہونے لگے غرق	سب اوسکو نکلنے نہ دی سو یا نوشین نہ تہی

قصیدہ در منقبت فخر دودمان نبوی خامس خلفائے اثنا عشر

امام عسکری صلوات اللہ علیہ

عیب پوشی ہو لباس جبر کسی کیا ننگ ہے	ہان لے آئینہ بہتر اس صفا سے زنگ ہے
وضع سے کھلا ہے اپنی کیا تر قی کر سکے	چاہیئے دریا ہو لب بام پر نہ سنگ ہے
غش بہم پہونچانے محرم تجلی دلکو رکھ	صیقل اس آئینہ کے گرد شکست رنگ ہے
مرد وہ اپنی ہنر پوشی سے جو مارے قدم	فی الحقیقت تیغ کو جوہر سے بہتر ننگ ہے
اپنے بھی مرہون منت ہون غم عالی ہمتان	کوہ کی شمشیر کو کب احتیاج سنگ ہے
کہہ پہ در رکھنا قدم اس آستان سے گر ویا	خاکساری کو ہمارے سرکشی سے ننگ ہے
ابروان کے کھینچنے ہی شمشیر مژگان نے بھی	حسن کی خوبی مین تیرے تجھسے باہم جنگ ہے
آہ کس منہ سے کہون تجھکو کہ لا یہ ہر وقت	شکل سے میرے سدا بیزار میرا رنگ ہے
محو حیرت کو نہین ہے دوست اور دشمن سے کام	آئینہ تصویر کا دور از غبار و رنگ ہے
صبحدم سودا چمن مین مجکو آیا تھا نظر	اندنون شاید وہ کچھ شور جنون آہنگ ہے
پای گلبن بیدماغ سا کچھ بیٹھا ہوا	اک غزل پڑھتا تھا یہ مطلع کہ سخت تنگ ہے

مطلع

پشت خار آہوی صحرا ہو وے پنجہ شیر کا
باز کا چڑیا کی خاطر آشیانہ چنگ ہے

ہے حباب ور آب شر مین ربط فانوس چراغ
گلشن انصاف پرا وسکے یہ آب و رنگ ہے

روے کا رحشہ سے پردہ کا اوٹھنا ہی محال
پردہ پوشی پر جو اوسکے حلم کا آہنگ ہے

ہے سموم قہر کا جس بر و بحر او پر خیال
خشک وان دریا مین پانی کو وہ سیر پا سنگ ہے

نہی سے تجھہ امر کے اب یا امام المتقین
بسکہ منہیات پر عرصہ جہان کا تنگ ہے

چشم خوبان مین شراب آتی ہے لیکن گو نپا
گلرخان کے خط نہین آتش کا او رنگ ہے

مطرب اپنی آخرت کر یاد نالان ہو سدا
روز و شب ہر ایک ڈھولک کے تئین یہ جنگ ہے

استخوان و پوست سے کھینچی ہی لکتا در باب
زیر چوب سنگت او ٹھہرد سینہ مردنگ ہے

مین گداؤن کا ترے در کے کہون ہمت سو کیا
اوسکی ہر یہ گفتگو جو اون مین لنج دنگ ہے

کہہ سلیمان سے نگین اپنے پہ تو نازان نہو
نیش ارباب ہمم یہ دست زیر سنگ ہے

اوس زمین کو جس پہ اوسکا دست ہو یہ سایہ فگن
کچھہ سوا گل اشرفی کے سبز کرنا ننگ ہے

منھہ پہ تیغ برق دم الماس پیکر کے ترے
ایک قدم آنا عدو کو راہ سو فرسنگ ہے

گر سر دشمن پہ ہو میدان مین وہ سایہ فگن
خود و قاش زین دو حصہ تا بہ دیتی تنگ ہے

پر نہین یہ وصف اوسکے جو بیان میں نے کیے
بلکہ یہ تعریف تو اوسکی برش کا ننگ ہے

آسمان سے تا زمین اور گاو سے ماہی تلک
امتحان گر کیجیے اوسکو تو اک چہ رنگ ہے

۱۰۲

روشن ہے شمع کشتہ کی پھر کر جلاؤ سے — یعنی کہ بعد مرگ بھی آرام ہے محال

روشن طبیعتوں سے برابر ہے تیرہ عقل — کرتا ہے نور مہر کو سایہ سے پایمال

رکھتا ہے پر غرور کو جون نیزہ سر بلند — جو جادہ خاکسار کو دے ہے زمین پہ ڈال

یک تن نوالہ خوار نہو اس سے تا ابد — ہے سرنگون ازل سے یہ اب کاسۂ سفال

ہر روز نعمتون سے کرے سفلہ کو غنی — محتاج نان شب ہو سدا صاحب کمال

پارے کو دے ہے رتبۂ اکسیر بعد مرگ — دولت کبھی کسو کو نہ دی اون نے بیزوال

گر پاے سوختن نہ ہے اونکے درمیان — ہرگز کرے نہ شمع سے پروانہ کا وصال

سو پردے مین رکھے بوے گل کو یہ دیمین — پھاڑے نقاب روے حیا کی یہ بد خصال

ڈھانپے ہے جا نماز تلے زاہدون کا عیب — دیتا ہے راز عشق کو پردہ سے یہ نکال

ہم پر سدا رکھے ہے گلرنگ کو حرام — خون بہار تیغ خزان پر کرے حلال

ہر روز اوسکے غنچۂ گل کو کرے ہے تنگ — ہر شب رکھے ہے خاطر بلبل کو پر ملال

بوجھ اوسکے ہاتھ سے دل ہر دشت خارخار — گر لخت لخت ہے جگر کوہ کو خیال

ایدل غرض کسیکو نہ دے چین آسمان — شکوہ نکر تو اس سے کہ ناحق ہے یہ جدال

حاصل نہو سواے مشقت کے اوس سے کچھ — آہن کو سرد کوٹتے گذرتا ہزار سال

ہم پست فطرتون پہ چلی کب نہ تیغ چرخ — دوڑی ہی اودھری اب جدھر ہو زمین پہ ڈھال

جب تلک مہ و ملک سے نہ پہونچی کبھی پری
پہونچے وہ اس جگہ کہ نہ پہونچے جہان خیال
ساتھ اوسکے دوڑے گر نگہ وہم و وہ زوال
سرعت مین اوسکے راہ سے پیچھے کرے ہمری
نادان جانتے ہین کہ نکلا ہے یہ ہلال
آئینہ سپہر مین پڑتا ہے اوس کا عکس
تعریف نقش سم کی ہے اوسکے بہت محال
ہو رسا بلندی مین ستایش نہ ہو سکون
جا مغز استخوان مین چھپین شمع کی مثال
ہے کیا عجب کہ خوف سے ... کی رگین

جسدن سے اوسکے عہد نے جگ کو دیا شرف
ہر خم کے پیچ تب سے تو ہے پڑی یہ وبال

اوس آب سے کے نمط کہ جو کائی کے ہو تلے
چھپتا ہے نیچے درد کے دہشت سے یہ زلال

بعد از بہار روے خزان پر طپانچہ زن
گلشن مین اوسکے عدل سے ہر برگ ہے نہال

کر اسکو تو یقین کہ درندہ و گزند کے
یہ خوف اوسکے عدل نے دلمین دیا ہے ڈال

آہو کی دشت مین جو سنی ہے صدا کبھی
چھپنے کو ہر ڈھونڈھتے ہین خانۂ شغال

اژدر ہوئے ہین سہم کے یانتک ضعیف و خشک
کرتے ہین ان سے منہ مین سدا مورچہ خلال

جو کچھ کہو کمین اوسکی سخاوت مین ہے بجا
یہ مطلع حضور مری بات پر ہے دال

چاہے اگر کوئی دو جہان کا متاع و مال
تیرے گداے در سے کرے آکے وہ سوال

برسے ترا جو ابر کرامت زمین پہ
پیدا ہو جائے دانہ گہر ہون ہر ایک سال

مرضی مین گر چلے نہ ترے ایکدم سپہر
دست قضا اٹھا وے اوسے دیکے گوشمال

جون موم تفتہ آن مین ہوجاے منفعل
گر تجھہ فشار پنجہ سے آگاہ ہو جبال

شمشیر گر علم ہو ترے جن و انس کا
ہیبت سے آب ہو جگر و زہرۂ طحال

ہر پر غرور کے رگ گردن مین خوف سے
ہوجاے خشک خون رگ یاقوت کی مثال

مارے اگر تو برکمر آسمان اوسے
گاو زمین کے تن سے نہ لاگا رہے دوال

شاہا تری جو نشتر خنجر کا ایک دم
دشمن کے دلمین سہو سی گذری اگر خیال

پکچا یہ اسکو تخت سلیمان سے کم بجان
ہووے سبا جو توسوار عدو کے پہلو قتال
سب جن و انس دیو پری اور وحش ...
حاضر ہون رکاب سعادت مین ...
شاہا ترا بیان شجاعت مین کیا ...
ہیہات اس زبان سے ...
و دعوے بندگی ...

تیرے ہر ایک دوست کا مانند صبح عید	صفحے مین روزگار کے روشن ہی جاںبال
جون شام سلخ ماہ محرم تمام عمر	ظلمت ہی مین بسر کرین اعدای بدخصال

در منقبت خلیفۃ الرحمن امام مہدی الہادی آخر الزمان صلوات اللہ علیہ السلام و طعن بر شاعر کہ ایراد بر شعر میرزا گرفتہ بود

منکر خلاصی کیون نہ حکیمونکی ہو زبان	جب شہرہ سی میری ہو ملا اسقدر جہان
ممکن نہین کہ اب سخن غیر کون سلے	راہ اسقدر جو پہونچ دہ تا گوش سامعان
نام آوری کی واسطے حاسد نکر تلاش	جا گہ کسی کے نام کو اس عہد مین کہان
گو یہان سے کہے تو ریختہ ایران مین فارسی	چاہی جگہ ہر شہرہ کو ہو تو نہ یہان نہ وہان
عالم کی السنہ پہ مرا اسقدر ہے شعر	گویا ورق بیاض کا ہر منہہ مین ہے زبان
مینے سنا کہ تجکو مرے ایک شعر پہ	خوردی کا اپنے معنی کی ہی وہم مہربان
شاید باتفاق توارد ہو پہ مجھے	لفظون کا انہی عم کہ ہو دی کسپہ رائگان
گو زشت کو نچھاؤ کسی رنگ کا لباس	خوبو نمین اداسے جانہین جی پہلو پیدا
از راہ دوستی مین کہون تجھسی ایک بات	طبع فقیر بعث پہ جو نہ آوی تری گران
زنہار ہمسری کا مرے تو نکر خیال	ہوگا غریب مضحکہ نزد یک شاعران

مطلع

نطق سخن مین لفظ و معنی ہین توامان

مطلع کہا اور سے قلم اب لائق حضور	تا دو جہان صلہ دی مجھی شاہ خسروان

مطلع

ای وہ کہ کار بحر و بشر تجھ سی ہی روان | تیری وہ ذات جس سے دو عالم ہی کامران
تجھ خاکپا سے فیض جو اکسیر کو نہو | مس کو طلا نہ کر سکیں اوس سی مہوشان
شاہا علو مرتبہ تیرا جو کچھ کہ ہے | جز عالم الغیوب بشر پر ہے وہ نہان
اپنی نگاہ چشم کو قاصد جو کر سکے وہم | بھوے طول راہ کی کرنیکو امتحان
پای نگہ میں اول منزل ہو آبلہ | پہونچی نہ وان تلک ہی تیری منزلت جہان
قربان ہین خاندان کی تری شاہ دین پناہ | جس عزت و شرف سی کہ تیرا ہی خاندان
جبرئیل کی جگہہ وہ نہیں جس مقام مین | پشتین سی دیا ہی تجھی حق نی عز و شان
جو امر کارخانۂ ایزد مین ہو ترا | کیا تاب عقل کو کہ کہی کچھ اسمین این و آن
ناقون سے واسطی ہو جو بس رسلو نکالول | نکلے جو تجھ قدم کی زیارت کو کاروان
اس مرتبہ کا سرمہ ہی اوس کاروان کی گرد | جسکے لیے ہو چشم ملائک کی سرمہ دان
پہونچے فلک کو موج گہر ابر فیض سے | تیرے گہرے جو قطرے بدریائے بیکران
ہیبت سی تیرے عدل کے شاہا بہ زیر چرخ | خلقت کو اب زمانہ ہی اس امن کا مکان
آتا ہی جس گھڑی کہ تمازت پہ آفتاب | بال عقاب ہی سر کنجشک کا سایبان

۱۰۶

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ
فلک پہ سبعہ سیارہ تا قیام جہان
ترا چراغ رہے یونہی اسطرح روشن
سجود دست ترے بہرہ ور ہون اہل زمین
بسان رشتہ کہ دانونمین سبحہ کی ہو دے
یہ نام پاک کہتی ہین جسکو عالمگیر
بجا ہے تجھکو سلیمان جلال گر کہیے
علو مرتبہ تیرا نظر کرے جو کوئی
شہا جو نسب تیرا آفتاب کو پہونچا
نہین کلف یہ فلک سیر کا ترے لیکر
کرے جب آئینکا تو عزم پشت پر اوسکی
جدہر کو ہو تو جلو رنہ پھر ترے آگے
جہان پناہ ترے در گہ عدالت مین
جلے جو شام کو پروانہ بزم مین ترے
شرار سنگ سی خاشاک کو جو پہونچے ضرر

بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
پھر اگر ین تری مرضی شریعت کی ہمراہ
کہ جیسے پرتو خورشید سے ہو شعل ماہ
رہے رکوع مین تا قامت سپہر دوتا
ترے دلا کو ہے اسطرح دلو نمین راہ
خدا ہمیشہ رکھے زیب و زینت افواہ
کہ ہی وزیر کا ترے خطاب آصف جاہ
رہے فلک ہی کو اوسکے برنگ شمع نگاہ
ہر آسمان نے پھینکی ہے آسمان کلاہ
بغل مین غاشیہ لیئے چلی ہے ہر شب ماہ
رکاب داب کے اقبال بولی بسم اللہ
ظفر جو طرق ابولے تو فتح پیش نگاہ
کسیکو دیوے اذیت کوئی معاذ اللہ
تو صبح شمع کے آتا ہی سر یہ روز سیاہ
لی آدی کھینچ کے دیوان کوہ کو پرکاہ

ادب کی ارفعی سے طول کلام ہو کوتاہ
الٰہی تا ہو جہان تو ہو اور دنیا ہو
جہان غریبی ہے تو اوی جہانیون کی پناہ

107

قصیدہ در ثنای شاہ جم جاہ خسرو فلک بارگاہ عالی گوہر محمد شاہ عالم بہادر بادشاہ غازی

درخشندگی ذرہ ہے از فیض آفتاب
بجا کرم کا ترے سحاب

قصیدہ در مدح نواب وزیر الممالک عماد الملک آصف جاہ امیر الممالک سپہ سالار نظام الملک غازی الدین خان بہادر

دریا کو سیر کشتی سے تیرے ہوئیہ شرف
لاوے عجب نہیں جو ہما بیضۂ حباب

روشن دلوں کو گر نہو مسجود در ترا
رکھے نشان سجدہ جبین پہ ماہتاب

معراج وہ نبی کی جو ہو عرش کے پرے
معراج امت اسمین جو اسجا ہو بار یاب

یہ عدل ہے ترا کہ قوی کو ضعیف پر
کرنیے اب تعدی کی اتنا ہی اجتناب

کنجشک کے سپلے نہ وہ تیر آشیان تلک
پر گیری مین لگائیے جسکے پر عقاب

پہونچا نہ تیرے عہد مبارک مین ایک ورز
از دست محتسب کوئی تا پای احتساب

ہیبت سے کانپتی ہی مینا ہی اب اسقدر
ہو جاے کیا عجب عرق بید گر شراب

سامان تیرہ روزی سے ہے بہر سر عدو
تیری وہ تیغ قبضہ ہو جسکا سیاہ تاب

کیا تاب ہی عدو کی جو ٹھہرے ... حضور
سنکر نہیب قہر کو تیرے کہ عتاب

ہر پرت پرت کوہ کا یون ... جون
کھل جاوے باد تند ہی شیرازۂ کتاب

جز ماہ نو قرینہ نہسین تجھ کمان کا
ترکش کا چھپت خطوط شعاعی نہین جواب

اوس رخش برق وش کی تری وصف مین تنہا
مینے کیا ہے مطلع روشن یہ انتخاب

مطلع

رانون مین اوسکو صورت سیماب اضطراب
چالاک تر خیال سی اور وہم سی شتاب

گلگون بھی اوسکو کہیے تو ہی یہ سخن بجا
آتی ہی باس جسکے عرق سے بہ از گلاب

[illegible]

مطلع

[illegible]

ہے خوشی نام مرا ہون مین عزیز دلہا
کھول آغوش دل اور لے مجھے جلد اٹھا ان
سنکے یہ مژدہ جان بخش جو مین کھولی آنکھ
آنکھین ملکے جو دیکھون ہون تو اک بادپوش
حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چاردہم
چہرہ مین ایسی ہی گرمی کہ شب روز جیسے
زلفین یون چہرہ پہ بکھری ہوئی ناگین جیسے
جعد وہ تہرکی ہینے مین ہے جسکے ہر لہر
ناگنی پیچ مین آ دستکے نہ مانگے پانی
جبین ایسی کہ جسکو ماہ کا ہو جاوی داغ
قتل کرنیکا یہ جوہر نہ ہو شمشیر کے بیچ
ڈھیٹ وہ تیز کہ عالم مین نہین جسکی پناہ
فتنہ آسا چشم کا ایسا کہ مژہ سے خونخوار
حسن سی کان کی آویزہ مین ہے نطف کہ جو
بحر خوبی کی گویا مچھلی ہو قلاب کے بیچ

زندگانی کی حلاوت ہی جہان مین مجھ تک
پھر خدا جانے یہ دن کب تجھے دکھلائے فلک
اشعۂ نور کی سی مجکو نظر آئی جھلک
سر سے لے غرق جواہر مین وہ ہی پانون تلک
یک بیک دیکھے تو کچینہ ہی رہجای جھپک
باؤ کرتی رہی ہے دامن مژگان کی جھپک
جسطرح ایک کھلونے پہ ہین دو بالک
گھر ڈوبا دینے کو عشاق کے دریای اٹک
کھیل جاوی وہ ہین کالا جو چھو اوسکی لٹک
اوسکی تشبیہ سے جب اوسکو نجاوز دو فلک
اوسکی ابرو سی مشابہ نہ بنا وین جبتک
چشم وہ ترک کہ ہیبت سے جسکی کانپ اٹھے
متصل جو تکتے پاکر [illegible]
مستعد قطرۂ شبنم کہ [illegible] گل سے [illegible]
[illegible] کی حلقے مین جو [illegible] کی [illegible]

[illegible]

پس میں زانو کو کہوں کیا کہ وہ ہیں آئینہ
اوس سے بھی چھوٹی نہ آنکھ اوسی اگر جاوے اٹک

آدمی جس بزم میں اوس ساق بلوریں کا ذکر
جلوۂ شمع کا پامال حسد ہووے نمک

پشت پا چھپنے روی لیلی سی مجنوں کا دل
خون فرہاد سدا شیریں سی چاہے وہ کفک

وقت نظارہ مری جب نگہ دیدۂ غور
سرو لے اوس قد رعنا کی بی پاؤں تلک

فندق پا لگی کہنے کہ نہ دیکھا ہوگا
سرو کی بیخ سے پھولا گل اورنگ ابتک

قامت ایسا ہی کہ ہنگام خرام اوسکی اگر
آگے آجاوے قیامت تو یہ بولے کہ سرک

قدم اس دھج سے رکھے ہی کہ سر عالم کا
موج جب شور ہو خلخال کی پاؤں کی جھنک

کج داکج چلے جسطرح وہ اٹکھیلی سے
موج دریا بھی اوسی دیکھی تو رہ جاوے ٹھٹک

زرق برق ایسی ہی پوشاک پہ اوسکی کہ جو
کوند بجلی کی کہوں یا کہوں شعلے کی چمک

جیسی سج سی تھی گلے بیچ حمائل گل کی
ویسی ہی طرح وہی ویسی ہی خوشبو کی مہک

کیفی یاں تک کہ یہ انداز سخن میں سکی
کسیکو نشست کہا اوٹھنا کسیکو دوڑ و بک

بات اس لطف سی بہکی تھی دہن سے اوسکے
بادہ جوں ساغر لبریز سے جاتا ہی چھلک

غرض اس شکل سی آئی جو نظر وہ کافر
کہا میں دل کی طرف دیکھ کی اللہ معک

ناگہ اوس شوخ نے مجھ سی یہ کہا ای سودا
ابتو شیشۂ مے اندوہ کا پتھر سے پٹک

یہ بھی کوئی طرز ہی ہنسنے کا زمیں پر ناداں
یہ کوئی طور ہی جینے کا ترے زیر فلک

۱۱۰

111

عدل یہ عصر مین اوسکی ہے کہ ہر ایک طبیب | شعلۂ تپ کو بھی تبرید لکھی خار خسک
کرسنے دیوے نہ رفو چاک کتان کو انصاف | تا نہ رشتہ کو بیے ماہ کی کھولے بیچک
راج اتنی ہے مروت کہ غزالون کو پلنگ | اسطرح سمجھے ہی فرزند گویا ہے پالک
دو رہین اوسکی ہی یان تک تو منہیات ذلیل | کشمکش مے یہ نتا اوٹھ بنگ سدا ازپے کتک
ہمت اوسکی یہ نظر کیجے تو اک آن کے بیچ | ویسی پہونچے ہے دو صد بار یہ مطلع لب تک

مطلع

تجھسے ممنون نہ فقط اروی زمین پہ ہر یک | بار احسان سی تیری ہے دوتا پشت فلک
ہو گہر بار تجھ آگے جو سحاب نیسان | برق ہو کر متبسم اوسے مارے چشمک
آگے تجھ بحر کرم کے صدف پر گوہر | مٹھی اوسکی ہے جسے نکلے بشدت چیچک
چل سکے ہے نہ کسی امر مین تدبیر حکیم | مہر سے رائے کے تیرے وہ نہ لے تا دشنک
حلم تیرے کے جو ہموزن فلک سی کچھ شی | ڈال دیوے زرہ سہو خطا کوئی ملک
بار تجھ حلم مین سے یہ کہ ترے وقت خرام | ہووے ذرہ بھی اگر مرکز خاکی کو دھمک
صدمہ ایسا کہ لگا در زمین کو پہونچے | شاخین ہر چند وہ کھودے تو نکلے نہ کسک
دست دوران سی موالید کا سر رشتہ کار | نعرۂ قہر کی ہیبت سی تیرے جاے ٹھٹھک
پیل دنیا نہین کچھ پیل کا پشہ کو کام | حل قوت سی تری چاہیے ملک اوسکو گمک

ایضاً قصیدہ در مدح نواب وزیر الممالک عماد الدولہ امیر الامرا آصف جاہ نظام الملک بہادر

بیٹھنے مین ہی وہ کوہ اوٹھنے مین ہی ابر سیاہ
عرش رفعت مین وہ اور چلنے مین جون چرخ اتنک

شجر طور کا چہرہ پہ ہوا اوسکی جلوہ
رنگین تزئین کے لیے جسکی جھڑی اوسکی تک

جھول ہوا اوسکے ستارونکا کہون کیا میں حسن
تارے سطح رہین رات اندھیری مین جھٹپک

لیکی خرطوم مین زنجیر پھر آوے وہ اگر
اوسکی دانتون کو یہ سمجھی جو کوئی ہو زیرک

لیلی نے ہاتھ نکالے ہین سیہ خیمہ سے
ملنے کو مجنون ہی سن سلسلۂ پا کی جھنک

روز میدان اوسی دیکھیو تو دلاور اتنا
سر کے دانسے نہ جہانسے کہ زمین جاسے سرک

سامنے اوسکے وہ چھوٹے ہی ہٹیا خونکی لپٹی
داغلین اک مرتبہ سو توپ جو ہم سنگ اٹک

چرخی کیا چیز ہی لاوی وہ جسے خاطر مین
بان بجلی کی کڑک کا کبھو پہونچے اوس تک

چاہے وہ توڑ کے جون نیشکر اوسکی ٹکڑکو
پانون کھجلانے لگے سونڈھ مین لیکر یولک

بے تکان اسقدر اوسکا ہی ہلاوا جیسے
مہر مین ابر کے آنے سے ہو سایہ کی ڈھلک

اسقدر ہی وہ سبکرو کہ کبھو چلتے وقت
پانونکی اوسکی دل مور کو پہونچے نہ دمک

اوسکی ہودج پہ تجھے دیکھ کے سمجھے خلق
کرسی پر عرش کے ہی صورت انسانکا ملک

خیمۂ جاہ کا تیرے سو کرون کیا مذکور
ہو وی استاد جہان تیری جلو کی اسپک

آسمان کو نہ کرین اوسکے تلے بے چوبہ
کہ نپٹ کہنہ ہی یہ اور نہایت کو چپک

اللہ اللہ تری مطلع کا تجلی جسکا
طبق روی زمین سہ ہی پر انحوان چشک

۱۱۳

وہ سلطنت کہ نمونہ ہے جسے خدائی کا | کہیں ہیں شرق سے تا غرب ہر صغیر و کبیر
سنا نہیں ہے کہ غازی دین عباد الملک | جو میر بخشی تھا اوسکا سو اب ہوا ہی وزیر
اگر طلب کرے کاغذ وہ مجھ سا ای نادان | تو کر سکیگا پھر اوسوقت اوسکی کچھ تدبیر
دیا جواب یہ اون نے کہ میری کاغذ ہین | حضور اوسکی کسی وجہ کی جو ہو تقریر
یقین ہی خامۂ دست کرم سی اوسکی مجھی | سوای عفو مری حق مین کچھ نہو تحریر
مری خطا بھی ہی کچھ چیز اوسکی ہمت پاس | ہر ایک لحظہ جو بخشا کرے ہی گنج خطیر
گہر فشان ہی سدا دست فیض کا اوسکے | تگرگ بار نہو جسکے ابر عشر عشیر
غنی ہوا ہی یہ اوسکی کرم سے ہر محتاج | کہ فرق ہو نہیں سکتا بہم امیر و فقیر
تمیز کیا کہوں اجرای کار کی اوسکے | کہ جسکے رمز کو پہونچے نہ آسمان کا دبیر
وہ دام زلف بتان سی کوی او سنخواہ | جو مانگے فرقۂ عشاق سے کوئی جا گیر
بیان مین کیا کرون اوسکی شجاعت جسکے | یہ کہتی ہین صفت مردانگین کیا جوان کیا پیر
عجب نہیں ہے کہ قالب تہی کرے مریخ | اگر وہ چرخ پہ چڑھتے سنے تری شمشیر
پرش کی اوسکی جو دہشت نہو زمانہ کو | تو ہووے رنگ نہ اوسکا ہر ایکدم تغییر
جہان کی باغ مین نقاش تیری گلگون کی | جو چاہیں شکل بنادیں تو کیا کریں تدبیر
کہا مصور باد بہار نے جسکو | اگر قیاس مین ٹھیرے تری کھینچے تصویر

[illegible]

۹۰

قصیدہ در مدح نواب وزیر الملک

جو کھینچی یاد مین تجھ خلق کے چمن نقاش
تو ہو بمشام مین عالم کے دی گل تصویر

نہیب قہر ترا ہو جو بحر و بر اوپر
جگر نہنگ کا ترے ہو آب زہرۂ شیر

وہ کنہ کونسی ہی پہ وہ عدم کے بیچ
کہ تیرا مدرکہ اوسکا ہوا نہووے مشیر

مدبری کی تری کیا ثنا کرے کوئی
کہ جسکے حق مین یہ مطلع ہی مثل مہر منیر

مطلع

نہین ہے معجزہ عیسیٰ سی کم تری تدبیر
کیا ہی زندہ مرنوے سے جنے عالمگیر

رواج دین نبی کا یہ عہد مین تیرے
کہ شکل انس پہ عائد نہووے اب تکفیر

شکست وے ہی بتونکو جو سومنات کے بیچ
صدا نکلتی جرس سی ہی کیا ہے وہ تکبیر

اگرچہ فتح دکن بیچ جا کے اکبر نے
لیا ہی بھاگ نگر اور قلعۂ آسیر

عزیمت اسم کو تیرے اگر پڑھے کوئی
کرے وہ ہند مین بیٹھا ستارونکو تسخیر

جو تیری ذات سے ہر نیک و بد نے اپنا کام
کیا درست سوا اوسکو مین کیا کرون تقریر

کہ جیسے اہل مذاہب نے جلد قرآن سے
لکھی ہر ایک نے اپنے طریق پر تفسیر

غرض نہ خلق ہو دنیا مین آدمی تجھ سا
کرین جو خاک کو آدم کے لاکھ بار خمیر

پس اسطرح کے بشر کی کوئی ثنا مجھ سا
اگر کرے تو وہ ہوتا ہی واجب التعزیر

اگرچہ مین یہ قصیدہ کہا تو ہے لیکن
تری ثنا کی مصنف ہو یہ زبان تقصیر

جس جا کہ ہین لغات فراہم کرون تو وان
آئینۂ سخن پہ معانی کے شکل کا ٹ

زنہار اوس ہی پہ نہ پھر ان اسی جسطرح
صنعت مین شعر کی غزل پنج بیت کا

مجکو نہنگ بحر معانی سے کام ہے
یعنی شجاع الدولہ بہادر کے فیض کا

کر اس غزل کو غور کہ تیری جناب مین
ذرہ رکھی نہ صاحب فرہنگ رنگ ڈھنگ

رکھتے ہین جنکے الفاظ تہ رنگ رنگ ڈھنگ
کہتے سخن کا وسوسہ سنگ رنگ ڈھنگ

کرتا ہی ان پہ قافیہ کو تنگ رنگ ڈھنگ
سب تجھے سخن کو کیا کوئی خرچنگ رنگ ڈھنگ

پہونچا ہی جسکے لاکھون ہی فرسنگ رنگ ڈھنگ
داد اسکا چاہتا ہی بہر رنگ رنگ ڈھنگ

غزل

دیکھا جو دیر و کعبہ ہمسنگ رنگ ڈھنگ
کرنا پرستش اونکی جو پاتا اونھون کی بیچ

کیا تجھ لبون سے لعل کو نسبت کہ اونکی طرح
ساقی نے بھر کے جام زمرد کو یہ کہا

سودا مین کیا کہون در و دیوار باغ کا
بس مجکو مغتنم ہی کہ میری سخن کے بیچ

تیری تو وہ زبان ہی کہ جسپر ہر آن نطق
کچھ ایک سا رکھین ہین بہم سنگ رنگ ڈھنگ

یار و وقار دل کے ہین ہمسنگ رنگ ڈھنگ
پہونچا سکی ہی کوئی بہم سنگ رنگ ڈھنگ

ہم بادہ اسمین خوب ہی ہمسنگ رنگ ڈھنگ
رکھتا ہی یار بن غم و ہم سنگ رنگ ڈھنگ

اتنا بھی دہر کا جو رکھی ڈھنگ رنگ ڈھنگ
جون گلستان رکھی ہی بہر رنگ رنگ ڈھنگ

مطلع

دریای فیض کا ہی ترے رنگ رنگ ڈھنگ

قصیدہ در مدح نواب
وزیر الممالک ابو منصور خان
شجاع الدولہ جلال الدین حیدر
بہادر ہزبر جنگ

مرغ معنی کے اگر صید پر اپنا ہو خیال | عرش پر پرواز ہو تو کھل نسکین اوسکی بال
نہ پہچے طائر مضمون نظر انداز مرا اٹھ | فکر عالی کی ہی شاہین میری راہ نوال
آوی ہے شعر وسخن پر جو طبیعت میری | معنی پردی سے عدم کے کرین استقبال
کچھ مجھے تازہ مضامین کی نہین سعی وتلاش | پھرتے ہین ناطقہ میرکی سدا وہ دنبال
نشست وشو دون ہو نہین الفاظ کو جس پانی سے | دُر وہی آب گہر سا منہ اوسکے وہ زلال
نور خورشید ہو شب گھر سی فلک کے زائل | نور معنی سے مری بیت کے ہی دور زوال
جس زمین پر مین کرون بیٹھکر مصرع موزون | وان بجز سرو ہی روئیدگی نخل محال
جو زباندان متتبع ہو زبان کا میری | چہرہ ہو نیکی فصیحی کو نہین اوس سے مجال
خامہ لکھتا ہی مرا ہے جو فصاحت اک چیز | سو زبان کی ہی مری خادمہ بی زرومال
یہ زبان مجھ سے کی خامہ کو عطا کرتی ہے | مین سمجھتا ہون جو منشی ازل کا ہی مآل
کہ ہی ہیچ مین ایسی کی جسے تا باہد | پرورش کرنہین گذری کبھو دنیا کی مہوسال
یعنی نواب فلک رتبہ **شجاع الدولہ** | قائم اوسکا رہی تا حشر یونہی جاہ وجلال
مطلع تازہ کرے خامہ رقم اب ایسا | کہ یہ از مطلع انوار کیا جاوے خیال

مطلع

تمنای جبین پر بھی ہوتا ہی ہلال | بسکہ یان سجدے کے مشتاق ہین ارباب کمال

شرق سے غرب تلک عدل سے تیری کا	دھاک ہی تیغ جنوبی کی تری تا بشمال
اوسکی خونریزی ہی یوں فوج عدو گھونٹ کھاے	جون مہ نو سی محرم کے پلٹتا ہی سال
کافر حربی و موذی و منافق ملحد	ایک چورنگ ہی چار ونکا اسی استیصال
کیا بیان تجھسے کرون صف سپر تیرے	سایۂ مہر نبوت ہی تری پٹھ پہ ڈھال
شست اندازی سی تیری ہو عدو کس جانب	دائم انگشت قضا تیر کے تیری ہی بہال
تیری شبرنگ کی جلوی کی تئین جو دیکھی	کبھی وہ اوسکو کنہیا زرہ حسن و جمال
پہونچے کب اوسکی چلاوی کے تئین وہم و گمان	سالہا گرو کرین دوڑنے کا استعمال
دیکھی اوسپر جو تجھی وقت کمانداری کے	ہے حیران نشانیکی طرح چشم غزال
تیری سپر میں جو دیکھا ہی میں اوسکا ہتیا	برق کی ابرو ہوا میں نظر آئی تمثال
روز میدان وہ اگر فوج عدو پر کڑکے	بدتر از صاعقہ لاوی صف اعدا پہ زوال
تیرے ہاتھی کا بیان تجھسے کرون میں لیکن	چھوٹا منہ اور بڑی بات نہیں اوسکا قال
رفعت و شان بزرگی میں کہون کیا اوسکی	مرتفع جسکے سہ و مہر سی ہو وین گھنتال
اسطرح مستک رنگین پہ ہی اوسکی کجباگ	جون فلک پہ شفق شام میں نکلی ہی ہلال
جلوہ گر ہیں شب بیجو میں گویا دو شمع	حسن کے دانتون کی اوسکی جو کیا میں خیال
پائل اتنا وہ چلی ہی کہ اسے باور کر	بخشے دشمن کے تئین عمر ابد جسکی چال

[illegible]

۱۱۷

فتوی ایک عقل کی ہستی میں ہوا ہی تمثال
اوس سے جون مہر جہانتاب بذرات جہان
مہر کو ذرہ سے تشبیہ ہے تحقیق پہ دال
ختم کرتا ہے دعا پر یہ سودا یہ کلام
دوست ہوں شاد ترے اور ہوں دشمن پامال

قصیدہ در مدح نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ جلال الدین حیدر بہادر ہزبر جنگ

[illegible]

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

۱۱۸

ہی خام طمع کو قدح چشم سے ان کے	بادیکی مروت کے طلب وسوسہ ننگ
اظہار کرین کو رستے دین چشم مین سرمہ	وان اوٹھ کے لگین دوڑنی بیٹھا ہو جہان لنگ
آچھرتے ہوئے اونکے دل و دیدہ کے اطراف	نت مہر و وفا عار کرین شرم و حیا ننگ
مہمان سے گرفت اتنی ہو یہ ماحضر اوپر	دل مرغ کے سینے پہ گویا باز کا ہی چنگ
ہے انسے غلط چاہیے صہبائے ترحم	شیشے کا اونھونکی ہے ٹھکانا جگر سنگ
دنیا مین توقع نہین انسان کو کسو سے	چھٹ اوسکی وزیراب ہی جیسے ہند کا ادرنگ
کیا منھ مرا اور کیا لب و لہجہ ہی کہ اوسکا	لون نام مفصّل نہین آداب کا یہ ڈھنگ
اس بحر مین وہ نام بزرگ آوے سو کیونکر	جلو مین سمندر نہین آتا ہی کسی رنگ
ان بیتون کے ہر حرف سر مصرع نظر کر	جو اسم شریف اوسکے سمجھنے کا ہے آہنگ
شمہ جو بیان کیجیے انصاف کا اوسکے	جو خوبی ہے دنیا مین لگی اوسکی نیاپنگ
الطاف و کرم کا جو شمار اوسکے کرو نہین	عاری رہین امواج کو کنکر بلب گنگ
انصاف یہ اب عہد مین اوسکی ہی کہ فرہاد	لانہ لبون تک کوئی غیر از جرس و زنگ
دکھانہ یہ مین حوصلہ جزا اوسکے بشر کا	وسعت بھی زمانیکی حضور اوسکی ہی کچھ تنگ
لعل اوسکی تیئین بخشنے کنکر سی مین کمتر	ہمت کا جہان بیچ بھلا کسکا ہی یہ ڈھنگ
بازو کا اوسے زور شہ ہند کا کہیے	ہیبت بجہان اوسکے بہر صاحب اورنگ

[illegible]

کھینچا ہی زبس سر بفلک عدل نے تیرے ‏— میزان کی طرف دیکھ کہ ذرہ نہین پاسنگ

آتش رہی یون آب مین انصاف سی تیرے ‏— آئینے مین جس شکل ہو عکس رخ گلرنگ

تجھ چشم کا ہی نرگس شہلا چمنستان ‏— پاتا ہون مروت کی تئین اونمین صد رنگ

دل بھر نہ گیا شیوۂ احسان سی تیرے ‏— خالی ہو کوئی در ز عدن سی جمن و گنگ

پس جو کوئی تجھسا ہو ثنا اوسکی ہو مجھسے ‏— ہرگز نہ اسے مانیو کب مجھ مین ہی یہ ڈھنگ

جس مرتبہ مین تجکو سمجھتا ہو نہین ممدوح ‏— یہ مدح تو دران عار ہی مداح سو ہی ننگ

کتنے سخن واقعی ہین عرض کیے ہین ‏— خواہ اونکو گہر سمجھے تو اب خواہ انھین سنگ

سودا چل اب آگے کہ یہ جای ادب ہے ‏— کر قطع سخن کا تو دعائیہ پہ آہنگ

قبضے مین تری قوت شمشیر سے تیرے ‏— لے شام سی تا روم رہی روم سے تا زنگ

پرواز ہا جب ہو سوے اوج سعادت ‏— شہباز کا طالع کی ترے اوسے رہی جنگ

در مدح نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر ہزبر جنگ

خون مری دل مین نہین تشنہ ہو گو یا ترا ناز ‏— شرم سی خو کی تری ہو نچی ہی آتش بگداز

گردش دہر ان آنکھونکی بلا گردان ہی ‏— بخت برگشتہ کا مژگان کی تصدق انداز

جنبش لب سخن آبروی چشمۂ خضر ‏— دم عیسی کی لیے موج تبسم دمساز

ہی سر دہر مین تجھ زلف سی سودا کہ ہوا ‏— پا بزنجیر اوسے سلسلۂ عمر دراز

دہر مین دادرس خلق ہی جسکی جناب
اور ابنای جہان مین ہی جہون سے ممتاز

یعنی موسوم بہ نواب شجاع الدولہ
ذات سی جسکے زمانیکو ہی فخر یہ و ناز

کیا بیان اوسکی عدالت کا زبان پر لاؤن
سحر ہی صولت عدل اوسکی تئین گر عجاز

باز و گنجشک کی کھینچی جو مصور تصویر
رعب گنجشک سی پرواز کری صورت باز

پیش خس تاب نہ آتش تو بجز خاموشی
نہ یہ طاقت کہ زبان اپنی کری شعلہ دراز

عدل جسکا یہ ہو لازم ہی کہ اب وسکے حضور
جاؤن اس مطلع ثانی کو مین کرنیکو نیاز

مطلع ثانی

دُر ہو قطرے سے لے بحر سخا کو ممتاز
گر ترا دست کرم برسی ہووے نا ساز

ہمت عام نے تیری یہ جہان اپنا کو
ہاتھ پھیلانیسے باہم کے رکھا یاتک باز

سیر چشمی ہی اب اتنی کہ کسی نکل بیچ
شاخ مانا نہ پڑی نخل کے با دست دراز

یہ مسلم ہی کہ و مہ یہ کہ آفاق کے بیچ
زندگی بخش مسیحا کا ہی لاشک اعجاز

لیکن انجام کو پہونچای ہی تو کار شفا
مفلسی کی جو مرض کا ہو کسیکو آغاز

عہد مین اپنے شجاعون کی وہ انجم ہی تو
کہ تہور کو ہی تجھ دل کی شجاعت پر ناز

نعرۂ قہر کو تیرے جو سُنے ردئین تن
استخوان اونکی طرح شمع کی ہوجائین گداز

اوڑکے رہجای جہان اوسکی نگاہیکی گرد
طائر وہم کو پہونچای نہ وان تک پرواز

کیا کرون وصف تری فیل فلک پیکر کا
تا بلند اپنی زبانسی نہ سخن ہو آغاز

یون مہاوت کی ہی اوس مستک نگین پہ کجک
ماہ نو جون شفق شام مین ہو جلوہ طراز

حسن مین سیاہ قلم کی ہی وہ تصویر جس سے
خامۂ صنعت حق کی نظر آوے پرداز

اسطرح دانتون مین خرطوم ہی اوسکی جیسے
موسم دی کی ہون کوتاہ دن اور رات دراز

پاؤں ایسا کہ عجب کیا ہی بوقت رفتار
سایہ اپنی کو رکھے ہمرہی اپنی سے باز

بڑ شگان پیری ہی دریا مین وہ اسصورت سے
رشک کھاتی ہین جسے دیکھ سواران حجاز

اسقدر ہی وہ دلاور کہ برو زہیجا
استقامت کری اوسکی جگر کوہ گداز

لاکھ گر توپ دغی اوسکے محاذی تو وہ
سمجھے پشہ کی طنین اونکی وغا مین آواز

غرض اس نظم سی تو یہ نہ سمجھیو ممدوح
کہ طمع پر تری مداح کی ہو عرض نیاز

خلعت و اسپ کہ تیرے آگے کچھ چیز
نہ وہ مین اسلیے تجھ پاس کرون دست دراز

ہی تصدق جو مقرر میری خاطر اوسمین
نمکین شیرین کچھ ہی ذائقے سے میری ساز

بہر پوشش مجھے ملتا ہی وہ جامہ جسکا
دامن آلودہ کی گو حرص سے رہتا ہی باز

مجکو کچھ کام نہین تجھسے جو چاہے رکھ
مین ہون بندہ ترا اور تو ہی مرا بندہ نواز

مطلب اس سی یہ جو سودا ہی ترا پیر غلام
اور کیا ہو سکے جز یہ کہ دعا بعد نماز

لیکگمان کرے جو تو عزم شکار مرغ
اڑتے کہین نہ دیکھ سکے ملک ہند سے
سودا کی یہ دعا ہی کہ تیرے مراد کا

ہرگز سکے ہوا مین نہ طائر کا نام تیر
جز اپنے اک پرند کو تا روم و شام تیر
بیٹھا کرے نشانے پہ یارب مدام تیر

در مدح نواب وزیر الممالک جلال الدین حیدر شجاع الدولہ بہادر مہر جنگ در فتح کردن بحافظ رحمت خان

آیا عمل مین تیغ سے تیری وہ کارزار
بے سر ہوئے ہین آج یہ سرکش کہ جنکا
سر جنگ اسطرح کی نہ کھائے کہ تا بحشر
آتش غضب کی تو نے یہ اونکی فسردہ کی
نام اوسکا تیری تیغ سے نے معدوم یہ کیا
اک خم تھا دل و نخوت کا پر از بادہ غرور
تھا عزم یہ ہر ایک کا گاڑینگے بیٹھ ہم
آئے تھے وہ چنانچہ اسطرح روز جنگ
گاڑی بجاتے ناچتے اور کودتے ہوئے

دیکھا جسے نہ ترک فلک نے بروزگار
خاک اونکی پہ ہو تو نہ ثمر لاوے شاخسار
مدفون ہوں جس زمین پہ تو واں اوٹھے غبار
تن مین نہین ہے قطرۂ خون صورت شرار
نہ عف کرے ہے سگ ہے نہ خان نہ زاغ کوہسار
ہین اوسمین کرو یا ہمک تیغ آبدار
تانوں کو کھینچ کھینچ کے قلقاری مار مار
پایا تھا جن دلونمین خیال اونکی قرار
سانڈنیہ جھنڈیون کے صفین باندھ بیٹھا

محبوب اور سنت و لطافت تھی لطیف
لیکن اونکو آدمی کہیے کہ دیو دو
ایدھر سے بان و زنبلہ و توپ متصل
بڑھ بڑھ کے آخرش وہ لگے توپین داغنے
لیکن مین تجھسے کیا کہون اے یار اوسگھڑی
تھی کرتیان تلنگون کی مانند لالہ زار
توپین جو داغتی تھی فتیلو نسے آن آن
گجنال مثل رعد کے کڑکے تھی دمبدم
باردو گولہ توپ مین بھرا یا وہ باد تھی
فرصت کسو نے اتنی نپائی کہ وہ کرکر
ہر ایک جا ہی لنظر آیا ہر ایک کو
اوڑتے تھی یون پیادہ کہ تو دیکھو روئی
تھے ہاتھیون پہ بیٹھے جو جافظ کی ہمنشین
وہ بھاگے اسطرح کہ یہ کہتی تھی اونکو خلق
نی اوٹھنیکے حواس تھے نہ بھاگنے کا ہوش

یکسو تھا میر سید علی مستعد کار
اونکا قدم وغا مین یہ پایا ہم استوار
پڑتی تھی پہ وہ بڑھتی ہی آتی تھی سرگزار
اوس پل پہ جہان سے جزائل کے ہوے مار
دکھلائی تھی اجل نے عجب طرح کی بہار
تھا دود توپ ابر سیاہ تگرگ بار
رنجک مثال برق چمکتی تھی بار بار
آواز شتر نال تھی طاوس کی چھنکار
جتنے کہ قوم عاد اوڑائے تھے جون غبار
بندوق و تیر و تیغ سے جا او زمین کا زار
گھوڑا ادھر جو تڑپ رہا ادھر پڑا سوار
نداف کا لکا پچہ جون رہی انتشار
ساتھ اوسکی ہم پیالہ و باہم نوالہ خوار
بھاگا وہ دیکھو جائے ہے میدان سے کہسار
نی سوچ مرنیکا ہے نہ جینے کا کچھ بچار

۱۲۳

تاریخ ... سودا نے یون کہا ... نواب نامدار

قصیدہ در مدح نواب وزیر الممالک آصف الدولہ یحیی خان بہادر ہزبر جنگ

خلق کو اسقدر ہے استغنا — نہین ممکن کہ وہ بیان ہووے

رہرو آگے اگر پڑا ہو گہر — دور ٹھوکر سے گردوان ہووے

کبھو دیکھا نہین کہ زر بے قدر — اسقدر زیر آسمان ہووے

رہ نوردون کی نظرون مین اکسیر — بدتر از گرد کاروان ہووے

در گنجینہ پہ نہین اب رسم — کنجی اور قفل پاسبان ہووے

متمول یہ خلق ہے جسکی — قاصر اب کہنے مین زبان ہووے

جا گدا روز و شب کہ سائل تھا — چاہیے رشک خسروان ہووے

در و دروازہ یون ہے اب کسکا — کہ نہ وان پیل و پیلبان ہووے

کون ہے جسکے تازی و ٹٹو ہے — نہ چھپڑکتا بزیر ران ہووے

نہین بر مین کسیکے اب وہ لباس — کہ نہ قیمت مین جو گران ہووے

نہ کوئی باندھے جب تلک ہتیار — نہ طلایہ نہ نشان ہووے

خوان نعمت نہین ہے ایک کا اِن — جس پہ تا سو نہ میہمان ہووے

عیش و عشرت سو ہے سدا دمساز — پیر ہو کوئی یا جوان ہووے

ہے جو کچھ جس کنے ہے اوسکی عطا — آصف الدولہ اور جہان ہووے

دیکھکر جسکو خلق لوٹے ہے — تو ہوا اور عمر جاودان ہووے

تیر تیر انگاہ چشم قضا ہے — اوسکو بیدار دشمنان ہووے
بادشاہا تعالی اللہ ہے — جلوہ گر آکے وہ جہان ہووے
نیر ران دیکھکر تڑپ اوسکی — خلق کا اوسپہ یون گمان ہووے
کیا عجب ہے کہ برق کا شعلہ — اسکے تیہے کے درمیان ہووے
صرصر اوسکے قدم کو پھر نہ لگے — تنگ کشاد اوسکی گر عنان ہووے
جہد کرنے کا دل مین ہو جو خیال — مجھسے آگے تو کیا بیان ہووے
اوس جگہ تک جہان مین جسکا بعد — دور از وہم انس و جان ہووے
لاکھ بار ایک پل کے عرصے مین — پہونچے جسجا سے پھر یہ وان ہووے
فوج کا تیرے کر سکے نہ شمار — گو عطارد حسابدان ہووے
کثرت اوسکی ہے جب تو ہووے سوار — بسکہ گرد آسمان ہووے
آنکھین مل مل یہ مہر ہے بے نور — جیسے شیشہ تنابدان ہووے
دود ہو یہ بلند توپون کا — آتش انگیز جب دہان ہووے
سقف حمام جسطرح ٹپکے — قطرہ زن چشم اختران ہووے
اونکی آواز سے بدشت و کوہ — زلزلہ یہ جہان تہان ہووے
بکف دست جسطرح سیماب — حالت کوہ یون عیان ہووے

آمین آمین بجا فزان ہووے
شادی و عیش و خرمی ہر روز
آپکے دل سے توامان ہووے

قصیدہ در مدح نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر رستم جنگ

خامہ بشیر ازگیاہ کیا ہے جسے — ہو رقم سے یہ خوشدلی کا وفور
مگر اس امر میں ہیچ کرتا ہے — اوس طرف انتقال ذہن و شعور
کہ لکھا چاہتا ہے اوسکی مدح — خلق مین جسکے خلق ہی مشہور
یعنے نواب **آصف الدولہ** — ہو سلیمان پہونچکے جس تک مور
ہے توان بخش ناتوان کا وہ — شاہد اسکا ہے متفق جمہور
لیگیا پیل پیل کو پشہ — اوسکے آگے کیا جو باہم زور
شعلہ پیدا ہو جسدم اوسکی تیغ — ہووے خاک سیہ عدم مین فتور
اوسکی برش کا وصف کیا مین کرون — سخت اور نرم پر باین دستور
سخت پر جیسے تار صابن مین — نرم پر جون ہوا مین بال طیور
یادمین اوسکی باندھیے جو کمر — ران سے پھریے مظفر و منصور
مدح غایب سے دل ہو اپنا تنگ — ہو ٹک اے خامہ باریاب حضور
وہ جو تیری کمان کی سیر ہے — کسکو اوسکے اوٹھانے کا مقدور
وصف شوخی مین باد پاکی ترے — کرتی ہے اب زبان یہ قصور
ہے فرس کسکے زیر ران ایسا — جسکے جلوے کا ہووی یہ مذکور
کردے پل مین تمام روی زمین — سینۂ باز نقش لعل ستور

ختم سودا کرے سخن بدعا / آمین سب بولین بندگان حضور
فضل سے حق کے تو یہ حشمت و جاہ / رہے تا حشر خرم و مسرور

قصیدہ در مدح نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر رستم جنگ

سودا پہ جب جنون نے کیا خواب و خور حرام / لائی گھر اوس طبیب کے ہی عقل جنکا نام
احوال اوسکا دیکھ کے کہنے لگا طبیب / اب فصد و مسہل اوسکو لیے ہی مفید تام
کہنے لگا سن اوسکو وہ دیوانہ در جواب / مجھ مین لہو کہان یہ ترا ہی خیال خام
جو کچھ کہ میری تن مین لہو تھا سو لیکی سبا / عامل نے خیر آباد کے پی کر کیا تمام
مسہل طلب کری ہی غذا کی زیادتی / مجھکو سو ماہ عید بھی گذرا مہ صیام
کیا سودا اس علاج سی کہہ اوسکی ماسوا / تا اپنی مین دوا کرون اب کرکی قرض و وام
تب اوسنے یون کہا کہ بتاؤن مین وہ علاج / اس درد سی تو پاکی شفا ہو جو شادکام
اوسکی حضور عرض یہ کر جسکے سایہ مین / مو ضعیف پیل سے لی اپنا انتقام

سنتے ہی یہ نوید قصیدہ برای نذر / لیکر اب اس جناب مین حاضر ہوا غلام

در مدح نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر رستم جنگ

پہونچا نہ اوسکا سایہ بھی اوسکے قدم تلک — تا اوسکی تونے رو مین عنان کو لیا تھام
اعدای بدخصال کی تنبیہ کے لیے — اوس برق وش کی پشت پہ تیرا ہوا قیام
ہو طرفہ تو کنان تیرا اقبال پیش پیش — نصرت کہے جلو تری اور فتح اہتمام
کچھ کم نہین جہان مین سلیمان سے ترا جاہ — گو السنہ پہ **آصف دولہ** ہی تیرا نام
تو وہ وزیر ہے کہ حیران ہو رہین — شاہان عصر دیکھ کے تیرا یہ احتشام
مطبخ کا ایک خرچ تری گر بیان کرون — اوس ذکر کو کفاف نہو صد زبان بکام
فیض اوسکا اسقدر ہے جو اوسکی مین دیگچہ مین — خوان کرم پہ اپنے وہ دیتے ہین صلای عام
رتبہ ترا ہے وہ جو کری قصد اودھر کو ہم — پہونچے نہ ماند کی سی بیک کوچ دو مقام
ذرہ کری ہی خاک کا اوسکی فلک پہ ناز — جس گلزمین پہ سیر مین کرتا ہی تو خرام
تجھسے کی کوئی مدح و ثنا تجھسے ہو سکی — مین کیا ہون کیا زبان مری اور کیا مرا کلام
اس نظم سے غرض ہے مجھے عرض مدعا — مقصد مرا قلیل ہی پہونچے بانصرام
اپنی تری جناب مین اتنی ہی عرض ہی — کس کس کا ملتجی ہون کہا کر ترا غلام
انصاف ہے کہ ہو وہ عطا اس جناب سے — اور اونکی مین سماجت و منت کرون مدام
دیہات جو ہین مصرف مطبخ کو اوسمین سے — اس نقد ہی کے عوض ہو مجھے ہنک طعام
ای گنج بخش خلق مرا سے جو مدعا — کرنا رہ ذرا حضور ترے کسقدر ہے کام

ترے سا نقیب عام ہی عیش ہو مدام
دنیا ہو اور تو ہو الٰہی بجز ری بلا
تا جلوہ گر ہین جہان صبح اور شام
تابندہ جب تلک بفلک ہو وین مہر و ماہ
اس نظم کو تو کر بدعا پہ اختتام
سودا بس اب خموشی کہ جای ادب ہے یہ

در مدح نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر

ہاتھ سوفار تک نہ پہونچے کبھو	کرے بہر عمر وہان کوئی جو کھدنت
دہرۂ برق آب ہو جاوے	تیرے توسن کی گر سنے کھڑکنت
دہم آسا ہی اوس پہ ہی موش کی	شرق سی تا بہ غرب یک ڈٹنت
بلکہ شیشۂ عدل مین ترے ہر موش	سامنے بہر کے رہے چو دنت
کوئی کیسا ہی ہو قوی اوس سے	نہین دل کو ضعیف کے دبکنت
وہ بھی روباہ جسکو ہو خارشت	سمجھے ہی شیر کو ہے کیا شمنت
حلم کا بار گر نہو تیرا	ارض شکل سما رہی نہ نچنت
دست زربخش کا ترے خورشید	ڈھونڈھے بہر عمر تو نپاوے انت
آگے سائل کے تو کرے زمین	اشرفی اور روپے کی یون کہنت
جلوہ نظر و نمین اسطرح وہ دے	جون فلک پر ہو تارونکی چھکنت
ختم سودا دعا پہ کرتا ہے	وصف کا تیرے کون پاوے انت
رہے نواب آصف الدولہ	دل سی تیرے خوشی کو نت لپٹنت
حال یون روسیہ عدو کا ہو	جاہ و دولت کی تیری دیکھ بڑھنت

مہر کے جون حمل مین آ نہسے
شب کو آفاق مین لگے گھٹنت

[illegible]

ہمیشہ مین کرو زون ترے ارکان وزارت
[illegible] سلاطین جہان کے [illegible] سلطان وزارت
سودا کی ترے حق مین دعا [illegible]
[illegible] سر سبزی بستان وزارت
[illegible] جدا ہووے الٰہی
تا حشر ترا سایۂ دامان وزارت

در مبارکباد عید رمضان نواب وزیر الممالک آصف الدولہ

[illegible] ہو خوش احوال
[illegible] کوئی

کوئی تو سیم کوئی زر کوئی گہر کوئی لعل | ہر ایک ہی شرف اندوز یان بہ نیموال
ہوا ہی بندہ بھی حاضر دُر سخن لیکر | پے حصول سعادت بدرگہ اقبال
اگرچہ تو ہی مسمی بہ آصف الدولہ | ترا فزود سلیمان سی بھی ہے جاہ و جلال
تری تجلی طالع ہے وہ کہ جسکے اوپر | غلام داغی ہی اختر کا تیرے بدر کمال
علو جاہ کی آگے ترے نہین کچھ قدر | کسو طرح کا کوئی نذریان کری زر و مال
مگر یہ نذر ہی شایان اس آستانے کے | نشاط عید جو لایا ہے غرۂ شوال
یہی جناب مین حق کے دعا ہے سودا کی | جہان ہو جب تلئین ای میری قبلۂ آمال
رہے محبتون پہ سایہ ترا سپہر کی طرح | سدا بخون عدو تیغ جون شفق مین ہلال

قصیدہ در مدح حکیم میر محمد کاظم

علم ظنی ہی طبابت تو یہ سن رکھ ہمدم | متفق اسپہ اطبا ہین جہانمین باہم
قاعدہ فن طبابت کا بیان تجھسے کرون | فہم کی گوشہ جو اپنی تو نہ رکھتا ہو اصم
کام اس فن مین رکھی سب سے ہی تشخیص مرض | یہ نہو جس مین تو پھر سیف ہجہ اوسکی قلم
فی الحقیقت ہو اطبا مین وہی شخص طبیب | جو کہ ینبغی ان چیزون کا ہو وہی عالم
جنبش نبض سے اور یون ہی قارورہ کے | ہوئی فی الفور جسے اصل مرض مستفہم

نسبت وہ میر نہیں نقش سی عالم کے کم — گر مرض جن ہو تو اوسکا نہ کہیں ٹھہرے قدم
یہ عجب کیا ہی جو احیا وہ کرے موتی کو — نام ہین اوسکی قلم کے ہی مسیحا کا دم
چلتی ہی عہد مین اوسکے رہ مہر شہر و دیار — ہی جو مسدود سپاہ نہین تو رہ شہر عدم
گھر تک آتے کبھی پیدا وہ خوہر تہ یا فی — اوسکی کو چہ ہی سے باندھ جو لے آئے ستم
یہ لبین ہین جسکو کہ تشخیص و کہین ہین یہ بیر — دو کنیزین ہین گھر اوسکی مین یہ بیدام و درم
ہوش اس فن مین تو سمجھ یہ جو اس قصہ — ہین نہیں نیکی علاج لیتے ہین ورہم برہم
عہد مین اوسکی ہی وہ خوان کرم پر سبکی — ریزہ چین ہین ہی لاکھ طرح کا عالم
اسم پاک اوسکا ہی نواب شجاع الدولہ — منبع جود و سخا یعنی وزیر اعظم

قصیدہ در مدح نواب سرفراز الدولہ حسن رضا خان بہادر

صباح عید ہی اور یہ سخن ہی شہرۂ عام — حلال دختر رز بے نکاح ور روزہ حرام
پھر ابہی آج بمقصود بادہ خواران چرخ — ہی اب بروی زمین ورد و ساقی و جام
بعیش گاہ جہان خوش ہو خرمی نے آج — گئے بدل بمباحت مناہی کے احکام
معانقہ ہی جہان آج می پرستون کی — کرے ہے محتسب آکر بانبساط تمام

ہلال عید کو دیکھو ہے بعد ماہ صیام

131

اوسکی عید مبارک کا ہی مگر یہ سبب
رہی وہ خان رفیع المکان عالی قدر
کہ جسکی ذات فیوضات سی کہاتی ہے
پہونچکی ہو در دولتسرا تاک اوسکی
جو وہ کیا نہ کرے دستگیری نجبا
ہی چشم کان مروت دل اوسکا معدن مہر
ہی خلق واسطے خلقت کی اوسکو گویا خلق
وہ اوسکا خوان نعم ہی کہ جسکی مطبخ مین
یہ قصد خامہ ہی اب اوسکی مدح غایب سے

جس افتخار زمان کا حسن رضا خان نام
رہی وہ خان فلک مرتبت ذوی الاکرام
جہانمین صاحب فرزند مادر ایام
وہ کامیاب جو ہو سر نوشت کا ناکام
قدم کا ایک کے اوس سرزمین پہ ہو نہ قیام
ذخائر کرم وجود دست فیض مدام
حیا و شرم ہوئی ختم اوسپہ حلم تمام
صدا کھڑکنی کی ہی دیگ کی صدای عام
اگر یہ مطلع انور حضور مین ارقام

مطلع

ترا وہ عدل ہی اے ملجا تمام انام
کری نظر جو سوی عید عہد مین تیرے
بروز جمعہ سدا ہاتھ لے کے ناخنگیر
اسی امید پہ تا قصر کرے ناخن شیر
بیان ہو کب تلک انصاف عدل کا تیرے

کہ بازیچہ نکالا ہی سب کے تخم حمام
جو کور دیدۂ صیاد شکل دیدۂ دام
پھری ہی شیر کو بیشے مین ڈھونڈھتا حجام
برای ہیکل اطفال دیکے لے انعام
یہ معدلت کا تری خبر سی پہونچا کام

قصیدہ در مدح سرفراز الدولہ حسن رضا خان بہادر

نہ عدل و عمل کا تیرے صفت ہو کچھ مجھسے | کہ رفعت و شان تیری پر دیوے خوش فرجام
سوای وصف کا تیری مجھے نہ بھاوے کچھ | خدا ہمیشہ رکھے اوسکو باعز و اکرام
مرا ہمیشہ یہ مقصد بدل نہفتہ ہے | رہیں بحلقۂ طاعت یہ بندگان و غلام
تری مخالف مذہب ہوں کیسے ہی عابد | و سمجھیو کہ انھونکا بخیر ہو انجام
خدا کو اونکی عبادت سے کبھی ہی منظور | ثواب روز جزا آوے اونکا میرے کام
ہو اسقدر ترا آلودگی سے دامن پاک | کریں طواف حرم اوسکو باندھکر احرام
یقین ہے یہ کہ دمہ کے تئیں کہ نزد خدا | نہیں جو دوست ترا ہے وہ دشمن اسلام
بس اب جہان میں کوئی ہو جو تجھسے کا بدخواہ | ہے زہر مرگ حلال اوسپہ شہد زیست حرام
ہمیشہ حق کی طرف سے وہ مورد لعنت | زبان خلق سے دائم ہے مورد دشنام
عروس دولت دنیا نے کا خبر اپنا | کیا ہے تجھپہ ہو عاشق باشتیاق تمام
اگر ہزار طلاق اوسکو دیوے تو لیکن | نجاوے گی ترے درسے یہ تا بروز قیام
خوش کہ اسلیے تیری یہ میں نہیں کی مدح | کہ چاہوں تجھسے میں اسکی صلہ میں درہم و دام
عوض میں اسکی صلہ کی کرو نہیں تجھسے عرض | قبول ہو جو مرا حرف شاہ ذوی الاکرام
مجھے تو گوشۂ خاطر میں اپنے دی جا گہ | کہ تا بسر کروں لیل و نہار با آرام
کرے ہے ختم دعائیہ پر سخن سودا | ادب سے دور ہے خدمتمیں تیری طول کلام

قصیدہ در مدح نواب سیف الدولہ احمد علیخان بہادر پسر سید صلابت خان

دیا ہی قوت اعضا نے دلکو میری جواب
سبب ضعیفی کی طاقت ہوئی ہی میری طاق

سپہ گری مین تو گذرا شباب کا عالم
نہین وہ عمر کہ اب آؤ نمین بکار سیاق

جو باندھون اسپہ کمر اب تو باندھی اسطرح
کہ جون کمان کا قبضہ بندھی مقابل فاق

ہو وست و پا مین نہ اسکی رہی ذرا طاقت
لیا مین فن سخن کھول کر کمر سی یراق

سو اب مین تیغ زبان سی لڑون ہون بخت کی سات
ہون فتحیاب مدد کی جو ہووے تیری وفاق

سلامتی مین تو اپنے ردا نہ رکھ مجھ پر
ذلیل و خوار رہو نمین بچشم اہل نفاق

پھرا کرو نہین لیے مشت استخوان اپنے
میانہ مین پڑا حال زیر کہنہ رواق

سو اب تو اس سے بھی نوبت گذر گئی ہی مگر
گلی مین کرتا ہی پا کفش ہاتھ مین ہو چاق

سپرد تجکو ہی سر رشتہ سب کی حرمت کا
کیا ہی اتنی وہ مخلوق کا ہی جو خلاق

سو طالب اتنی مین حرمت کا اب نہین جس سے
کرون معاش بسر اپنا مین بہ تیم و طراق

عوض مین دی مجھی اس نقد کی تو ایسا گانون
بسر ہو عمر مری جس سی زیر کہنہ رواق

نہ ایسا گانون کہ جس سی بروی دستر خوان
ہزار طرح کی نعمت ہو نان مشک و قاق

نہ شکل نور علیخان ہون کھا کی مین فربہ
نہ سوکھکر ہون طرح میرزا رفیع کی قاق

بنان و دال مین ہو ازش کر ایک گوشی مین
مدام مدح مین تیری لکھا کرون اوراق

دعا پہ ختم کری ہی یہ عرضی منظوم +
ہی اس شہا نہین سودا جو فن شعر مین طاق

معمول سے زیادہ مفید ہون اب کی سال
پس اہلکار لالۂ خودرو سے یہ کہین
دگلے ہزار رنگ کے پہناوین ابر کو
تقسیم کر دین فرقۂ غنچون مین چل نہین
کہدین کہ چار نہر سے گلشن کے صحن باغ
بارود گولی پیر مغان میکدہ کے بیچ
بند و قین بدلے شیشون کے بھر بھر کے کھینچیے
جتنے ہین نے نواز جہان بیچ اب کرین

جسطرح چاہیے کہ رین اس فوج کا سنگار
رنگین شتاب مستک فیلان کو ہسار
موج ہوا تلک ہو زرہ پوش اب کی بار
دین دوپٹے رسالۂ گل ہوا امیدوار
چار آئینہ کو بیچ کے رہین مستعد کار
رکھین نہ اب سوائے کمر کیسۂ نہار
آکر شتاب صحن چمن مین کرین گذار
پیشہ وہ کہ نا ے بجانے کا اختیار

باور اگر نہین تو ساے آن دیکھ لو
پایا ہی امر مطلع ترے نے اشتہا

ترکش لگا کے دینے کو تصحیح سہبار
لازم ہی تجکو پی کے شراب طرب کا جام
یک گلزمین نہین کہ جہان آتے ہیں
غصے سے یکدگر کے مرتے ہین یہ کہ موج
بن خود ایکدم نہین رہتا سر حباب

گلگون پہ اپنے ترک ہزارا ہوا سوار
گر مرد ہی تو سیر گلستان کر اب کی بار
کرتا نہو دی کھینچ کے شمشیر آبدار
گرداب ڈھال روکی ہی باری ہی جب کثار
ڈالی رہی ہی منہ پہ جلم سنگ آبشار

از سایہ ہای بید ہو لہ بہر طرف
دار د زمین کمان سیہ تو زد ر کنار
ترک صبا کھہ ہے مرا تیر بازگشت
ہو پشت پر حریف تو نکلے جگر سی پار
خالی سمجھ کے ہاتھ کو اپنے ہر ایک دم
مانگی ہی برگ بید سے خنجر کو ہر چنار
دامن کو باندھ باندھ ہوئی مستعد مرو
قمری ہر ایک کہتی ہی یون نعرہ مار مار
ایسا نہو کہ طعن کرین ہمکو بلبلان
لڑیو قدم کو گاڑ کے یاران طرحدار
نرگس کو باوجود ہی بیماری شدید
تسپر چمن مین آن کے وہ ناتوان زار
للکارتی ہی یہ کہ دو ہتیان ہو جو کوئی
ٹالی تو باری آن کی سیر عصا کا وار
کمر کھے ہر درخت سی یون سنگترہ کا نخل
کہتا ہی گرچہ ہاتھ مین شیشہ ہی تیرے یار
لیکن تو دیکھیو کہ خدا وہ گھڑی کرے
کتنون کا سر مین توڑونگا پتھری مار مار
گولون سے ہر درخت کو غصہ زاندنون
کچھ آگ سی لگا دے ہی کیجیہ تم اعتبار
دل مین غرض ہر ایک کے مین کیا بیان کرون
پایا ہی آتش غضب و کین نے یہ قرار
نکلین بجای دانہ اگر کچھ عجب نہین
دیجے اگر انار کو پنجہ مین لے فشار
القصہ آج پیک صبا سی مین سمجھدم
پوچھا کہ سُن تو کس لیے خاور کا تاجدار
قتل خزان پہ مستعد اتنا کہ جس لیے
کی جمع فوج قاہرہ اتنی کہ بے شمار
ایسا تو اس سی آج تلک کچھ نہین ہوا
ہان امر سلطنت کا نرالا ہی اختیار

دیوی نہ تیری نام سے گلشن مین گر بہار | پھولونکو آب و رنگ کا لینا ہو ناگوار
تیری سخا کی یاد سوا خاک پر نہال | بتلا دی باغبان تو ثمر دے نہ شاخسار
ناخن بغیر غنچون کی گانٹھین نہ کھل سکین | تیری سخا جو باد سحر کی نہو دے یار
میخانۂ جہان مین کرم سی تری نہین | کوئی شکستہ حال بجز توبہ و خمار
برسا ترا سحاب کرم یان تئین کہ اب | ہوتا ہی رنگ آتش یاقوت آبدار
جو کچھ کہا مین اسکو خوشامد نہ بوجھیو | یان ارث ہی شجاع و سخی ہونیکا شعار
دادا تری کا دست کرم کیا بیان کرون | سائل کو نان و حلوی کی اونٹونکی ہی قطار
رکھیو اب آگی مطلع تازہ پہ گوش جان | خورشید کی ثنا کوئی کرتا ہی ذرہ وار

مطلع

موج گہر سپہر سے اودھر کری گذار | گر اپنی ابر فیض سی اتنا کہے ببار
اور اوسکی پوچھتے ہو شجاعت یہین کہو | اژدر کی چیری جبڑی کہ جب تھا یہ شیرخوار
یکدم جو اوسکی تیغ کی برش نہ راہ ہو | دلمین اگر خیال کری اپنے کوہسار
اجزا ہنجمد ہین جمادات کی یہ سب | پاجاوین جون حواس جہان ملین انتشار
جس تو دی پر کہ تیر قضا کارگر نہو | خاک کو اپنی اوسمین سی چھوڑی ہی وہ دو سیار
تیری ہی تیغ و تبر کی دہشت ہو یان تلک | تا وحش طیر نے کی سلح پوشی اختیار

۱۳۷

احمد علی خان بہادر

المخاطب بہ سیف الدولہ

اس عرصے مین پھر آوی کہ شاید نہ بجھنے پاے — گر پھینکنے مین نعل سی اوسکی جھڑی شرار

پر ہو نہین پیترونکا عدو کی ترے غلام — میدان کی روز تجھسے جو ہو جای وہ دوچار

ڈپٹی اوسی تو اسپہ تو جاتا وہ یون رہی — اوڑ جای باد تند کی آگے سے جون غبار

رتبہ کی تیری جاہ کی مین کیا بیان کرون — جسکے تئین نہ وہم فلک کر سکی حصار

ہوتا نہ رنگ اطلس گردون جو ماتمی — خیمہ کے استونکو تری تھا یہ جامہ وار

شہتیر کہکشان کی تئین بھی براے چوب — دو کرتے چیر کر تو نہ بنتی وہ استوار

تھی مہر و مہ بھی خوب ہی کچھ بادریسہ کو — پر مندرس ہین برسون کے اتنے کہ بیشمار

لیکر مگر خطوط شعاعی کو اسمین سے — بٹوا ئیے طناب ہین سو کتنا یہ پود و تار

سرکار عالم فلکی مین تو کچھ نہین — میخون کی واسطے ہین زمین پر یہ کوہسار

قالی کا اوسکی فرش کا اتنا ہی عرض و طول — صد فصل گل نہو سکین جسکی نمونہ وار

جتنا ہی سطح روی زمین اوسپہ گر اوسی — جس فصل مین بچھاؤ تو ہو موسم بہار

جس آن تو قدم رکھی اوسپہ براے جشن — کھل جای دیکھتی ہی تجھے چشم روزگار

اور ہو و یگا بھی یون ہی تو خاطر کو جمع رکھ — صدقے سے پنجتن کے بتایید روزگار

سودا کی یہی ہی عرض کہ تیری خزانہ سے — بھر بھر سپر ہی لینا ہی مجکو زر عیار

بالفعل اس قصیدے کا مانگی ہی یہ صلا — اوسکی تئین خطاب ہو زمیہ بہار

یعنے وہ سیف دولہ بہادر کہ جس سے ا
پادی کوئی نہ لطف و کرم کا کسین ڈھنگ

ہمت کی عظم و شان کو جسکے دُرِ یتیم
تعداد موج بحر تلک بخشتا ہی تنگ

نواب ہی حاضر و غائب اگر تری
بولا نہ جو زبان ہی وہ گویا دہن مین سنگ

بیضے سے اوسکی نسل کے نکلا کری ہما
تجھ مزرع کرم سی چنے دانہ گر کلنگ

جس دشت کیطرف ہو تری یکنگاہ مہر
ای بوستان چشم مروت کے آب و رنگ

پائی غزالہ دام مین وان بند ہو اگر
ناخن سی اپنے کھول دی جا کر گرہ پلنگ

حکم صلاح سی ترے ای صالح زمان
عرصہ اب اسقدر وہ منہیات پر ہی تنگ

ہی کشمکش شراب کو جب کیجیے نظر
جسوقت دیکھیے تو ہی خشکو نکی نیچے بنگ

سید مین کیا بیان کرون تیری کمانکا زور
سینہ عدو کا توڑ کی نکلے ہی جب خدنگ

بیٹھے زمین پر تو اوسے پھر نپایئے
گر سو گز و ڑ کوس تلک کھو دیے سرنگ

خلقت کا بر و بحر کے ہیبت سی ہو یہ حال
شمشیر گر علم کرے اپنی تو روز جنگ

مانگی پناہ پشہ سے اوس آن فیل مست
بہ جای آب و ہو کے وہین زہرۂ نہنگ

رہنے ندی صفای بر ش اوسکی تیغ کی
باقی کسو ہی طرح سی ضارب کی دل مین ننگ

گر پشت آسمان پہ وہ آئی تو سہر حکم
ہو خرق و التیام فلک دیکھ کر دنگ

ہی دلکو یہ یقین کہ ہنگام کارزار
رو ئین تنو نکے صف پہ اگر ڈالنے گر نگ

قصیدہ در مدح نواب احمد علیخان سیف الدولہ پسر سید صلابتخان بہادر

ہی سخن سنج اک جوان متین ۞ فخر صائب جو وہ کرے تحسین ۞
رات جا کر مین اوسکی خدمت مین اوسے دیکھا تو تھا نپٹ غمگین
مین جو پوچھا سبب کہا مت پوچھ ضبط کرنا کسو کا خوب نہین
نہ کچھ اس سے حصول دنیا کا نہ کچھ اس سے بر آدی مطلب دین
لیکن ای یار تجھسے کہتا ہون ملکے گو تجھپہ سب کرین نفرین
داغ ہون ان سے اب زمانے مین بزم شعرا کے ہین جو صدر نشین
یعنے سودا و میر و قایم و درد لے ہدایت سے تا کلیم و حزین
کیا غرور و دماغ کیا نخوت کونسا کبر ہے جو اونمین نہین
مثل شیراز کتاب اللہ ۞ سمجھے ہر ایک اپنی چین جبین
ننگ جانین جو بزم کا ادنے بو علی ہو صفت نعال نشین ۞
بعد صد منت و سماجت کے ۞ جاوین گر یہ مشاعری مین کہین
ہیر مجلس کی تاب و طاقت کیا کرتی تکلیف شعرا و نکے تئین ۞

۱۴۱

قصیدہ در مدح نواب بسنت علی خان خواجہ سرا محمد شاہی

گلشن دہر مین چہار طرف — ایک مفلس جو ڈھونڈے تو نہین
غنچہ کی بھی گرہ مین بند کیا — اوسکی بخشش نے مشت زر کی تئین
ہو ٹک اے خامہ باریاب حضور — مدح غایب سے کسکو ہو تسکین
اس چمن مین غرض ترا محتاج — ہے تونگر سے لیکے تا مسکین
لالہ ساں گر ہی پیالہ میرے ہاتھ — کف نرگس پہ کاسہ زرین
دست و پا اپنے گم کرے ہی عدو — یاد کر تیرے تیغ و خنجر و کین
پوچھتا ہے ہر ایک سے سچ کہہ — سر مرا ٹھکرو نہین ہے کہ نہین
فکر مین تھر کے تیرے ہر شب کو — حالت نزع سے زبس ہے قرین
نیند او سکو نہ آوے تا نہ پڑھین — جای افسانہ سورہ یٰسین کو
تیرے شبرنگ کا کرون کیا وصف — تو ہے جسکا چراغ خانہ زین
جون پتنگ اوسپہ تجھکو دیکھ سوار — جلکے بھسمنت ہو عدو سے لعین
غرض اس گفتگو سے اے نواب — نہین ہے اسپ و خلعت سنگین
کیا کرونگا مین تو سلامت رہ — تیرے دروازہ کا ہون خاک نشین
خوان نعمت سے تیرے مجھکو سدا — صبح شیرین ملی ہے شب نمکین
سنگ تجھ آستان کا بعد از موت — خواب کرنے کو ہے مجھے بالین

آگے تو کیا کہو نہین دل چاہتا ہی جسے — قبضے مین لی زمین سی اوپر تا آسمان ہی

سنکر یہ حرف بولا سودا اکہ قدر و رتبہ — کب اشرفی روپی کی نزدیک عاقلان ہی

یہ تو پڑی ہین اتنی آفاق مین کہ جنکو — کیسہ سی دور کیجے کام اپنا تب روان ہو

لعل و گہر جو پوچھو پتھر مین اور پانی — رتبہ نہ انکو پیش ارباب امتحان ہو

عمدہ تو وہ کوئی ہی نزدیک فہم جسکے — اہل کمال آگی دنیا مین عز و شان ہی

نام نکو سی بہتر دنیا مین کیا نشان ہے — وہ بھی کوئی نشان ہی جو ظل پیر و ان ہی

ملکون کی سرزمین سی حاصل یہی ہوا آخر — دو مشت خاک جسمین اک مشت استخوان ہو

ارض و سما کا ہونا قبضے کے بیچ اپنے — یہ دعوی خدائی کیونکر مجھی گمان ہو

جو کچھ کہا ہی تونے یہ تجکو سب مبارک — مین اور میرے سر پر پیر السیند خان ہو

دیکھی ہی جسکے جلوہ پاکیزہ طینتون کی — آنکھون کو امن ہووے جسکے تئین امان ہو

جو مرتبہ جہان مین ہے بے نیازیون کا — سمجھے ہی وہ کوئی جو اوسکا مزاجدان ہی

یہ وضع لا ابالی رکھتا ہے وہ کہ جسکا — اشعار مین غزل کی ممکن نہین بیان ہی

مطلع

بلبل کو گاہ سنکر انعام بوستان ہی — پھولون کی بو سی گاہی گلشن مین سرگران ہی

لاکھون دئی جس جگہ مین وہ گرگ کو خریدے — بکتا ہو یک نگہ کو یوسف تو وان گران ہی

مطلع

صحن چمن مین گلگادن گر تیری زیر ران ہو
ٹک چھیڑیے روش پر اوسکو تو اچنبہ کیا
انداز چھیڑنے کا یہ کچھ ہی جو کہا مین
اس سر عتون سی تڑپڑ ہی تنگی سی اوسکی اوپر
کہتا ہی وہ جو دیکھی اوسپر سوار تجھکو
شان وشکوہ تیرے ہاتھی کا کیا کہون مین
ہی سر بلند اتنا یہ بھی عجب نہین ہے
مستک پہ رنگ اوسکی جسطرح جلوہ گر ہی
دانتون کی بیچ اوسکی ہی جسقدر پھسونڈا
اس دانت سے توہم اوس دانت تک جو گذ کی
ابر سیہ ٹپکتا آوی ہی جس طرح سے
اس قد و قامت اوپر یہ حسن ہی کہ اوسکی
پائل نجھول سا یہ کیا کیا کہون مین اوسکی
گجباک تک مہاوت چھیڑی تو یون چلی ہی

ہر گل پیادہ ہو لر وان طرقو کنان ہو
جس جسطرف وہ پلٹی اوسطرف یہ دوان ہو
ٹک وہم ڈاٹنے کا دل کی جو درمیان ہو
عرصہ یہ شش جہت کا دام کبوتران ہو
یارب ہمیشہ جکمین یہ اسپ یہ جوان ہو
چرخی بجا ہی اوسکے گر چرخ آسمان ہو
آنکس یہ ماہ نو کے گر دست پیلبان ہو
گو سانجھ لاکھ پھولے یہ لطف پر کہان ہو
وصف ضخامت اوسکا کیجے تو کیا بیان ہو
پہونچے نہ ایکدن مین تا شب نہ درمیان ہو
مستی مین حسن اوسکی چلنے کا یون عیان ہو
زنجیر پا بجا ہی گر زلف مہوشان ہو
اصلا کہین جو اوسمین شوخی کا کچھ نشان ہو
عاشق کی وصل کی شب جسطرح سے روان ہو

منظور جو تجھکو تری ہمت کا امتحان ہو

قصیدہ در مدح جشن ... محمد شاہی

۱۴۸

دل چاہتا ہی یون کہ بنا کیجے ایک باغ | وہ گل زمین زیر فلک کرکے جستجو
فیض دم مسیح کا جسکے ہوا ہو فخر | آب اوس جگہ کا آب خضر کی ہو آبرو
لاوے نہ اوس زمین کی درختونکی ایک شاخ | غیر از برامید خلائق ثمر کبھو
ہووے ازل سی تا ابد ہر چمن کے بیچ | سرسبز وانکی خاک سی صد تخم آرزو
مانا فراغ خاطر آسودہ سے ہو گل | جمعیت دلی سے پڑے غنچہ ہو بہو
بینائی و مشام کو عیسی کی تقویت | دیوے ہمیشہ وانکی گلستانکا رنگ و بو
مرغ اوس چمن کے بیچ ہون ایسے غزلسرا | مطلع یہ جسکے حق مین سخن کی ہی آبرو

مطلع

بلبل ہو وانکی بلبل آمل سے دوبدو | طوطی کرے ہمیشہ نفیسی سے گفتگو
یون منعکس صفای عمارت مین ہو چمن | جا بکہ و مکان ہو سو معلوم ہو دو رو
آئینہ خانہ اوسمین ہو ایسا کہ ایک ایک بیتا | موزون نہ اس صفای گلستان مین ہو کبھو
ایسا ہو سطح کرسی پہ اوس گھر کی ایک حوض | کوثر ہو آب شرم سو دان جسکے روبرو
چادر تلے ہو آب کی یون سنگ آبشار | چھپین پر چبین نقاب تلے جون رخ نکو
پاکیزگی سے جاری ہو ایسی ہی ایک نہر | خوبی کا جسکے ذکر نکرسکیے بے وضو
جو جی کو ہر چمن کے روان یون ہو اہوا لکا | جون سیح دو ثتی ہو رگ جانکی ہمت کو

غزل

حسبِ دشت مین ہی اندنون سودائی ہو دو با شِ
دیکھا جو مین تو ہی وہ عجب اک مقام ہو

اور اوس جگہ وہ یون نظر آیا کہ کیا کہون | نے طاقت شنود ہی نے تاب گفتگو
گذرا ہی سر سی پانؤن کی اوسکی ہر ایک خار | اور پانؤن سی گذر گیا اوسکا ہر ایک مو
ہمصحبتان بزم سے اوسکے اگر کوئی | وان جاکی پوچھتا ہی کبھو اوسکی حال کو
مانند شیشۂ مے گلگون دہن کو کھول | چاہی کہ کچھ کہی تو ہلو کی ہے وہ لہو
احوال تو یہ کچھ ہے جو مینے کیا بیان | اسمین حواس اُسکی جو آجائین ہین کبھو
اوڑتا ہی جو کبھی دہن تو کہتا ہی اوس سی یہ | جا دی بسنت خان سہاو کہی جو تو
بعد از سلام شوق یہ کہیو ہماری دوست | ای بوستان دل کی تمنا کی رنگ و بو
پر تو نہین کہ پہونچیے وو پانؤن ہین مگر | کوڑی رگڑ نیکی ہے سدا جنکو آرزو
جیسے ترے قدم سی جدا ہو کر رہ گئے | نہ دین کی رہے تلاش نہ دنیا کی جستجو
مانند برگ خشک کہ ہو نخل سے جدا | کرتے پھرے ہین دشت مین نالے ہر ایک سو
اب آرزو یہی ہی کہ آوے جو باد تند | جو شعلہ آگ اپنے تئین دین زیشت و رو
تقصیر عفو کی ہی ترے یا گناہ کی | انصاف یہ نہین مجھی مجرم جو سمجھی تو
تیرے کرم نے مجکو بد آموز کر دیا | تھی ورنہ معصیت کی کب اس روسیہ کو خو

۱۳۵

مطلع

اس نظم سے غرض نہین مدح وثنا ہین | ہے تیرے ذکر خیر کی اپنی زبان کو خو
سودا اگر ہی ختم دعائیہ پر سخن | لائق تری ثنا کے نہین ہے یہ گفتگو
تا زیر آسمان ہو زمانہین صبح وشام | اپنی ہے یہ جناب الٰہی سے آرزو
روشن ہو تیرے دوست کا ہر شب چراغ عیش | بدخواہ کی نصیب نہو روز خوش کبھو

قصیدہ در نصائح فن شعر وطعن بر شاعری ودر مدح مہربان خان

جب کہے موزون تحسین ہین اکثر اشعار | کہا اوستاد نے مجھسے مرے سنکر اشعار
اے پسر چار نصائح مین کرون ہون تجکو | کرکے تحویل دل اپنے تو کہا کر اشعار
ہین جو خاقانی و فردوسی و سعدی مشہور | کیا عجب ہے کہے اونکے جو برابر اشعار
اولاً یہ کہ مجالس مین زبان دانون کے | تیرے آگے جو پڑھے کوئی سخنور اشعار
سخن ایسا نہو سرزد کہ دل اوسکا ہو دو نیم | گو ہو اتیغ زبان کا ترا جوہر اشعار
دوم یہ ہے جو تو چاہے کہ نہ سمجھا ہو کوئی | شعر سے میرے کسیکے نہون برتر اشعار
شعر تحسین پہ بھی نادان کے نہ پڑھیو کبھی | پڑھیو دانا کی تو نفرین پہ مکرر اشعار
سوم گر کہے تجھسے کوئی نادان کہین | تیرے دیوان مین دوانین کی افسر اشعار
شعرا مین تو نہ پڑھیو جز امید صلاح + | ہوئین بالفرض تری اونسے بھی بہتر اشعار
چار مین بالزن اونکو نہ سمجھیو بفلک | مرغ معنی سے ترے پاوین جو شہپر اشعار

[illegible]

اہل مجلس تو دعا کرتے ہیں چپ ہنسکی — صاحب خانہ جو ہو سنکے مکدر اشعار

بولے کیا آپ میں صنعت ہے کہ سبحان اللہ — لب جھپکتی نہیں اسپر کہ ہیں شکر اشعار

یہ کنایا نہ سمجھکر جو پڑھا سب دیوان — آئے دو چار ہی فہمید میں مر اشعار

مطلب اس وضع سے پاتا نہیں شاعر شہر — بلکہ اس سے تو ہوں رسوائی پہ منجر اشعار

نطق کے باغ کا پھل نام نکلتا ہے سو یہ — خاکساروں کو دیتے ہیں ثمر و بر اشعار

عجز ہو تو جہاں پائے سخن حسن قبول — یوں نہ ہوں نقش دل کہتر و مہتر اشعار

حرف دل کو کہا گو کہ صدف کا موتی — کب مصنف کے کہے سے ہوئی گوہر اشعار

نہیں آفاق میں دلکش سخن بے تاثیر — گر اثر ہو تو کریں دل کو مسخر اشعار

بے اثر جسکی سخن ہوئیں وہ شہرت کو لیے — پڑھے گو ملک بملک اپنے مکرر اشعار

آدمی جو منھ سے ہیں نکالے وہ سکے حق میں — پر نہ نکلیں کبھو جزدان کے باہر اشعار

حق کی امداد سے مقبول سخن کا ہونا — یوں تو کہتے ہیں سبھی بہتر و بدتر اشعار

آدمیت سے بڑی شے نہ کہا شعر تو کیا — کس پہ واجب ہے ز ارشاد پیمبر اشعار

شاعری سے نہ طلب کیجیے یہ فوقیت — خلق کی نظر میں کر دیں ہیں جو جوہر اشعار

مہربان خان بہادر میں ہے کیا خوبی خلق — جسکے ہیں بحر معانی کے شناور اشعار

اس کمال اپنے پہ آگے وہ سخن سنجوں کے — ڈرتے ڈرتے بزبان لائے ہیں اکثر اشعار

[illegible]

قصیدہ ۵ [illegible]

[illegible]

یقین تو جان کہ سب شاطرونکو اس فن مین | کری ہی شہ تری آ کے عبید زاکانی
جو رودکی سی یہ پوچھو نہین فن شعر مین بات | بجا کے تانت کہی دھن تلانک نادانی
مری یہ فکر سخن صفحۂ زمانہ پر | کری ہو مدح و مذمت مین جو بلا زبانی
ضیای مہر یہ کھینچی ہو نقش تاریکی | کری ہی ظلمت حیوانکو پلمین نورانی
نہووی کیونکہ مرا رتبہ شعر مین یاتک | مین کیسے پیری کرتا ہون اثنا خوانی
کہ جسکی دم گئی مشرق سی لیکے مغرب تک | انھونکی اب کوئی دم داریکا نہین ثانی
فرشتے داڑھی کو اونکی لگاتی ہین صندل | کری ہی طائفہ حورونکا آ گل افشانی
جو کوئی وصف کری اونکی ینداری کی | کرین ہین لعن اوسی ملک انسی و جانی
اونھونکی ذات مبارک مین تعصب ہی | کرین نہ چشم مین سرمہ ہو گر صفاہانی
کوئی جو اوسکا سبب جا کی پوچھے اونسی | تو کہتے وہ ہین کہ ہی یہ بھی کوئی مسلمانی
لگانا سرمہ کو وانکی جہان رہین شیعہ | جھلی ہین اس سی تو یہ آنکھین کہ رہو بانی
علی کا نام لے کوئی جو آ کے مجلس مین | کہین ہین قتل کرو اسکو ہی یہ ایرانی
معاویہ کو سمجھکر خلیفۂ پنجم | کرین ہین موموا اپنے کو اوسپہ قربانی
اونھونکی اپنے مریدونکو یہ وصیت ہی | جو چھوڑ جای مری روح عالم فانی
منڈا کے ریش کو اوس شخص کے بنا چوری | کری معاویہ کی گور پہ مگس رانی

سنا ہی مین یہ کسی نے بدعای فساد
کہا یہ مولوی ساجد سی جا کے شاہا باد

مین تمسے پوچھنے آیا ہون مولویصاحب
کسی کتاب مین ہووے تو کیجیے ارشاد

کہ دیکھ ماہ محرم نبی کی امت مین
درست ہی کہ یہ دین یکدگر مبارکباد

پہن لباس مکلف بروز عاشورہ
کرین معانقہ آپس مین ہوکی خرم و شاد

دیا جواب کہ ہم سنیون کی مذہب مین
عمل یہ اندنون کرتے نہین مین کچھ ایجاد

یہ بات ہوتی ہی آتی ہی عہد حضرت سے
ہزار جا ہی کتب بیچ اس کا استشہاد

حنا کو ہاتھون سی ملنا لگانا سرمی کا
لباس پہن کے پڑھنا وظیفہ و اوراد

بڑا ثواب ہی اسکا کہ ہی یہ روز عید
کرین نہ کو یہ عمل شیعیان زراہ عناد

یہ سنکے کہنے لگا پھر وہ مولوی سے
غم حسین کا پاس اسمین ہی مگر ایجاد

دیا جواب یہ پھر مولوی نے اوسکی تئین
غم حسین سے جاوے نہ یہ خوشی برباد

حسین دے گیا ناحق غم اپنا شیعونکو
ملا کے پنجہ کو اپنے یہ پنجہ فولاد

مگر نہ سمجھے تھا وہ آیہ اطیعوا اللہ
نبی پر اوسکی کلام خدا سے ہی اسناد

خلاف امر اولی الامر کا ہی ایسا کچھ
کہ جون چراغ رکھے کوئی بر دریچہ باد

اگر یزید کی جاتا حسین بیعت کو
نبی کے آل کی برباد ہوتی کیون بنیاد

علی نے صلح بھلا کی تھی کیون معاویہ سے
حسن بھی کر گیا بیعت برای رفع فساد

مطلع

مگر تو عین بہ شمر و یزید و ابن زیاد

کہے یہ مولوی اس جد مدام لعنت باد

قصیدہ شہر آشوب

۱۵۰

یزید کو تو مسلمان گنے ہے ای نسناس | پھر اوسکو کہے اولی الامر کس نے ہی یاد

جسے کہ کہیے اولی الامر ہی حسین شہید | امام برحق و معصوم پاک از اجداد

کہ جو نبی کا نواسا علی کا تھا فرزند | امام ہر دو جہان آپ اور امام نژاد

یزید کیونکہ اولی الامر ہی تہا ملعون | کیا یہ فرض ہوئی جاہ اوسکو جون شداد

یزید کو تو اولی الامر سمجھے ہے مردود | تف اس عقیدے پہ ای خارجی مادرزاد

خدا رسول کی ای بیحیا اطاعت سے | نہ فرد و فتر دین مین رہی ہی نہ افراد

یہ وہ اطاعتین ظاہر مین تھین محمد تک | مگر مطیع بدل تھی سوا آلہ الامجاد

خبر حدیث سے قرطاس کی بھی رکھتا ہی | کہ ہی وہ بہر اطیعو الرسول استشہاد

علی کے ساتھ جو پوچھی نبی نے کیونکر ولی | تھا بجنگ ہی جیسے صلح کی بنیاد

حسن کی صلح کا باعث یہ تھا معاویہ سے | کہ اوسکی ساتھ ہوئی جمع تجھسے زشت نہاد

حسین لکھنے یہ تجھ جیسے مسلمینون کے | گیا مدینہ سے کربل کو لیکے آل اولاد

حدیث ہی کہ اگر مومنین ہو کر جمع | جہانمین صاحب حق کیطرف کرین امداد

نہ باندھے صاحب حق گر کہی یہ اونکی کمر | ثبوت حجت ایزد ہی اوسپہ روز معاد

بھلا حسین نہ جاتا تو اوسپہ کیا کرتا | خدا کے نزد کی حجت ہی قتل سے تھی زیاد

نہ ان اہل دغا سے تمام کر حجت | رکھا سر اپنے کو جا زیر خنجر بیداد

اس رنج سے جب چڑھ گئی چھتیس مہینے
لیتے ہین بابن رسیدی وہ تو دو ماہہ
قاضی کی جو مسجد ہے گدھا باندھکر اوسمین
ملا جو اذان دیوے تو منھ موند کر اوسکا
بولا جو خطیب اوسمین تو ماری دولکی ہو
رینگے ہے گدھا آٹھ پہر گھر مین خدا کے
اور وہ جو ہین کم زور وہان آن کے بیٹھین
اوٹھ اوٹھکی دکھاتی ہین اونھین چال وہ اپنا
یون بھی نہ ملا کچھ تو مہر اک پالکی سے آگے
کوئی سر پہ کیے خاک گریبان کسیکا چاک
ہندو و مسلمان کو پھر اوس پالکی اوپر
یہ مسخرگی دیکھ سکے جا صاحب ارتھی کا
گر ہو جیسے جا کر کسی عمدہ کے مصاحب
وہ جاکے جو رہا تو انکو تو بیٹھے ہین دوزانو
بیوقت خورش اوسکی جو ہوا اپنے تئین بھوکھ

تنخواہ کا پھر پٹنا اس شکل سے یان ہے
ٹک دھونس دھڑکی کی جنھین تاب و توان ہے
بیٹھا ہوا اوس شکل سے ہر پیر و جوان ہے
کہتے ہین کہ خاموش مسلمانی کہان ہے
ہاتھ آگیا واعظ تو تھپیڑا و دہان ہے
نی ذکر نہ صلواۃ نہ سجدہ نہ اذان ہے
ریتی سے جو آگے کی یہ ہر ایک دکان ہے
دربار اور اس عہد مین جو خرد و کلان ہے
اس ہیج سے رسالہ کا رسالہ ہی وہان ہے
کوئی معد ہی منھ پیٹ کوئی نعرہ زنان ہے
ارتھی کا تو تہم ہے جنازہ کا گمان ہے
کرتے ہین جو وان عرض تو نہ پھر ہے نہ ہان ہے
اوسکی تو اذیت ہی بڑی آفت جان ہے
کیسا ہی اگر اپنے تئین خواب گران ہے
سو کیا کہون تجھسے کہ مصیبت کا بیان ہے

١٥١

[illegible]

۱۵۲

آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسے ہین نہ وہ جنس
ہر اک متصدی سی میان اور رتیان ہے

ناچار ہو پھر جمع ہوئے قلعہ کے آگے
جو پالکی نکلے ہے تو فریاد و فغان ہے

دو میل کی جا کر جو کہین کیجے کھینچی
اور مینھ بھی موافق ہی پڑی تو تو سمان ہے

ہین خشکی و تری کے تفکر مین شب و روز
نہ امن ہی ولکی تئین نے جیکا امان ہے

گرنجان و خوانین کی اکوئی و کالت
او سکا تو بیان کیا کرون تجھسے کہ عیان ہے

ہر عمدہ کے دروازے پہ زرین پوش پہ بیٹھا
پوچھی ہے اجی مردہی جی نواب کہان ہے

ہر گھر مین وہ جا ہے کہ جہان فوارہ سا چھوٹا
ہر کوچہ مین جون آب چکا بوہ دوان ہے

دیوان کے بخشی کے بیوتات کے حاضر
مانند کنھیا کے جہان دیکھو تہان ہے

ہر بات پلٹتا ہی سہے صبح سے تا شام
پیپل کے پتوے کی طرح منھ مین زبان ہے

لادی جو کچہری سے وہ دامن کا سیاہا
للچا دی موکل کو یہ کیا خوب مکان ہے

سوما ہی پہ بیٹھی ہے ولے پانسو ہی خرچ
اور زر کے اجاری کی بھی اردو مین دکان ہے

یتا دے غرض پیسے اوڑا کر ہوا روپوش
گھر جا کے پکاری جو کوئی لالہ کہان ہے

جسوقت سنا یہ وہین آواز بدل کر
آپ ہی کہا گھر مین کشن چند کی یان ہے

پھر ہو جو موکل سی کہین راہ مین بیٹھا
اسناد کا جاگیر کے اوس سی بیان ہے

عرضی پہ ہوا میم سیاہے پہ ہوا جیم
پروانہ مین تمپر ہون تصدق مریجان ہے

[illegible]

قصیدہ در ہجو

ہر یہ ہو سوا پانچ ٹکے گز زمین اگر
دمڑی کو کتابت لکھیں دھیلے کو قبا
چاہی جو کوئی شیخ نے پھر فراغت
دیتا ہی دم خرسی کوئی شلے کو نسبت
اور اوسکو جو دیکھی کوئی وہ پھر معیشت
پوچھے ہے مریدونسے یہ پھر صبح کو اوٹھکر
تحقیق ہوا عرس تو کر داڑھی کو کنگھی
ڈھولک جو لگی بجنے تو وان سبکو ہوا وجد
بے تال ہوئی شیخ جو ٹک وجد مین آکر
گر تال سی پڑتا ہی قدم تو سبھی ہنس ہنس
اور حاصل اس رنج و مشقت کا جو پوچھو
سب پیشیہ یہ تج کر جو کوئی ہو متوکل
اور بیٹھی کے دلکو بے خرافت کا تیقن
پھر جوم کے جب لٹکی لگی بھوک سی مرنے
جب راہ خدا پیسے نکالی کوئی نواب

یاقوت پکارے ہے جو بکا قران ہے
بیٹھے ہوئے وان میر علی چوک جہان ہے
چھٹتی ہے وہ شعر اکی تو مطعون بیان ہے
گنبد سے کوئی پاپڑ کو تشبیہ کنان ہے
اس فکر و تردد ہی مین ہر ایک زمان ہے
ہی آج کدھر عرس کی شب روز کہان ہے
لے خیل مریدان گئی وہ بزم جہان ہے
کوئی کودی کوئی رو دی کوئی نعرہ زنان ہے
سر کو شیونمین پھر بد اسلوبی کا بیان ہے
کہتے ہین کوئی حال ہی یہ رقص زنان ہے
ڈالا ہو اوان دال نخود قلیہ و نان سے
جورو تو سمجھتی ہی نکھٹو یہ میان ہے
بیٹے کو جنون ہونیکا بابا کی گمان ہے
ہر خان و خوانین کے ہمراہ دوان ہے
تب اونکی سفارش مین او سے رقعہ خان ہے

[illegible]

مانند نقش نعل زمین سے بجز فنا — ہرگز نہ اوٹھ سکے وہ اگر بیٹھے ایکبار
اس مرتبہ کو بھوک سے پہونچا ہی اوسکا حال — کرتا ہی راکب اوسکا جو بازار مین گذار
قصاب پوچھتا ہی مجھے کب کروگے یاد — امیدوار ہم بھی ہین کتنے مین این چہار
جسدن سے اس قصائی کے کھونٹے بندھا ہی وہ — گذری ہی اس نمط اوسی ہر لیل و ہر نہار
ہر رات اخترونکی تئین دانہ بوجھکر — دیکھی ہے آسمان کی طرف ہوکے بیقرار
تنکا اگر پڑا کہین دیکھے ہے گھانس کا — چیکی کو آنکھ موند کے دیتا ہی وہ پسار
خط شعاع کو وہ سمجھ دستہ گیاہ — ہر دم زمین پہ آپ کو پٹکے ہی بار بار
پیدا ہوئی ہے تسپہ اگن (آذر) باد استقدر — ہرگز ورغ اوسکو تومت جان زینہار
گذرے ہے وہ جسطرف سے کبھو اوسطرف نسیم — باد سموم ہووے وہین گر کرے گذار
دیکھی ہے جب وہ توبڑہ و تھان کی طرف — کھودی ہی اپنے سم سے کنوئین ٹاپین مار مار
فاقون سی ہنہنانے کی طاقت نہین رہی — گھوڑی کو دیکھتا ہی تو پادی ہی بار بار
ہی اسقدر ضعیف کہ اوڑ جاے باد سے — بیٹھین گر اوسکی تھان کی ہو وین نہ استوار
نہ استخوان نہ گوشت نہ کچھ اوسکی پیٹ مین — دھونکی ہی دم کو اپنی کہ جون کھال کو لوہار
سمجھا نہ جای یہ کہ وہ ابلق ہی یا سرنگ — خارشت (خارش) سے زبسکہ ہی مجروح بیشمار
یہ حال اوسکے دیکھ غرض یون کہی ہے خلق — جنگل ہی موزیکی تو چھوڑا اوسکو کردگار

مانند اسپ خانہ شطرنج اپنے پاؤن ۔ جز دست غیر کے نہین چلتا ہی زینہار

اکدن گیا تھا مانگ یہ گھوڑا برات مین ۔ دولھا جو بیاہنے کو چلا اوسپہ ہو سوار

سبزے سے خط سیاہ وسپید سی ہوا سفید ۔ تھا سروسا جو قد سو ہوا شاخ باردار

پہونچا غرض عروس کے گھر تک وہ نوجوان ۔ شیخوخیت کے درجے سے کر اوسطرف گذار

تھا تو اسقدر کہ وہ جو کچھ کہ تم سنا ۔ لیکن اب اکبدن کی حقیقت کہون مین یار

دہلی تک آن پہونچا تھا جسدن کہ مرہٹہ ۔ مجھسے کہا نقیب نے آگے ہی وقت کار

مدت سی کوڑیونکو اٹھایا ہے گھر مین بیٹھ ۔ ہوکر سوار اب کرو میدان مین کارزار

ناچار ہو کے تب تو بندھایا مین اوس پہ زین ۔ ہتیار باندھکر مین ہوا جا کے پھر سوار

جس شکل سے سوار تھا اوسدن مین کیا کہون ۔ دشمن کو بھی خدا نہ کرے یون ذلیل و خوار

چابک تھی دونون ہاتھ مین پکڑے تھا منہ مین باگ ۔ تک تک سی پاشنہ کہ مری پاؤن تھی فگار

آگے سے توبڑہ اوسی دکھلاے تھا ستیس ۔ پیچھے نقیب ہانکے تھا لاٹھی سے مار مار

ہرگز وہ اسطرح بھی نہ لاتا تھا رو براہ ۔ ہلتا نہ تھا زمین سی مانند کوہسار

اس مضحکے کو دیکھ ہوئی جمع خاص و عام ۔ اکثر مدبر و نہین سی کہتی تھی یون پکار

پہیے لسے لگاؤ کہ تا ہووے یہ روان ۔ یا بادبان باندھیو یون کے دو اختیار

مین کیا کہون غرض کہ سرا کا اوسکی شکل دیکھ ۔ تیغ زبان سی کاٹ کی کرتا تھا گل نثار

یہ کہکے مین غدا سی ہوا مستعد بجنگ ۔ اتنے مین مرہٹہ بھی ہوا مجھ سی آ دو چار

گھوڑا تھا بسکہ لاغر و بیست و ضعیف و خشک ۔ کرتا تھا یون خفیف مجھے وقت کارزار

جاتا تھا جب ڈپٹ کے مین اوسکو بہ تیز تیز ۔ دوڑون تھا اپنی پانون سی جون طفل نے سوار

جب دیکھا مین کہ جنگ کی یان بندھی ہے شکل ۔ لے جوتیونکو ہاتھ مین گھوڑا بغل مین مار

دھر دھمکا وانسے لڑتا ہوا شہر کیطرف ۔ القصہ گھر مین آن کے مینے کیا قرار

گھوڑی مرکی شکل یہ ہی تمنے جو سنی ۔ اس پر بھی دلمین آئے تو اب ہو جیے سوار

سُنکر تب اونسی مینے یہ قصہ دیا جواب ۔ اتنا بھی جھوٹ بولنا کیا ہی ضرور یار

گفتن ہمین بس ست کہ اسپ من ابلق ست ۔ سمجھونگا دلمین اپنی اگر ہو مین ہوشیار

سودا نے تب قصیدہ کہا سن یہ ماجرا ۔ ہی نام اس قصیدہ کا تضحیک روزگار

قصیدہ چہل و ششم فارسی در تعریف مسجد نو

با عندلیب گلشن ایمان برابر ست ۔ گل بانگ مرغ خامہ ام اللہ اکبر ست

دارم من از لباس حرم صوف در مداد ۔ ہر سو کہ او روان شود اسلام رہبر ست

بر صفحہ ہای خامۂ من کج نمی فتد ۔ کز رشتۂ محبت حق تار مسطر ست

بین السطور او کہ بہر صفحہ نقش زد ۔ از چاک جیب صبح سعادت منور ست

157

آید صدا ز گنبدش از جنبش نسیم — بنگر که شان رفعتم از عرش برترست

دل در تعجب است که گلدستهای او — هم در بهار و هم بخزان تازه و ترست

وصف کتابه اش چه نویسم که در نظر — چون سرنوشت صاحب ایمان منورست

حاجت دران حرم بفروغ چراغ نیست — شب تا سحر تجلی حق شمع منبرست

فی الفور میرسد بدر خانهٔ قبول — آنجا برای مرغ دعا فیض شهپرست

بر سطح او مقابل محراب حوض نیست — چشم پر آب جانب ابروی دلبرست

دیدم چو عکس قبهٔ زرین او در آب — پنداشتم که مهر بکوثر شناورست

کرسی او ز مرتبهٔ ابنیا بلند — صحنش بوسعت کرم حق برابرست

جاروب صحن شکل خطوط شعاعی ست — جاروب کش بصورت سلطان خاورست

هر چند جای رفته بسی دیده ام ولی — دل را ازان صفا که برو دید باورست

آیند زر شمار نظر ذره های خاک ها — عکس اگر درون ز هوای مکدرست

چاهی باین لطافت و خوبی بگنج اوست — آبش چنان قریب که با لب برابرست

مردم بگرد او همه وقت از پی وضو — چون صورت صف مژهٔ دیده ترست

نقاشی عمارت آن سجده گاه خلق — در تازگی ز باغ جنان هم فزونترست

نقاش او که رنگ طرازست چون بهار — گلشن بهر گلی که ز دیوار تا درست

در توحید جناب باری

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی اول قصۂ عشق پسر شیشہ گر بزرگر پسر بطور ساقی نامہ و دیگر حکایت شیخ و دعاے پادشاہ

مرادل نام پر اوسکے ہے شیدا — کیا ہے جسنے حسن وعشق پیدا

وہی ہے آب ورنگ اپنے چمن کا — وہی معنی ہے طوطی کے سخن کا

چمن مین ذکر ہے اوسکے ہی تفریح — گلونکو دانۂ شبنم ہے تسبیح

یہ جلوہ حسن کا ہی گل مین اوس سے — اثر ہی نالۂ بلبل مین اوس سے

دلونکا عاشقونکے محرم راز — اداؤ ناز کا خوبان کے دمساز

کہین نور چراغِ خانہ ہے وہ — کہین سوزِ دل پروانہ ہے وہ

کسوکے دل مین پاتا ہون اوسے درد — کسی سینے مین تاثیرِ دم سرد

اوسی کا جلوہ حسن زلف مہرو — اوسی کے نافۂ آہو مین ہے بو

کسی جاگہ مین عیسی کا ہو وہ دم — کسی جا ہو سموم آکر پڑا سم

چراغ دیر کعبے سے نہین دور — یہ دونون روشن از یک عالم نور

ہر اک جا وہ باندازِ دگر ہے — گہر مین آب پتھر مین شرر ہے

١٥٨

[illegible]

تمنا ہے یہ ہر اک چشم رو دے — کہ سنگ آستان اب سینہ ہو وے
روان رکھ تو مرے خامہ کو دن رات — لکھون تا حمد مین بعد از مناجات
تری حمد سلے چمن آرا کہان ہو — اگر چون سرو سر تا پا زبان ہو
تمنا غنچے کو تیری گل ہو اگوش — دہن مین سوز بان غنچہ کی خاموش
جہان اس باغ مین آب روان ہے — تو موج اوسکی تری رطب اللسان ہے
ثمر جب سے دیا تین شاخ کے ہات — زبان ہے شکر کی خاطر ہر اک بات
چمن کو دیکھ مرغان خوش آہنگ — کرین ہین وصف تیرا سب بہر رنگ
بھنور تک دیکھ تجھ صنعت گری کو — نظر کرتے ان اور جعفری کو
سدا پھرے کے ہر اک پھول کے گرد — کیا کرتا ہے تیرے نام کا ورد
ترے بار کرم سے شاخ ہی خم — پھرے ہے بلبل بستان ترا دم
چراغ شام کو ہر شب تری لو — نسیم صبح سے ہے تیری تگ و دو
نہ تنہا خلق کی نسرین و سنبل — بنائی خلقت انسان بہ از گل
بتان کا حسن ہے تیرا ثنا گو — خط پشت لب اونکا اور ابرو
رباعی مدح کی تیری ہے ای پاک — سمجھتا ہے اسے عارف کا ادراک
عطا کی جسے مشت خاک کو جان — فراوان ہے دم آب ولبنان

در نعت سید المرسلین صلعم

در منقبت حضرت امیر المومنین

علی مہر نبوت کا نگین ہے [illegible]

علی ہے شہسوار راہ دین ہے

علی ہے برحق امام رہنما ہے [illegible] جانشین مصطفیٰ ہے

[illegible] جس کا ہوا ہے مصطفیٰ کا

محمد جگ مین سالار رسل ہے | محمد ماہر ہر جزو کل ہے
یہ بولے روز مولود اوسکے اطوار | نبوت کے ہے مسند کا سزاوار
دو عالم کی بنا وہ رہبری کو | جلا دے منصب پیغمبری کو
نہ پیدا خاک سے ہوتا جو وہ پاک | نہ پھرتی آسمان گرد سر خاک
اوسکی ذات سے اثبات حق ہے | کہ اوسکی ذات عین ذات حق ہے
لیا جب نام پاک اپنا بہ تعظیم | یہ فرمایا انا احمد بلا میم
خدا کا اوسکو ہم سمجھین نہ ثانی | پر اوس سے ہے حدیث من رانی
ہمین کیونکر نہ رحمت پہ یقین ہو | کہ جب ایسا شفیع المذنبین ہو
جہان بخشش یہ ہو اوس شاہ کا حکم | رکھے کوہ گنہ وان کاہ کا حکم
وہ بیٹھے جب صف محشر کے آ صدر | وفور اپنی سے آمرزش ہو بیقدر
زبان پر اوسکے جب بخشش سی ہو قال | پھرے جنت گنہگار و نکے دنبال
کہون کیا خلقت انسان مین کیا ہی | شرف آدم کا فخر انبیا ہے
کرے جو ہمسری اوس سے کسے تاب | کہ نبیون سے ہین بہتر اوسکی اصحاب
کوئی صدق و عدالت حلم مین طاق | کوئی علم و سخا مین شہرۂ آفاق
غرض طاقت کسے وصف و ثنا کی | سوا اوسکے رسول مجتبیٰ کی

[illegible]

دیا دنیا مین سب کچھ سب کو بھرپور | بقیے بخشوا دینا ہے منظور
علی ہے مظہر فیض فتوت | علی کان سخا بحر مروت
زسرتاپا کرم ہے ذات اوسکی | کٹی بخشش ہی مین اوقات اوسکی
غرض ہے ذات حق اوس سے یہ خورسند | عطا ایسے کیے اوسکو دو فرزند
دو محرم کہنہ وحدت کی وہ لاریب | وہ ہین دو راز دار پردۂ غیب
دو حافظ عرش علیین کے ہین وہ | دو حامی مصطفے کے دین کے ہین وہ
دو شمع کلبۂ عرفان وحدت | دو نور خانۂ چشم حقیقت
دو پروانہ چراغ امر حق کے | دو بلبل ہین وہ باغ امر حق کے
دو عاشق ہین وہ مرضی خدا کے | دو دالہ ہین وہ تسلیم و رضا کے
دو دم تیغ جلال حق کے ہین وہ | دو آئینہ جمال حق کے ہین وہ
دو والا گوہر تاج امامت | دو روشن اختر برج سعادت
غرض سر دفتر اثنا عشر کے | یہ دو معصوم ٹکڑے ہین جگر کے
سوا ان دو کے نسل اونکی سے نہ کس | امامت کے سر آرا ہین وہ بس

وہ بارہ ہین ستون عرش اعظم
رہا ہے سب کچھ انکی ذات سے تھم

کریم اپنے کو مین کرلونگا راضی | دہن سے شیشہ کے گو ریش قاضی
سنے ہے ساقیا ٹک آن کریان | مری آنکھون سے کر سیر گلستان
رکھے ہے دست فندق بندکا رنگ | چمن مین اندنون ہر شاخ اورنگ
یہ سنتی کو گھٹا کے ٹک نظر کر | یہ آتی ہے پری دوش ہوا پر
زبس باد بہاری مین نشا ہے | پڑا کیا یخبر تاک اینڈتا ہے
گل مخمل پہ بیداری ہے نایاب | جہان دیکھو تو ہے آلودہ خواب
کھلے داؤدی کے غنچہ چمن مین | تو کف لائے ہین مستی سے دہن مین
اوٹھا سکتے نہین سر ہی یہ بحیس | جھکی ہی جاے ہے کچھ چشم نرگس
قبا گل پھاڑتی ہے ہوکے سرشار | رہی ہے لپٹی یان سوسن کی دستار
جھکا دیتا نہین بار ثمر شاخ | نشے سے جھوم جھوم آئی ہے ہر شاخ
ہو اسے شاخ گل یون جھومتی ہے | کہ اگر وہ لب جو چومتی ہے
پھری ہے لوٹتی مستی سے دن رات | چمن مین کیا ثمر کیا شاخ کیا پات
نسیم صبح تک اتنی ہے ماتی | خیابان مین پھرے ہے لڑکھڑاتی
غرض اہل چمن ہین اسقدر مست | کہ بہکے بولتے ہین مرغ یکدست
زبس کھینچے ہے باد تند جاروب | ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب

جہان دیکھو تو وان گلہاے خود رو
یہ جلوہ آپ کا سبزے پہ گو ہے
غنیمت جان سے ظالم تو یہ دم
نہین رکھتا چراغ عیش بنیاد
خوشی کا جھلکے ہے جبن بادہ بیرنگ
سخن میرے کو گوش اپنے مین دے راہ
جو کرتا ہے تلون دھر کا گل
خدا جانے زمانے کا ہو کیا طور
نہ پھر بلبل ہے نہ گل ہے نہ یہ باغ
روا مت رکھ تو میری تشنہ کامی
قسم ہے تجکو اپنے زلف و رو کی
تجھے اپنے دہان تنگ کی سون
تجھے اپنی ملاحت کی قسم ہے
تجھے جھوٹی قسم اپنے کی سوگند
تجھے ہے اپنی بدمستی کی سوگند

نظر جس جا پڑے سبزہ ہے اور جو
نظر آتا ہے آتش در نظر مے
کہ عرصہ اس ہوا کا ہے نپٹ کم
نظر آتا ہے زیر دامن باد
سدا مینا ہے اوسکا در دسنگ
ابھی اس صفحہ کی خوبی پہ ناگاہ
کہان ساغر کدھر شیشہ کجا مل
ہوا ہے آن مین کچھ اور سے اور
لبون پر ہے فغان اور دل پہ ہے داغ
قسم تجکو بہ مولانا ے جامی
قسم ہے تجکو گل کی رنگ و بو کی
تجھے غنچے کی آب و رنگ کی سون
مرے دل کی جراحت کی قسم ہے
مکرنے وعدہ دم اپنے کی سوگند
تجھے اپنی زبردستی کی سوگند

زیارت کعبہ کردہ بود
قسم درویش کم ارادہ

خدا کی یاد مین رہتے تھے دن رات ۔ نماز و روزہ مین گذرے تھی اوقات
بجز تسبیح رہتے تھے وہ بیکل ۔ مصلے پر سے اوٹھتے تھے نہ اک پل
مریدون کی ہوئین پر نور عینین ۔ کیا جب اونکی سرمہ خاک نعلین
بلا شک اوسکا جنت مین ہوا وا ۔ اوٹھاوے جو اونھونکا آفتابا
غرض کیا کہیے اونکی ذات عالی ۔ نہ رہتی تھی کراماتون سے خالی
جہان وہ گاڑ دیتے اپنی مسواک ۔ لگے تھے ناشپاتی سیب اور تاک
ہوئے عازم وہ کعبہ کے سفر کے ۔ کہ ہون تا معتکف خالق کے در کے
ملے اک روز سودا سے وہ ناگاہ ۔ کہا مجکو ہے قصد کعبۃ اللہ
مسلمان ہو جو ہے اوسکو یہ لازم ۔ کہ تا مقدور اودھر کا ہووے عازم
نجات اپنی اگر تجکو نظر ہے ۔ تو آمرزش کا موجب یہ سفر ہے
یہ بہتر ہے کہ چل ہمراہ میرے ۔ جرائم عفو وان سب ہونگے تیرے
کہانتک اے دیوانے زیر افلاک ۔ رہیگا میکدے کی در کی تو خاک
کرے گا بادہ خواری یاد و نے ۔ رکھیگا مغبچون سے ربط تا کے
موذن کی صدا سننے سے رکھ ذوق ۔ کہ ہے وہ لحن داؤدی کے مافوق
رکھیگا تو سخن میرا جو منظور ۔ پیے گا جام شربت از کف حور

نصیبون کا مین آگے کیا کھون پھیر ۔ مریدون کے سمیت اونکو لیا گھیر
کیا غارت اونھین ایسا ہی کبار ۔ نہ چھوڑا ایک کی تسبیح کا تار
تھی اونکی یا تو وہ کچھ عظم اور شان ۔ رہے یا ایک پیراہن کو حیران
کرون کیا آگے اب غارت کی تصریح ۔ نہ تھی جزدانہ ہاے اشک تسبیح
پیادہ کس طرح یہ کاٹتے راہ ۔ عصا گر رہ گیا پاس انکی سو آہ
نظر کر بعد غارت راہ کا رنج ۔ لگے کرنے دل اپنے مین شش و پنج
نہ زاد راہ پاس انکے نہ مرکب ۔ اب انسے عزم کعبے کا بندھے کب
توکل پر چلین کعبے یہ کیا ذکر ۔ انھین اسباب کی اپنے پڑی فکر
کبھو عمامہ کے جانے کا مذکور ۔ کبھو تھا فکر پیراہن سے دل پر
سلیمانی کی گہ یاد آتی تسبیح ۔ ہوئی جاتی تھی جسکے غم سی تشریح
کبھو کہتے مصلا تھا چکن کا ۔ کہ جسپر تھا چکن کاری دکن کا
کبھو کہتے کہ یارو کیا عصا تھا ۔ بڑے حضرت کے میری ہاتھ کا تھا
کہا کیا ٹیکا تھا میری کمر کا ۔ سفر در پیش آیا یہ کدھر کا
عقیق سرخ کا جزدان تھا ۔ اگر بکتا تو قیمت مین گران تھا
کبھو کہتے تھے ہو مغموم از حد ۔ سخا مین کونسی تھی ساعت بد

کہا سودا نے قصہ نا کہانی | کہ جو وہ سنین اوسکی زبانی
کہا سودا نے حضرت کو نہ خبط | مجھے قصہ کہانی سے ہی کیا ربط
کہون اک شہر کی مین واردات اب | جو گوش ہوش سے اپنے سنین سب

حکایت پسر شیشہ گر کہ در حلب بود از سبب قضا و قدر او بر پسر زرگر عاشق و فریفتہ گردید

الا اے ساقی مے خانۂ عشق | چھکا دے گر مجھے پیمانۂ عشق
مے الفت کا پیارے شیشہ لیکر | لبالب ساغر زرین کو تو بھر
مجھے اوس مے کے تو دو چار دے جام | سخن کو عشق کے مین دون سر انجام
حلب مین تھا پسر اک شیشہ گر کا | نہایت لاڈلا ماں اور پدر کا
پدر کا وہ دل و جان و جگر تھا | پدر عاشق وہ معشوق پدر تھا
بنایا حق نے سب سے دور اوسکو | پری پہونچے نہ ہرگز حور اوسکو
چمن کی سیر کو جاتا جو گھر سے | تو ماں کہتی تھی یون اوسکی پدر سے
سبب ہوگا یہ رد چشم بد کا | تصدق سرو کو دو اوسکی قد کا
پیالی بیچ وان نرگس کے جا کر | کچھ آنکھون سے بھی تم دیکھو چھپا کر

لگے کہنے کہ تم ہو اسکے دل خواہ
کریگا تمکو راز اپنے سے آگاہ

خدا کے واسطے ٹک کیجیو غور
کرو تفتیش حال اوسکا کسی طور

اونھوں نے دیکھی جب اوسکی یہ حالات
کہی ہر ایک نے اک طرح کی بات

کوئی بولا کہ سایہ ہے پری کا
عمل ہے اسپہ یا جادوگری کا

کوئی بولا کہ یہ وہم غلط ہے
پری کی آپ ہی تو یہ نمط ہے

بنایا حق نے اسکو حور پیکر
ہو اسکا چاہیے سایا پری پر

بھرا ہے اسکی آنکھونمین وہ جادو
دوانہ ہوویے ساغر دیکھ جسکو

لگا اونمین سے کہنے ایک ذی فہم
کہ آمد سے ہی مرے دلمین تھا یون وہم

یہ لڑکا تھا تو شمع بزم افروز
کیا پیدا دل پروانہ کا سوز

بقدر فہم ہر کس کا گمان تھا
سخن ہر اک طرح کا درمیان تھا

اوسے تو چڑھ رہی تھی عشق کی تپ
پڑا دیکھا وہ کیا روز کیا شب

نگہ پڑتی جب اوس کے پیرہن پر
نظر آوے تھا خاکستر وہ تن پر

نکرتی تھی اوسے تدبیر کچھ سود
بدن پر مو تھے یون آتش پہ جون دود

پر آخر سایہ اوسپر سب نے ٹھانا
کوئی ملا کوئی لایا سیانا

کسو نے اوسپہ جب کچھ پڑھکے پھونکا
اوٹھا اوس آگ سے دونا بھبوکا

نہ تھا وہ یوسف ثانی جو آگاہ | کہ میرے سامنے خندق ہی یا چاہ
کسی دیوار پر گرتے تھا کھا کے ٹھوکر | کسی دیوار سے جا لگتا سر
گرے تھا جا بجا با جان ناشاد | فغان کرنے مین اور اوٹھنے مین فریاد
کٹے تھی اوسکو ہر کوچے مین یون رات | کھڑکتا باد سے پھرتا ہو جون پات
بیان کیا کیجیے اوس رات کا طول | فلک گویا سحر کرنا گیا بھول
کٹی جب اس طرح سے وہ شب تار | ہوئی عالم مین صبح اور سدم نمودار
پدر بالین تک اوسکے جو آیا | تو بستر خالی اوسکا اوس سے پایا
لگا کرنے تجسس اوسکی ہر سو | کسی جا گہ نہ پایا گھر مین اوسکو
تب اوسکا نام لے لے کر پکارا | محلہ گرد سے سب ڈھونڈھ مارا
پھر آ گھر مین وہ حیران خاموش | گرا بستر پہ اوسکے ہو کے بیہوش
ہوئی اوس حال سے مادر جو آگاہ | کہا بھر کر دل ناشاد سے آہ

از جوش عشق آوارہ شدن از خانہ بشر شیشہ گر در شب سوی صحرا و آگاہ شدن پدر و مادر و تجسس کردن آنہا

گھر آ جان دل محزون مادر | نگر قتل پدر اور خون مادر

اونھون کو ایک دن رحم انپہ آیا | عمل سے اپنے ان کو یون بتایا
نہو تم زندگی سے اپنی مایوس | طرف مشرق کے یانسے ہے وہ سو کوس
پرے اسے وہ بیابان ہین کہین ہے | گذر انسان کا جس جا نہین ہے
مگر جاوے کوئی ایسا ہی جانباز | جو اپنی زندگانی سے ہو ناساز
کہا سنکر پدر نے سو وہ ہم ہین | کہ روز و شب میان درد و غم ہین
خدا پر کر نظر جاوینگے ہم وان | اور اوسکو ہر طرح لاوینگے ہم یان
نہین ہے ہمکو حفظ اوسکے سے انکار | ہوئی گلزار ابراہیم پر نار
جنھون کے ساتھ ہو حفظ الٰہی | بچین سو طرح کی کھا کر تباہی
غرض وا انسے اوٹھے یہ شاہ خرم | کیا عزم سفر دل پر مصمم
گھر آکر اپنے یارون کو بلایا | مصمم کا سخن اونکو سنایا
وہ بولے ہم بھی ہین چلنیکو حاضر | جہان ہو وہ چلین گے اوسکے خاطر
یہ کہکر سب نے مارا ہاتھ پر ہاتھ | کہ ہے یہ قول ہم ہین آپکے ساتھ
پھر اوسکے بعد باہم ہوکے یکدل | چلے طے کرتے یہ منزل بمنزل
غرض پہونچے یہ جب تون بعد یکماہ | نواحی بیچ اوس صحرا کے ناگاہ
پڑے نزدیک جسدم انسے چھانون | جگر کسکا کہ پھر آگے دھرے پانون

کہ ناگہ اک نسیم آئی ادہر سے — جہان بیٹھا تھا وہ آوارہ گھر سے
گئی یوسف کی جب یعقوب تک بو — پدر نے ڈھونڈھکر پایا پسر کو
نظر آیا اوسے یون اوسکا دلبند — کہ اوسمین وحشت اوس صحرا سے دو چند
دل اوسکا وان نہ تھا خوف و خطر سے — وہ صحرا بلکہ تھا اوس سے حذر مین
بہے تھا گرم یہ آنکھون سے خوناب — کہ تھا گرد اوسکے اک آتش کا گرداب
جمی تھی چہرے سا اوسکے پر زبس گرد — کرے پاک اوسکو ایسا کون تھا مرد
وہ آنکھین جسپہ جی دیتا تھا عالم — نہ تھین کچھ زخم ولیواری سے کم
پڑے تلوون مین خار دشت سی چھید — قدم تک مو مے سر تھے صورت بید
جب اس صورت سے پایا وان یہ مہوش — پدر تو دیکھتے ہی آ گیا غش
جو اوسکے اور وان تھے ہمدم و یار — لگے کہنے وہ یون با چشم خونبار
یہ تیرا حال کیا ہے لے فلانی — نہ تو نے قدر حسن اپنے کی جانی
نظر بھر دیکھ تو یہ حال پدر کو — خدا کے واسطے چل یان سے گھر کو
ارے ظالم تری مان کا ہے یہ حال — ہے ہے خون مین تر آنکھون سے رومال
کبھو پوچھے منجم سے کہو تم — وہ میرا ماہ ہو ہے کسطرف گم
کبھو رمال سے قرعہ پھنکاوے — کہ میرا لال گھر مین کب تک آوے

رضا جوئی مین تھے سب اوسکے چند	رکھا کرتے تھے سب اوسکو نظر بند
جو کچھ پوچھے تھا کوئی گاہ بے گاہ	جواب اوسکو وہ دیوے تھا باکراہ
زبان تو آشنا تھی گفتگو سے	نہ کہہ سکتا تھا پر دل کی کسو سے

ظاہر شدن عشق او بر ہمگنان و بیرون رفتن از خانہ بطرف زرگر پسر

پلا ساقی شراب آتش آمیز	مجھے جلدی پیالا کرکے لبریز
مجھی کو اوسکے ہے پینے کا یارا	کھنچی ہووے جو آتش پر دوبارا
جب آیا تنگ وہ گھبرا کے اک روز	چلا وہ گھر سے بھرتا آہ جانسوز
پچلے ساتھ اوسکے سب روتے ہوئے زار	کہ جون شبنم سے ٹپکین گرد گل خار
اور اوسکے والدین اُن سب مین غمناک	برہنہ پا سرون پر ڈالتے خاک
ہوا جسوقت یہ احوال طاری	در و دیوار سے تھی آہ و زاری
ہر اک اس واردات اوپر نظر کر	کف افسوس ملتا آہ بھر کر
کہے تھا یہ سخن با چشم پر نم	اس آہو نے کیا بستی سے پھر رم
کوئی تھا دیکھ اس صورت کو گریان	کوئی انگشت حسرت زیر دندان

نہ مانی بات تو کچھ نہ وہ کام — کہ اس آتش کے جلتے تو نہیں ہو بدنام

گریزاں اب اس سے خفت کو بکو ہے — اسی آتش کے اندر آبرو ہے

نہ سمجھا تو شراب عشق ہے زہر — دری ہوئی اوسکی سے کالے کی ہے لہر

چراغ عشق میں تو وہ ہے کہ روغن — نہ کچھ عاشقوں میں نام روشن

کہ ہے یہ تیرہ روغن سے کہیں دور — نہ بگڑے خون عاشق بن کچھ نور

جہاں میں عشق اگر شان عسل ہے — مزا لینے میں اوسکے یہ خلل ہے

جو کیسا ہی کوئی ہو صاحب ہوش — بچے گر نیش سے جیتا تو ہی نوش

ہوا ہے تو اگر پروانۂ عشق — تو جانبازی میں رہ مردانۂ عشق

تلے تیغ جفا کے سر علم رکھ — بسان شمع یاں ثابت قدم رکھ

یہ باتیں سن کے سب حیران تھے خموش — رہا کیونکر یہ راز آتش میں خس پوش

سخن یہ جو کوئی خاطر میں لایا — اوسے عاشق کسیکا اون نے پایا

ہوا تفتیش کا ہر ایک مائل — کہ دے بیٹھا ہے یہ ظالم کسے دل

ملاقات کردن زرگر پسر از پسر شیشہ گر بجذب محبت و کشش عشق عاشق و معشوق

ہوا ہے یہ گلستان جب سے ایجاد ترانہ گل کو ہے بلبل کی فریاد
وہی اے دوست میرا مدعا ہو مرے حق مین جو کچھ تیری رضا ہو
مرے زنجیر پا مین جو کڑی ہے محبت ہی نے تیری یہ گھڑی ہے
مجھے خاک آپ کو یاد سحر جان جدھر تو جاے اوسکو بیشتر جان
جو ہین چونکا غرض وہ دیکھکر خواب چلا گھر سے نکل ہو سخت بیتاب
بہے تھے ہر مژہ سے اشک کے خیل چلا سر مارتا ہر سمت جون سیل
اوسے وان جذب کامل کھینچ لایا چلا خس کہربا کے ساتھ آیا
جہان تھا وہ محبت کا گرفتار کھڑکتی تھی بپا زنجیر ہر بار
سنی زنجیر کی جب ان نے آواز کھلا ہے دل پہ اوسکے پردۂ راز
ہوا سنتے ہی شوق اوسکو دوبالا قدم پر اوسکے سر جاتے ہی ڈالا
لگا کہنے کہ میری جان عاشق مین سر تا پا ترے قربان عاشق
جو تو عاشق ہے مین معشوق تیرا تو مین عاشق ہون تو معشوق میرا
اب اون ٹھکریان سے تو چل گھر کو میرے کرون شانہ مین بالون بیچ تیرے
سلاسل تیرے پانون سے نکالون مین تیرے موے سر دھو دھوکے پالون
سپش سر سے تیرے چن چن کرون دور تری خدمت سے مجھے نور علے نور

در بیان وعائیہ عالم پادشاہ ظل اللہ و نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر

ہوئی جس طرح کی اوسوقت تاثیر — نہین کیجاتی اوس عالم کی تقریر
کسی سے مینے یہ قصہ سُنا تھا — پر اب اظہار سے یہ مدعا تھا
طلب مین وہ جوان اک شیشہ گر کا — ہوا عاشق جو اک زرگر پسر کا
رہا از بسکہ عشق اوسکے مین مستحکم — ہوئے اک روح دو قالب وہ باہم
جو کوئی آپ کو اس طرح کھووے — خدا کا وہ خدا تب اوسکا ہووے
ہوا زرگر پسر جون اوسمین موجود — محبت یون ہو تو ہو عبد معبود
محبت حق کی جسمین یون در آئی — کرے ہے بندگی مین یون خدائی
جو حق کے عشق مین ثابت قدم ہو — مکان دیر بھی اوسکو حرم ہو
جو آگے اوسکے ہو دیوار یا در — نہ سمجھے حق سے خالی ہے یہ گھر
خدا کب عشق کو ایسے کے مانے — جو اوسکو ہر جگہ حاضر نہ جانے
سنی حضرت سنے یارو یہ کہانی — اگر سمجھین زراہ نکتہ دانی
تو اون مین دوڑ کر اوسکے قدم چوم — وگرنہ یان ارادت اپنی معلوم
بھلا تک منصفی کے ہوکے دریے — کہو یارو یہ سچ ہے یا غلط ہے

لگی ہو گر بری تم کو یہ تقریر
بحل تو کیجیے سودا کی تقصیر

خزف ریزے کو اپنے مت گہر جان	سخن کا رتبہ اپنے آپ پہچان
کہیں ہیں گو کہ سب اس فن کے ماہر	گہر تب ہے کہ وہ خوش ہونیکے خاطر
سخن تب ہے یہ ہر اک ہے جو مصروف	قبولیت پہ ہے سو یہ بات موقوف
خصوصاً خان عالم خان بہادر	سخن جنکا ہے گوش فہم میں در
زراہ دوستی بولے وہ سنکر	نہیں یہ مثنوی ہے گنج گوہر
خیال اس مثنوی کا تجکو کب تھا	محرک ہونے کا اونکے سبب تھا
رہیں وہ شاد یارب صبح اور شام	کہ آغاز اوسکا پہونچا تا بہ انجام

مثنوی دوم در تعریف شکار کردن نواب آصف الدولہ بہادر

شتر غمزہ پر آج یوں صبحدم	لگا دست سودا میں کہنے قلم
جو اس عہد میں ہند کا ہے وزیر	بہمت جوان و بتدبیر پیر
بدہر آصف الدولہ جسکا ہے نام	سلیمان شکوہ و ذوی الاحتشام
جہان تولے وہ اپنی شمشیر کو	تو ہوباہ بھیجے ہے وہ شیر کو
کیا اون نے ناگہ بعزم شکار	قدم رنجہ اپنا سوے کوہسار
کیا اسطرح سے سوے صیدگاہ	سجا کر کمر صید کی وہ نگاہ

بچھوڑا ہوا جب پرندون سے سیر	پرندون مین لی تغدری تا ٹیر
پرندہ نظر مین جو ان پیر کے	نہ آیا ہوا مین بجز تیر کے
اگر دیو دد وان جو آیا نظر	بچھوڑا اغرض صید اوسے بوجھکر
مگر وان سے جیتے کئی پیل لائے	سو حلقہ بگوش اوسکے وہ ہوگئے
سبھی پیل ہرچند محبوب ہین	سواری کے خاطر بہت خوب ہین
پر اک پیل کا او نہین ایسا جمال	زبان وصف مین جسکی میری ہے لال
کبھو پیل ایسا بچشم جہان	نہ آیا نظر زیر نہ آسمان
وہ ہی قد و قامت مین اتنا بلند	لگا کہنے دیکھ اوسکو ہر ہوشمند
بدانست اپنے یہ ہاتھی نہین	ہوا دیکھ اسکو مجھے بالیقین
رہے جب نہ وان صید سو سو کوہ	تو زنجیر کر کھینچ لائے ہین کوہ
نہین اوسکی خوبی مین ذرہ قصور	خدا چشم بد سے رکھے اوسکو دور
ترے سایے مین یہ جیے تا ابد	تجھے پرورش کی رہی اوسکے کد

مثنوی سوم بطور خط

خان صاحب مشفق والا نشان	مظہر لطف و انیس و مہربان
بعد اظہار تمنائے دلی	در جواب نامہ لکھتا ہون جلی

شمع سان سررشتهٔ الفت تمام — سب پہ روشن ہی کہ ہین تم سے مدام

کچھ نہ پوچھو ماہی بے آب ہون — تشنهٔ دیدار رہون بیخواب ہون

تم بن اب با چشم نظارہ کنان — سوز و غم سے حیران ہون آئینه سان

یاد مین شب کو بیاض صبح کی — چشم اختر سے لگی ہے ٹکٹکی

چشم طوفان خیز ہے کیا اپنی آہ — تار مژگان ہے رگ ابر سیاہ

دل گرفته غنچهٔ تصویر ہون — داشتهٔ سرپنجهٔ تقدیر ہون

مختصر کرکے کرون مین کیا رقم — قصهٔ فرقت نہین ہوتا ہے کم

آپ نے لکھا تھا ہم نے چند خط — تم کو بھیجے یان نہین پہونچے غلط

خط اگر آتا تو لکھتے ہین جواب — ای کرم فرماے من وہ ہین شتاب

صورت مہر لفافه چشم یان — انتظار خط مین تھی وا مہربان

یہ نه تھا معلوم کچھ کیجے یقین — ڈاک بیٹھی ہے ادھر کو یا نہین

خط کے آنے پر نه کرنا انتظار — نامہاے شوق لکھتا لاکھ بار

گر پہونچ سکتے نه جلدی ڈاک مین — یک قلم نرگس نظر ہوتا کہ مین

بھیجتا با آرزوہاے تمام — اپنی آنکھون سے تمھین ای نیکنام

کیا لکھون بس حال مہجوری بھلا — جب قلم کا سینه شق ہونے لگا

١٧٧

لکھی رندانہ اک دو چپی بات ۔ ہے کہ بیحد خرابی اوقات

لیکن اب دل کی بیقراری ہے ۔ وصل کے دن کی انتظاری ہے

اب قدم رنجہ کیجیے جلدی ۔ کہ نہین تاب صبر کی باقی

دل جو مشتاق ہووے ملنے کا ۔ خط کتابت سے اوسکو فائدہ کیا

چاہیے یون کہ خط کے دیکھتے ہی ۔ وو وہین تشریف لائیے جلدی

حد سے افزون ہے اشتیاق مجھے ۔ نہین اب طاقت فراق مجھے

یہی ہے دل مین آرزو دن رات ۔ کہ سدا ایک جا کٹے اوقات

مثنوی پنجم در بیان معانی بیت مثنوی مولوی روم

حق تعالے نے پھر صاحب کمال ۔ کی عطا منھ مین زبان بہر مقال

مدعا پر وہ مقال اس سے نہین ۔ گفتگو دنیا کی جس مین ہو کہین

یا سخن ایسا کہ جس مین ہووے شر ۔ پہونچے اپنی جنس کو جس سے ضرر

چاہیے نکلے زبان سے وہ سخن ۔ آفرین جس پر کرے ہر مرد و زن

سن کے عالم جس سے ہووے مستفید ۔ سر بسر ہو فائدہ اوس سے پدید

نطق سے ہی باغ کا پھل اور پھول ۔ ذکر قال اللہ یا قال الرسول

معنی ہم اس شعر کے سمجھے ہین یون | اور کی فہمید مین کچھ اور ہون

مثنوی ششم تعریف چھڑی

ہوتی ہے دنیا مین جو کچھ تحفہ چیز | سب سے ہے سودا کو یہ لاٹھی عزیز
کوچ و مقام اسکا ہے سب اپنے ہاتھ | جب کہین چلیے تو ہو بے عذر ساتھ
ہاتھ مین رکھتے ہین اس کو ہوشمند | ڈرتے ہین سب اس سے درند و گزند
کھینچ نہ سکیے جہان شمشیر و تیغ | اسکو لگا بیٹھیے وان بیدریغ
اتنا کم آزار اور ایسا شفیق | اور بھی کوئی ہے کسیکا رفیق
کس مین یہ توفیق ہے کیجو خیال | ہاتھ پکڑ گرتے کو لیوے سنبھال
چوب نہین دلبر خوشخو ہے یہ | یار ہے یہ قوت بازو ہے یہ
مرتبہ اسکا ہے نہایت بلند | کوچۂ تحقیق سے ہر بند بند
اس کے گھرانے کو جو کیجے خیال | چھوٹے بڑے جتنے ہین سب ذی کمال
کوئی تو ہے خامۂ معجز طراز | کوئی شکر ہے نے نغمہ ساز
تیر نمط ہے کوئی صاحب ہنر | کوئی ہے نیچا کوئی ہے نیشکر
خرد جو ہون ہمسر تیر و قلم | نام بزرگان پہ بزرگی علم

زیادہ غرض کچھ نہین کہنا روا	بس یہی ہی آہ میری یہ صدا
سحر ہے یا لکڑی کی تقریر ہے	جسمین کہ عبرت کی یہ تاثیر ہے
دل سے ہے مرا برق نمط بیقرار	دیدہ ہین جون ابر سدا اشکبار
غم کی سیاہی کی گھٹا رات ہی	آج بھی یان موسم برسات ہی
چپ ہوا سودا انہو بر خود غلط	بس ہی ترے حق مین یہ نکتہ فقط
لکڑی کی نسبت سے تو معذور ہی	آدمی ہوتا تو بہت دور ہے

مثنوی ہفتم در تعریف دیوان و اشعار مہربانان

صاحبا سیر کے ہین یہ ابیات	فکر عالی کی آپ کی کیا بات
یہ سفینہ ہے رشک ابر بہار	ہر ورق اس مین قطعۂ گلزار
اوسکی ہوتی نہ گر چمن پہ نظر	شعر اس مین ہین گل سی رنگین تر
اوسکے پٹھون پہ جلد کی یہ بہار	در باغ بہشت کے ہین کوار
صرف شیرازہ جو ہوا تیار	ہے رگ جان عاشقان زار
نہ کرے سیر اسکی دل کو اداس	منتشر ہون تو جمع کرے حواس
نہین ایسا جو دیکھو ہفت اقلیم	ہو ردمندون کی خاطر اور ندیم

او سکو یہ طرح تو غنیمت جان | پھر ملے گا نہ سوز سا انسان

کیسی ہی رام ہوں کسیکے ساتھ | پنچھی بھڑکے ہوے نہ آدین ہاتھ

یون تو صید آکے اے کرم گستر | دام الفت سے تیرے جاے کدھر

تجلو بخشی ہے خلق کی خوبی | حق نے ایسی کی ہے نہ محبوبی

سُن سکے باہم تری وفاداری | تجھے ہے عمر خضر مین یاری

دستگیری کا تیری دیکھ پناہ | ہو نہ مژگان سے طفل اشک تباہ

گر مروت سے تیری کچھ نہ کور | کیجیے تو نہین یہ عقل سے دور

کرے تحلیل سنتے ہی یہ ذکر | شعلہ کو خس کی دوستی کی فکر

جز جو یہ تجھ مین ہی سخاوت کا | انتہا اوسکی لے سکون مین کیا

وہ کوئی تجھسے عرض ہمت لے | جو ترے آگے دو جہان رکھدے

تجھ شجاعت پہ متفق ہے گروہ | تو سراپا جگر ہے صورت کوہ

رزم اور بزم مین عالم ہی تو | صاحب سیف اور قلم ہے تو

صف اعدا مین یون ترا خدنگ | جاے ہے بیٹھ جیسے تیر و تفنگ

لیکن اس نظم سے نہ سمجھیو تو | کچھ صلہ سے غرض ہی سودا کو

اس سے رکھتا ہی یہ دل مہجور | مہربان دوستی تری منظور

کرین ہین آفرین اوسپر سو کیا ہی | گویا وہ اسکی آواز درا سے ہے
نہ لگوا وسے کبھو مستک پہ سیندور | بہت اوسکی بزرگی سے ہے پر دور
ہوا کیا گر نہین کرتا ہے تزئین | اوسے کہتے ہین اہل طبع رنگین
نہووے قدر قامت مین وہ موجود | بلندی عرش سے پر اوسکی افزود
بھلا اس شان کا ہاتھی کہین ہی | کہ جسپر ہر کوئی ایسا تعین ہی
مہاوت دل ہی نالہ بھالہ بردار | ہی چرخی پیچش آہ شرربار
نہ کچھ پیوے کبھو نہ کچھ وہ کھاوے | نظر وہ اس بزرگی پر نہ آوے
کوئی ہاتھی کی ہوتی ہی یہ اوقات | نہین دم مارنے کی اسجگہ بات
غرض ہاتھی خدا دیوے تو ایسا | نہ فیل راجہ نرپت سنگھ جیسا
مچائی جسکی گھڑیالی نے یہ دھوم | کہ لرزے ہی پڑا ے شام تا روم
کوئی ہاتھی ہی یا آفت وہ چنڈال | مہاوت پر کرے آقا کے سر کال
کلاوہ کو نہ سمجھے اوسکے گلگون | یہ گردن پر ہی اوسکی خلق کا خون
کہے کون اوسکو بچہ فیل کا ہے | ونمک کے روز ٹیکا نیل کا ہے
پکڑ خرطوم مین اوسوقت زنجیر | چلے ہی فوج پر اپنی ہی بے پیر
جو ہتیائی پہ آجاوے وہ خونخوار | ہزارون نیزے سے مارین بھالہ بردار

تو کہہ اونسے کہ اسکو بیچ ڈالین ۔ عوض کاش اسکے چڑھنے کو گدھا لین
کچھ ایسے پیل کے رکھنے مین ہی شان ۔ سواری جسکی ہووے آفت جان
دیا اون نے جواب ای میرے مخدوم ۔ خریداری تو اس کافر کی معلوم
بُرا ہے بدقوارہ زشت وناپاک ۔ کہ پیٹھ اوسکی بلند اور پیٹ کاواک
جو ہاتھی ہو تو لے کوئی خان و نواب ۔ ہے بے ایمان کی مسجد کی محراب
بکانے کی نہین اوسکے کوئی بات ۔ نصیبون سے مگر آجاے شبرات
سمجھنا فیل اسے دیوانہ پن ہے ۔ کسی مدت کا یہ بام کہن ہے
ستون اسکے تلے یہ پائون ہین چار ۔ رہے دو دانت آگے سو ہین اڑوار
جو بیٹھے یہ تو اوٹھنا ہی اسے دور ۔ لگین جب تک نہ اسکو راج و مزدور
اٹھے ہے خاک کا یا راکھ کا ڈھیر ۔ کہین ہین اسکو ہاتھی ہے یہ اندھیر
ہلاتا یون ہے یہ کانون کو ہربار ۔ کہ دھونکین پنکھون سے کوئیلون کا انبار
ہے اتنا پچلنے مین یہ بدذات ۔ نہین ہاتھی صعوبت کی ہی یہ رات
یہ عالم چلنے مین خرطوم کا ہے ۔ کہ دست کور مین گویا عصا ہے
جو کہیے فیل اسے بہتان ہے یہ ۔ عجائب تودۂ طوفان ہے یہ
خورش کے وقت بولے فیل ہو نہین ۔ مجھے من بھر ملیدا روز دے تین

مثنوی نہم در ہجو شیدی فولاد خان کوتوال شاہجہان آباد

کیا ہوا یارو وہ نسق ہیہات	لیمون کے چور کاٹے تھا ہات
باندھا جاوے تھا چور گکڑی کا	مارا جاوے تھا چور ککڑی کا
شہر مین کیا رہے تھا امن و امان	کبھی کرتی تھی خلق خوش گذران
تھا نہ رشوت سے کوتوال کو کام	شہر مین تھا نہ چوٹے کا نام
اب جہان دیکھو وان جھمکا ہے	چور ہے ٹھگ ہے اور اچکا ہے
دیکھی ہمنے جو راہ چاوڑی کی	پیشہ ہے رہزنی تلاوڑی کی
خاص بازار کا جو سنیے بیان	اون نے نزدیک کے کاٹ ڈالے کان
دمڑی کے سودے کو جو وان جاوے	پگڑی کھو سر کو پیٹتا آوے
کس طرح شہر کا نہو یہ حال	شیدی فولاد اب جو ہی کتوال
چور کب اوسکا زور مانے ہے	کالا بال اپنا اوسکو جانے ہے
ہو یہ کتوال تو وہ مانے زور	یہ تو مچھر کی جھول کا ہے چور
اوسنے رشوت لیے یہ بیٹھا ہے	اوسکے دل مین یہ چور پیٹھا ہے

(۱۰۴۰)

کیا جب آپ تمنے یہ انصاف | مین بھی کرتا ہون عرض کیجے معاف
آپ کے سر پہ یہ جو پگڑی ہے | دو خریدار اسکے ہین در پے
دس روپے وہ مجھے دلاتے ہین | کہیے اب آپ کیا لگاتے ہین
دوسرے نے کہا کہ مین ہون غلام | نہین ہون جس سے ہووے ایسا کام
پگڑی آقا رکھے نہ سر سے اتار | اور قیمت کی اُسکی ہو تکرار
پر دوشالے کے تئین لگا گھات | آج جاگا کیا ہون ساری رات
میری محنت پہ ٹک نظر کیجے | لگے جو دل مین آوے سو دیجے
غرض اس گفتگو سے ہے یہ مآل | واہ واہ واہ رے نئے کتوال
شہر کے بیچ کیا کہون مین اب | روز محشر کی دھوم ہے ہر شب
شب سے ہے نرسنگیون کی قال و قیل | گویا پھنکتی ہے صور اسرافیل
کنے آہٹ سے انکی بھونکین مین | مُردے خواب عدم سے چونکین ہین
آنکھ تو کس بشر کی لاگے ہے | چورون کے ڈر سے فتنہ جاگے ہے
آسمان پر بھی منعدم ہے خواب | کھلا رہتا ہے دیدۂ مہتاب
لاکھ بندوق رات کو چھوٹے | کوٹھی پر ساہوکار کی چھوٹے
ہین یہ سرگرم دزد بد انجام | لوٹے ہے تا خزانۂ حمام +

۱۸۵

یار و کچھ چل سکے ہے میرا زور | دیکھو تو ٹک کہاں کہاں ہے چور
مٹ سکے مجھ غریب سے یہ خلل | ہے امیروں کے گھر میں چور محل
دیکھیے گر بتان کو بھی بخدا | ہاتھ میں ہے اونھوں کے دزد حنا
کسکو ماروں میں کسکو دوں گالی | چوری کرنے سے کون ہے خالی
چڑھ کے جب مفسدوں پہ جاتا ہوں | وقت پر میں بھی جی چراتا ہوں
پیچ رہا ہے اب اسطرح کا سانگ | ہے خدا کے بھی گھر میں چور کی تھانگ
بچ سکے کیونکہ اب کسیکی شے | ملا مسجد کا صبح خیز با ہے
کریں انصاف اب جوان و پیر | کیا ہے اسمیں بھلا مری تقصیر
رتبہ دزدی کا اسقدر ہے بلند | چرخ کے گھر پہ کہکشان کی کمند
یہ جو سودا اسکے ہے لاعنی | آپ کرتا ہے دزدی معنی

مثنوی در موسم گرما

کیوں ہوا اسقدر ہے عالم سوز | آتشی رنگ پر ہوا نوروز
ابکی رت سے یہ ہووے ہے معلوم | چمن آرا ہو شب برات کی دھوم
گرم ہے یہ بہار کا موسم | شاخ گل پھلجھڑی سے نہیں ہے کم

سرد کا حال کیا کرون مین بیان ۔ پاؤن اسکا ہے اور آب روان
جوش ہے یہ بہار مین اس سال ۔ لب جو پر ہے عکس کا نہ خیال
ہے عرق اس سے بھی گلونکی تئین ۔ گرچہ پنکھا نسیم چھوڑتی نہین
گرم گل کا نہین فقط گلگون ۔ ہے جلو مین صبا کے سیکڑون لون
رنگ گل اس طرح درخشان ہے ۔ ہر خیابان یک چراغان ہے
لالہ کے ہر چراغ پر اس آن ۔ لٹ دھوئین کی ہے شاخ نافرمان
ہے حرارت گلون کو اب یان تک ۔ نہین شبنم یہ نکلی ہے چیچک
پانی کو بلبلین پھرین بھٹکی ۔ طفل غنچون کو لگ گئی چٹکی
شاخ ہر گل کی ہو گئی گلریز ۔ جل گیا آہ سبزۂ نوخیز
یہ نہ لالہ کی پاتی جھڑتی ہے ۔ آگ جامے سے نکلی پڑتی ہے
گیا تالاب مین ہر ایک کنول ۔ کنول کاغذی کی طرح سے جل
جل گئین بیلین رہگیا ہے کاٹھ ۔ روشنی کا سا دار بست ہے ٹھاٹھ
خوشے انگور نے کہان پائے ۔ تاک کے یہ چٹک گئے پھائے
بوند کو دل صدف کا ترسے ہے ۔ ابر نیسان سے آگ برسے ہے
ہے پسینے سے سیخ رون کلیہ حال ۔ باد گویا ہے آب در غربال

زمین سمجھے ہے تفتگی سے ہر آن — تو سے کے بوند نوح کا طوفان

سو سمندر کا صرف کرکے جو آب — صحن یک خانہ کیجیے چھڑکاب

کیا عجب ہی نہووے اتنا نم — خاک رہ جاوے اوڑ نیسے یکدم

پانی سے پوچھیے عرق ہرچند — رسی کنکر کے کوزے کے مانند

خلق کا تشنگی سے ہے یہ حال — طفل کو مشک دو جوان کو پکھال

تو بھی نیت اونھون کی بھرتی نہین — پیاسے مرتے ہین پیاس مرتی نہین

پیاسے پانی کے آرزو کے بیچ — خواہ گدلا ہو خواہ اسمین کیچ

شکل نرگس ہے سب کو حیرانی — نرخرے تک بھرا ہو گر پانی

یہی سوچے ہے دل مین تشنۂ آب — بحر کو منھ لگاوے مثل حباب

رنگ یاقوت کا زبانی ہے — آب آتش کی زندگانی ہے

پانی کیسا ہی پیٹ مین ہو آب — شکل آئینہ خشک رہتی ہین لب

پھوڑ کر حلق کو زبان کے خار — نکلے گدی سے طرح گل کے پار

ہوش جن بادہ خوار و نین کچھ ہی — کہتے ہین وہ نہین ہر شیشۂ می

بسکہ گرمی کی آن مانی ہے — شرم سے آگ پانی پانی ہے

آگ سے دن کی جل گئی ہے رات — ملی ہے اب سیاہی لیکے دوات

چرخ کی اطلسی قبا پہ ہمیش
نہین یہ کہکشان ہی دانۂ کیش

جتنا عالم تھا کاشمیر ہوا
بلکہ کہیے کہ زمہریر ہوا

اندنون چرخ پہ نہین ہے مہر
گود مین کانگڑی رکھے ہے سپہر

گھرہ پڑنے کو کہتے ہین سب ماہ
ٹھنڈے ہی جہان کے دل مین غبا

لیک دیکھا جو غور کرکے ہین آپ
نکلی ہے منہ سے آسمان کے بھاپ

دسے ہین پوشش مین گویا [illegible]
باید [illegible] ہین حسرت [illegible] ہین [illegible]

پانی پہ [illegible] کہ کائی سے
سبزہ [illegible] کی [illegible]

بسکہ یخ بستہ [illegible] آب
[illegible]

عکس پانی مین یون ہی شکل [illegible]
رہتی ہی زیر شیشہ جیسے تصویر

نہین ہی نہر باغ مین اسدم
بچہ بط بھی یخ بچہ سے کم

تیغ سے کاٹنا ہے اب وہ چند
آب مین اسقدر ہوئی ہی گزند

جیسے جاڑے سے پڑگیا پالا
سرو ہی داغ عشق جون لالا

اکڑے جاتے ہین دیکھ سنبل کو
گٹھری ہوجاے گل کی غنچہ مین بو

دیکھ گل پر صبا نہیب بر د
پھرتی پھرتی ہے ہر طرف دم سرد

پات جھڑ شاخین ہوگئین کندمنڈ
رہ گئے اینٹھ ٹھنڈ سے ڈنڈ

[illegible]

مثنوی دوازدہم در ہجو امیر دولتمند بخیل

سے گرفتار حال ہے جو شخص — نہین مل سکتے گرم ہو دو شخص

گر کسی شخص کو مرض ہے اب — تو وہ جاڑے ہی سے کرے تپ تب

فرط سرما سے دیکھیے جسکو — دست زیر بغل ہے مثل سبو

گر سے ہے اندنون جو کوئی بیاہ — ساس سسرے کے آگے رہے سیاہ

پڑا سکڑے ہے نہ کنار نہ بوس — زانو آغوش مین ہین جلسے عروس

منعمون کے گھرون مین آج اور کل — ہین لپٹے پڑے دگلے ہے منقل

پھرتے ہین سمور اور قاقم — ٹھنڈ سے کھینچے ہین بہم سو دم

تسپہ جاڑے سے ہے یہ انکا حال — ناک سے چھوٹتا نہین رومال

چھینکنا جاڑے کا جو چھینکین ہین — اک سخن ہی تو لاکھ چھینکین ہین

کوئی اب جلسے ہل نہین سکتا — گھر سے باہر نکل نہین سکتا

پھر جو کوئی ندان نکلے ہے — ٹھنڈ کے مارے جان نکلے ہے

لپٹے رہتے ہین روئی مین مجبور — جس طرح ناشپاتی و انگور

اہل حرفہ کو کیجیے جو نگاہ — کاروبار انکا ہو گیا ہے تباہ

پیٹ کر سر رکھے ہے بھٹیارا — ہاے اب کیا کرون مین بیچارا

سقا بوسے ہے بھر کے آنکھون مین اشک — یار و پانی نکالو چھید کے مشک

جو نہیں وارد ہوئے یہ وان ناگاہ — اوٹھا چارون طرف سے ابر سیاہ
انکے ہوتے جو ابر گھر آیا — صاحب خانہ سخت گھبرایا
نہ خبر انکی پوچھی نہ احوال — بیٹھتے ہی کیا یہ اونسے سوال
کچھ ہوا پر بھی تم رکھو ہو نگاہ — گھونگھری پٹ کچھ بھی ہے ہمراہ
بولے یہ منہ سے نتھا مجھے معلوم — ورنہ لاتا میں ساتھ اے مخدوم
جب نہ سمجھے یہ اوسکے رمز کی تئین — سوجھی یہ بات اوسکی تئین وہین
یون لگی ہونے قطرہ افشانی — لا رکھی انکے آگے بارانی
پھر لگا کہنے یہ بھی اپنے نصیب — آوے مدت کے بعد اپنا حبیب
اور منہ آسمان یہ برساوے — بھیگتا اپنے گھر کو وہ جاوے
یہ تو ساوے غریب کیا جانے — اوس مزوّر کیونکہ پہچانے
بولے یہ سادگی سے کیا ہی ضرور — بھیگتا جاؤنگا میں اتنی دور
رکھے خالق سلامت آپکی ذات — نہ کھلیگا تو میں رہونگا رات
یہ سخن جو نہین پہونچا اوسکے کان — لگی اوسکی وہین نکلنے جان
سنتے ہی اسکے یون ہوا مضطر — اپنے بیگانے کی رہی نہ خبر
جسکے منہ کی طرف کرے تھا نگاہ — یہی کہتا تھا اوس سے بھر کر آہ

کہا اوسنے کہ بھر کے افتاں یا — محل کی جا جنسر و رہین کھڑا
غرض اوٹھکر چلا وہ جب وہانسے — کہہ گیا کان مین یہ مہمان سے
چاہو جو کچھہ کہ اب تناول کو — کہدو ملبا اسکے اب بکاول کو
اونھون نے اوسکے موجب ارشاد — کی بکاول کے تئین وہین فریاد
آیا بعد از سماجت بسیار — اونھون نے پوچھا ہی کچھہ اب تیار
بولا تیار تو نہین ہے کچھہ — جاؤن ڈھونڈون اگر کہین ہو کچھہ
تو تو لاؤن ہون آپ کی خاطر — ورنہ کھاؤ مجھے مین ہون حاضر
ہووے یہ کچھہ اگر نہین تیار — دیکھو ہو دیکھا مودی سرکار
اوس سے تم جاکے جنس منگواؤ — واسطے میرے کچھہ تو پکواؤ
لگا کہنے وہ کون مانے ہے — آپ ہی بھڑوا خاک چھانے ہے
جب کہ اوسکا حساب ہوتا ہے — جان کو وہ بُردن کی روتا ہے
اور قصاب بھی جو آوے ہے — چھری نقدا مجھے بتاوے ہے
جب مین کچھہ کو بھڑیے کہتا ہون — لہو پی کے اپنا رہتا ہون
بکھے ہے مجھسے یون وہ دو بدو — لیجو ترکاری کی جگہ کدو +
سفرہ چین سے ہمیشہ یون گالی — منہہ رکھین چکنا اور شکم خالی

۱۹۳

[illegible marginal text]

کھانا یان کا دو یا تھوان دھووے
گرسنہ پیچ پیٹ بھر سووے

اسکے مطبخ مین سرد کی رہتی ہے
ناک باورچیون کی بہتی ہے

اونکے مطبخ سے دود اوٹھے اگر
سنتے لے دوڑتے ہین شکلین کر

لگے سے دیے کوئی اوٹھکے اوان
کوئی دکھاوے ہے کھولکر آن

[illegible] ہے کوئی چھپر کی کاٹ
کوئی پھرے سر [illegible] کھولا کھاٹ

یان پکانا ہے خانہ خالا
خلق ہوجاوے ہے تہ و بالا

انکے باورچی خانہ کا احوال
چوٹے سر گھر کے جب کرین ہو خیال

ڈالے ہین سر پہ خاک ماتم سے
لکڑی جلتی ہے آتش غم سے

سینے دیگون کے جلتے ہین جوش
روتے ہین ڈھانپ منھ سرپوش

روز باورچی یون کرین فریاد
کبھی تو کچھ کرو ہمین ارشاد

کیا ترے بعد کرے کھاوینگے
جب کسب اپنا بھول جاوینگے

دیگ شوکو نہ دیگ سے سرکار
چھتری دھرے ہمیشہ جائین کہار

اسکا مہمان وعدہ سے آیا
کھانا ان مین سے اب نہین کھایا

اس سے خجالت سے دیگچے کفگیر
سرنگون ہی پڑے ہین [illegible]

دور سے دیگچون کا ہی حال
سینہ کفگیر کا ہوا غربال

١٩٣

ہو گیا اسے [illegible] پیش آیا یہ مردود
چاہتا تھا کہ [illegible] کا دود
اور ماں کو بھی اسکی دیدی طلاق
[illegible]

[illegible marginal text]

پیدا جو کر گئے تھے یون اجداد
سو یہ بدبخت دے ہی یون برباد

مین تو آپ ہی کو جانتا تھا فضول
پر یہ مجھسے بھی نکلا نا معقول

کرٹے پیسے یہ سب اوڑا دے کا
اینٹون تک بیچ بیچ کھاوے کا

اسکے دادے کے باپ کا اک دز
آشنا تھا سو وہ نپٹ ہی دلسوز

لایا کھچڑی پکا شراکت سے
دونون کھانے لگے رفاقت سے

اون نے اک دو لیے نوالے جب
لگے کہنے نہین شراکت نیک
جد مرحوم وہ ہین ہو کے کھڑے
میرے سو لقمے اور تیرا ایک

تھی بزرگون کی اپنے تو یہ چال
کرتے ہین یان خدا نعمتین پامال

خوب جو کچھ اوٹھا خزینے سے
لو اتالیق کے مہینے سے

سنا اس گھر کا یار تو نے حال
مجھسے کھانے کا پھر نہ کیجو سوال

ایسی ہی بھوکھ ہے تو میر یہان
بندہ خانہ بھی دور نہین چندان

ٹک قدم رنجہ وان تلک کیجے
کھانے کو چاہیے جو کچھ لیجے

بولے یہ خانۂ شما آباد
ہو کرم آپ کا تو اس سے زیاد

ہے غنیمت یہان تو آپ کی ذات
کٹ گئی اب تو باتون ہی مین رات

غرض اس آشنا نے صبح کو آ
مجھ سے یہ ماجرا تمام کہا

یکے از سبب عجب و غریب زر اپنا ... یہان صورت ...
امت دانستہ ... تم تھا کر
نہین دین نبی کا ایسا ... پیغمبر
اور دنیا کے ... چلن مین اصول
شاہ قانع ... چلن ہین اکول
اسکو مانے کبھو نہ ... فقیر
کیا حریص طعام ہے ... پیر
حاصل ... کا ... پلید
دہر نے یہ بڑی حماقت کی

آدھ سیر اُسے کا خدا کے فضل — پیٹ اسکا ہے عمرو کی زنبیل
بھر نہین اب جسکے دیکھے بھرے — در پر اوسکے یہ بیٹھے یون اڑکے
لوٹے ہے پھر جو یہ ستم اوٹھا کے آئے — میت اسکی اوٹھا سے یا نہ اوٹھائے
خوردنی کی ہو جب زمین پر بار — جمع وان کرکے اپنے ہوش و حواس
بیٹھے مکھی کی طرح سپے در پے — دونون ہاتھون سے سر کو پیٹے ہے
آل اگر کسی کے گھر سے دود — ایک ذرہ بھی گر کرے نمود
لوگ تو دوڑے ہین بجھانے کو — دوڑے یہ لے رکابی کھانے کو
ہر کسی بنیے کی دکان پر جب — اپنی باتون مین اوسکے ہے لگا
کام ہر وجہ اپنا کر لیوے — گلے بندر کی طرح بھر لیوے
توڑ کھاتا ہے جاکے پاخانے — یہ ہوا سیر اپنی سے کے دانے
اسلیے ہجو خلق کرتا ہے — گالیان کھانے تک بھی مرتا ہے
شادی مین گر کسی کے گھر یہ جاے — صاحب خانہ رنڈیان بلوا لے
کیا طمع اسکی اس گھڑی مین بتاؤن — کچھڑی یہ چاہے پھر مین ہین لیجاؤن
راگ گر ہو کلاوتون کا وہان — اس جگہ گا رہا ہو جیون خان
اور پکھاوج بجاے دیبی داس — سرون کی بندھ رہی ہو باہم آس

جب تلک کھانے پکے چولھے میں سارے
ان ہی کو تاکے میرے سرہارے

جتنے دنیا کے بیچ ہین اشکال
اشتہا اُن میں تھا مناسب حال

جب تلک کھانا آوے ہی آوے
اسی لپک جھپک میں جان کھاتا جاوے

کھانا آوے تو اس طرح ٹوٹے
جیسے کوئی کسی کا گھر لوٹے

مارے لقمے تو اس طرح بدذات
جیسے جھاڑے کوئی سپٹ کے ہات

وہ جو دوڑ کر مرے ہو ان پہ تپکے
منھ کو حیران ہو تک رہیں اسکے

بیچ جب یہ چاٹ کر چھوڑے
منھ کو کھانے سے موڑے تو موڑے

کھانا کھانے میں ایک دن ناگاہ
پڑ گئی اسکی آئینے پہ نگاہ

بولا دیکھ اپنے عکس کو وہ لئیم
کب سے اے بھڑوے تو مرا ہے ندیم

غرض اس طرح کا جو ہوئے بخیل
کب زمانہ کرے نہ اوسکو ذلیل

ایک تھا اس کا آشنا دل سوز
وار دار اسکے یہ گھر ہوا اک روز

ظاہری اسکے گھر تھی کچھ شادی
سر مجلس بلا اُسے جا دی

بیٹھے باہم تھے آشنا تمیز
صاحب خانہ کا ہر ایک عزیز

اور وہاں ہو رہا تھا راگ و رنگ
ناچ ہوتا تھا باجے تھی مردنگ

نہ تھی اسکو کسی سے بات اور چیت
بھوک سے اسکی لگ رہی تھی پیت

گوشت چاول مصالح ترکاری — سب سمیٹ اسنے ایکہی باری
مطلق اسنے نہ مانی ڈانٹ ڈپٹ — رکھکے کلّے مین کرگیا سب چٹ
خرچ کر یہ سلوک دوست کے ساتھ — مانگے پھر یہ دعا اوٹھا کر ہاتھ
یارب اتنی تو اب مری ہن دے — مجکو اک آسمان سا کلا دے
وہ بھی یون ہی چلا کرے دن رات — جو بہم پہونچے وان جماد و نبات
چاٹ کر اُسکو اپنا پیٹ بھرون — تف نہ جا کر کسی کے در پہ کرون
قصۂ مہمانی کا سُنا تم سب — پڑے اس بھوک پر خدا کا غضب
جاوے بازار کو اگر وہ لئیم — خلق سمجھے کہ پہونچی فوج غنیم
نان بائی نہ کنجڑے حلوائی — کہین آفت کدھر سے یہ آئی
جو ہے دکان مین سوا وسکو چکھ — جان یارب ہماری اس سے رکھ
بھوک مین جب ادھر یہ آتا ہی — لوگون کو کاٹ کاٹ کھاتا ہی
جن ہے یا آدمی ہے یا کیا ہی — یا کوئی دیو بھولا یا سا ہے
نہین ڈرتا یہ لاٹھی پاٹھی سے — کیا کرے لاٹھی اسکی لاٹھی سے
آوے جو کھینچ سامنے تلوار — جب تلک پہونچے اُسکا اُس تک وار
مورچے کی طرح یہ اسپر آئے — کہنے سے پہلے تلک کھا جاوے

ایک توڑا بھی وے تو منگوا کر — پر کناری میں اوسکو سلوا کر

اور کمخواب ایک ہو پر زر — چھوٹے گلزار جس سے تا نگو نپر

جفت پاپوش ایک ستارہ دار — سرخ بانات کا منقش کار

ایک سنہری کٹاری دے سڈول — پیچھے سے موٹی آگے سے ہو گول

نیمچہ اسکے ساتھ کا جلکار — لون حریفون کو جس سے مین للکار

اک طپنچہ کمر مین ہو دو مار — رہکلہ کیسی جسکی ہو آواز

گھوڑا بھی ایک ہو نپٹ چالاک — ہو پہنچے گردو نیہ جسکے سم کی خاک

زین بھی اوسپہ ہو ایاغی وار — جسکی فتراک سے بندھی دل زار

خوبصورت مین اور لباس ہرا — تا بکے مجھ گلے دھرے گا چھرا

جو کہ جاگیر سے اب آتا ہے — سب ترے خرچ بیچ جاتا ہے

تو پیے ہے شراب و بنگ و افیم — اب خدا کا بھی تجکو ہے کچھ بیم

لے ہے نقدی کے پیسے آپ تمام — اسمین سے بھی مجھے نہ دے اکدام

مجھسے بیٹے کے روز چھ پیسے — سو بھی دے ہے فقیر کو جیسے

کب تلک اے باپ تیرے ساتھ پھرون — فقر و فاقہ مین دن کو رات کرون

کب تلک آنسوؤن سے منہ دھوؤن — روٹی کو روؤن چپلے مین سوؤن

الغرض باپ سے وہ ہو کے جدا	ملنے لاگا ہر ایک سے جا جا
تھے محلے کے بیچ کئی عشاق	جنمین تھے مرزا مفت برجی طاق
سب سے افزود تھا اونھوں کا معاش	لونڈے کے ملنے کا انھین تھا تلاش
ذوق تھا انکو ڈنڈ پیلنے سے	شوق تھا انکو کشتی کھیلنے سے
گھر مین اپنے اکھاڑا کھدوا کر	کشتی وہ کھیلتے تھے شام و سحر
کئی پٹھون کو زور دلواتے	خوبرویون کو کشتی کھلواتے
نکلا جب اپنے ٹھکانے سے	جا ملا اُن سے اس بہانے سے
مرزا جی مین بھی کشتی کھیلونگا	اس اکھاڑے مین ڈنڈ پیلونگا
تب کہا یہ اونھون نے اے محبوب	کشتی کا کھیلنا بہت ہی خوب
چل اکھاڑے مین ہم تو ڈنڈ پیلین	اک پکڑ تیرے ساتھ ہم کھیلین
جا اکھاڑے مین اور کپڑے سب اتار	لونڈا جب کشتی کو ہوا تیار
اوترے مرزا اکھاڑے مین اوس دم	ہوگیا سامنے وہ ٹھونک کے خم
دیکھکر دست و بوس ہی مین سبھاؤ	کرگئے مرزا پور پیچ داؤ
رکھ کے گردن پہ ہاتھ ماری اڑی	کیا کہون کسطرح کی کشتی لڑی
کر کے یکدستی اور پیچھے جاے	گرہ دکھنے سے اوسکو پیچ بلاے

سنکے لونڈا ازبان پہ یہ لایا | تمنے یہ علم کس سے ہے پایا
کہا مرزا نے ایک تھے استاد | علم یہ جن سے مین کیا ہے یاد
کشتی کا کھیلنا تھا اونکا ورد | مجھسے کتنے ہی اونکے تھے شاگرد
کہا لونڈے نے وہ جو تھے استاد | کیا یہ کشتی اونھونکا ہے ایجاد
بولے مرزا کہ یہ تو کاہے کو | سیکھے ہونگے کسو سے وہ بھی کچھ
سنکے یہ بات ہو رہا حیران | کہا مرزا نے خیر ہے ایجان
کہنے لاگا یہ عرض کرتا ہون | مین اسی سوچ بیچ مرتا ہون
کہکے لونڈے نے مرزا سے یہ بات | کہا میری نہ گذرے یون اوقات
ایسی کشتی کبھو نہ کھیلون مین | اسطرحکے نہ ڈنڈ پیلون مین
کہین گے مجکو کیا بد و کیا نیک | پہلوان ہین یہ پر ہے تیلی ٹیک
کہکے اس آن ہوکے انسے جدا | شعر پڑھتا یہ اپنے گھر کو چلا
سنو اے لڑکو ہو نہ راہ سے گم | اس نصیحت کو گوش جان سے تم
باپ کے گھر کی چاٹ کر چٹنی | کر و گذران یارو تم اپنی

مثنوی ہفدہم در ہجو حکیم غوث

[illegible]

خوب جو کرتا ہے تو اپنی دوا	اور کوئی آپ سا ہم کو بتا
روزی سے خاطر ہو مری تا کہ جمع	بھیجون تری گور پہ گل اور شمع
کیا کرون تشخیص کا اوسکی بیان	منھ مین ہوئی جاتی ہے ساکت زبان
نزلے سے اک شخص کو تھا درد سر	لائی قضا اوسکے تئین اسکے گھر
دیکھ کے نبض ان نے بصد فکر و غور	دق کے سوا کچھ نہ کی تشخیص اور
نسخہ دیا لکھ کے بچندین ہنر	صبح سے لے شام تلک غور کر
جا کے جو نسخہ دیا عطار کو	پوچھنے کے لگا کہنے وہ بیمار کو
کیا تجھے آزار ہے ای نوجوان	اُن نے کہا اوس سے باہ و فغان
مین تو نہین جانتا کچھ ای طبیب	پر مجھے مدقوق کہے ہے طبیب
سنتے ہی یہ دلکو لگی اسکے چوٹ	کہنے لگا اپنی وہ داڑھی کھسوٹ
ہائے یہ کس بھڑوے کی ایجاد ہی	نسخے مین معجون زرانباد ہے
کہکے یہ عطار نے ہو بیقرار	کہنے لگا اوس سے کہ سنتا ہے یار
شکل کو اوسکی تو مجھے دے بتا	کون ہی وہ جن نے کی ایسی دوا
سنکے وہ عطار سے بولا جوان	کیا مین بتاؤن تجھے ای مہربان
شکل سے کسکی اُسے تشبیہ دون	ہی وہ سگ و خوک سے زشت و زبون

مثنوی ماہ دوم ہیچ پیچ

میرزا فیضو

یہ کہا اوسکو جسے تھی آتشک
کہنے لگا دیکھ کے اک اور کو
بیٹھکے پھر پاس وہ ڈکٹر ولی کے
دیکھ چکا نبض کو جب بے تمیز
درد کمر اسکو ہے یا درد سر
کرکے پھر آخر کو مقرر صرع
اور جو کھانے کی سنے لگے اسکو بو
کہنے لگی سنکے یہ کیا قہر ہے
لقوہ و فالج ہے اسے پیر زال
ان نے کہا تو نے نہ ای زشت رو
ساتھ حکیموں کے تو اے بے تمیز
اسمین سے اک شخص نے شوخیکی راہ
بی بی تری پردے مین اور یہ ادھر
سمجھیو ٹک لوٹنے کی ہے یہ جا
سنتے ہی اس حرف کو کھا پیچ و تاب

موضع مخصوص یہ چھپڑ کو نمک
زخم کو دنبل کے کرانا رفو
نبض کہا دیکھو نہین لاہاتھ سے
خادمہ سے اوسکے کہا ای کنیز
پیر بجے نقرس کا ہے ڈبیشتر
کہنے لگا دو اسے مار القرع
کچھ نہ اسے دیجیے بجز آتش جو
واسطے اسکے یہ دوا زہر ہے
کرتے ہو کیون قتل کا اسکے خیال
دیکھا سدیدی کو نہ قانون کو
بخشتی ہے پانچ روپے کی کنیز
سنتی ہے ماما نہین انکا گناہ
لقوہ و فالج سے ہو کیونکر خبر
کہتا ہی پھر آپ بھی ہان اور کیا
تھوک کے داڑھی پہ کیا یہ خطاب

میرزا افسوس کے چپک مر گئے — تو شکاری نے جگ کے ویران کر گئے
کسقدر ہے آسمان بے التیاز — آہ کیا مارا ہے اون نے شاہباز
وضع دوران سخت نا انصاف ہے — دیکھیو یارو یہ کیا انصاف ہے
میرزا غمگین ہون چڑیان شاد ہون — گھونسلے چھیون کے یون آباد ہون
دیکھ تو سارو کو کیا خرسند ہے — ڈھیڈھو کو اس سے خوشی چند ہے
ہاے کیا تیتر کے گھر شادی ہے آج — پینک و غوغائی کے گھر آیا ہے راج
کبک کیا کیا مارتی ہے قہقہے — کیسے دھبڑ کر رہے ہین چہچہے
حیف طعمہ دال کر وہ یون مرے — اور ہر اک جانور خوشیان کرے
کانپتی تھی خوف سے اوسکے بٹیر — جیسے سبزک پر کیا تھا اسکو سیر
ڈر سے بگلے نیند بھر سوتے نہ تھے — کوئی غافل موت سے ہوتے نہ تھے
کیا کبوتر کیا ٹیٹری کیا بزے — قمری اور تیتر لوے اور ابلقے
بگلے او رسکے خوف سے کرتے تھی — سر کو پنکھون کے تلے دھرتے تھے
قاز تک سے چگتے نہ تھے جنگل کے کھیت — قرقرے چگتے کبھو لیکن سو جیت
دغدغے کا کیا کلنگو سنگ کے ہی فکر — زندگی کا اپنی تھا سارس کو فکر
جانور آبی کا جب پڑتے خیال — کھینچ ڈالی تھی حواصل کی بھی کھال

بھیجدو جلدی نہو ایک کہین
اس سخن کو جس گھڑی سنتے تھے وہ
یہ تو بنیے کیا ہین کئی اک روز مین
جب سے مرنا ہو گیا اسکا یقین
ہاے ایسا غم نہین ابتک ہوا
گھر ہوا مرزا کا سب ماتم سرا
اگر گریبان چاک یارونکے حضور
ہاے تھے چپک جو وہ تو آپ تھے
کھو رہے تھا مین اسکو جب تپوا زری
برگ گل جسطرح جھڑ کر باؤ سے
پھینکتا جب صید پر مین اسکو جا
جسطرح معشوق بعضے کی نگاہ
پو سنے نے یان سے کہ نگاہ مین جا
پو سنے سنتے ہی اس بات کے
مجکو بچپن سے رہا شوق شکار

کھولون مین تپوا سے چپک کے تین
وہ ہین کہتے تھے کہ جو چاہو سو لو
راجپوتانہ سے آئین رشوتین
ایک غر مہرہ کوئی دیتا نہین
میرزاجی کا ولی نعمت موا
پرسے کو آئے ہین یار و آشنا
یون بیان کرتے تھے اپنا منھ بسور
اپنے تزیار دوہ مائی باپ تھے
ہاتھ پر آتے تھے وہ اس ناز سے
پنکھ پر بلبل کے آوے چاؤ سے
اس طرح جا لاگتے کافر ادا
خون عاشق کا کرے ہے بیگناہ
ایک مینا سے کہا یہ ماجرا
اوڑ گئے مینا کے طوطے ہاتھ سے
پالا پر مین گدڑے سے تا چوہے مار

تک میان فوقی کے گھر تک اے صبا — کہہ سلام شوق تو جا کر مرا
بعد ازان کہیو کہ اتنا بھی غرور — شاعری کے فن مین کرنا کیا ضرور
اور انکو بکری کہے شیر آپکو — بکری بھی گر کچھ کہے بھیڑیا آپکو
بات بکری کی لگے تمکو بری — دوڑ کر وو تم اسیر قلم کی لے چھری
اور جو اوسکا گلا کاٹا چاہے — وہ نصیب دشمنان ٹکر چلاے
سینگ اب اوسکے نہایت تیز ہین — آپکے ناخن سے بھی خونریز ہین
پر خدا جانے کہ کیبار ن پڑے — سمجھ ٹک کیا چاہیے کیا بن پڑے
کہہ گیا ہے یہ سخن سعدی پیر — بوجھیے ہرگز نہ دشمن کو حقیر
گرچہ مین بکری ہون تم شیر جری — پر قلم کی تیغ کاغذ کی چھری
پاس اس عاجز کے بھی ہر آن ہے — دیکھ لو یہ گو ہے یہ میدان ہے
کیا قصیدہ کیا غزل کیا قطعہ بند — جو ردیف و قافیہ کیجے پسند
آپ کہکر مجکو بھی فرمائیے — جسکو جی چاہے اوسے دکھلائیے
گھر مین شیخی کرنی کچھ رکھتی ہے مول — کلھیا مین گڑ پھوڑنے سے کیا حصول
خوش نہین آتا تمھارا اعتذار — ورنہ کیا للکارون تم کو بار بار
اک غزل تم سے لڑا کر دیکھ لے — فہم کی میزان چڑھا کر دیکھ لے

اعتراض اسپر جو کچھ ہین مہربان
ہونگے آخر کی حکایت مین بیان

تو کہ محرم ہے ساقی پر سے خبر
دیکھ آنکھین کھول کر ٹک تو ادھر

کب تلک سو ویگا اے خانہ خراب
سن تو ٹک کیا کہتے ہین چنگ و رباب

بشنو از نے چون حکایت میکند
وز جدائی ہا شکایت می کند

کز نیستان تا مرا ببریده اند
از نفیرم مرد و زن نالیده اند

سنتے ہین جسوقت میری آہ سرد
بیٹھ کر ڈالین ہین گریبان اہل درد

نکلے ہے میرے گلے سے جب صدا
سنکے رو دیتے ہین کیا شاہ و گدا

رات کو جس بزم مین ہوئے نواز
شمع سان ہون استخوان تن گداز

جنکا تک میری صدا پر گوش ہے
ہے وہ پھر مدہوش یا بیہوش ہے

میکدے مین ہے صدا مینا کے
متصل روتا ہے سن آواز نے

کب اکیلا اشک ریزان ہی کباب
دیدۂ پر آب ہے جام شراب

میرے تن مین دم کی جا گہ آہ سرد
استخوان ہین مغز کے بدلے ہی درد

رکھتی ہے میری صدا ایسا تو زہر
سنکے جسکو چڑھتی ہے کالے پہ لہر

اس اثر پر مجکو فوقی ہے اثر
جانتا ہے وائے اسکی فہم پر

بے اثر ہے میری آواز حزین
کیا کہون مین آفرین صد آفرین

پر جو مجکو دے تو ساغر بدبے پے | بھول جاوے تیرے در سے حرف نے
تیز جب میری ہو مقراض زبان | تیغ سے گذرے زبان پر الامان
ایک ہی پیالہ دیا ہے مجکو تین | دیکھ اب گل پھول کیا کیا اون ہوین
چل قلم جلدی سے خط مشک بو | یار کو میرے لکھ اس مضمون سے تو
آنکھ جب تک ہی تو خوش آتی ہے بھون | آنکھ ہی چھوٹی تو کب بھاتی ہے بھون
گرچہ الفت تھی ہمین سنے سے تمام | ہم سنا کرتے تھے اسکو صبح و شام
سو وہ اب ایسی ہوئی ہے ناپسند | بس چلے تو کاٹ ڈالے سکے بند بند
بے اثر نے کہین اسکو لکھا | سنکے غمازون سے جا اوس سے کہا
جیسے وہ ہے منفعل سنجانے مین | بولے ایسا کچھ کہ کیا تم سے کہین
او سپہ نازل ہووے قہر ذوالجلال | یا تمھارے صبر کا پڑیو وبال
وہ جو کچھ کہتی ہے اے غیرت پناہ | سو تو کہہ سکتا نہین یہ روسیاہ
کس لیے مین آپ کا دشمن نہین | ہون بھی گر دشمن تو دشمن تر نہین
شاید اوسکو سنکے تم کھا جاؤ زہر | یا مجھے مارو کٹار از روے قہر
تس سے کیا لازم جو کیجے سب بیان | پر غرض اسکی یہی ہے مہربان
میری تو اتنی موثر ہے صدا | سنکے رو دیوین جسے شاہ و گدا

مثنوی ہاشم متوطن پنجاب در ہجو فدوی

ساقیا اس مے سے اب ساغر تو بھر	کچھ نہو جس میں مروت کا اثر
دے تو اس مے سے مجھے دو چار جام	تا میان فوقی کو بھیجون یہ پیام
مطلع اول جو وہ جنگی غزل	رکھتی ہے سو اسمین تو ایسا خلل
نے سنے جسپر یہ کیا شور و فساد	جس سے آیا تھا چھٹی کا دودھ یاد
مطلع ثانی سو مالک اوسکا میر	جانتے ہین اسکو سب برنا و پیر
لیکن اسکا تازہ کرنا خوب تھا	میر کی بھی طبع کے مرغوب تھا
ہے دل بے پروا نہ اوس سے باغ باغ	شمع کو روشن کیا لیکر چراغ
سات مین سے سمجھے تم دو کا حساب	پانچ جو باقی ہین دون اونکا جواب
تیسرا جو شعر ہے اوسکا یہ حال	جسکے معنی خلق کے دور از خیال
شعر یہ جو تھا سنو اے مہربان +	جسکے معنی نظم کر لکھیے بیان

مضمون بیت فوقی

ہو سے پہلے ہی قدم مسکن صنم	گر چلون تجھ کو سی جون نقش قدم
نقش پا کو چلنے سے تشبیہ کیا	وہ تو بے حس محض رہتا ہے سدا
گو اسے پڑھیے با آواز حزین	لیکن اسکا سقم سب کے دلنشین

شعر وہ میرا سنا جاکے اُنھون نے کہین — شیخ و برہمن کو ہی جسمین کہ نسبت بدین

اپنی سخن فہمی پر کہتے ہین یہ ہوکے گرم — دین تو ہی شیخ کے اور برہمن کے دھرم

اوسکا سخن پوچ ہی آپ چھٹے پوچ تر — شاعری و شعر پر کچھ نہین رکھتا خبر

سنکے غرض مین یہ بات بولون جو جل جل کے اب — کھولکی ٹک گوش فہم سن لین یہ احباب سب

میری زبان انین کر یہ جو ہین قرآن خوان — پوچھے تو اتنا کوئی تم مین سے ای مہربان

آیۂ قرآن کو کیون دھوئے ڈالو ہو تم — کافرونکو ہی خطاب جسمین لکم دینکم

دونو پہ اطلاق دین از روی قرآن ہی — خواہ برہمن کوئی خواہ مسلمان ہی

شیخ ہی سے سمجھے ہو دین کی نسبت فقط — اپنی زلیخائی پہ کہتے ہو برجستہ غلط

دین اگر ہووی ایک جمع نہ ادیان ہو — وہ ہی نہ سمجھے اسے انسا جو نادان ہو

اونکا غرض اعتراض دیکھو تو معقول ہی — بات جو معروف ہی اونپہ وہ مجہول ہی

شعر کی انکے سند دیکھ لین حق کا کلام — اپنی غلط فہمی پر طعن کرے ہی مدام

سن چکے اے منصفو یہ تو دلائل جواب — آگے انھین دیکھیو ہوتے ہین کیا کیا خراب

بیک یقین جانیو حق ہی ہی اسکا گواہ — ہوا اگر اس امر مین ذرہ بھر اپنا گناہ

اونکو یہ لازم نہ تھا آنکی اس شہر مین — ہمسے او لجھکر یہ طاق بنے دہر مین

پھرتے کسو ساتھ یہ اپنے ہی یارونکی بیچ — انکو بھی گنتا کوئی پانچ سوارونکی بیچ

آخر نصیبون سی ایک ہاتھ اوسی لگ گیا   سوچ کے دل مین کہا بنیے کو دیجے دغا
باندھی اوسے پانزی سر کو بچھائی کلاہ   ہاتھ پہ رکھکر چلا کہتا ہوا واہ واہ
اور کیا ہاٹ سے بنیے کے عمداً گذار   دیکھ کے الولیا بنیے نے اوسکو بکار
ہنسکے لگا پوچھنے کر سے جی یہ جانور   پرکھا ہے کہو لے چلے اسکو کدھر
خوش ہو تب اون نے کہا اسے کہتے ہین باز   جسپہ کرم ہووے سے بخشے اسے بے نیاز
شاہ امیر و وزیر کھیلین ہین اس سے شکار   قیمت و قدر اسکی ہی سیکڑوں سے تا ہزار
سنکے کہا بنیے نے مرگ ہی یہ اپنے بھاؤن   سانچ کہو پرکھا باج اسیکا ہی تاؤن
اون نے کہا ساوجی تمسے مجھے جھوٹ بول   فائدہ کیا ہو ویگا جھوٹ سے کچھہ دو گے تول
پھر وہ لگا پوچھنے کہ تو وہ جینوی ہی کیا   اون نے کہا دو دھہ بھات کچھہ نہ اسکے سوا
بنیے نے اس سے غرض باتین یہ تحقیق کر   مول لگا پوچھنے باز کا یون گھر بگھر
سانچ بتاؤ مجھے باج کا کے بھاؤ ہی [illegible]   ایک کھریدار کو اسکا گھنا چاؤ ہی
مول جو کچھہ باز کا ہو وے ہی سب نے کہا   بنیے نے دلمین رکھا وہ جو کسی سے سنا
مول سن اسکا غرض برد کہا یہ بنی   باز کے لینے کی بات بنیے سے [illegible]
کرنے لگا جو روسے رات کو یہ مصلحت   سنتی ہی یہ بھاوتی اسمین ہی کیا تیری مت
پیسے مرے کرہ ہین ایک سپاہی کے پاس   اوس سے نکد ملنے کی مجکو نہین ہی آس

٢١١

الّو صولے کیا باتون کی ہیں امین تول — قرض سے کے دو سو پچاس کی جڑی اور ڈھول

دیکے سپاہی و غا بنیے کو چلتا رہا — بنیے نے لا کر او سی جور دسے ہنس ہنس کہا

دیکھ تو پربھاوتی پر لکھا کے باج ہے — رام جی کے پھل سے آج ہمین براج ہی

دیکھ کے اون نے کہا اوت تجھی ہی بلوم — یہ تو جناور ہی وہ ترک کہین جسکو بوم

نا نون نہین لیوین ہین یہ بھی ملین اسکا بیر — کچھو یا گرچ ساتھ تین نکد ر وپیونکا ڈھیر

اوڑ گئے جون باز یہ سنتے ہی اسکے حواس — چاہا کہ اب پھیر دون جا کی سپاہی کے پاس

سر کو وہ اور توند کو پیٹتا پہونچا جہان — نام نہ اوسکا سنا اور نہ دیکھا نشان

سر کے اوپر خاک تب گلیونکی کرتا ہوا — آیا بنیئی کے پاس درد کے مرتا ہوا

کہنے لگا ہاے وہ کیا یہ دگا دیگیا — سو نکد اور دو کی جنس گھر سی جھپٹ لیگیا

سو چلکے پھر یہ کیا بنیے نے دلمین خیال — یون ہین اسی بیچے بات کو شہر مین ڈال

پاس تری ہو ہینگے بات جو اسکی سے چلے — اور بھی شاید کوئی مجھسا ہی احمق ملے

کھونٹی پہ الّو کو باندھ بیٹھے تھا دکان پر — صبح سے لیتا بہ شام شام سے لے تا سحر

پوچھی تھا جس سے دیکو جو کوئی ہے تیری یان — لاوے تھا بنیا وہین تب یہ سخن بر زبان

سانچ بتا میری بات لینے پچھی تو ہی ہے — سب ہے دیا رام کی یہ بھی ہما لو بھی ہے

یان غرض اس نقل سے ہے یہی اپنا مآل — موجب اسی نقل کے ہین تو ادھونکا حال

بات تو وہی ہے یہ سمجھو تو اے صاحب ہنر | گوش تلک انکے جا کہ اب اس وضع پر
سو اس مین ہے ایک قباحت یہ اور | کہنے سے معشوق کا زیر فلک ہے یہ طور
باغ مین بیٹھا ہے آنکھین بند ہین آٹھ پہر | کھلنے سے ہنگام ناز کرنیکو نرگس یہ قہر
کان کو نسبت سدا گل سے چلی آئی ہے | صورت نرگس مدام آنکھ کی شیدائی ہے
شاعرونکی بات کا دیوے جواب [illegible] | شاعری کی اپنی جو لوگونسے کٹوا نے ناک
ناک کا اور کان کا نسبت ہوا توڑ جوڑ | توڑنے پر ناک کے جان و دل [illegible]
ناک کھوئی فہم کی اب جو یہ انسان ہون | چاہیے نرگس کی طرح آگے آنکھین کان ہون
کاٹین گل پھول یعنی شاعر ہین بے سند | شاعرون کے حق کرنے پھر نکہین نیک و بد
بس چلا اب آگے نہ کچھ انھین سے خاموش | کیجیے اوس سے سخن ہوئے جسے عقل و ہوش
کرنے پہ گر منفعل انکے ہو تیرا خیال | سو تو غلط ہے کبھو انکو نہو انفعال

حکایت

سنا ہے کہ اک مرد اہل طریق | نہایت ہی واقع ہوا تھا خلیق
صفت سے تواضع کے موصوف تھا | تعدی کے عالم مین معروف تھا
غرض چاہیے آدمی مین جو چیز | رکھے تھا سبھی خوبیان وہ عزیز

کہا دست دعوت کرون مین دراز
اگر بادشاہت کرے وہ نیاز

سنا شاہ نے جب گدا کا سوال
یہ کچھ کر کے دل بیچ اپنے خیال

کہ جب جان ہی ہاتھ سے جائگی
تو کس کام پھر سلطنت آئگی

غرض لکھ کے اقرار اک نردبر
دیا بھیج اوس مرد کامل کے گھر

رکھا اوسکو ادرک کے اون نے وضو
دعا اسکے حق مین کی ہو قبلہ رو

نہ گذرا تھا اس بات کو ایکدم
جو زائل ہوا نفخ در دشکم

جو مسدود تھی ریح رودونکے بیچ
ہوئی دفع کھلتے ہی سدونکے بیچ

بہرحال تب شہ نے پائی شفا
کہا کریے وعدے کو اپنے وفا

کہا مرد درویش نے اے عزیز
اسے چاہیے شخص پر بے تمیز

کہ خواہش مین اوس سلطنت کی دے جان
کہ وابستہ اک گوز پر تھی ندان

یہ دنیا جہان جاے یکچند ہے
عبث دل ترا اسجگہ بند ہے

ہے در پیش اک عمدہ تجکو سفر
رکھ احوال ٹک وان کا مد نظر

کہ یان تو جو کچھ پیش آجائگی
بہرحال دو دن مین کٹ جائگی

اگر ہے گدایان وگر بادشاہ
ہے دو دن کا زیر زمین خوابگاہ

مسلم ہوا جب کہ ہونا ہلاک
چہ بر تخت مردن چہ بر روی خاک

مثنوی تعریف چاہ

مومن خان

حکایت

سنا جائے ہی اک مہوس کا حال | کہ رکھتا تھا نت کیمیا کا خیال
یہ کچھ کرکے دل بیچ اپنے قیاس | گیا ایک درویش کامل کے پاس
رہا انکی خدمت مین تا چند سال | کیا ایک دن وقت پاکر سوال
اگر کیمیا آپ کو یاد ہو | تو بندے کو بھی اپنے ارشاد ہو
کہا ہے یہی گر ترا مدعا | تو بتلائے دیتا ہون تجکو بتا
یہ اجزا ہین اسکے تو جا اور لیا | یہ ترکیب ہی اسطرح سے بنا
غرض طور جب کر دیے سب بیان | کہا اسمین اک شرط ہی درمیان
یہ نسخہ تو جسوقت لیکر بنائے | کبھو دلمین بندر کا خطرہ نہ لائے
کہا اپنی یہ بات ممکن نہین | جو خطرہ ہو دلمین وہ جائے کہین
تمھین اسکا دینا جو منظور تھا | تو اس حرف کا کون مذکور تھا
نہ سمجھا غرض اسکے رمز نکات | کہ پردے مین تھی مرد عارف کی بات

کہ جب دلکو خطرے سے جو قادر کیا
تو پھر ہیچ ہے خطرۂ کیمیا

کیا سقون کا خانمان آباد	تیرے ہاتھوں سے ای کنوئین فریاد
روز مین کے تمام اب کردے	چینی بھر پانی سیلکے ڈوب موے
جن سنے یکبار بھی پیا وہ آب	حشر تک زیر خاک ہے سیراب

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی شعلہ زن کر آتش دل	تپ دل دے بقدر خواہش دل
وہ دل دے ہو جو نیش غم سے معمور	مشبک سر بسر جون شان زنبور
ہو شور انگیز چشم گریہ آلود	لب زخم جگر کو رکھہ نمک سود
رہے یون کلفت تن مین جان پاک	کہ پنہان ہووے جون اخگر تہ خاک
کر است کروہ عشق آتش انگیز	کہ تا ہر استخوان میرا ہو گلریز
مدام انکا نہ پردرد سے جراحت	کرے خلوت مین دلکی استراحت
ہمیشہ جون رگ تاک بریدہ	ہو آنسو تا سر مژگان رسیدہ
ز موج اشک دے خنجر گلو کو	نبابت جون سنان کے ہو لہو کو
امید وسکے اوٹھا خاطر سے وسواس	انیس شخص دل کر شاہد یاس
کر ایسا مشتعل داغ جدائی	ہو روشن جس سے شمع آشنائی

دیباچہ ساقی نامہ

۲۱۵

پہلا در نعت حضرت سید المرسلین

دربیان شروع حکایت

الا اے چارہ ساز بادہ نوشان
زبان گویا کن فانی خموشان

نمودن مین داستان جذب الفت
زی اس خاک کی دھو مرے کلفت

شب اک ماتم سرا سے خانہ عشق
بیان کرتا تھا یون افسانہ عشق

کہ تھا پنجاب مین اک مرد درویش
گرفتار بلا سے حالت خویش

ہمیشہ دست دل سی پارہ کوبان
سدا آشفتہ سر جون زلف خوبان

حزین عشق مانند دم سرد
بسان جان عاشق سر بسر درد

گداز تن سے تھا از خویش رفتہ

کہ یان نقد فضولی نا روا ہے
نہیں یہ حمد نعت مصطفا ہے

زہے سر دفتر ارباب ملت
تداوی بخش صد انواع علت

محمد وہ کہ ہین جتنے پیمبر
ہین اوسکے مرتبے سے سب فروتر

نہوتا وہ اگر زینت دہ خاک
تصدق خاک کے ہوتے نہ افلاک

جہان مین ہے یہ جتنا کچھ ہویدا
ہوا اوسکے لیے سب کچھ یہ پیدا

غرض جو کچھ کہ اسکا مرتبا ہے
خدا ہی عالم اوسکا یا خدا ہے

یہ منھہ اوسکی ثنا لائق نہین ہے
ثنا گر وانکا جبریل امین ہے

بس اب بہتر ہے اس جاگہ خموشی
کہ ہو عجز سخن کی عیب پوشی

سکوت بر محل ہے دل کی تفریح
سخن پر اوسکو سو درجہ ہے ترجیح

دربیان مناجات

خداوندا بپاے آل پیمبر
بحق باطن ہر چار سرور

مین ہون گر قابل نار جہنم
یہ تیرے فضل کا دریا ہی کیا کم

شفیعون پر تنک میرے نظر کر
اوس آتش کو تنک اس پانی سے تر کر

کہ جس جاگہ ترا فضل و عطا ہے
مین کیا اور کسقدر میری خطا ہے

پھر اس طرح شاخیں تھیں نمودار — گلے میں بانہیں جیسے ڈالیں ہوں دو یار

غرض سایہ کی وان سے سو سلاسل — کشان تھی سوے طرب سے دل فِل

مسافر جو کوئی اوس راہ آتا — وہ دل سے یاد منزل بھول جاتا

سراے دہر تھی گویا وہ جاگہ — کہ جو آیا وہ بھولا منزل و رہ

وہ ایک احوال سے بیچارہ درویش — مقیم اوس جا میں تھا با خاطر ریش

نہ اوس سے دلکو اک چیونٹی کو آزار — نہ اوس پر نیک و بد سے خلق کے بار

بسر کرتا تھا جس صورت سے دن رات — کہاں پائی فرشتہ نے یہ اوقات

خوشا احوال یاران گذشتہ — کہ جنکی زیست تھی رشک فرشتہ

اک ہم ہیں خلقت انسان کے ننگ — کسی سے ہم کوئی ہمسے یہان تنگ

ہر بد تر مرگ سے وہ زندگانی — کہ جب تب دل پہ ہو بیم فلانی

بہشت آنجا کہ آزاری نباشد — کسی را با کسی کارے نباشد

غرض جب تک وہ تھا اس خاکدان میں — بخوبی شہرہ تھا سارے جہان میں

بد و نیک جہان سے چشم بستہ — ہمیشہ بر در دلہا نشستہ

دلونکا پاس تھا آرام اوس کا — تھی خدمت ہر کسیکی کام وسکا

قضا نے اسمین یہ بازی اٹھائی — کہ ناگہ اک برات اوس راہ آئی

عجب رہ ہے یہ راہ آشنائی — نہون گر جا بجا خار جدائی
وے یہ بات اندیشے میں کب آئے — کہ عشق و وصل یکجا گرہ کھائے
کہیں جو دل نظر آئے نہ خرسند — کرے یون کام دل باہم وہ پیوند
چنانچہ لوح سے بزم تماشیر — کرے ہے اسطرح یہ بات تقریر
کہ جب وہ قوم اودہ یہ ماہ رخسار — ہوئے جلنے کو اوس تکیہ سے طیار
وداع یار سے کی یہ منادی — کہ یان آخر ہے غم انجام شادی
کہ جون زخم گردون نے ہنسایا — کہ ہنسنے میں نہ خون اوسکو رلایا
غرض ادھر تو جلتے تھے یہ دلریش — ادھر لوٹے تھا آتش پر وہ درویش
نہ اوسکو کچھ سخن کرنے کا یارا — نہ اسکو جز خموشی اور چارا
یونہی باہم تھے یہ محزون بلا ہا — کہ تا گہ وانسے وہ ڈولا اٹھایا
ہوئی وہ قوم جب تکیہ سے راہی — اجازت اون نے اس حزین سے چاہی
کہا اون سے نگاہوں نے کہ مختار — بد اقسمت میں کہ یون تھا تو ناچار
گئے وہ اوس طرف اور یان غمناک — کہے تھا زیر لب با چشم نمناک
کرے گردون دون یہ کیا کیا تین — وہ دل سا نقد یون ارزان دیا مین
کوئی دیتا ہی اوس ظالم کو بھی دل — کہ جاوے چھوڑ کے صید نیم بسمل

دربیان تاثیر عشق درویش بدل دلھن و مذکور آن

الا اے ساقی خمخانۂ عشق
ادھر دے یک دو سہ پیمانۂ عشق

پلا کیا پیمانہ لب ریز غم یار
ہے جس میں سر بسر نوبت کی تکرار

نجانے یہ محبت کیا بلا ہے
کہ جسکی آگ سے عالم جلا ہے

نہ تنہا عشق اوس سے شیون آہنگ
ہیں خوباں بھی اسی اندوہ سے تنگ

جہاں پاوے گا تو آشفتہ بلبل
پریشاں دیکھے گا جیب طاقت گل

ہوا پروانہ جلکر کس طرح ڈھیر
وہاں کھینچی ہو چند سے شمع نے دیر

چنانچہ واقف راز نہانی
کرے ہے اسطرح گوہر فشانی

کہ یاں درویش نے جس وقت دیکھا
وہی ساعت وہی لحظہ وہی آن

وہ شوخ اسطرح واں آشفتہ تر تھی
گویا اس حال سے اوسکو خبر تھی

غرض یہ عشق جب کھووے ہی پروے
جو حائل کوہ ہو تو شیشہ کرے

یہ ادنی اک محبت کا اثر ہے
کہ دل کو حال سے دل کے خبر ہے

یہ وہ نکتہ اسے جانے ہی اے خام
پڑا ہو جسکو اس صورت سے کچھ کام

ارے اے ساقی خمخانہ ہوش — میں پر جلوے کی منزل فراموش
وے وہ مے تا یہ سب خطرہ بھلاؤں — سخن کو تہ کروں مطلب پہ آؤں
جو کوئی یاں سکھے سے طالع شوم — جو سے بال ہما ہو جائے وہ بوم
اگر گوہر کہیں سے ہاتھ میں لائے — برنگ ژالہ پانی ہو کے بہ جائے
و کر یاد سے طلائی دست افشار — وہ ہو جوں موم اوسکے ہاتھ میں خوار
چنانچہ نقد کا اس رسم کے صراف — سکے ہو اس طرح احوال اسلاف
کہ جب وہ نازنیں گھر بیچ آئی — دیا ہر ایک نے جی رونمائی
کیے سب نے نچھاور اس قدر در — کہ صحن خانہ گوہر سے ہوا پر
ہوئی جو چشم اس پر نظر باز — کیا اور چشم پر نظارہ نے ناز
شغف سے وان ہر اک دل کا تھا پر تنگ — کہ مثل غنچہ تھی تن پر قبا تنگ
زن و مرد و قبائل تھے جو کچھ وان — خوشی سے ہمد گر تھے تہنیت خوان
نہ اوسکو صبر نہ طاقت نہ آرام — ہمیشہ گریہ و زاری سے تھا کام
ہر اک دم تازہ اوسکو اک خلش تھی — مقیم سینہ جاے دل تپش تھی
برنگ زلف گہ آشفتہ اطوار — کبھی جوں نرگس مخمور بیمار
جگہ غمازے کے تھا اوپر وہ بیتاب — کرے تھی گریہ سے تزئین مہتاب

ہون تشنہ لب نہایت مثل خامہ	ئے وہ می جس سے ہون سرگرم نامہ

نامہ نوشتن و فرستادن قاصد بطرف مادر و پدر دلھن

دبیر واقف تفصیل و اجمال	باین تقریب لکھتا ہے یہ احوال
کہ اے تاج سر قوم و قبائل	سراسر شفقت و اشفاق مائل
وہ گوہر جسکے رشتہ سے ہرک یان	بخود بالیدہ تھا مانند مرجان
نجانے کیا ہوا اسکو تب و تاب	ہوا جاے کچھہ آپ ہی آپ بے آب
وہ نادیدہ خزان گلبرگ نوخیز	ہی جون شاخ کہن ہر دم ورق ریز
خدا جانے کہ اسکو کیا بلا ہے	بد التقدیر کا کیونکر ہے کیا ہے
جہان تک چارہ دان تھی سب ہین ناچار	یہ کچھہ سمجھا نہین جاتا یہ آزار
مگر بعضے کو یہ بعد از تامل	کرے ہے اس طریقہ پر تعقل
کہ تھی یہ اقربا اپنے سے مالوف	ہے صحت اسکی وہان ہونے پہ موقوف
سو یہ گھر اور وہ گھر ایک سا ہے	یونہین گر مصلحت ٹھہرے بھلا ہے
کسی کو بھیجیے ادھر روانہ	کہ لیجا اسکو یانسے سوے خانہ

پس از قطع مسافت یہ عزیزان | ہوئے وارد جو وان افتان و خیزان
جہان تک اوس جگہ کے تھے اکابر | ہوئے خدمت مین اونکی آکے حاضر
کھلائین کمرین اور جھاڑے سر و رو | بٹھایا اونکو اور بیٹھے ہر اک سو
ہین جس صورت سے خدمت کی لوازم | بجا لائے وہ سب انواع اکرام
غرض بیٹھے یہ جب وان فارغ البال | ہوئے اوس خستہ سینے مستفسر حال
کہ اب اونکے مرض کا ڈول کیا ہی | اوسی صورت سے ہی یا کچھ شفا ہی
دکھایا ہی جنھین اس کو مکرر | کہے ہین کیا وہ بیماری مقرر
سر حرف حکایت بسکہ وا تھا | کہا ہر اک نے جو کچھ ماجرا تھا
بہم ملتے تھے سب افسوس سی ہات | یہ ناآگاہ اس سے ہے یہ کیا بات
غرض جب تک کہ یہ اجماع وان تھا | ہر اک اس ذکر سے رطب اللسان تھا
کر آخر صبح کا چلنا مقرر | ہوئے یہ مائل آرام یکسر

در بیان رخصت شدن دلھن برنجش در عشق درویش

الا اے ساقی جام مے ناب | رہیگا کب تلک تو بے خور و خواب

نہایت اک کنیز کہنہ عصر | کہ دلکش نظم سے جسکی ہر اک نثر
جہاں گرم سخن ہوتی تھی وہ زال | تھی واں ورلالہ دمحتالہ کیا مال
ضعیفی سے کردن اوسکی مین کیا تا | کہ جسنے کی تھی بڑھیا آکھ کی تا
جھکا تھا بسکہ پیری سے وہ قامت | تھی سر پرٹھو کردن سے نت قیامت
رکھے ہی بات مین اپنے جو چقماق | کہین تھی اونچی اوس سے پالونکی ساق
غرض اس ڈول پر یہ کاردانی | تھی گویا مادر گیتی کی نانی
ہوئی ورپے فسون سازکی حبیب | ہوئے اوس سی جدا جتنے تھے واں سب
نجانے کیا کی اوس کافر نے تدبیر | کیا دوہی سخن مین اوسکو تسخیر
جب اس حالت آئی کچھ سرراہ | سواری مین وہ بیٹھی اور یہ ہمراہ
تھا گویا شاق اوس پہ کلفت دار | یہ گیا کیجے ہے لازم گنج کو مار
مکروہ غم تھا کچھ اسکے لیے کم | کہ گردون نے دیا اس غم پہ یہ غم
غرض حبیب واں سے چل نکلی سوار | ہوئی دونی وہ اوسکی بیقراری
نہ تھا صبر و سکون اوسکو نہ آرام | یہ وہ باتو غمین کرتی تھی اسے رام
کبھو کہتی تھی خویش نہ قوم کا حال | کہ تجھ بن زندگی ہی اوسپہ اشکال
بنحوی قصہ و دستان معقول | کبھو رکھتی تھی اوس وحشی کو مشغول

ہوئی اوس سے جدا یہ دایۂ پیر
دیا ہر اک کو اسنے عرض تدبیر

کہ مین غمگین نپٹ پایا ہے اسکو
سو کچھ باتون مین پرچایا ہی اسکو

مرض کا اسکے مین سمجھا ہی اب پیچ
اسے اک کلفت خاطر ہی اور ہیچ

مناسب ہی جو یان اوترے کوئی دم
فرو ہو تا دل محزون سے کچھ غم

زبس یہ بات تھی مقرون تفہیم
ہر اک نے اوسکی کی تصدیق و تسلیم

کیا اخضار نے وان سے کنارا
اسے پردا کر اوس جاگہ اوتارا

در بیان رسیدن دلھن بمکان درویش وبجاے درویش گور یافتن و ترقیدن قبر و در آمدن دران دلھن

الا اے ساقی میخانۂ ناز
نہ رکھ مے کو لب ساغر سے تو باز

غنیمت ہی ارے ظالم کوئی دم
ہی عرصہ زندگانی کا نپٹ کم

کہ شمع بزم ہستی آہ فریاد
سدا رہتی ہے زیر دامن باد

نہ کر یہ تنگ عرصہ مجھ اوپر تنگ
خدا جانے زمانہ کیا کرے رنگ

شرار غم سے لگی آخر شرارت ‏ بدن مین یک بیک آئی حرارت
لگا کرناہ سے اور تاہما ہی ‏ نظر مین چھا گئی یکسر سیاہی
گری بیتابی سے وان ہو غمناک ‏ طرح پانی کے لرزی ہر طرف خاک
پکڑتے تھے دو سے ہر چند احباب ‏ یہ نکلی جاتی تھی ہاتھون سے جون آب
تاون پر تھی اوسے یون اضطرابی ‏ انگارون پر ہو جون سیخ کبابی
اسی صورت سے یہ غلطان تھی کچھ دیر ‏ کہ جذب عشق سے تڑکے کی وہ گور
اوٹھا دو دل اوس جا کہ کچھ ایسا ‏ نظر آنا جسے کہتے ہین کیسا
نجانے پھر کہ وان کا حال کیا تھا ‏ یہی وہ گور تھی یا اژدہا تھا
کیا جن نے تامل یک دم مین ‏ لیا اوس نازپرور کو شکم مین
اسے اوس گور نے اسطرح کھایا ‏ نہ ماہی نے یون یونس سمایا
ہوئی جون آب پنہان یہ تہ خاک ‏ رہے باہر وہ سارے مثل خاشاک
الا اے ساقی درد و غم ‏ اوٹھا ہو دے یہ ساری بزم ماتم
نہین یہ دور سے دور جہان ہی ‏ تنک فرصت کو یہان عرصہ کہان ہی
شتابی کر ٹک اے ظالم شتابی ‏ نہین گر جام لا ایدھر گلابی
جو کوئی آب و گل سے یان بنا ہی ‏ مآل اوسکا یہی آخر فنا ہے

اگر کو کیجے ہزاروں نالہ و آہ ۔۔۔ نہین وان سے گئے کو پھر ادھر راہ

ہی یاں دم مارنے کا کسکو یارا ۔۔۔ نہین بندے کو غیر از صبر چارا

چلا آیا ہی ادل سے یہی ڈول ۔۔۔ یقینی ہے کسی عارف کا یہ قول

اگر صد سال باشی ور یکے روز ۔۔۔ ببا ید رفت زین کاخ دل افروز

نہ جان اشکال عالم دریا ہین ۔۔۔ یہ سب سیلی خور دست قضا ہین

بگاڑین ہین ہزاروں روی گلگل ۔۔۔ بناے اس چمن کا سنبل و گل

یہ جتنا تختۂ روے زمین ہے ۔۔۔ ہر اک خطہ پہ یان اک نازنین ہی

جو آیا اوس گذرگہ مین سو گذرا ۔۔۔ نہ وامق ہی رہا آخر نہ عذرا

نہین جز نام کچھ پیشین سے اب باقی ۔۔۔ کہان شیرین گئی کیدھر ہے فرہاد

یہ کل ہونا ہے اے فرصت سے غافل ۔۔۔ کہ ہم مطلق معطل ہون تہ گل

یہی خورشید ہو وی اور یہی ماہ ۔۔۔ یہی وضع زمانہ اور یہی راہ

کچھ اشیا اون سے یان سکم ہو وین ۔۔۔ یہ سب کچھ ہو یونھین اور ہم نہو وین

پس اس صورت مین کیجے کسکا ماتم ۔۔۔ ہر اپنا حال جاے گریہ و غم

غرض سمجھا کے اونکو چارونا چار ۔۔۔ کہا ہر ایک سے ہے صبر درکار

ندیکھا جب اونھون نے بھی کچھ حاصل ۔۔۔ غم خاطر سے غیر از کاہش دل

مثنوی

ایک مشفق ہین ہمارے مہربان — خوب صورت خوب سیرت نوجوان
ناگہان اک روز ہم سے مل گئے — دیکھتے ہی شکل جوبن کل کھل گئے
جب ہوئے آپس مین ہم اور وہ دوچار — آہ نکلی دل سے اک بے اختیار
دیکھتا کیا ہون کہ عالم اور ہے — گرد رخساروں کے خط کا دور ہے
اک دھوان سا اوٹھ رہا ہے آگ سے — اوگ گئے ہین جیسے منہ کے بھاگ سے
سنے وہ شوخی سے وہ لڑکاپن رہا — نے وہ صورت ہے نہ وہ جوبن رہا
پڑ گئین ہین منہ کے اوپر جھائیان — ناک پر بھی آگئین ہین سیاہیان
چہرہ مسون سے ہے سارا بدنما — رنگ منہ کا اڑ گیا جیسے ہما
چاند پر بادل کہ جیسے چھا گیا — مورچہ جوبن مغربی کون کھا گیا
منہ پہ سبزی اور سیاہی جم گئی — جسطرح پانی پہ کائی جم گئی
ہوگیا اک مرتبہ ہی سبز رنگ — جیسے آئینے کو کھا جاتا ہے زنگ
تب کہا مین یار یہ کیا ہے بلا — کہنے لاگا ذکر اوسکا مت چلا
چپ ہی بہتر ہے کہ اس مذکور سے — سنیے آواز دہل کو دور سے
بیاہ کے کرنے سے ہوتی ہے خوشی — مینے دیکھا تو یہ ہے مردم کشی

۲۲۳

ایسی ہی دکھلائی ہی اک شکل زشت / پھر گئی آنکھوں کے آگے سرنوشت
جسمین پڑتی ہی مری اوس پر نگاہ / ہو گویا اک پارۂ ابر سیاہ
آنکھ سے آنسو چلے بے اختیار / جیسے برسے ہے کوئی ابر بہار
ابر غم کا دل کے اوپر چھا گیا / آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا
دیکھتے ہی جی گیا اپنا دہل / روح قالب سے گئی دو ہین نکل
جان بیرون رفتن ز تن نزدیک شد / عالمی در چشم من تاریک شد
ہو گئی اوس وقت اک صحبت عجب / ملگئے آپس مین گویا روز و شب
شکل سے اوسکے ہوئی جب آگہی / ہو گیا جون ماہ نو قالب تہی
کوئی اوس صورت کا دیکھا نہ سنا / دیکھتے ہی سینے سر اپنا دھنا
جب مین دیکھی شمع صورت اوسکی شان / رہ گئی انگشت حیرت در دہان
منھ قضا کا دیکھتے ہی رہ گیا / جو پڑی سر پر غرض سب سہہ گیا
ہو گیا اوس وقت غمگین اور ملول / سینگ دے سر پر خدا تو ہی قبول
شمع بھی رونے لگی وان میرے ساتھ / شعلہ بھی ملتا رہا اس غم سے ہاتھ
چاندنی کا لگ گئے تھی منھ کی تئین / خاک اوپر لوٹتی تھی چاندنین
ایک میری ہی نہ تھی وان چشم تر / روتی تھی شبنم بھی میری حال پر

سنکے اسکو یہ دیا اُسنے جواب — عورتوں کو چاہیے سب سے حجاب
روے نامحرم سے بہتر چشم کور — پر نہ دکھلاوے خدا جز روے گور
جی مین سمجھا مین یہ اوسکی سرگزشت — عصمت بی بی ست از بی چادری
تب سے یون بیٹھا ہی جی پر اعتقاد — اوٹھ گیا ہے دل سے اپنے اعتماد
نشان سے کوئی مجھکو جو سے — بھاگ جاؤن دیکھ اوسکو دور سے
تب سے ... مین اس بلا مین مبتلا — رات اور دن ہی مری یہ ہی دعا
تو بچا دی سے کہین یارب مرے — ایسا تیسا ہو جو یارا اب پھر کرے
ہو چکا جب ادھر سی یہ بین ماجرا — ہو چکا قصہ سے اوسکے آشنا
تب کہا مین عقل سے یہ دور ہی — کونسا اے یار یہ مذکور ہی
جب سے دنیا مین ہوا انسانی سرشت — کوئی روے خوب ہی اور کوئی زشت
لاکی صورت بنا دے ہی کمہار — کوئی بدصورت کوئی ہی تاجدار
بس ہی کیا لازم کہ صورت خوب ہو — آدمی جو ہو سو اک محبوب ہو
جسکو جیسا کچھ بنایا بن گیا — شکل انسان مین جو آیا بن گیا
دیکھ بدصورت کو مت ہنس کھلکھلا — اسمین ہو جاتا ہی صانع کا گلا
جیسا دیکھا ہے سو معیوب ہے — فارغ اس سے اک وہی محبوب ہے

خوبصورت یار بھی ...
یوسف مصری سے ...
نام تھا اک خوبصورت کا عزیز
... حسن کا ...

حسن و خوبی ہین غرض بیطاق ہی — کیا کہون ہین شہرۂ آفاق ہی
ایسی صورت سے ہزاران غنچہ رو — ہو چکے ہین یار سے اپنے روبرو
ایک ہو تو جسکی خاطر رو دیئے — آہ اب کس کس کی خاطر رو دیئے
ایسی کتنی مورتین یان سے گئین — کیسی کیسی صورتین یان سے گئین
ہم سے اب کوئی نہین ہمدم رہا — وہ زمانہ اب نہ وہ عالم رہا
کیسے کیسے لوگ یان سے اٹھ گئے — خوب رو سارے جہان سے اٹھ گئے
حسن و خوبی ساتھ اپنے لیگئے — لالہ سان اک داغ دلپر دے گئے
غم سے یارونکے ہی دل ایسا ہی داغ — حشر تک روشن رہیگا یہ چراغ
کیجیے آگے بس اب قطع کلام — دوستو نکا غم نہو دے گا تمام
یار اس کہنے کا تھا یہ مدعا — تا کہ اپنا دل کسو سے مت ملا
آدمی کو ن چاہیے دارستگی — صورت فانی ہی کیا دل بستگی
زندگانی کا نہو جب اعتبار — شکل و صورت کا تو ہی کب اعتبار
پائداری ہی اوسی کی ذات کو — بس ہی سودا نفی کر اسبات کو

تمت القصائد والمثنویات

بسم الله الرحمن الرحیم

غزل

ایکه در چشمم بهر صورت تو منظوری بیا
دربلا افتادم بنجه در هجران مهجوری بیا

روی بدل نزدیک من از من چرا دوری بیا
سنگ میدانم ترا تو عیکه مهجوری بیا

من بدل چون ترا بهتر ز مهرانگاشتم
نعمت امروزای چشم و چراغم گرسنی است

گرچه در ذیل ستم کیشان تو مشهوری بیا
شب بکش در دیده او سرمه کوری بیا

نامه وصل ترا خط برخیست آورده است
یکسر مو شوکت حسنت نخواهد کم شدن

رفت ایام فراق و وقت مهجوری بیا
من گدای کاسه در دست و فغفوری بیا

گوش عالم شد تهی از عشق پاک من پرست
سنگ از خود میروم هرگه تو می آئی برون

جان من از زوار شان بگرفته دستوری بیا
ای بقربانت چرا در خانه مستوری بیا

بتیه گردون روز سودا را شب دیجور ساخت
ای سراپا رشک نور شمع کافوری بیا

غافل از بدنامیم نشستن که ناموس ترا | می برد رسوائیم واقف عالم تا کجا

هیچ سنگ چون من بعالم تابع امر تو نیست | گفته هر که بد رگاست هی نگفتنم تا کجا

در فراق رفتگان باغم نسازم تا بکی | در مقام فرقت چندی سی بگریم تا کجا

از بیاض عمر معنیهای نگین برفته است | یک ورق گردانی ما نیست [illegible] تا کجا

از تلاش وسعی سعود آتا بکش میرانند سر
حلقهٔ در هازدن با قامت خم تا کجا

خاشاک شمردیم همه اسباب جهان را | با خس نبود دوستی آتش نفسان را

زخم دل کس بخیهٔ مرهم نه پذیرد | باید که باندیشه کشی تیغ زبان را

اهل نظر آنند که چون شعلهٔ فانوس | بینند بیک پرده تماشا دو جهان را

شایان جرس قافلهٔ ریگ روان نیست
کی ناله گلوگیر شود مرده دلان را

تنها نه موج خنده زند بر بقای ما | چشمک حباب نیز به نشو و نمای ما

از کوچهٔ فراغت دل کی توان گذشت | آزادگی ما شده زنجیر پای ما

بستیم در برد سرے دو عالم سوای ما | جای فرشته نیست بخلوت سرای ما

آئینه ایم دامن زنگار گشته ایم | تا زشست [illegible] ملول نسازد صفای ما

۲۳۴

هست بیگانه زما رابطهٔ خودبینی ما [illegible]

نشانهٔ ستم زجور فلک دون خوردا [illegible]

[illegible]

از انبساط او دل یک غنچه وا نشد
شرمنده رو نسیم برون شد ز باغ ما

از تیرگی اختر ما لرزد آفتاب
شهباز خائف است ز چنگ کلاغ ما

ما گر شویم پا شود او لنگ تا کجا
سازد به هرزه گوئی ناصح دماغ ما

آید به پیش ما که ز معمورهٔ جهان
رو کرده چند هم [illegible] پر دو سوی کلاغ ما

شاکی ز تنگدستی خود در جهان نیم
سودا نصیب شهرهٔ باشد فراغ ما

چون دل نتواند که کند ترک وفا را
انگاشته ام مهر به عشق تو جفا را

در سلسله ام نیست بجز درس اسیری
من طرفه لغت می شمرم لفظ رها را

بوی که برد هوش ز بشکفتن گل نیست
تا او به چمن وا نکند بند قبا را

تقدیر عجب ماند چه سان [illegible]
آن روز که مژگان ترا کرد صف آرا

[illegible] سنبل [illegible]
این عقده که وا کرد به سر سلسه صبا را

در قاتل خلق است هر آنکس که [illegible]
در جلوهٔ حسن تو چنین ناز و ادا را

با من ننشینی که عزیزان [illegible]
بشناختم ای دوست تجلی مه ما را

بیمار تو می گفت سحر که به پرستار
در صحبت ما و خلل دوا رانه غذا را

مشکن که لبش تا به لب ما برساند
در کوزهٔ خضر آنکه کند آب بقا را

۲۳۳

۲۲۴

قسمت چو بر سید ز آب و خور سودا
منشی قضا گفت که خون جگر اوست

ستد ز پیش زمانه چو جا نهانمیگذاشت
ناز تو جان خضر و مسیحا نمیگذاشت

شد بی تو مرگ و زیست چو یکسان زمانه کاش
بهتان زندگی بسر ما نمی گذاشت

دل آن قدر که تشنهٔ دیدار تست اگر میداشت
بودی بر آب قطره بدریا نمیگذاشت

گر ز تندی خوی تو آگهی
آتش ز ترس دامن خارا نمیگذاشت

جنس دلم که پیش تو خوار است بهر او
اکثر هجوم مشتریان جا نمیگذاشت

بودی کریم را چو بر اعمال ما نظر
کار جزای خلق بفردا نمیگذاشت

بستی چو در بهر بریخ صرصر در حباب
تا حشر خاک ما و را در را نمیگذاشت

ترک تعلقش ز جهان میشدی درست
عنقا چو نام خویش بدنیا نمیگذاشت

با او آن زمانه که پسر را پدر بشهر
تا صبح ز اشتهار تو تنها نمی گذاشت

بشکست فلک ز بار تو ای عشق گر نمی
تقدیر گر بنا سر تو بر پا نمی گذاشت

جانبازی کس ندید چو سودا براه عشق
جای که سر ز تن برد و پا نمی گذاشت

غم ز ایام جوانی یادگاری مانده است
نشئه شد بر دن از بهر خماری مانده است

ز سنگ و تیشهٔ فرهاد هر طرف خبریست
بداد ما نرسد کس که ناخن و جگریست

بگل وفا چو نباشد ز باغبان مهری
درین حدیقه ازین هر دو هیچ در نظریست

ز ما پیام بآن گوگشی بر و هیهات
زبان بریده بجایی که صد پیام بریست

همین مپرس چه عجب گر شوم ز عندلیبان با
در آفتاب شود خشک دامنی که تریست

کلام سوخته را باد گرم جوش بهاست
که شمع نامه و پروانه مرغ نامه بریست

اداء گل ز چمن رفت باغبان کامروز
صدای مرغ سحر با نوای نوحه گریست

گمان مبر که شد از گریه خشک چشم ترم
هنوز تیشهٔ در اشک پارهٔ جگریست

بیا ببالین نفسی چند شمع بالین شو
که خستهٔ غمت امشب بحالت دگریست

بذیل بی‌هنر انست که کهن سودا
کسیکه دل ز طلب کند صاحب هنریست

ستم‌کشیم از حال دل آگاه و دیار از دست رفت
کرده‌ام کاری بنادانی که کار از دست رفت

شهسوار عرصهٔ عشقم ولی در کوی دوست
تا کند کردم عنان اختیار از دست رفت

گفتگوی ترک عشقت بر لبست اما چه سود
میکند باور کسی چون اعتبار از دست رفت

آنچه ما بردیم از دنیا همین داغست و بس
گر جفا چون تیغ باری همچو یار از دست رفت

قدر جای عاشقان معلوم خواهد شد ترا
جان من روزیکه این مشت غبار از دست رفت

[illegible]

آخر مآل کار ترقی تنزل ست | جز کاستن بطالع ماه تمام نیست

فهرست روز و شب همه دیدیم خموش با | ایفای وعدهٔ تو درین صبح و شام نیست

ما مرغ پر شکستهٔ گلزار عالم ایم | پرواز ما بسوی چمن بجز ز دام نیست

قاضی اگر بگه بسوی قاتلم کند | خون مرا بمحکمه اش انتقام نیست

افتادگی مشاهدهٔ پخته مغز نیست | کی آن ثمر بشاخ بماند که خام نیست

آزادگی با من اسیری نمیرسد | در گوشهٔ قفس خطر و خوف دام نیست

مومن ز حور گوید و ترسا ز دخت رز | ما را دماغ بحث حلال و حرام نیست

از فکر زاد راه چه غافل نشسته | این منزل خراب محل قیام نیست

از شیشهٔ فلک مطلب می که این دنی | جامی بماه میدهد این هم مدام نیست

میخواست تا بخلوت خاصش نهد ملک | دامن ادب کشید که باش از فن عام نیست

سودا بجای نامه هما استخوان برد
کس را به پیش یار مجال پیام نیست

عشق تو ز پروانهٔ ما تا به مگس سوخت | این شعله چو برخاست زهی تا کس و کس سوخت

در مجمرهٔ چرخ نه عودیم نه عنبر | این سفلهٔ دون هر چه ما را هوس سوخت

گردید شرر اشک ز آه دل گرمم | این قافله را شعلهٔ آواز جرس سوخت

[illegible]

دل دارم و جان دارم و دین دارم و ایمان
از من بستان آنچه که در کار تو باشد

بودان پی آزار دل ما بتو آسان
غیر از نگه لطف که دشوار تو باشد

گوشش نشناسد بجهان این دو صدا را
آنکس که دلش محرم اسرار تو باشد

گر بانگ صلوة ست و گر ناله ناقوس
این زمزمهٔ مرغ گرفتار تو باشد

جان و دل و دین در تن زارم نه عزیز است
چیزیست که اینهم پی ایثار تو باشد

سودا بنگاهی نخرد ظل هما را
تا در نظرش سایهٔ دیوار تو باشد

در کشوری که ناز و ادا می فروختند
عشاق جان بنرخ گیاهی فروختند

داریم سادگی که ببازار خود بتان
دزدیده دل زما و بدامی فروختند

افلاک را اگر بجهان قدر ما بدے
ما را چرا بطالع ما می فروختند

یوسف اگر بعهد تو می بود در جهان
او را که میخرید و بجامی فروختند

ایمان بحشر من نه گرفتم که شاک درست
این اهل اتقا برضا می فروختند

از مفلسی بهند هنرپرور سرفروش
اسپ و براق روز دغا می فروختند

شد تشنه تبسم از تشنگی فنا
جائیکه موج آب بقا می فروختند

از دست شان پریده بدست فتاده ام
آنانکه صید را بهوا می فروختند

٢٣٧

ترسم از آن که خاطر دلدار بشکند
بر سر بنه کلاه و بیا و اگر دلت
زاهد ز بار گنبد و دستار بشکند
بلبل بخواب باز نه بیند غرور گل
او گوشهٔ کلاه چو بگلزار بشکند
سودا بچشم سنبل و گل را چه عزت است
جائیکه یار طره برخسار بشکند

ببین سینه خون شده از ضبط آه و گریه خدا را
اجازتی که دل بی قرار نالد و گرید

عجب مدار بچندین جفا و جور که دارد
ز دست ظلم تو گر روزگار نالد و گرید

مکن تو جور بحدی که بیدلی ز جفایت
به پیش حاکم روز شمار نالد و گرید

تو خنده میزنی ای دوست بر خرابی حالم
عدو چو بیندم از درد زار نالد و گرید

چنان مکن که ز دست جفا و جور تو سودا
ز دور شهر تو در هر دیار نالد و گرید

هر یکی خواهان دل از جنس خوبان میشود
تا بدست آورد ظالم دشمن جان میشود

کی کند از بیدماغی صبح گلگشت چمن
آنکه از عکس رخش آئینه بستان میشود

هر شبی مانند تصویرات فانوس خیال
گرد آن شمع شبستان بزم قربان میشود

رسم ملک عشق را نازم که در حق مریض
از طبیبان بعد مردن فکر درمان میشود

هیچکس یا رب مکس باشد علی الرغم چنین
من اگر کافر شوم آن بت مسلمان میشود

از پریشانی درین بستان دل غمگین مشو
غنچه گل میگردد اینجا گر پریشان میشود

بارها گفتم نمی آید ز پند خویش باز
ناصح از گفتار خود روزی پشیمان میشود

می مخور سودا که آخر زاهد از یمن عصا
بر در جنت بروز حشر دربان میشود

۲۳۹

پیش این مشتریان حال دلت سلے سودا
همچو کالاے بدی کو سر بازار افتد

تا کار من دل شده با سلسله افتاد
در بادیهٔ قیس عجب زلزله افتاد

خاره ره تفسیده ام و تشنه لب برق
چشم طلبم کے به نم آبله افتاد

گم شد بطریقے ره دیر و حرم امن
گر شیخ و برهمن به پیم قافله افتاد

در عشق تو گشت که بخواری نگرفتیم
رسوائی ما از نظر غلغله افتاد

وسعت ظرف دل عشاق میرسید
عاشق نه چو منصور تنک حوصله افتاد

گو هر انسان چه بگویم که ز دریا
روزیکه جدا شد بچه مرحله افتاد

این دود دل و صنبر خرد تفرقه بود
عشق تو پلنگ ست میان گله افتاد

همراه نور دسے که بگوی تو قدم زد
از آتش عبرت بدلم آبله افتاد

در شعر حیا نیست توارد که نگیردن
گویا پسر از عقد زن حامله افتاد

هر عضو من از من بجهان تفرقه گیرد
وقتے که میان من و تو فاصله افتاد

جانان ز تنم بردی که تن ز سعی جان
ای عشق بدست تو عجب مشغله افتاد

از سخن پیر خرابات نگردیم
امروز نگو شم سخن از مسئله افتاد

سودا ز حرم تا به نجف رفتم و دیدیم
تو در کف پایم عوض آبله افتاد

کس موجب قتل من زان شوخ چو پرسید	گفتا جرمم نیست که خون شد شده باشد

از رفتن سودا چه غم آن شاه تبارا
دیوانه از شهر برون شد شده باشد

آنانکه بدست تو دل زار فروشند	صبر و خرد و دین همه یکبار فروشند
گر جور تو اینست بجانت که دگر بار	عشاق ز جنس دل اگر عار فروشند
از حلقهٔ خوبان بدر آ شرح بیفزا	آیین گل بود ارزان که بگلزار فروشند
ما صورت داد و ستد دل چه بگوییم	چون مرغ اسیری که ببازار فروشند
عزلت نگزیند چه کند شیخ که زندان	ناکنده ز تن خرقه ببازار فروشند
مردم چه ببازار چراغ ره تفضل اند	رحمت نخرند از تو و کردار فروشند
گر لذت درد کف پا را کنم اظهار	هر خار بنرخ گل و گلزار خروشند
اندیشه ز کالای دکاکین بیان کن	اینها همه یکدست خریدار فروشند
مایوس ز آثار مشو دل که خریدار	چسپان چه شود جنس بازار فروشند

از خوبی سودا چه زدم حرف بفرمود
بالله که صاحب چه قدر بار فروشند

عید شد عالمت ثناخوان باد	دشمن دولت تو خسران باد

زلفش چو منتشر شود از جنبش نسیم | آتش شود بلند بہ بالا دخان رود

سرگرم عجب گشتنت ای یار خوب نیست | دولت کہ آوری بکلفت رائگان رود

چون شعلہ ہر کسی کہ کشد سر با آسمان | مثل شرر شتاب ازین خاکدان رود

شاہ نجف کہ ہست درش قبلۂ مراد | باید مراد ہر کہ بران آستان رود

بر درگہش نشستہ ام امیدوار لطف | نومید بندہ زین در دولت چسان رود

یارم بہ بزم غیر رود گر ز روی قہر
سودا ستم بجان من خستہ جان رود

چیست الفت کیمیا کاندر جہان شاذ ست شاذ | دوستی در دوستان این زمان شاذ ست شاذ

در فراموشی شعاران کم بود یاد آوری | تو نویسی خط بما ای مہربان شاذ ست شاذ

گردش دوری بود در آسیای نہ سپہر | خلق را آرام زیر آسمان شاذ ست شاذ

خالی از حکمت نخواہد بود ربط تازہ ای | باہمش این اختلاط ای دوستان شاذ ست شاذ

بود کی چشمم کہ تشریف آوری از عین لطف | این کرم ای مایۂ آرام جان شاذ ست شاذ

ہم خفائیہا شعار او بود خود دیدہ | ای دل اندازد وفا از دلستان شاذ ست شاذ

نادر انصاف از نقش دہہ بس نادرست | از تو باید داد دل این خستہ جان شاذ ست شاذ

کم کسی در کفر برگردد با ایمان درست | ور دیار ہند جنس صفہان شاذ ست شاذ

سودا خموش مزد در خرفست شرح عشق
در باب این مقاله کتابی بدید کس

ز اندم که بر جلوهٔ صیاد در قفس — ای گل بیاطرم ز چمن یاد در قفس
شادی نه از بهار و نه غم از خزان بدل — زین هر دو این اسیر شد آزاد در قفس
گل را نمی شناسم و نه روشناس گل — هستم ز تخم مرغ قفس زاد در قفس
تکشود کس بسلسلام چشم در چمن — از بیضه ما برون شده افتاد در قفس
شد نصیب سامعهٔ صید پیشگان — از بلبلان شنیدن فریاد در قفس
تیرست از برای دل درد آشنا — هر نالهٔ ز مرغ چمن زاد در قفس
سودا شنیده ام که بعهد اسیریم — روزی عجیب حادثه رو داد در قفس
من موم از تغافل و او شد بقید غم — آزاد گشت بلبل و صیاد در قفس
در میکدهٔ ما چو رسیدی ز حرم باش — این خانه چو آن خانه نه تنگ ست آدم باش
در محفل مستان ازین پیشکی نیست — یک جام بگیر از من و هم پهلوی جم باش
تب طفل سر شکم ز غضب بیتو چها زا — میخواست کند غرق که فریاد زدم باش
قربان غلط کردن راه تو شوم من — گر آمده گرد تو گردم دو سه دم باش
سودا تو قدرت بزر و زور نداری — ای شوخ نسبت بسماجت تقسیم باش

باشد ز نرم آب چو تیغ زبان خلق
او را مثال برگ گل افتد در دهان خلق
غالبست از دماغ تجمت دکان خلق
عارف خداست گرچه بود در میان خلق
آن شوخ چون سوار شود بر سمند ناز
از دست اختیار رباید عنان خلق
گر خواهی اینکه واصل درگاه حق شوی
سودا مکش تو پای خود از آستان خلق
از بس ز بوی زلف تو گردید خوار مشک
ماند عاشقانت بهم روزگار مشک
جز زلف یار من که چه مشک تر ازو

[illegible]

۲۴۳

افسر شاهی بسر دارم ز خاک کوی دوست | گوشهٔ خاطر به از ملک سلیمان در بغل
بر سمور و قاقم و سنجاب پشت پا زدم | سنگ دارم دست هنگام زمستان در بغل
درد دل را با که گویم آه ازین بی‌مهری | هر زخمش هر یکی دارد نمکدان در بغل
پای عیش این جهان ... | ... جام شب بدست تست جانان در بغل
می برد جز هیچ از دنیا کسی الا که من | برده ام چیزی تمنا نام پنهان در بغل

آن بهار عمر که سودا بایسی که من
صبح میرفتم سوی گلشن گلستان در بغل

جان ستم رسیده من داد خواه دل | دل آنچه کرده است بجان من گواه دل
بستانم از که این دو عدد خونبهای جان | دل جرم چشم گوید و چشم گناه دل
یارب بدرد بی اثری نالهٔ جرس | گرد نیبه بهر قافلهٔ اشک آه دل
دل گشت ناتوان و نداریم در نظر | جز نوک خنجر مژه اش تکیه گاه دل
در برگ هر گلی بچمن رنگ حسن اوست | صاحبدلان چه سیر کنند از نگاه دل
ای شیخ گر بسوی حرم میروی چه سود | با صاحب حرم نرسی جز براه دل
یکشب اگر به بزم چو دم جا دهی چو شمع | روشن شود بجان تو روز سیاه دل
دلدار حرف ما شنود خلق سوی اوست | گوئیم در جهان بکه حال تباه دل

بتوعی بیزبان افتاده ام در دامن کسی
که گویا طفل اشکم از کنار سرمه می آیم

جز این جائی پناهم نیست از گفتار کج بحثان
برنگ مردمک اندر حصار سرمه می آیم

ز حرف هرزه گویان تا کی خاموشیم چندان
که نزد سرمه دان بهر نثار سرمه می آیم

ز عشق آرایش خوبان دلم را بار بیدار از
قماش آنچنانم زیر بار سرمه می آیم

بچشمم کم مبین زنهار اوج خاکساری را
غبار راهم و در رهگذار سرمه می آیم

رسائی نیست فریاد دلم را بگوش من
مگر آن داد خواهم کز دیار سرمه می آیم

بیاد چشم او سودا چنان از خویشتن رفتم
که من آلوده چون اشک از غبار سرمه می آیم

خاری بجگر از گل رخسار تو دارم
زردی رخ از نرگس بیمار تو دارم

چون شانهٔ دل چاک و پریشانی خاطر
از پیچ و خم طرهٔ طرار تو دارم

تفسیده لب زخم سکے قطرهٔ تمنا
از آب دم خنجر خونخوار تو دارم

بر بوی گلے ستم و نالان دل افگار
بلبل نوا سنجی منقار تو دارم

خاموشم و نقد دل و جان سخن امروز
ای سیمبران قیمت گفتار تو دارم

خاموشم و گنج گهرے اشک بدامن
از بهر نثار سر گفتار تو دارم

تا زلف فزو شعله بر عارض چون ماه
بس روز سیاهی ز شب تار تو دارم

گفتا که بود باد ز من حرف تو سودا
هان زود بکن قوت بازوی تو بینم

یار را بر دیدن آئینه مائل کرده ام
مهر و ماهی تازه باهم مقابل کرده ام

شرح بیتابی فراوان بود بهر اختصار
نامه بر امروز مرغ نیم بسمل کرده ام

دعوی خونم بغیر زندان من کی میرسد
منکه خون خود بمنت وقف قاتل کرده ام

ساکن دیر و حرم باهم غبار خاطرند
من بهر جائیکه رفتم خانه در دل کرده ام

بالیمان زاهدان امروز ساغر میزنم
من نمک در می ز تشنیع تو داخل کرده ام

داشت خط بندگی از من رخ بیموی تو
آرزوی خط منش آن شوخ باطل کرده ام

خاک کویش تا نگردد سرمهٔ چشم رقیب
من ز خوناب جگر آن خاک را گل کرده ام

سینهٔ من کان صد جوهر بد الا در دل
این دُر یکتا ز بحر عشق حاصل کرده ام

بسکه سودایت تنم کاهید هنگام بهار
من ز موج اشک خود دریا سلاسل کرده ام

هرگز بهمنان بوصل تو بیجا گریستم
امروز بر جدائی فردا گریستم

از پرده ما برون نفتد راز عشق دوست
رفتم برون ز شهر و بصحرا گریستم

کشت محبتم نشد از آب دیده سبز
گویا چو ابر بر سر دریا گریستم

۲۴۵

بار رقیبان باده پیما بود و من میسوختم
وعده های وصل با اغیار القا می نمود
با منش امروز و فردا بود و من میسوختم
بسکه بازوی تو نسبت داشت فهم انجمن
بر رخش پروانه شیدا بود و من میسوختم
پیش تو ای رشک گل گلزار در فصل بهار
لاله آتش زن بصحرا بود و من میسوختم
[illegible]

گلستان

[illegible]

گلستان بلبل طبع مرا شد معنی رنگین — چو شاخ گل بگردد مصرع من از نوا افتم
اجل از جست و جوی مرا کی باز میدارد — شوم گر خاک در عشقش که دنبال صبا افتم
بعشق خوش نگاهان را نمیم گر صد جفا بینم — خدا آن روز ننماید که از چشم وفا افتم
باب خضر کی لب تشنه ناز تو را آرد — لب خود را نسازم تر چو در آب بقا افتم
لباس عارضی آزادی من بر نمی تابد — که چون من سایه میخواهم ز چشم خود جدا افتم

با بنای زمان کی همت من سر فرود آرد — بروی خاک ای سودا اگر از پشت پا افتم

هرگز بجهان ماتم دستار نداریم — چون مهر ز عریانی سر عار نداریم
چون گوهر ناسفته از اسباب عشیت — دلبستگی خویش بیک تار نداریم
در کعبه یهودیم و مسلمان بدر دیر — آرام بجز خانهٔ خمار نداریم
با ناله لبسازیم عزیزان که دل خویش — در سینه کم از مرغ گرفتار نداریم
ما بندهٔ عشقیم و مبرا ز مذاهب — با شیخ و برهمن سر پیکار نداریم
بلبل دل نالان و خیال رخ او گل — با بلبل و گلزار جهان کار نداریم
بر عرض تمنا نه دهی گوش چو امروز — فرداست که یا طاقت گفتار نداریم
آئینه غبار از نفس ما نپذیرد — بر خاطر کس ز اهل جهان بار نداریم

[illegible]

لاله بی دود چراغ ست چه می بینی تو | اینهم از دست تو داغست چه می بینی تو
سینهٔ تفتهٔ ما و دل سوزان در وی | همچو اخگر بدو جا داغست چه می بینی تو
گل درین باغ ندیدست کسی اهل نظر | خون بلبل به ایاغ ست چه می بینی تو
چشم را بسته درون دل یک خلق درآ | این عجب کنج فراغ ست چه می بینی تو
چون نظر کرد سوی نامهٔ من گفت رقیب | خلل اندر دماغ ست چه می بینی تو
گفت رندی بتامل چو ترا دیدم شیخ | برزخ انس والاغ ست چه می بینی تو
همنشین دور ازو در نظر ما گلشن | گلخن امروز بباغ ست چه می بینی تو

سوی دنیا منگر زیر فلک ای سودا
جیفه بهر سگ و زاغ ست چه می بینی تو

بسکه بر یاد قدش بگریستم در پای سرو | رود سر تا شکم خویش چون فواره از بالای سرو
هست پیش چشم تر دائم خیال قامتش | راست میگویند باشد بر لب جوهای سرو
در دیار حسن میدارد بهار بی خزان | هیچ معشوقی نباشد در جهان همتای سرو
رشک آن شمشاد قامت بسکه آتش زد بدل | شد برنگ شمع صرف سوختن اعضای سرو

مردم سرکش ز آئین تواضع فارغ ست
سخت دشوارست سودا سرخمیدنهای سرو

تو غافل تو بیرا ز صبا کردی کاش نمیکردی
بنادانی دل ما را ز دست انداختی رفتی
فغان کز گوهر شهوار را نشناختی رفتی

بسم الله الرحمن الرحیم

ردیف الف

...نہین اوسکی تجلی سے بیان کا
جون ... سراپا ہوا گرم زبان کا
... سے درد دل سے اٹھاوے
... دل مین طلسمات جہان کا
جون شمع حرم رنگ جھمکتا ہے بتان کا
اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن
جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا

خجلت بروز محشر در حرم بخشی ما	خط سفارش آمد در دفتر جدائی
مشکل که دل برآید از تاب طرهٔ او	گردد ز چنگ شهباز کی مرغ را رهائی
امید وصل جانان این طالعم نباشد	عمرم رسید پایان در بخت آزمائی
دیر و حرم بعالم فانوس یک چراغ اند	بر هر دری که آئی پروانه اش در آئی
ما را بهر تو از ما هر جا دلست نخواهد	ای عشق در ره خرد تو پیشوای مائی
گر سد راه همت شد تنگدستی ما	تا هم ز خار بخشد پوشش برهنه پائی
در پردهٔ دو عالم دل بردهٔ بصد رنگ	ای آنکه وای روزی بی پرده رخ نمائی
سودا چسان ز عم من لاف خدائی	رو حلقهٔ بت من گرداند از خدائی

هست از ما تیره بختان خوشنما افتادگی	زلف معشوقیم دهی زیبد زما افتادگی
پخته چون گردد ثمر از شاخ می افتد بخاک	هست شاید بخیگیهای مرا افتادگی
از تو ناز و عشوه می زیبد ز من عجز و نیاز	سرکشی از شعله آید از گیا افتادگی
در فن افتادگی از بسکه کامل گشته ام	از من آموزد سرشک و نقش پا افتادگی
دل طپید نهار ز خاک آستانش برده بو	دستگیری گر نمیکردی مرا افتادگی
سرخرو خیزد بروز حشر سودا چون شهید	هر که میدارد بخاک کربلا افتادگی

تمت

۲۴۹

پڑھیے درود حسن صبیح و ملیح پر
جلوہ ہر ایک پر ہے محمد کے نور کا

تر دامن یہ آئینہ ہم آغوش عکس ہے
ہو دے نہ مجکو پاس جو تیری حضور کا

بیکس کوئی مرے سے تو جلے اوسپہ دل مرا
گویا ہے یہ چراغ غریبان کی گور کا

ہم تو قفس مین آن کے خاموش ہو رہے
ای ہمصفیر فائدہ ناحق کے شور کا

سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو
آوازہ دہل ہے خوش آئینہ دور کا

ساقی سے کہہ کہ ہے شب مہتاب جلوہ گر
دے بسمہ پوش ہوکے تو ساغر بلور کا

رنگ اوڑتا ہے دیکھ اوسکے تئین لالہ زار کا
کرتی ہے بہار اوسکے تو آب کام خزانکا

جز جوہری کیا جانے کوئی قدر جواہر
سمجھے ہے سخن رس ہی سخن میرے بیانکا

گالی ہی مجھے اون نے دعا غیر نے اوسکو
محرم نہیں نادان وہ اشفاق نہانکا

رنگینی اشک اپنی پہ حیران ہون کہ دامن
رنگین نہ کسی رنگ سے ہو آب روانکا

ہے ناز و ادا اوسکی مین سو طرح کا ہتیار
قاتل نہیں محتاج مرا تیغ و سنان کا

سودا سے کہا کیون تو ہوا عشق کا بیمار
ہو نہین سبب ترک کی مشتاق بیانکا

سنکر یہ کہا بار اوٹھایا نہیں جاتا
نادانی تھی شیب سے اب ناز بتان کا

کعبہ جا دیر پوچھتا کب ہے چلین آگاہ کا
اوٹھ گیا جیدھر قدم رتبہ ہے بیت اللہ کا

کفر کی میری تجلی ہے نظیر شمع طور
پوجے ہون جس بت کو مین اک نور ہے اللہ کا

حاضر ہی تیرے سامنے سودا اگر اسکو قتل
مجرم یہ سب طرح سے ہی بریک نگاہ کا

ہماری نالۂ سوزان سے ہی یہ ڈھنگ آتش کا — کہ اسکے ذکر مین اٹھتا ہی منھہ سے رنگ آتش کا

ہماری احتیاط اوسکی تئین منظور ہی اسطرح — محاصر جسطرح رہتا ہی یار وسنگ آتش کا

مجھے دو دن فلک تین گھر سے جھٹکنا آیا — سمندر سے نہ مین دیکھا کہ ہو دلتنگ آتش کا

مشابہ یار کے توسن سے اسکو بتاؤن مین — طرح بجلی کے مین دیکھا نہین سرجنگ آتش کا

دل نالان مجنون کیسی گرمی ہو کہان اوسمین — بپا ناقۂ لیلے باندھ دے گو رنگ آتش کا

فرنگی کو کوئی آب تیغ کے عہد ایسے بر آدین — اگر باندھین بہاڑ آ کر وہ روز جنگ آتش کا

وہ چوب کشتی شکستہ ہون اس بحر مین جسکا — ڈبانا عار پانی کو جلانا ننگ آتش کا

اگر تھا دل پہ داغ عشق کو وہ طور پر جا کر — کیا کیون ڈھونڈنے پر موسی نے آہنگ آتش کا

سمور و قاقم و سنجاب ہی سرما مین منعم کو — رکھین ہین آسرا غربای لنج و لنگ آتش کا

نہ دے دل آتشین رخسار پر سودا تو اب کیونکر
وہ شعلہ دیکھکر مین ہو گیا چت بنگ آتش کا

رطوبت داغ دل میر یکی ہی گرداب آتش کا — فسون عشق نے زہرہ کیا ہی آب آتش کا

جہنم مجھ سا تا کیا ہی منیجوار ونکو ای زاہد — کہ چوب خشک سی بہتر نہین کچھ پایاب آتش کا

ڈرون ہون یہ بجا وے شہر بندھکر تار رونیکا
نظر آتا ہی پھر آنکھون مین کچھ آثار رونیکا

جو مذکور اوس سے کرتا ہی کوئی غمخوار رونیکا
تو کہتا ہی کہ چپ رہ ہی اوسے آزار رونیکا

سبب اس چشم کافر کے ہی کیا ہر بار رونیکا
کہ باندھا صورت زنار اوسنے تار رونیکا

نتھا کچھ کام چشم تر سے ناحق ملکی خوبانے
کیا ہی شغل تین پیدا دل بیکار رونیکا

جو ہین آتش نفس ہی اشک ونکو جیب تر مین
گلے مین پہنون ہون جون شمع ہر شب ہار رونیکا

گئے خون جگر گہ اشک گاہی لخت دل یارو
کسو نے بھی کہین دیکھا ہی یہ بستار رونیکا

کرین پاک اسکو کب تک ہم کہ چشم زخم سا یارو
رکھی ہی ڈھب ہمارا دیدۂ خونبار رونیکا

مین ہی حال پر ہنستا ہون ورنہ ہر گھڑی ظالم
محبت مین تری سامان ہی کیا تیار رونیکا

کبھو مین بات بن بوئی نہین کی اوس سے پر اوسنی
نہ پوچھا یون سبب کیا ہی ترے ہر بار رونیکا

نہ ڈھایا کونسا گھر سیل نے مجھ اشک کے سودا
گواہ اب تک تو ہی میرے در و دیوار رونیکا

دل مرا پند کو نسمجھے گا
پند تیری نکو نسمجھے گا

تجھسا دانا مزا حیف کہ تو
یہ نسمجھا کہ وہ نسمجھے گا

یہ زخود رفتۂ حق ملنے مین
مرنے جینے کو وہ نسمجھے گا

بچنے کو آگ سے سمندر کون
کچھ نصیحت کرو نہ سمجھے گا

سودا ۲۵۱

جب خیال آتا ہی اس دل مین تری رفتار کا
سر نظر آتا نہین مجھے در و دیوار کا

دیکھتا ہون یار مین جس گھر مین تجکو جلوہ گر
مہر کو وہان حکم سے خار سر دیوار کا

عاشقون کو شیخ دین و کفر سے کیا کام دل
دل نہین وابستہ اپنا سبحہ و زنار کا

ٹک دکھا دی اپنی ساقی چشم میگون تو اگر
محتسب ہو جاے بندہ خانہ خمار کا

بسکہ پوچھوان ہون مین اپنی چشم خون آلودہ کو
جامہ کا ہر ایک تختہ سیر ہے گلزار کا

آ خدا کے واسطے اس بانکپن سی در گذر
کل مین سودا یون کہا دامان پکڑ کر یار کا

تند ہو بولا وہ بانکا چھوڑ دامن کو مرے
راست ہوتے بھی کہین دیکھا ہی خم تلوار کا

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی بھی پھر پئین تو مزا ہی شراب کا

دوزخ مجھے قبول ہی اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

کہتا ہی آئینہ کی سمجھ تربیت کی قدر
جن نے کیا ہی سنگ کو ہم رنگ آب کا

تھا کسکے دل کو کشمکش عشق کا دماغ
یارب برا ہو دیدۂ خانہ خراب کا

زاہد سبھی ہی نعمت حق جو ہی اکل و شرب
لیکن عجب مزا ہی شراب و کباب کا

غافل غضب سے ہوکے کرم پر نظر رکھ
پرہی شرار برق سے دامن سحاب کا

قطرہ گرا تھا جو کہ مرے اشک گرم سی
دریا مین ہی ہنوز پھپھولا حباب کا

ای برق کسطرح سی مین حیران ہون تری پاس
نقشہ ہی ٹھیک دل کے مرے اضطراب کا

[illegible]

میں دل نازک کی کرتا تھا تغافل پہ [illegible]	محتسب کو ہے گمان اس پاس شیشا ہوئیگا
ابرو نہیں کرتا رہیگا میری مژگانسے شکوہ	سوجھتا ہے ایکدن یہ قطرہ دریا ہوئیگا
محو کو تیرے نہیں ہے دین و دنیا کی تلاش	لکھ چکا سب کچھ وہ جن نے تجکو پایا ہوئیگا

ابنو سودا اسکے تئین پر نصیحت کی نہین
الفت خوبان سے گو رسوائے دنیا ہوئیگا

ہر مژہ پر ہے ترے لخت دل اس رنجور کا	خون ہے سودا ہر پتا ثابت مری منصور کا
پوچھتے ہی پھٹ پڑے گذری ہے مجکو روز و شب	چشم ہے یارب مری یا منہ کسی ناسور کا
آفتاب صبح محشر داغ پر دلکی مری	حکم رکھتا ہے طبیب مرہم کافور کا
کیا کرون گالی کی واعظ ہاتھ سے [illegible] جام	ہو نہیں ساغر کش کسیکی نرگس مخمور کا

اسقدر رغبت العنب سے دل ہے سودا کا بھرا
زخم نے دل کے نہ دیکھا منہ کبھی انگور کا

نجانے حال کس ساقی کو یاد آتا ہے شیشے کا	کھلے لے ہچکیان جیورا نکلجاتا ہے شیشے کا
مغان اوس مغبچہ کی ہین پرکھ [illegible]	رپے کوڑی کی بے قیمت مین بتلاتا ہے شیشے کا
مشابہ کسکی آنکھون سے ہے شکل ساغر کی	کہ خون دل اسی مینا نیت بہاتا ہے شیشے کا
بیان بدمستی شب ہم مین ساقی جو [illegible]	ہمین مت کہیہ کچھ منھ تو بہ کھلواتا ہے شیشے کا

۲۵۳

خدا کرے کہ ہو خانہ خراب شیشے کا

[illegible]

فلک ہی در پے ایذای دل ہر ایک کی یا سنگ | کہ پنبہ سے کرے ہی بند یہ ناسور شیشے کا

کری ہی شاک جاری چشم سے یہ وقت سجدے کے | عبادت مین نہایت خوب ہی دستور شیشے کا

لگا نہ ہاتھ مت سودا اس آنکھون سی اپنی کو | کہ ہر بدمست سے رکھنا بھلا ہی دور شیشے کا

مطلع ثانی

باطل ہی ہمسے دعوا شاعر کو ہمسری کا | دیوان سے ہمارا کیسہ جواہری کا

چہرہ ترا سا کب ہی سلطان خاوری کا | چیرہ ہزار باندھے سر پر جو وہ زری کا

مکھ پر یہ گوشوارہ موتی کا جلوہ گر ہی | جیسے قران باہم ہو ماہ مشتری کا

آئینہ خانہ مین وہ جسوقت آن بیٹھے | پھر جسطرف کو دیکھو جلوہ ہی وان پری کا

جز شوق دل نہ پہونچون ہرگز کبھو جانان | ای خضر کب ہون تیری محتاج رہبری کا

طالب ہین سیم و زر کے خوبان ہند سودا
احوال کون سمجھے عاشق کی بیزری کا

نہ بار خاطر یہ دل ہی گل کا نہ ناز بردار گلستان کا | برنگ شبنم ہی خود سبکبار سیر کرنا ادہر کا

ہزار آب حیات چھڑکین مسیح او خضر ملکی لیکن | او ٹھی نہ محشر تلک بھی سایہ پہ شہید تیری لب دہان کا

چمن پر ابر بہار سی اب شرار ٹپکی تو کیا عجب ہی | ہوا ہی رونا قبول ساقی جناب عالی مین بیکسان کا

برنگ شبنم یہ اب وہ دانہ عبث ہی کرنا یہ تجکو | نہ خرمن گل ہی چمن مین نہ رخت اسباب باغبان کا

لطف ای اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون
رحم ای آہ شرربار کہ جلجاؤن گا

چین جینے کا نہین زیر زمین بھی نالا
سوتون کی نیند مین کرنے کو خلل جاؤنگا

قطرۂ اشک ہون پیارے مری نظارے سے
کیون خفا ہوتے ہو ٹپارتے ڈھلجاؤنگا

اس مصیبت سے تو مت مجکو نکال اب گھر سے
تو کہے آج ہی جا مین کہون کلجاؤنگا

میری صورت سے تو بیزار ہے ایسا تو دیکھ
شکل اس غم سے کوئی دن مین بدلجاؤنگا

چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکلجاؤنگا

ساحل بحر جہان پر ہون گرچہ بہ ہمہ خشک
ڈوبا پانی مین نہ تو آگ سے جلجاؤنگا

نطق کہتا ہے مرا آج یہ ہر ناطق سے
آنکر ہو نشہ ابھی طوطے کیسے ملجاؤنگا

کہتے ہین وہ جو ہے سودا کا قصیدہ ہے خوب
انکی خدمت مین لیے مین یہ غزل جاؤنگا

ہو یہ دیوانہ مرید اس زلف چھپے کس سر کا
سلسلہ بہتر ہے سودا اسکے لیے زنجیر کا

زخم دل یا وہی مرے سوز سخن سے التیام
چاک ملتا ہے زبان شمع سے گلگیر کا

گل مرے مشہد پہ کب بھیجی وہ ابرو کمان
طرح غنچہ کے کھلے جب تک پیکان تیر کا

ایکدن تجھسے سلگ اوٹھتی نہ کھیا کاروان
ای جرس حاصل کچھ اس فریاد بے تاثیر کا

توڑ کر بتخانے کو مسجد بنا کی تو نے شیخ
برہمن کے دل کی بھی کچھ فکر ہے تعمیر کا

کس منھ سے پھر تو آپ کو کہتا ہی عشقباز | ای رو سیاہ تجسے تو یہ بھی نہو سکا

دل مت ٹپک زمین سے کہ پایا نجائیگا | جون اشک پھر زمین سے اوٹھایا نجائیگا

رخصت ہی باغبان کہ ٹک اک دیکھلین چمن | جاتے وہان جہان سے پھر آیا نجائیگا

آنیسے فوج خط کے نہو دل کو ن مخلصی | بندھا ہی زلف کا یہ چھوٹا یا نجائیگا

پہونچینگے اس چمن مین نہ ہم داد کو کبھی | جون گل یہ چاک جیب سلایا نجائیگا

آویگا وہ چمن مین نہ ای ابر جب تلک | پانی گلون کے منھ مین چوایا نجائیگا

تیغ جفائے یار سے دل سر نپھیریو | پھر منھ وفا کو ہمسے دکھایا نجائیگا

زاہد گلے سے مست نکے باز آئیگا مین | تا میکدہ مین لاکے چھکایا نجائیگا

عمامہ کو اوتار کے پڑھیو نماز شیخ | سجدہ ہمیسے ورنہ سر اوٹھایا نجائیگا

ظالم مین کہ رہا کہ تو اس خون سے درگذر | سودا کا قتل ہی یہ چھپایا نجائیگا

داماں داغ تیغ جو دھویا تو کیا ہوا | عالم کے دل سے داغ مٹایا نجائیگا

ہوا ہی یار کو یہ اشتیاق آئینہ کا | زشام تا بسحر ہی فراق آئینہ کا

ہوا ہون اسقدر اپنا کی شکل سے بیزار | کہ دیکھنا مجھے ہوتا ہی شاق آئینہ کا

تمھارے چہرے کو دیکھا ہی جب سے خوبان نے | کیا ہی دیدہ مقرر طلاق آئینہ کا

رہی ہی خانہ چشم اپنی کی یہ شکل اس بن | کہ جیسے آب سے پر ہی نداق آئینہ کا

پہنے اگر لباس گدائی حریر پوش
برچھی بدن پہ اوسکے رواں ہو گلیم کا

سودا الیقین کر اوسکا دم فقر ہی غلط
بالیدہ ہووے جو کوئی ناز و نعیم کا

کیونکر ہو باغ جانا اوس میرزا منش کا
وان سرو مین نہین ہی آداب کورنش کا

ای برق چشم کم سے مت دیکھ دل جلونکو
اک آہ مین اڑا دین شعلہ تری تپش کا

آنکھونکی اسکی مژگان یون دل پہ تل رہی ہین
گر صف سپہ کو جون قصد ہو یورش کا

پیکان جو تن مین کھٹکے ہی سو علاج اسکا
کانٹے کا پر برہ کے چارہ نہین خلش کا

ساقی سہو نہ کر تجھ بن یون جسم و جان ہی میرا
لبریز جون پیالا در ہاتھ مرتعش کا

سچ تیغ کی کمر مین دلکی گری ہی پڑ کے
ہی وای جسبدن اوسکی ہو امتحان برش کا

کیا جانے کسطرح کا تو سنگدل ہی ورنہ
یان رشتۂ محبت ہی کوہ کی کشش کا

آگے بھی خوبصورت اکثر ہوئی نو کیلے
اودان سب سی بانکپن ہی اوسکا نئی روش کا

باتین کرو عدو سے سودا کو گالیان دو
قربان ہون آپ کی مین اس داد و دہش کا

جوش طوفان دیدۂ نمناک سی کیا کیا ہوا
دیکھے دنیا مین مشت خاک سی کیا کیا ہوا

جو تجھے دیکھے کہے حور و ملک شمس و قمر
حسن تیرا دور تر ادراک سی کیا کیا ہوا

[illegible] سودا تسلی دل کو دے
[illegible] سے کیا حاصل پھرا

ترشح کا دل سے کے ترو تازہ ہو انگو سدا — جاری رہتا ہی مری چشم کا ناسور سدا
جسکی ہم تیغ نگہ سے ہوئے گھائل یارب — چشم زخم اوس سے زمانیکا رہے دور سدا
ہم انھیں شوق کسی دل سے کہ او پینے کا — دیکھتا ہون مین تری آنکھو نکو مخمور سدا
نو شہ دیکھ شیشۂ گردون ہی تنگ مجھے — خون دل سے تو مرا جام ہو پُر سدا
یار کی دیکھی تجلی جو نہ موسی کی طرح — سنگ رہ سے ترے نکلے شرر طور سدا
ایک شب آ کوئی دلسوز نہ رویا اسپر — شمع تک گور ہماری سے جلی دور سدا

دوستو سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہی
عشق کے ہاتھ سے رہتا ہی یہ رنجور سدا

[illegible] — الٰہی ان نے اب داڑھی سوا کس خنجر کو چھوڑا
جھپٹ سے [illegible] لکی ہی صورت نکالی — لپکتا ہی بڑا رانون کو یون پکتا ہی جون پھوڑا
[illegible] — چمن مین آہ گلچین نے یہ کس بلبل کا دل توڑا
[illegible] — کہ مثل شمع رشتہ عمر کا ہر آن ہی تھوڑا
طلب مین ایک ہی بوسے کے تم لینا گئے [illegible] — بس اب کیا توقع ہے جو جاتے ہی مین منھ موڑا

[illegible]

دل اس حق سے مت امید رکھنا غنچہ معنی کا | یہ باسیفہ سے کہیں نکہ یہ ہم گرد ای بار یہ جو پیدا
نہ طبع جسکی ہی سرزد کبھو مضمون معنی کرین | جہان مین تخم سے تھوڑے کے کب گلزار ہو پیدا
سخن کو زادۂ طبع سخنور کہتے ہین اوسکا | زبان تو شہرۂ خوبی چاہیے اوسکا رہو پیدا
خدا دیوی پسر تو قابل تحسین دی ورثہ | پدر ہو مورد نفرین جو نا ہنجار ہو پیدا
کلام بے نمک کی شور انگیزی ہوا ہی کچھ | رہین ہو لگا د خلق مین جو ان کا ہو پیدا
اگر ملک عراق اک ماچہ در سوبا بہو آرد | عراقی کی پر اسمین کا ہیکو رفتار ہو پیدا

مخاطب اوسکو ہی کرتے ہین ارباب سخن سودا
کہ جسمین کچھ بھی عقل و ہوش کا آثار ہو پیدا

دل اپنا چاہتا ہی وہ جنون نغمہ ہو پیدا | کہ شکل صبح ای ناصح زتار جیب ہو پیدا
ارادہ عشق ہی پھر نیکا سب فکر نہ بہت کر | جہان یہ رزم ہوا و سبا اہل الاریب ہو پیدا
غنیمت جانتے ہین ہم تو ایام شباب اوسکا | وہ اسکی قدر تب سمجھیگا جسدم شیب ہو پیدا

ہنر ہی گر فن شاعری آفاق مین سودا
اگر نادان کو پہونچے تو اسمین عیب ہو پیدا

تجھ قید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا | لذت کو اسیری کی کر یاد بہت رویا
تصویر مری تجھ بن مانی نے جو کھینچی تھی | انداز سمجھ اوسکا بہزاد بہت رویا

۲۵۹

[illegible]

۲۶۰

جنس دو دم کو دل بزاز کی دکان بنایا
یوسف سے تو بہا مین تجکو گران بنایا
صدقے مین تیرے یار برہمن کو گبر [illegible]
دیر و حرم کو دیکھا ایک پاسبان بنایا
[illegible] جب دل کا مکان بنایا
نزدیک ہے آتش گل ایک آشیان بنایا
عالم سے کر قمری [illegible] طوق بندگی کا

[illegible] زنشان عقائم اوسمان بنایا
[illegible] دیکھا نہین کسو نے
[illegible] تجھے کہان بنایا
[illegible] جب سے باغ جہان بنایا
[illegible] فلک نے پوچھو دیا
سودا [illegible] زخم دل رفو کیا

چمنی ہی شاخ سے جون گل پیالہ می سرخ
مین تیری ہاتھ سے ساقی یہ سبز فام لیا

بسان طائر رنگ حنا قدم سے لے کر
ہر ایک کبک نے پیاسے ترا خرام لیا

سرشک چشم نہ تھا مین کہ ای فلک تو نے
نظر سے خلق کے گرتے نہ مجکو تھام لیا

معاش اہل چمن جاے رشک ہی سودا
کہ زندگی کا انھون نے مزا تمام لیا

کسی کا نمین سے محسود ہی نہ والی روم
حسد کسیکو نہ او سپر کہ جن نے شام لیا

کہین نہ واسطے منصب کے ہین یہ مجرائی
سلام کرکے کسو سے نہ لاکہ دام لیا

کبھو مین انکو نہ دیکھا تلاش دنیا مین
کبھو نہ فکر تردد سے کوئی کام لیا

ادھر سے شہر دع صبح نغمہ بلبل
ادھر بہار سے ہر ایک گل نے جام لیا

تاثیر عشق تو نے مزہ درد کھو دیا
اُن نے ندان دیکھ مرا حال رو دیا

نسخہ ترے مریض کا عیسے کو جو دیا
دیکھ اون نے حرف حرف کو رو رو کے دھو دیا

بوسہ کا وعدہ اوسنے کرو جنکو دی سہی
کیون باتین تم بناتے ہو نم بس چلو دیا

ملنے کی دخت رز کی تو کھائی تھی مین قسم
زاہد نے بیچ پڑکے اوسے پھیر دھو دیا

تاراج و تاخت فوج کی خط کی کہون سو کیا
پلکین اٹھاکے ملک دلون کا بلو دیا

دیکھا مین جب گلین تری ہار دست غیر
تار نگہ مین اشک کا دانہ پرو دیا

بوسہ کے ذائقہ کو نہین شہد و سم مین فرق
ہم پی گئے اوسے ہمین قسمت نے جو دیا

[illegible]

۲۶۱

پایا وہ ہم اس باغ مین جو کام نہ آیا
کچھ اپنے لیے جز ثمر خام نہ آیا

ای زمزمہ پرداز چمن نالہ ہمارا
وہ مرغ نہ سمجھے جو تہ دام نہ آیا

گو شکل کمان خانۂ گردون ہی منقش
پر اسمین نظر گوشۂ آرام نہ آیا

آراستہ جو بزم ہوئی دور فلک مین
وان جام بجز گردش ایام نہ آیا

بستان تو پر از میوۂ اقسام ہی لیکن
سایہ مین کسو نخل کے آرام نہ آیا

تیری بھی جوانی وہ تھی ناصح کہ تجھ سے
قاضی کا ترے واسطے اعلام نہ آیا

مین تنگ ہون اتنا کہ پدر اور پسر کے
لب پر کبھو مجلس مین مرا نام نہ آیا

ہر رنگ تماشای جہان صورت خورشید
جس صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا

ہر عید مہ نو نے کیا قصد کہ دیکھے
لیکن وہ کبھو تا لب بام نہ آیا

ہی طرفہ تمنا کہ رہون لب بلب اسکی
جس سے کہ کبھو بوسہ بہ پیغام نہ آیا

تیشہ سے بھی تھا کام مرا ناخن غم کا
فرہاد تجھے سے وہ سر انجام نہ آیا

آفات ہی ای چرخ اٹھا جانی ہی تو نے
ظالم کسی گرتے کو تجھے تھام نہ آیا

تجھ بن جو گیا باغ مین سیر آب روانکو
پھر تیغ کا خاطر مین مرے کام نہ آیا

اسکا تو گلہ کیا ہی کہ بستان جہان مین
مجھ تک قدح بادۂ گلفام نہ آیا

یون منھ نہ دھوا ای صبح کہ آگی مری سودا
جون لالہ بپا از خون جگر جام نہ آیا

[illegible]

رات جو رند ہوئے شیخ سے عمامہ طلب	شیخ نے کام بزرگی کے تئیں فرمایا
گو میں رویا میں ترے غم میں بہت سا لیکن	اپنے رونے کا مجھے رات تسلسل پایا
خون کو میں قطرہ سی کہتا تھا یہی تھی جگر	تو مژہ تک بھی نہ پہونچیگا کہ میں یہ آیا
معنی خامہ زبان کا جو ہرے سے رنگین ہے	حسن و رز دو رنگا میں بندش میں ترے اوسکی پایا

بے تصنع سمجھے کہتا ہوں یقین کر سودا
گل جدا شاخ سے جس دم کہ ہوا مرجھایا

آنکھوں سے اشک جتنا آتا تھا تھنسا آیا	زخم جگر نے یارو پانی مگر چورایا
ہے دادخواہ بلبل اوس جنگجو پہ یارو	تیغ نگہ سے جسکے لوہو میں گل نہایا
عارض سے چہرہ ہو کر اوس کے ہوا ہے سوا	لالہ نے خاندان کو داغ اپنا کیا لگایا
ہوتے جو غیر کے میں وارد ہوا گھر اوسکے	بہت رنگی کہ اون نے آنکھوں میں میں دھرایا
جس شیشے سے پیالا پیتے تھے ہم اور تم	دھنیے کی کھوپڑی میں پانی ہیں ملایا
رو رو کے حال دل کا روشن کیا ہے اوسپر	آنکھوں نے آہ میرا پانی سے گھر جلایا
دل نقد جان تک اوسکو چاہے تھا میں خریدا	قیمت یہ یک نگہ کے پھر آپ ہی بکایا
صبح شب ملاقات ایسی ستم تھی یارو	جسکے سپیدہ دم نے روز سیہ دکھایا
عاشق نہیں وہ جسکا ناصح سے گریبان	سینے کے زخم پر بھی ٹانکا یہاں دلایا

[illegible]

نوید غنچگان موسم بہار آیا
ہر ایک تاک کو گلشن میں یہ گہبار آیا

قسم نہ کھائیے ملنے کی غیر سے کہ
کہا نہ تم نے میاں ہمکو اعتبار آیا

برنگ آینہ ہم اور سینہ صاف ہوئے
جو اپنے دلپہ کسی شکل سے غبار آیا

ہماری خاک پہ گو چشم تر کسی نے نہ کی
ہمیشہ گریہ کنان ابر زار زار آیا

گئے جہان سے کیا کیا ستیزہ جو نہ حاک
کہ گل جب آیا تو مجروح بے شمار آیا

ممانعت نے کیا تیرے شہرۂ آفاق
دگرنہ مین ترے کوچہ سے لاکھ بار آیا

خبر ہے وادی مین سودا کی یون سنا ہی آج
کہ ایک شوخ کسی بے گنہ کو مار آیا

کب دل شکستگان سی کرعرض حال آیا
ہی بے صدا وہ چینی جسمین کہ بال آیا

سینے سے مین دعا کو لایا جو شب لبون تک
کہنے لگی اجابت کیدھر خیال آیا

ملنے کا ایکدم بھی یان ضعف دل ہی مانع
ادکتا کے اوٹھگیا وہ تب جی بحال آیا

کونین تک ملی تھی جس دل کی مجکو قیمت
قسمت کہ یک نگہ پر مین اوسکو ڈال آیا

بخشش پہ دو جہان کی آئی تھی ہمت ہیر
لیکن نہ یان زبان تک حرف سوال آیا

نازان نہو تو اسپر گر تجکو سنگ مین سے
گوہر نکالنے کا کسب و کمال آیا

ارباب فہم آگے وہ صاحب ہنر ہی
کینہ کسیکے دل سے جسکو نکال آیا

گذرے وہ کیونکہ خاک سے میری کہ تا ہہ
چھوٹے قدم کو اوسکے نہ آغوش نقش پا

افتادگان تک آن کے کیا لینگے راہ ان
جز خاک کچھ نہیں ہی در آغوش نقش پا

ای شوخ ہرزہ گردی نے تیری ہر ایک جا
خون جگر کیا ہی مرا نوش نفس پا

پابوس پر رقیب عبث دی ہی جی کو وان
کب ہی قبول خاطر پاپوش نقش پا

سودا القول حضرت بیدل کہی درست
خط جبین ماست ہم آغوش نقش پا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

سرگرم نالہ ان دنون مین بھی ہون عندلیب
مت آشیان چمن کو مرے متصل بنا

جب تیشہ کوہکن نے لیا ہاتھ تب یہ عشق
بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھرنے کو سل بنا

جس تیرگی سی روز ہی عشاق کا سیاہ
شاید اوسی سے چہرۂ خوبان پہ تل بنا

لب زندگی مین کب ملے اوس لبکے اے کلال
ساغر ہماری خاک کو مت کرکی گل بنا

اپنا ہنر دکھاوینگے ہم تجکو شیشہ گر
ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

سن سن کے عرض حال مرا یار نے کہا
سودا نہ باتین بیٹھ کے یان متصل بنا

سودا یہ کیا کریگا نہت اسقدر کا رونا
عالم کو ای دیوانے سب ساتھ لے ڈبونا

٢٦٥

حباب آسا کیا ہی کار استغنا تمام اپنا | رکھا محروم میں قطرے لے اس دریا میں جام اپنا
نہ ہووے تجھ نصیبی عنقا کی ہستی کو میری گر | کہ میں یا تنگ زبانی بھی نہیں سنتا ہوں نام اپنا
اگر سمجھو تو خاکستر صبا کو دیکھ سمجھو ہیں | نہیں ہوا زبان شعلہ دو ... کریا ... اپنا
کہاں ہی شیخ جو دیکھی مری ہستی کی کرشمہ کو | کہ ہر بندہ خدا کا کر لیا جن سنے غلام اپنا

سنا جب انس تھا ہرنوں کو صحرا بیچ مجنوں سے
کیا شہر سے غزالوں کے تئیں سودا نے رام اپنا

جنھوں کی نظر میں ہم سبک ہیں دیا انھیں کو دل وقار اپنا | عجب طرح کی معنی فراغت کہ ہو پڑے الیسے بار اپنا
کروں سو کیا آہ نا امیدی وہ ہو دل کس طرح یار اپنا | نہ گھر میں رہتا ہی اوس کا شیوہ نہ ساتھ رکھتا شعار اپنا
نگر ہوا آباد جس کی دل کا نہ پوچھ اوس سے تو دکھ ہمارا | یہ دردمندی ہی نگ جو لٹتے دیکھ دیا اپنا
جو دھوم آئینے تیرے خط کے اب ایک عالم میں مچ رہی ہے | چمن میں وہ شور مچ رہا سکتی ہی منھ تو دیکھو بہار اپنا
اثر ہماری سخن کا ظالم نہیں ہی سوا ایک تیری دل میں | دگر نہ وہ سنگ کونسا ہی نہ ہو کا جس میں شرار اپنا
جہاں تڑپتا ہی دل ہمارا کبھو تو ظالم تو وان گذر کر | کوئی بھی صیاد چھوڑتا ہی پکڑ کے بسمل شکار اپنا
جنھیں نہیں عقل وہ کریں ہیں طلب ہوس سے کیمیا کی | جو فہم ہو دے تو یہ اکسیر ہی یہ مشت غبار اپنا
ہوا نہ روز فراق میں یوں کہ ایکدم بھی میں آ ملوں | نہ رہتی دنیا کبھو سمجھ کی وقت آ کر کبھی ملیں یار اپنا
گران طبیعت یہ ہو رہے کیوں نہ ہو وہ بھی جو ملنے | خدا اٹھا دے ہمیں جو چھوڑا ایں کسی کی خاطر سے یار اپنا

چھوٹا جو زلف سے تو پھنسا دام خط کے بیچ
یہ مرغ دل ہمیشہ گرفتار ہی رہا

جاتی رہی ترے چمن حسن کی بہار
بلبل کے گل نظر میں وے خار ہی رہا

جیسے ہوئی ہے قابل شمشیر وہ کمر
چھاتی پہ میری مرہم زنگار ہی رہا

سوکھا نہ ایک پل مرا دامان و آستین
تجھ عشق میں یہ دیدہ خونبار ہی رہا

دیکھا ہی تجکو در پہ ترے جن نے ایکبار
پھر جب تلک جیا پس دیوار ہی رہا

ق
اک روز ایک یار نے اوس شوخ سے کہا
سودا کے دیکھنے سے تجھے عار ہی رہا

بولا کہ تیرے حق بطرف ہو اس امر میں
جیسے ہوا وہ خلق بد اطوار ہی رہا

اتنا تو وہ برا ہے کہ چہرے کا جسکے رنگ
بھر عمر اوسکی شکل سے بیزار ہی رہا

گو گھر میں سب کسیکے تو ای مہ جبین رہا
پروا نہیں ہمیں بھی یہ وہ دل نہیں رہا

کیا فائدہ کہ درپے تحقیق ہم رہیں
ملنے سے جبکہ ہم رہے پھر تو کہیں رہا

اسباب دین و دنیوی کب تھا خیال میں
تیرا ہی دھیان تا بدم واپسین رہا

صبر و قرار و ہوش و دل و دین فدا کیا
تسپر بھی میری جان تجھے مجھسے کین رہا

نکلا کسی ہی طرح نہ دل سے تری حجاب
سودا اسے تو تو یار سدا شرمگین رہا

[illegible]

کیون دیا دل مین تری طرۂ مشکین کو اے مرغ
کہین بھی نخچہ پہ شاہین مین پلتے دیکھا

ڈوبے اوچھلے تو بہت دیکھے ہین مین دریا کے
ڈوبا اوس چاہ ذقن کا نہ اوچھلتے دیکھا

استقامت ہی عجب سی نہین جسمین لغزش
نخل کا پانون زمین پر نہ پھسلتے دیکھا

عیش آلودہ افسوس ہی اس جا کہ حنا
جسکو پہونچی تو اوسے ہاتھ ہی ملتے دیکھا

فضل حق ہو تو تنزل ہی ترقی ہو جاے
قطرہ گوہر ہو صدف سی مین نکلتے دیکھا

آہ و نالہ سے مرے دل نہ پسیجے اوسکا
مین ہوا سے نہ کبھو سنگ پگھلتے دیکھا

تیغ کا زخم اوٹھا سنبھلے ہی انسان لیکن
سامنے تیر نگہ کے نہ سنبھلتے دیکھا

سوجھی تدبیر نہ تقدیر کو بہلانے کی
جب تجھے قتل پہ عاشق کے مچلتے دیکھا

اپنے منہ سے نکہا کن نے سخن گو کو
لعل سودا ہی کو پر ہنسے اوگلتے دیکھا

چہرے پہ نہ یہ نقاب دیکھا
پردے مین چھپا آفتاب دیکھا

کیونکر نہ نگون مین ہاتھ اوسکے
یوسف کی طرح مین خواب دیکھا

کچھ مین ہی نہین ہون ایک عالم
اوسکے لیے یان خراب دیکھا

بے جرم و گناہ قتل عاشق
مذہب مین ترے ثواب دیکھا

کچھ ہووی تو ہو عدم مین حسرت
ہستی مین تو ہم عذاب دیکھا

تنفس ہوا حباب کہ جسم ابھر چلا
ایسی ہی یہ بہار کہ یار و بطرف باغ
زاہد گرو کلال کی دستار دھر چلا
غافل ہی اوس [illegible]
آیا کوئی تو پوچھتا [illegible] چلا
عالم تو مر رہا ہی مرا کی آن پر تری
[illegible] تو کس پر بکھر چلا
سودا کی زرد چہرہ [illegible] کی راہ
کہتا ہی تیرا رنگ تو اب کچھ نکھر چلا

[illegible]

چلنے کا مجکو گھر سے ترے کچھ نہین ہی غم
اور دسے گو مین یکدو قدم پیشتر چلا

کیا اس چمن مین انکے لیے جائیگا کوئی
دامن کو میرے سامنے گل جھاڑ کر چلا

جامہ قمار خانہ مین جیبرہ ہی پیش مغ
اب کاٹون کسکی جیب کہ دل بادہ پر چلا

بھیجا ہی وہ پیام مین اوس شوخ کو کہ آج
گر خضر راہ مرگ کو پیغامبر چلا

طوفان بھرے تھا پانی جہین آنکھوں کے سامنے
آج ابر اوسکے آگے زمین کر کے سر چلا

روکا بصد ہنر اوسے ملنے سے غیر کے
لیکن ہنر پر اوسکے نہ میرا ہنر چلا

سودا کہے تھا یار سے یک مو نہین غرض
اودھر کھلی جو زلف ادھر دل بکھر چلا

سودا غزل چمن مین تو ایسی کہ کہا
گل پھاڑین اپنے جیب کو دین بلبلان صلا

[illegible]
[illegible] تو دیوی ہی وہ خلا

[illegible]
[illegible] گہوارہ سے پلا

شاکی ہین [illegible]
[illegible] کا مالی کرے گلا

غم سے خزان کے خون جگر [illegible]
غنچے گلوں کے کچھ نہین کھاتے اوڑھین کھلا

دبکی ہی اسقدر تو مجھے دیکھکر رقیب
چہرے کی بھانت جا ہی ہر نظر و نسیم پہ بلا

اسلوب شعر کہنے کا تیرا نہین ہی یہ
مضمون آبرو کا ہی سودا یہ سلسلا

چمن دل مین عشق بویا تھا — داغ و شعلہ ہوا گل و بوٹا
گرد ہستی نے دلکو دی شکست — آئینہ اس غبار سے ٹوٹا

دل یار کے ہرگز نہ سر زلف سی چھوٹا — اور اوسکو سر مار سمجھ عشق نے کوٹا
گا ہے دل خون گشتہ سوا بزم مین اپنے — شیشہ مے گلرنگ ساقی سی نہ ٹوٹا
جا بیے کدھر ہاتھ سی اب چشم بتان کی — تھا دل کا نگر اپنے سو ان ترکون نے لوٹا

کسکا نگہ مست چمن پر ہی کہ سودا
غنچہ یہ کھلا ہی کہ سبو بادہ کا پھوٹا

طبیعت سی فرومایہ کی شعر تر نہین ہوتا — جو آب چاہ کا قطرہ ہی وہ گوہر نہین ہوتا
ہنر سے دور ہی بد اصل کی خلقت کر آئینہ — خمیر سنگ سے بنتا ہی تو جوہر نہین ہوتا
نجانے عکس پر اوسمین پڑا کس اہل جنت کا — کہ آب آئینہ سی کب کسو کا تر نہین ہوتا
سعادتمند ہو کر جی بعد از مرگ عالم مین — ہما کے بال کا مصرف بجز افسر نہین ہوتا
طمع دولت کی بیتاب و تعب مت رکھ زیادہ — مہوس تا نہ پھونکے آگ مین مس زر نہین ہوتا
نہین لاتے زبان پر حرف مطلب گو ادا اپنا — بدست یار تا کھینچا ہوا خنجر نہین ہوتا
سراپا شکل اخگر ہی تپ ہجران سے چشم اپنا — نہین وہ پیرہن جو تن پہ خاکستر نہین ہوتا
دریا مین نقد دل اپنا ارے خون ہونسی خطرا کیا — جو مفلس ہوا وسی کچھ ہنر ہونسی در نہین ہوتا

صد حرف آرزو ہی زبان پر مری رہے — چاہونمین تجھسے ایک کہونمین دہن کجا
غرقاب چاہ عشق جو ہوتا تو جانتا — یوسف کہان مصیبت چاہ ذقن کجا
عریان تیغ نے باز رکھا اوسکے رنج سی — ناصح جو چاہے جیب سیے پیرہن کجا

خلوت سرا کو پہونچے نہ سودا کا تبکدہ
تو اور وہ جہان ہو بت و برہمن کجا

نہ دانہ ساتھ سے صیاد تین نی دام لیتا جا — چمن مین ہمصفیرونکو مرا پیغام لیتا جا
اگر دل لیچلا جی کی خلش مت چھوڑ سینہ مین — سحر لیجا نہین سکتا تو اوسکو شام لیتا جا
نہ تھی توفیق اگر بوسہ کی تو اتنا ہی کہدیتے — جو آیا ہی تو خالی مت پھر دشنام لیتا جا
اگر ای نالہ تو چاہی کہ اوسکے گوش تک پہونچے — اثر تھوڑا کہین سی کرکے قرض و دام لیتا جا
ہوا مین دلکے لیجانے پہ ہی تیری خاطر سے — کہا کب تھا کہ ساتھ اوسکی مرا آرام لیتا جا
خیال اون انکھڑیونکا چھوڑ مت مرنکی بعد بھی — دلا آیا جو تو اس میکدہ مین جام لیتا جا

جو چاہے مغبچے تجکو اذیت دین نہ ای زاہد
گلی مین اوسکی اب سودا کا اکثر نام لیتا جا

قاتل کا ہاتھ ہرگز ہتھیار تک نہ پہونچا — کار شہادت اپنا تلوار تک نہ پہونچا
افسوس کام غم کا اظہار تک نہ پہونچا — یہ لخت دل بھی چشم خونبار تک نہ پہونچا

۲۷۰

کدھر کو چھوڑ گئے مجکو ہمرہان تنہا
اگرچہ تمکو نہ چھوڑین گے بدگمان تنہا
اکیلے آنے کی تمکو بتاؤن مین تقریر
ہوا ہی دل صف مژگان کے روبرو یہان
خبر سے حال سی مجنون کے صاحب محمل
سنا نہو وی جو سودا یہ مصرع صائب
کہ ایکدن مین ادست راہ مین اکیلا کچھ
دیا جواب دلم اسیر عشق می خواہد
جو ہو وی ام تو مین بھی چلون ایکا سبکے بیچ

پھرون ہون دشت مین جون گرد کاروان تنہا
کرو جو بندہ نوازی تو مہربان تنہا
کہو جو جاؤن ہون مین بہر امتحان تنہا
ہین نیزہ باز اودھر اتنے یہ جوان تنہا
کرے ہی آج جرس نالہ و فغان تنہا
تو پوچھ خلق سے مین کیا کرون بیان تنہا
کہا کدھر چلے ای فخر شاعران تنہا
کہا مین ہو متبسم کہ مہربان تنہا
رکھو ہی لطف بھی کچھ سیر بوستان تنہا

سنا یہ مجھسے تو کہنے لگا کہ پوچھ سکو
گرفتہ ایم اجازت ز باغبان تنہا

جب بزم مین بتا نکی وہ رشک مہ کیا تھا
غنچے نے حال گل کا تجھسے کہا کہ اُس سے
وہ شوخ آج ہمسے نظرین نہین ملاتا
کیا کیا ولا کے غیرت رکھا مین باز دل کو

آپسمین ہر پری یون منھ دیکھ رہ گیا تھا
وہ بند پیرہن مین دلگیر رہ گیا تھا
شاید سنا مین جو کچھ محرم سے کہہ گیا تھا
ورنہ نہ تھا باتین تیری مین سہ گیا تھا

۲۷۲

چشم اہل قبلہ مین آج اون نے کی جو سر نہا	حیف ایسا شخص جو خاک در بت خانہ تھا
عشاق تیرے سب تھے پر زار تھا سو مین تھا	جگ کے خرابہ اندر اک خوار تھا سو مین تھا
داخل شہیدون مین تھے لوہو لگا کے سب تھے	شمشیر ناز سے پر افگار تھا سو مین تھا
سنبل کے پیچ مین دل تیرے نہ تھا کسیکا	نرگس کا ایک تیرے بیمار تھا سو مین تھا
تجھ گھر بنا غرض مطلب کسیکی نہ تھا زبان پر	در پر جو تیرے نقش دیوار تھا سو مین تھا
داغ محبت ای گل جب تھا ترا نہ جگ مین	داغون سے جسکا سینہ گلزار تھا سو مین تھا
گو عشق کے تمہارے عشاق اک تھے مین	اول زبان پہ جسکے اقرار تھا سو مین تھا
تجھ عشق مین نصیحت سب یار مانتے تھے	ناصح کے ہر سخن سے بیزار تھا سو مین تھا
کافر تری زبانی اکثر لیک جون شمع	ہر استخوان جسکے زنار تھا سو مین تھا

اس میکدے مین سودا ہم تو کبھی نہ بہکے
سب مست و بیخبر تھے ہشیار تھا سو مین تھا

رات نالہ مین کیا یار سنا یا نہ سنا	بہگئے آب ہو کہسار سنا یا نہ سنا
قاصدا حال دل زار سنا یا نہ سنا	راست کہہ ہمسے تو ای یار سنا یا نہ سنا
اشک خونین سے تری ہجر مین دامان میرا	ہوگیا تختہ گلزار سنا یا نہ سنا
حال ہمدرت سے مرا گوش زد عالم ہے	تونے کیا جانئین ستمگار سنا یا نہ سنا

۲۶۳

قتل کر سودا کو خون اوسکا چھپایا گو صنم
بر ملا عالم مین اب یہ راز کرتی ہی حنا

دیکھکر جو مر گئے ہین تیری پوروں پہ حنا
باندھیے ہاتھونمین جا کر اونکی گوروں پہ حنا

دست رنگین کی تمھاری دھوم ہی چارون طرف
اندنون آفاق مین ہی زور شوروں پہ حنا

یون گران ہی عہد مین اوس یار فندق بند کے
ہاتھ آتی ہی جہا نمین اب کروڑوں پہ حنا

یون لگا فندق تو اے مشاطہ اوسکی ہاتھ مین
اس صفائی سی لگے ہرگز نہ کم دوروں پہ حنا

دل نہو وِن اوسکو یہ طاقت ہی تو اب مجھ مین نہین
کیا کرون سودا ہی اوسکی تبھی زور روان پر حنا

کہتی ہی میرے قتل کو یہ سب بے وفا حنا
پوچھ اس سی ٹک کہ ان نے ترا کیا کیا حنا

پیارے شعور چاہیے تزئین کے لیے
تھا مستحق خون مرا یا بھلا حنا

گر قتل کر کے خون چھپا دی ہی تو مرا
دو چار دن نہ ہاتھ کو اپنے لگا حنا

آمان قتل بیگنہان سے تو در گذر
رہتی نہین ہی ہاتھ مین پیاری سدا حنا

سودا تو پاے بوس کی حسرت مین خستہ ہا
لوٹے ہی اب تو ہاتھ نکا اوسکے مزا حنا

یاں پھر اس شرم سی عیسیٰ نے گنارا نہ کیا
چشم خوبان سے کے جو بیمار کا چارا نہ کیا

تو رہ جہان مین ای گل گلزار کیا ہی غم	مجھسا جو تیرے کوچہ سے اک خار اٹھگیا
غیرونکو دیکھ بیٹھے ہوئے بزم مین تری	جب کچھ نہ بس چلا تو مین ناچار اوٹھگیا

وعدہ سے پھر دینے کے دل لیگیا تھا شوخ
سودا نے جبکہ مانگا کرانکار اوٹھگیا

نے رستم اب جہان مین نے سام رہگیا	مردونکا آسمان کے تلے نام رہگیا
ساقی تو ہمکو دینے سے کیون جام رہگیا	ملتا جو تھا وہ بوسہ بہ پیغام رہگیا
دل ہمصفیر زلف مین صیاد کے مرا	اوس مرغ کا ہی وہ جو تہ دام رہگیا
ہون تو چراغ راہ ہنر زیر آسمان	لیکن خموش ہو کے سر شام رہگیا
ای دل ٹک اوسکے حسن مخطط کو دیکھکر	خورشید آ کے تا لب بام رہگیا
ٹکڑے تو ہو چکا ہی جگر پھر کس لیے	چلنے کا رشک کرنے سر انجام رہگیا

بوسہ کی اون لبون سے یہ سودا ہوس نہ رکھ
جنسے کہ مانگ مین دشنام رہ گیا

اجل نے عہد مین تیرے ہی تقدیر سے یہ پیغام کیا	ناز و تغافل دیکر اوسکو مجکو کیون بدنام کیا
چمن مین آتے سنکر تجکو باد سحر یہ گھبرائی	ساغر جب تک لاوین مین لاوین قدح سبو کو جام کیا
تاکن کا اس لعن کی مجھسی رنگ نہ پوچھو کیا حال	خواہ تھی کالی خواہ تھی سیلی سبنے اپنا کام کیا

۲۷۵

قابو میں ہو نہیں ترے گو اب جیا تو پھر کیا
خنجر تلے کسو نے ٹک دم لیا تو پھر کیا

کر قطع ہاتھ پہلے پھر فکر کر رفو کا
ناصح جو یہ گریبان تو نے سیا تو پھر کیا

اسوقت میں جو مجھ تک پہونچو تو واہ واہی
گر قصد بعد میرے تمنے کیا تو پھر کیا

ملیے اگر بتان سے ہی لطف زندگی کا
ای خضر آب حیوان تو نے پیا تو پھر کیا

سودا ہوئے جب عاشق کیا پاس آبرو کا
سنتا ہی ای دیوانے جب دل دیا تو پھر کیا

دل میں ترے جو کوئی گھر کر گیا
سخت مہم تھی کہ وہ سر کر گیا

وہم غلط کار نے دل خوش کیا
کسپہ نجانے وہ نظر کر گیا

تھا ہی بھرا اد سصف مژگان سی یار
دل تو بڑا سا ہے جگر کر گیا

رات ملا تھا مجھے تنہا رقیب
یار خدا کا ہی میں ڈر کر گیا

فیض تری وصف بنا گوش کا
اپنے سخن کو تو گہر کر گیا

وہ کھلی ساقی کی بھی دریا دلی
لب نہ ہمارے کبھو تر کر گیا

کیونکہ کراہون نہ شب و روز میں
درد مرے پہلو میں گھر کر گیا

نفع کو پہونچا یہ تجھے دیکھے دل
جان کا اپنی میں ضرر کر گیا

اور غزل اب کوئی سودا تو کہہ
یہ تو یونہیں تجھی میں نظر کر گیا

سودا کو کہتے ہین کہ ہی کہ اوس سے مصاحب | کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا

اوروں کی نسبت اندنون کچھ لگ چلا تھا وہ
دو چار چھیڑ کیون مین بدستور ہو گیا

نامہ کو میرے جو سوے جانانہ لیگیا | گویا وہ نامہ شمع کو پروانہ لیگیا
بزم بتان مین با دل صد پارہ جو گیا | آئینہ خانہ مین نہ پری خانہ لیگیا
اوس سے ہوا ہو کسکو سخن کرنیکا حوصلہ | جرم نگہ پہ دل بہ جریمانہ لے گیا
دیوانے کا ترے بجہان اشتیاق دید | آبادی جہان کو بویرانہ لے گیا
تقوے کا ایکے موسم گل نے کیا نہ رنگ | زاہد کو خانقہ سے بمیخانہ لے گیا
کیا جانے شیخ کعبہ گیا یا بسوے دیر | اتنا تو جانتے ہین کہ پیمانہ لے گیا
ملا یہ ست ہر کہ ہر اک طفل مکتبی | مقراض چرخ سے عوض شانہ لیگیا
گذرا کبھو نہ وہم مین وہ اہل ہوش کے | دنیا سے لطف زیست جو دیوانہ لیگیا
چونکیں مین تیرے بخت تو سن کچھ و اہل ہوش | خواب عدم مین بختون کا افسانہ لیگیا
پہلے قدم کے نقش پہ جسکا گرا ہو سر | گو راہ عشق مین وہی مردانہ لیگیا
دزدی کا ظن کیا ہم ابنای دہر نے | خرمن سے مور انکھون کا اگر دانہ لیگیا
ظالم تری زبان نے کیا مجھ کا تیغ | فرقت کا نام تو کبھو سودا نہ لیگیا

داد عندلیب کو پہنچا تو کیا ہوا	فریاد کو مری ہی پہونچنا تر اعجب
فرزند اس زمانہ مین کب ہو پدر سے صاف	آئینے کو ہی سنگ سے ہونا صفا عجب
اسلام چھوڑ ہمنے کیا کفر اختیار	تو بھی وہ بت نہ رام ہوا ای خدا عجب
بیگانہ وار آکے نہ پوچھا کبھو ہمین	تم بھی کرو گی ہو جان مری آشنا عجب

کی سیر ملک ملک کی سودا نے ہی ولے
ای شیخ میکدے کی ہی آب و ہوا عجب

گر عذر میرا نہین ہی شیشہ خالی محتسب	تیغ ہی اسمین شراب پر تکالی محتسب
کیونکہ ترک می کرین کچھ آج کے میکش نہین	ہمنے میخانے مین آکے سدہ سنبھالی محتسب
گر سبو ہی مرے سر پہ تیری ہی نہین	وضع کچھ دستار کی اس سے نرالی محتسب
دختر رز کچھ ایسی ہی تیری جو تجھپر ہے حرام	ہمنے تیری ضد سے اب وہ گھر مین ڈالی محتسب
ریش کو شملے سے بن باندھی تری چھوڑون نہین	ہاتھ آیا ہی مرے مضمون عالی محتسب
پھر جو نکلے میکدے کی راہ تو مجھ سے	بیت یہ سکھلا لگا دونگا ڈھالی محتسب

تیرے سرنے کو سودا لادی کب خاطر کے بیچ
تجکو وہ سمجھے ہین پشم شتر قالی محتسب

گرچہ ہون زیر فلک نالہ شبگیر نصیب	پر اسے کیا کرون یار نہین تا فیر نصیب

۲۷۷

کیا کیا کہوں جو مجھ سے تری عشق نے لیا
صبر و حیا و دین و دل و عار و ننگ و خواب

پھولوں کی سیج پر جو نہ سوئے تو کیا ہوا
یہ عیش ہے کہ تو ہو بغل بیچ تنگ و خواب

گھائل کی تجھ نگہ کی لگی کس طرح سے آنکھ
کچھ بھی ہے ربط عشق کا ظالم خدنگ و خواب

کیا کیا لڑائیاں تجھیں سر کے سونے میں ہم
جاگینگے بخت پھر بھی کہو ہوویگا جنگ و خواب

کسنے چمن میں آن کے آنکھیں لڑائیاں
نرگس کا اڑ گیا ہے مری طرح رنگ و خواب

جھولے کے پینگ بن نہیں آتی ہے اوسکو نیند
لیجا کری ہے شوخ ہمارا اشلنگ و خواب

ٹوٹا وضو شیخ تو جو بررو کے اونکی نیند
اوچٹی تو یہ کہا کہ صداے تفنگ و خواب

دے ہے شکست خواب دل سخت کو فلک
پاے طلب کو دے عوض اسکی تو لنگ و خواب

بیخوابی سے ہے میرے جو شاکی وہ شمع رو
یارو کہو یہ اوس سے کہ ناداں پتنگ و خواب

سکھ نیند چاہتا ہے سوؤں زیر آسمان
سودا یہ کچھ شعور ہے کام و نہنگ و خواب

مجھ اشک سے جوں ابر اثر ہوئیگا یارب
قطرہ کبھی مرا بھی گہر ہوئیگا یارب

آوارہ ہے اتنا کہ میں جاتا ہوں جب اوس پاس
رہتا ہے یہی سوچ کہ گھر ہوئیگا یارب

گذری ہے شب و روز اسی فکر میں مجکو
کیا جانیے اسوقت کدھر ہوئیگا یارب

آخر تو پھرے ہے وہ سدا خانہ بخانہ
ایدھر بھی کبھو اوسکا گذر ہوئیگا یارب

فصل گل ہی لیک گلگشت چمن کی کسکو تاب
مست ناز اپنے مین ساقی ہین یہ مست شراب

بہ گئے پانی ہو سب اعضا مری آنکھونکی راہ
پیرہن مین ایکدم باقی ہی مانند حباب

جاے سر ہی مرے تا ابد ہو لے شراب
برنگ دُرد نہ خم ہون نہ خاکپاے شراب

اوٹھا نہ سکے ارض و سما کے پردہ کو
نگہ کے آگے سے میرے کوئی سوا شراب

ردیف التاء

دوا بہت ہی جو دے سر کو سنگ و خشت شکست
نہو وہ روز کہ پہونچی زبخت زشت شکست

نکر وہ کام دل دیندار و کافر سے
کہ پہونچے تا بدر کعبہ و کنشت شکست

وہ دکھ نہین جو چھپے کوے یار کا کانٹا
نپا دی پانؤن مین خار گل بہشت شکست

شکستہ دل نہ رہون کس طرح کہ عاشق کے
بسان زلف بتان رکھتی ہی سرشت شکست

جو پوچھا حال یہ کچھ آج سے نہین عشاق
ازل سے رکھتی ہین اپنی سرنوشت شکست

بیان کیا کرون مین تیری زشت گوئی کا
یہ دل ہی وہ کہ جسے دیوی ایک خشت شکست

غزل یہ سودا تری سنکے زچ ہوئے شاعر
کہ جون سلے شہ شطرنج کو زکشت شکست

فندق انگشت سے کیا کر رہا ہی رنگ دست
نظر و نمین عشاق کے ہی دستہ او رنگ دست

۲۷۹

خزان سے پہلے ہی ہو رو سکتی ہیون بلبل
دل رمیدہ مرا ایک جان ہے ای صیاد
بھنون سے کے نور بصر تو نے مجھ دیے ای غم
تمام عمر مری اس چمن مین جون نرگس
نہین مجھا در دکھا سو قت لیکن باغ

لٹا ہی باغ کا یہ برگ و بار تیرے ہات
تو فکر کر کہ ہوا ہی شکار تیرے ہات
وہ کیونکہ رو ئین نہ اب ار زلز تیری ہات
مندی نہ چشم تک ای انتظار تیری ہات
مین اپنے چہرہ رو دن ہون بی اختیار تیری ہات

خدا تجھے بھی کرے داغ آتش ہجران
جلے ہی سودا کا دل شمع وار تیرے ہات

دین و کفر آنکھون نے تیری کر دیا ای یار مست
چشم و ابرو کو ترے یون دیکھکر کہتی ہی خلق
جام گل نے کھو دیا ہی باغبان کا ابکی ہوش
چاہتی ہین خون دل یون ہمدم آنکھین تیری
چشم سے گو غضب کے آنیکا اشارا گر کیا
ہوش مجکو تا دم محشر نہ آویگا طبیب

صاحب تسبیح مست صاحب زنار مست
تل رہی ہی کھینچ آپس مین دو تلوار مست
نغمہ بلبل سے گلشن کے در و دیوار مست
بادہ گلرنگ کو جون ساغر مین ہی ہر بار مست
بات وہ ثابت نہین جسکا کری اقرار مست
ہو گیا ہون میں بیاد نرگس بیمار مست

سچ تو کہہ کس میکدہ مین آج سودا ہی ہری
دیکھکر مستی کو تیری ہو گئے ہشیار مست

گریۂ صبح سوا چشم کسو نے نہ دھوئی
اشک خونین سے مژہ پنجۂ مرجان تھی رات

گذری پل مارتی اس طرح کہ جیسے شب وصل
بیخودی اپنی عجب بر سر احسان تھی رات

شب جو دیکھا مین تجھے آئینہ خانہ مین یار
گویا اوس گھر مین پرا ز ماہ جبینان تھی رات

دن تو نظر و نین شب تیرہ تھا میرے تجھ بن
محفل غیر مین خورشید درخشان تھی رات

ہو کی مایوس شفا شب یہ کہی تھا سودا
شمع بالین بھی سن اس حرف کو گریان تھی رات

لاکھ تدبیر طبیبون نے مری کی افسوس
درد ہجران کو لیے وصل کی درمان تھی رات

عشق اپنی کی فلک سے جہان مین ہوائی بات
اس بیت مین نہ اتنی سی یار و سمائی بات

صورت علی ولی کی زبان کرو گے کیا
گو ہمسے تمنے صحبت شب کی چھپائی بات

کوتہ ہوا تھا قصہ خط آئینے یار کے
کھلوا کے ہمنے زلف کو ناحق بڑھائی بات

غماز سے نہ یار کا خس پوش ہو گلا
شعلہ زبان دراز ہے اوسکی لگائی بات

کیا جانیے یہ کس گل و بلبل کا راز ہے
غنچے کی رگ رہی ہے دہن پر جو آئی بات

فرماؤ گے جو تم تو اوٹھاؤنگا مین پہاڑ
پر غیر کی نجائیگی مجسے اوٹھائی بات

چھپنے کی عشق کی نہ بنی بات پیش یار
سو طرح سے مین سامنے اوسکی بنائی بات

خوبی بدی سے دہر کے کچھ ملیدا نہین
کرتب نے دلکی جیسے مری سب بھلائی بات

پروانہ اور شمع کی صحبت نہ مجسے پوچھ
اپنی نہ کہہ سکا تو کہون کیا پرائی بات

۲۸۱

[illegible] دعوی [illegible] صحت مسیحا کو غلط ہے

جس دل میں [illegible]

[illegible] نہیں [illegible] محبت

[illegible] بازار محبت

نظر آتا ہی [illegible] جیسی کہ ہندوستان میں صورت
[illegible] دیدۂ [illegible]
[illegible] تجھ [illegible]
[illegible] کیوں [illegible]
[illegible]
[illegible] کا [illegible]

کبھو کا ہیکا خلق ایسی ہوئی کنعان میں صورت
جو از یوسف نظر آ دیگی ہے انسان میں صورت
نظر آتی ہی جیاک جیب کی دامان میں صورت
ملی ہی اسکو تیری تیر کی پیکان میں صورت
بنائی کیونکر گیا فرہاد کوہستان میں صورت
نہیں ایفای وعدہ کا تری پیمان میں صورت

[illegible] دل کوئی کسطرح پہچانے
[illegible] تجھ سے [illegible] آئینہ میں صورت

دیکھے بلبل جو یار کی صورت
[illegible] ہو جسنے [illegible]
[illegible] دیکھنے [illegible]
جو کوئی دیکھتا ہے روتا ہے

پھر نہ دیکھے بہار کی صورت
مجھ دل بے قرار کی صورت
خنجر آبدار کی صورت
تجھے دل داغدار کی صورت

کیوں نہ سودا ہو بلبلوں کا دل
دیکھے [illegible] زار کی صورت

آتی ہے کسی [illegible] اسرار محبت
پوچھیں نہ خدائی کو پرستار محبت

[illegible]

واعظا کسے دماغ ہی تکذیب کا تری ۔ تو بھی کہے ہی ہیچ نہین اپنا شعار بحث
مارے نہ کیون طمانچہ صبا منہ پہ اوسکی ہیچ ۔ غنچے نے تجھ دہن سے کی ای گلعذار بحث

سودا خموش ہرزہ درا اونکے سامنے
طوطی کو زاغ سے ہی بہت ناگوار بحث

جسکے خط اتری تو اوس سے دل لگانا ہی عبث ۔ سیر کو وقت خزان گلشن مین جانا ہی عبث
پوچھتے کیا ہو کہ شب کسطرح گذری تجھ بغیر ۔ گذری سو گذری پھر اوسکا فسانہ ہی عبث
ابر مین ای یار رہ سکتا ہی کتنا آفتاب ۔ چہرے کو جیسے نقاب اندر چھپانا ہی عبث
کارگر ہو کا ترا افسون یہ یاد رہی تجھے ۔ اوس پری پر ای دل وحشی دوانا ہی عبث
یاد اسکو جی مین کب دماغ و دل کہان ۔ یان نہ آئینہ صاحب بہانا ہی عبث
ناصحا داغ جگر جون شمع سے پہچانا قدم ۔ جل چکا جب سب تجھے آتش کا بجھانا ہی عبث
کعبۂ دل کی حقیقت کو سمجھ ای شیخنا ۔ خانقاہ و مدرسہ تیرا اٹھانا ہی عبث
بوسہ کیا مانگے ہی اوس سے بھی باتین سفیہ ۔ زاہدا نزدیک آتش پنبہ لانا ہی عبث
غیرت ای سودا نہین یہ مقتضی سپاہگی ۔ جی کی دوری مین پھر اوسکا منہ دکھانا ہی عبث

ردیف جیم فارسی

اسباب جہان دل نے کیا جب نظر انداز	پوچھا جو مین کیا دیکھی ہی دیولنے کہا ہیچ
ناصح تو نہیں چاشنی درد سے آگاہ	بے عشق بتان جینے کی لذت مجھے ہیچ
اس جامہ یہ اتنا نہ اکھڑ بلبلے کی طرح	جامہ یہ ترا اوچ ہی تو غیر ہوا ہیچ
مانی نہ بندھے گا کبھو نقش اوسکی کمر کا	فرسودہ نہ کر خامہ کو بیفائدہ کیا ہیچ
کیا قافلۂ عمر سبکرو ہے کہ جس مین	چاہی جو سنے سامعہ آواز درا ہیچ
شاہان ہی سوال اپنا رعونت شکنی ہے	کونین تلک ورنہ ہی پیش فقرا ہیچ
ہم شیخ کی سنتے تھے مریدونسے بزرگی	دیکھا جو ادھیں جا کے تو عمامہ سوا ہیچ
دل دی ہے گواہی کہ ہے اس ناقہ مین لیلی	مجنون تو خبر لے نہیں آواز درا ہیچ
سودا سی کہا مین کہ تری شہر نکو سنکر	دیکھا جو تجھے آکے تو ای بی سرو پا ہیچ

بولا کہ تجھے یاد ہی وہ مصرع بیدل
عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

جان عشاق کی لے چھوڑی یہ کر پیار کی پیچ	دل سمجھتا نہیں تو اوس بت عیار کی پیچ
دلکو تو کھینچ لیا تار کمند کاکل	جان کو چھیڑی اب تری دستار کی پیچ
کسطرح آنکھیں لگاتی ہی مرے گلرو سے	باغبان دیکھ تو اوس نرگس بیمار کی پیچ
عشق پیچی کی گیا سیر کو آخر وہ صنم	باغبان اپنی نظر مین ہی یہ گلزار کی پیچ

سودا نہ مل کہ اپنے تو اب زندگی پہ رحم
ہی اس جوان کی طرز ملاقات بے طرح

شمع میں ہر چند ہی سر سے گذر جانیکی طرح
چھب گئی لیکن ہماری دل میں پروانے کیطرح

یا نسیم یا نگہ یا وعدہ یا گاہی پیام
کچھ بھی ای خانہ خراب اس دلکی سمجھانے کیطرح

بلبلونکو دون ہون دیوان فغانی کا مین درس
ورنہ گلشن مین ہی میرے کونسی جانے کی طرح

تجھ بن آنکھونسے مری مردم ہوی صحرا نشین
سیل سی جھہ اشک کے ہر گھر ہی ویرانے کیطرح

کاٹکر ملتے ہی ناگن تب اثر کرتا ہے زہر
سیکھ لی نہ لغونسے تیری ان نے بل کھانیکی طرح

گھر کیا اپنا بتان نے دلکو میرے دی شکست
توڑ کر کعبہ بناتے ہین یہ بتخانے کیطرح

جاے گل توڑے ہی گلچین غنچہ اب جیب گل
کچھ نظر آتی ہی ای سودا بہار آنیکی طرح

آہ کس سرو مین قمری ہی قد یار کی طرح
نالہ کرتی ہی تو میرے دل افگار کیطرح

طفل کنجشک کا بھی دیکھا کبھو ربط بہم
دم سے میرے یہی اس شوخ کی ہی پیار کیطرح

نہ بندھی قصد پر کاہ تلک ہم سے کمر
تیغ اگر جزو بدن اپنی ہو کہسار کیطرح

تجھہ فروتن کی ہی جون نقش نگین بات پسند
گو بظاہر نہو سیدھی مری گفتار کیطرح

دیکھتا ہون مین تری بزم مین ہر ایک کا منھ
طلب رحم کی نظرونسے گنہگار کی طرح

فرد

ضرور ہی ادب خفتگان خاک ہی یاں
قدم زمین پہ نہ رکھ زیر آسمان گستاخ

ادب سے چل یہاں آسکے زیر پا ہی کی
قدم نہ رکھیو کبھو سوے مقبلان گستاخ

سمجھ کے ٹک سے بتخانہ سی گذر زاہد
کہ رند ہوتے ہین اکثر براہمان گستاخ

ادب سے بہت در منعم سی ازبس مشکل ہے
مزاج جسکے ہو غیور حاجیان گستاخ

تو بادشاہ گدا مین سوال نامعقول
کھڑے کھڑے نہ گدا ہون بخبزران گستاخ

سمجھ اسکی سب ادا کا کہ نہین مجکو
نظارہ بازوں سے ہوتے ہین مہوشان گستاخ

سنا یہ مین کبھو اے شیخ بزم خوبان مین
کہ تو وقار طلب اونکی ہے زبان گستاخ

نہین مرا سخن طبع زاد ای سودا
کسی بزرگ کی خدمت مین در جہان گستاخ

مگر انھون سے کبھی ہو سرزد کچھ ہین ورنہ
پدر نہ جانے سے پسر ہو بمرد بان گستاخ

ردیف دال مہملہ

اشک کو کب ہی شناسای گہر سے پیوند
صاحب درد کی رکھتا ہی نظر سے پیوند

نسبت معنوی لازم ہی دو مصرع مین بہم
شاخ آہو سے نہو شاخ شجر سے پیوند

ہو نہین شرمندۂ ناصح گریبان کو مرے
شام آئی ہے اوسے کرنی سحر سے پیوند

۲۸۷

بے سلم حسن مہ ہے جنپنیش کا شات | گرتے ہیں ہم جم ہو بیٹھے تو ہی پہلو کا غدود

زاہد ایک سیخ ذمی اس بولکی یہی ہے آج | کوئی میخانے سے گذرا محتسب پھتا درو

ہاں فقط بجتی ہے ڈھولک دخل کچھ نغماں نہیں | مست دیکھا ساتھ اپنے یا چلو ق شیخ

اے ہے زاہد دن کو ہے اوسکا گو کرین زاہد نماز | غیبہ کی نام آوری کرتا ہے خاتم کا سجود

ہیں نہ اینکی سخاوت کا نہیں ہرگز مقر | چھین کر لیتے ہیں جھچھ دیکر کسیکون ایسا ہو

یہ دنی جو تجھکو سونپے اسکو اپنا مت سمجھ | لے ہے یہ ملک کو انکا حساب تا پہو

کوچ اس منزل سے یار وزکا نہیں ہے جا غیر | ہم بھی جا پہنچیں گے آخر پاس اونکی دیر و زود

اسلئے خوش ہی مری دلکو دکھاتے وہ شوخ | نالہ میرا گوش میں اسکی ہی مطرب کا سرود

نقد دل دیکر نہیں جی کو بلا مت مول لے

ہاں اے سودا نہیں ہمار اس سعدی میں سود

لے آئے در پہ ترے جو ستمکشان فریاد | ہوئی کسیکی نہ انہیں سے رائگاں فریاد

شہ نہ داد خدا یا وہ بار ہا میرے | گئے زمیں سے تا آسمان فریاد

کیا ہی قد کو مرے شاخ ارغوان کا رشک | تمہاری ہاتھ سے ہی چشم خونفشان فریاد

ہزار حیف کوئی باغ میں نہیں سنتا | چمن چمن پڑی کرتی ہیں بلبلان فریاد

میں دیکھتا ہوں جسے ہو وہ آپ ہی نالان | تمہاری پیچھے ہیں یاں سب کرتیان فریاد

ردیف ذال معجمہ

میں تمھا جاؤں درستی تیری پر کہیں گے نیک و بد
بیوفائی اوس سے کرنی تھی خلافت سے بعید

تم بنک ہون ناصح کو میں تو بھی اسیکو سمجھیں
بحث دیوانے سے کرنی تھی سیانے سے بعید

یا علی پہونچا ہی سودا در پہ تیرے آپ سی
پھیر نا محروم ہی اس آستانے سے بعید

میں چاہتا نہیں دنیا میں عز و جاہ بلند
یہی کہ دونون جہان سے رہے نگاہ بلند

مگر تو مہر کو ای شعلہ خو ستاتا ہے
کہ اوسکا ہاتھ ہی جون دست داد خواہ بلند

عجب نہیں کہ چھٹے ہر فلک سے فوارا
پڑی ہے اشک کی آنکھوں میں دل سے راہ بلند

الٰہی خیر ہو مجنون کی اب کہ یہ برپا
کیا ہے لیلی نے کیون خیمۂ سیاہ بلند

ہجوم اہل خطا اوسکا نہ کیون اوٹھاوے حسن
کرے ہے تیغ جو شہ کثرت سپاہ بلند

یہ چشم قد سے کسو کی ہے آشنا قمری
دکھا نہ سرو مجھے ہے مری نگاہ بلند

اسی سے واعظ احمق کو پست فطرت جان
ہوا ہے چڑھ کے یہ منبر پہ خواہ مخواہ بلند

نکر غرور تو زنہار اسپہ سلے نادان
جو مرتبہ ہے ترا اشکل مہر و ماہ بلند

کری ہے گردش دوران طرح ہنڈولیکی
ہر ایک شخص کو یان گاہ پست و گاہ بلند

لیا ہے دل کو جو میرے تو اوسکو مت کر تنگ
کہ ہووے ملک کی وسعت سے نام شاہ بلند

ترا ابھی نالہ تو پہونچا ہے تا فلک سودا
خدا وہ دن نہ کرے ہو جو میری کلاہ بلند

ردیف را مہملہ

۲۸۸

حاصل تو ہوا وصل ہمین رات پر افسوس | یک پل مین شب عیش و طرب ہو گئی آخر
کیا فائدہ ہمکو جو ترے لب مین مسیحا | عمر اپنی تو جون شمع بہ تپ ہو گئی آخر
کیا جام تہی ہاتھ سے لین عشق کی عشاق | مے حسن کی معشوق کے جب ہو گئی آخر
شوکت نے ہمین حسن کے کہنے نہ دیا کچھ | بات آن کے سو بار سر لب ہو گئی آخر

مٹ بھیڑ ہی سودا سے یہ کل ہو گئی شیخ
شیخی تھی جو کچھ اوسمین وہ سب ہو گئی آخر

دیا ہے پیچ دلکو سادہ لوح اوس زلف زیبا کر | خط نورستہ لیگا جان باغ سبز دکھلا کر
دم شمشیر سے کیا ہو وہی مین حیران ہون | کہ کیونکر قتل مژگان نے کیا منہ پر سپر جا کر
اوٹھا دی گر نقاب اوس چہرہ پر بلبل کی نظر مین | گئی باد سحر آخر چمن سے گل کو رسوا کر
چمن مین کھلکھلا کر جب ہنسا تو ساتھ غیرو کے | گرا اپنے وہین دل کا گل نورستہ کملا کر
کبھو آنکھین دکھائین اور کبھو دکھلائیان زلفین | لیا ہے دل کو میرے تو نے جادو سحر کیا کیا کر
دل و دین بیچتے ہین ہم تو اک بوسہ کی قیمت پر | اگر تو اسمین اپنا نفع جانے آکے سودا کر

چلا جب خوبی خط سے نہ بس زلفو نکا اثر سودا
تو پیچ و تاب مین آرہ گئین عاشق پہ دل الجھا کر

سمندر کر دیا نام اوسکا ناحق سب نے کہہ کہکر | ہوئے تھے جمع کچھ آنسو مری آنکھو سے بہہ بہہ کر

۲۸۹

[illegible]

توجسے چاہے وہ یار ب تجسے ہو بیباک تر
عشق مین اوسکی نہوئے روز خوش تیری نصیب
ابر ساں روتا ہون مین کوچین تیرے مین سدا
دیدہ گریان پہ تیرے ہو نہ اوسکو اعتنا
ورد شب غم ن جگر سی ہی مجھے یہ آرزو
نالہ و فریاد مین گذری تجھے جون عندلیب
جسطرح تجکو نہ سمجھا مین نہ سمجھے تو اوسے
سینہ اوسکا صاف ہو الفت سی تجھ سینہ کیطرح

ملنے مین ہر نیک و بد کے تجسے وہ چالاک تر
غم مین اوسکی تجھکو دیکھون آپ سی غمناک تر
توبھی ور دیون کرے اوسکی گلی کی خاک تر
تیری مژگان کو وہ سمجھے یون کہ ہی خاشاک تر
میری آنکھونسی رہین آنکھین تری غمناک تر
دامن گل سی ہے تیرا گریبان چاک تر
اوسکو دل دینی مین تو تجسے ہو بی ادراک تر
مہرسی دل اوسکا تیری دلسے ہو وی پاک تر

حق مین تیرے سب یہ سودا کی تمنا حق سے ہی
ہان مگر چھٹ اسکی تجسے ہو نہ وہ سفاک تر

(۲۹۰)

غزل مع جواب

پھیکے جو کماندار مرا تیر ہوا پر
مرقد پہ مرے موج نسیم آوی تو یہ جان
کر خانہ گردون پہ نظر چشم فنا سے
ہو پچھ نگا تری کو جسین ہوا کھکی گھیری
تادم رہی سینہ مین رہی نطق زبان ساتھ

سیمرغ نجے پھر نہ عصا فیر ہوا پر
دیوانہ تہ خاک ہی زنجیر ہوا پر
ہی مثل حباب اسکی بھی تعمیر ہوا پر
موقوف رکھی ہی مین تہ تدبیر ہوا پر
ہی منحصر انسان کی تقریر ہوا پر

[illegible]

برسات میں جو کھائی دوا اُسکی چوکا نے
مانند پپیہے کے کرے ٹیہ ہوا پر

قیمت میں [illegible] لگا بھسا کنے یہ باؤ
ڈالا ہے زمانے نے یہ اندھیر ہوا پر

اظہار سخن کیجیے کیا خاک زمین پر
ڈھونڈھے نہ ملا صاحب ادراک زمین پر

صدقے ترے یون ہوی مری خاک زمین پر
جس طرح کلالون کا پھرے چاک زمین پر

تجھ کو سے غبار اپنے کو مین اوٹھنے نہ دونگا
رہتا ہون مین با دیدۂ نمناک زمین پر

ساقی بت مے لیکے پہونچ جلد چمن مین
انگڑائیان لیتا ہے مین جون تاک زمین پر

نالہ کا ستون ہو نہ مرا اگر بشب تار
تو گر پڑین اک آن مین افلاک زمین پر

نکلا جو مرے منہ سے ہوا شہرۂ آفاق
بیٹھی ہے سخن سنجون کی یہ ڈاک زمین پر

راون کی نہ تھی سیف کی ہیبت یہ کسیکو
مصرع کی مرے آج جو ہے دھاک زمین پر

پھل چاہو اگر دین کے تم نخل سے ای شیخ
تو چاہیے وضو گاہ دو مسواک زمین پر

اس صید کو مضبوط گرہ دیجو مبادا
یہ کھل نہ پڑے بستۂ فتراک زمین پر

گر ہو کشش شاہ خراسان کی **سودا**
سجدہ نہ کرون ہند کی ناپاک زمین پر

تیرا ہی ہے بزم خریدار فلک پر
یوسف کی نہ تھی گرمی بازار فلک پر

تارے یہ نہ سمجھو بشب تار فلک پر
پہونچی ہے مری آہ شرربار فلک پر

اس صفحہ مین مانند نگین آن کے سودا
وہ مرد تھے جو اُٹھ گئے رکھ نام جہاںپر

باندھی جھنجھلا کے کمر شوخ نے کین میری پر
تاب جمدھر کی ہے ہر چین جبین میری پر

سچ کہا عشق نے مجھے کیون ہی وہ بدتر اپنا
باندھی ہے یاروں نے اک بات نہین میری پر

دام ہے زمزمہ سازان چمن کو کیا کام
لائی آفت مری آواز حزین میری پر

آب شمشیر بجھاویگی مری آتش عشق
آنسو چھڑکے نہ تسکین لگے ہے یقین میری پر

مین زمین سے ہون تری کوچہ مین کیا خاک بسر
تب ہے تسکین جو اولٹا ہی زمین میری پر

میری قسمت مین اگرچہ نہ لکھا دوران نے
اسپہ ہے جاے سخن حرف نہین میری پر

زعم مین اپنے تو مین بھی ہون سلیمان لیکن
نام میرا جو ستم ہے نگین میرے پر

دام الفت کے اسیرونکی جدی ہے پروانہ
کہین اڑتے ہین مری بال کہین میرے پر

اوسکے کوچے مین تحمل سا تھہرے اے سودا
آفت آجاے نہ اے یار کہین میرے پر

صبا جو لیکے آئی ہے تو مرے دلپر
لگی ہے تیر سی یہ گل کی بو مری دل پر

بتان کا دید مین کرتا ہون شیخ سبحے
ملال تب سے ہے کو بہ کو مری دل پر

کسی ہی چیز کو ڈھونڈا نہ مین دنیا مین
مگر رہی ہے تری جستجو مرے دل پر

کوچ شاہ حسن کا ہی یہ غبار خط نشان | گرد لشکر سے اٹھی قیامت سواری مشتہر

کشت پر تخم عمل کے اوسکے جیتنا تو رہ
نفع یان رکھتی ہی سودا آبیاری مشتہر

دل نما آشنائی نالہ سے صد رہ جرس بہتر
نہ دیکھی خورشید لی جرنگ تبسم ہمنے غنچے مین
وفائی گل مین نہی چشم مروت باغبان ہین سے
نظر مین انکی جنکو دولت استغنائی بخشی ہو
بلند آتش جہان ہو وہ ہوائی جنبش لب سے
رسائی ہی نشہ کے بادہ گلرنگ سے جکو
شہید رسم ملک حسن دل میرا ہی ای ہمدم
بگرد دل ہی طوف کعبہ سے نزد اپنے ای منعم

نہو مژگان جو خون آغشتہ نہی خار سے بہتر
ہوا ہی اس چمن سے ہی دلا ترک ہوس بہتر
گل بلبل کہ ہی اس باغ سی کنج قفس بہتر
مگس ہی ہی ہما بہتر ہما سے ہی مگس بہتر
تو اپنی فہم ناقص مین ہی دان ضبط نفس بہتر
رکھی ہی یار کی سرخوش نگاہ نیمرس بہتر
کہ سمجھی قتل فریادی جہان ہر دادرس بہتر
بسان دانہ ہای سبحہ پھیر ناپیش و پس بہتر

کہے ہی دیکھکر شانے کو یہ سودا سے دیوانہ
شب تاریک مین تنہا نہین گشت ای عسس بہتر

تو مری آنکھون مین ہی حور و بشر سی بہتر
دل عشاق ہی پہلو مین جواہر خانہ

یار ہی حسن ترا شمس و قمر سے بہتر
اشک خونین ہی مرا لعل و گہر سی بہتر

۲۹۳

شراب شوق کی جب تک پیا کرے سودا
تجھے نصیب ہوا مرت کا مہربان ساغر

یہ نہو مہر کتا شب سے گھر سے باہر
سو جتن کیجے تو ٹک نکلے وہ گھر سے باہر

طاقت اک آن تحمل کی نہین یان اور دوست
صبر فرمائے ہی مقدور بشر سے باہر

غیرت ای آہ تجھے کچھ بھی ہی رہ سینہ مین
نے سے بھی نالہ نکلتا ہی اثر سے باہر

منفعل ہو عمل زشت سے اے دل کہ نہین
عیب کو اپنے پہونچنا بھی ہنر سے باہر

راز دیر و حرم افشانہ کرین ہم ہرگز
در رہ دان کیا ہی جو ہوا اپنی نظر سے باہر

دل کا آئے ہی تنگی سی فلک کے ہیہات
نکلون اس خانۂ بیدر کے کدھر سی باہر

ضعف سے نالہ بھی اب دل سی نہین آ سکتا
درد لاتا ہی بہت خون جگر سے باہر

اشک پوچھون ہون کہ جب غم سے گذر کرتے
لخت دل گرنے لگے دیدۂ تر سے باہر

اثر ان باتون نے تجھ مین نہ کیا سنگ نہین
سنگ سے نکلی شرر شعلہ شرر سے باہر

ناصحا کچھ یہ نصیحت سے نہین منہا شک
طفل آدی نہ کبھو جوتے کے ڈر سے باہر

آدمی گھر سے وہ زاہد پس اسطرح کہ جون
نکلے ہی مہر گریبان سحر سے باہر

چرخ پر چڑھتے سنی تیغ تری جب دم سے
سر نکالا نہ مہ ذو ر نے سپر سے باہر

دینے کو ملک سلیمان کے بلایا مجکو
پر قدم مین نہ رکھا دل کے نگر سے باہر

ناز و عتاب اٹھانیکی کسکی ہی مجکو تاب — خاطر یہ زندگی ہی مجھے بار تجھ بغیر
تو ہی نہ تو پیرہن سے ہی کیا حصول — آب روان بھی تیغ کی ہی دھار تجھ بغیر
تیرا ہی گر نہ ہمکو میسر ہو ہمکنار — نور روز عید بھی ہی شب تار تجھ بغیر

سودا کا دو جہان مین یا مرتضی علی
اب کون ہی بتا تو خریدار تجھ بغیر

جام گل تیرے سبب اب بلبل کو مستی ہی بہار — ہمکو آنکھونسے یہ ذوق مے پرستی ہی بہار
خندۂ گل نے کیا ہی بلبلون کا قتل عام — پھیر اب گلشن مین کیا منھ لیکے ہستی ہی بہار
جوش سے میری جنون کی کیا خوشی آتی ہی بہار — پیرہن مین گل کی نہین پھولی سماتی ہی بہار
آشیان باندھے ہی کس امید پر اے عندلیب — آتش گل سے کوئی دن مین جلاتی ہی بہار
کسکو گلگشت چمن کا ہی دماغ اے باغبان — کھینچ کر میرا گریبان یان لے آتی ہی بہار
دل فسردن کو کہا رجعت گرم کرتا ہی جنون — کیون مجھے ہر سال آ ناحق ستاتی ہی بہار
شور سنکر ہمنوایون کا اُبلتا ہی یہ دل — رخصت کیسا اے صیاد جاتی ہی بہار
عارض گل پر نہین شبنم عرق ہی شرم کا — دیکھکر میرا جنون یار و بجاتی ہی بہار
کسکی آنکھون سے کہو آئی ہی مستی یکجگر — اس پر نرگس یہ کیا دھوم مچاتی ہی بہار
خوش رکھو اے عندلیبو اپنے گلشن مین یا — خانۂ زنجیر تھا خالی بلاتی ہی بہار

۲۹۵

بلبل کو کیا تڑپتے میں دیکھا چمن سے دور	یارب نہ کیجیو تو کسیکو چمن سے دور
تجھ کشتگان کو شعلۂ فانوس کی طرح	تن پر اگر کفن ہی تو تن ہی کفن سے دور
ای شمع کچھ خبر ہی تجھے اس پتنگ کی	جو بال و پر جلا کے پڑا ہی وطن سے دور

پوچھے بھی وہ تو ہم نہ کہیں آرزوی دل
وہ بات کیوں کہیں جو ہو اپنی دہن سے دور

کاٹتے دل کو ہیں ابروی یار کی تلوار آر	یہ جگر کسکا ہی اونکا جسکو ہو ہموار آر
خون کی مجھ بیگنہ کی بس نہیں تیغ نگاہ	باندھ آیا ہی یہ کسکے قتل کو تہیا یار
باغ تو جاتے ہو تم لیکن خدا کے واسطے	گل کو مت اپنے گلے کا کیجیو زنہار ہار
ایک میں ہی کچھ ترے خاطر نہیں پھرتا خراب	روز و شب ہمراہ میرے ہیں یہ غمخوار زار
مجھ مریض عشق کی دارو نہیں کچھ غیر وصل	ای طبیب اپنی دوا سے تو نہ ہو بیمار مار
بات سنتا ہی سبک معشوق کی تو دل پہ حیف	ہی سخن میرا ترے خاطر پہ ہر یکبار بار
آپ کو مت دیکھ جون منصور دا ای یار دار	چشم وحدت بین کو ہی یان جلوۂ دیدار دار
آج کون آیا تھا گلشن میں خدا جانے کہ ہے	باغبان کا دل نزار و بلبل گلزار زار

دیکھ سودا کو مغان آپس میں کہہ اٹھتے ہیں لوگ
دختر رز کے لیے پھرتا ہی یہ میخوار خوار

فریاد عندلیب کو پہنچا چمن مین گل
آیا نہ میرے پاس مرا دادرس ہنوز

آتے ہین تیرے قافلہ رفتگان ولا
جاوی تو جا کہ آتی ہی بانگ جرس ہنوز

نالان جو باغبان سے ہی بلبل چمن کی بیچ
دیکھی نہیں ہی اُن نے جفای قفس ہنوز

سو طرح ٹھونک بولا ہی سودا رقیب کو
آتا نہین ہی باز تو ای بوالہوس ہنوز

شبنم کرے ہی دامن گل شست و شو ہنوز
بلبل کے خون کا نگیا رنگ و بو ہنوز

ہمرہ صبا کے خاک بھی سیر کرے ہی در بدر
جاتی نہین ہی مجھ سی تری جستجو ہنوز

غنچون سی رنگ و بو کی تمنا نکل چلی
تڑپے ہی خون نہین دل کے مری آرزو ہنوز

یان صبا بھی ہی گرم کہ ہو جاوی تو سموم
خاکستر ای نسیم ہماری نہ چھو ہنوز

سودا کا حال تو نے نہ دیکھا کہ کیا ہوا
آئینہ لیکے آپ کو دیکھے ہے تو ہنوز

انکار قتل سے تو کرے ہی سجن ہنوز
میلا نہین ہوا ہی ہمارا کفن ہنوز

کلیون نے دیکھ شوق گلچین کو اسقدر
اتنا لہو پیا کہ ہی پرخون دہن ہنوز

اتنا جلا ہی آتش گل سے دل ہزار
دیتی ہی بو سے دود نسیم چمن ہنوز

ای شمع کچھ نہین غم پروانہ تجکو حیف
ٹک دیکھ تو پر آب ہی چشم لگن ہنوز

ہو گئے پامال نہ کر ٹھوکر ہائے صیاد
جی کو تو کھینچ رکھا آنکھوں نے چہرے دل
آہ یہ کسکی شکایت ہے مری دلمین کہ شمع
تب سے پایا ہے دل کا درق صبر و قرار
رتبہ شمع حرم کو مین سہم پہنچایا
زخم شمشیر ستم نے کیا اپنا کام
شیخ اتنا تو بتا دے تم اپنا تقوی
تیری دوری سے عجب حال ہے اب سودا کا
تو تماشا دیکھتا ہی نہیں دیکھ دنیا مین

عشق پرواز نہین تا سر دیوار ہنوز
معدنی ہے صف مژگان سی مری یار ہنوز
جسکو دیتی ہی نہین خصت ناز ہنوز
سبق ناز نہ لیتی تھی وہ رفتار ہنوز
ساتھ ہی جی کے وے الفت ہے ہنوز
یارو تم ڈھونڈتے ہو ...
عوض ... گرد حسرت ...
مین تو دیکھا نہین ایسا ...
اور ... سے نہین ... ہنوز

قیس و فرہاد کے ماتم سے تو نکلے ہیں اتنک
دشت مین خاک بسر روتے ہین اسطرح ہنوز

بیہودہ اسقدر نہین آتا ہی کام ناز
وہ دن گئے کہ جس سے پھر تھا تمہین غرور
از بسکہ اب ڈری ہے وہ تیری شبیہ سے
آئینہ تیرے سامنے ہو کر بدن نما

... آ چکا نہ کر صبح و شام ناز
بد خلقی اب رہی ہے فقط ہے سو ناز
بھاگی ہے تجکو دیکھتے ہی لا کلام ناز
سمجھے تو یہ کہ عجب ہوا اب خرام ناز

مطلع ثانی

ہنس ہنس کے ... یار کی ہوس
ہرگز کو نہ دے سکے گوشۂ دستار کی ہوس

[illegible] تھا آرزو
اپنے بھی دم میں تھی دم تلوار کی ہوس

[illegible] جو شکل چشم اوس کی ہے زمین تلے
کیا جانے ہے کسے ترے دیدار کی ہوس

[illegible] نہ جھانکنے بھی ...
رکھتے ہیں دل میں رخنۂ دیوار کی ہوس

[illegible]
... شوخ سے رکھیں ہیں گفتار کی ہوس

[illegible]
رکھے سو کیونکہ ... دل زار کی ہوس

سودا یہ جنس دل کے تئیں بیچکر ہم آگ
رکھتے نہیں ہیں کوئی خریدار کی ہوس

نے ہے بھی دیر و کعبہ سے دن چار کی ہوس
اب سبحہ کا نہ شوق نہ زنار کی ہوس

... کا اوسی کو ملا زیر آسمان
جسنے جہاں میں آن کے مسمار کی ہوس

... چین روز وصل نہ شب ہجر کی ...
کیا جانے کیا ہے اپنے دل زار کی ہوس

دن چاہتا ہوں باغ میں ... سبزہ زار ہا
جسطرح باغبان کو ہو گلزار کی ہوس

اے شوخ تیری گرمی بازار دیکھکر
سب خوبرو رکھیں ہیں خریدار کی ہوس

دیر و حرم کی پوج چکا ہے وہ سنگ و خشت
جسکو ہے تیرے سایۂ دیوار کی ہوس

ردیف شین معجمہ

گو خاک ہوا تو بھی پھرا ہے کے بگولا
جنس خرد و صبر بن اس دل کو ہو کیا بیلا

ہو کرنہ کبھی عاشق بے تاب کی گردش
مفلس کو بری ہوتی ہے اسباب کی گردش

دل زلف و رخ یار مین سودا نہ پھرا کیون
خوش آئے ہے اسکو شب مہتاب کی گردش

رکھتے ہین تری زلف کے ہر تار کا خلش
گرہو نصیب مرغ چمن تجھ گلی کی سیر
خطرا نہین کچھ اور نہین روز حشر سے
ایسا نہین ہے غنچہ کوئی جسکے دلمین یار
کیا جانئے کہ اوس سے کہیگا وہ کسطرح
اقرار تو کرے ہے وفا کا تو ہمسے شوخ

کس برہمن کے دلمین ہے زنار کا خلش
پھر دلمین اسکے ہو نہ گلزار کا خلش
گر دل مین ہے تو لے نہ پہنا کردار کا خلش
ہو وے نہ تیر سے گوشۂ دستار کا خلش
تجھکو پیامبر کی ہے گفتار کا خلش
لیکن ہمارے دلمین ہے انکار کا خلش

سودا کے دلمین کچھ کی ہے اوس شوخ کی ہوس
اے بلبلہ یہ گل سے نہو خار کا خلش

ماہ نو تجھ یادا بر و مین ہے سینہ کا خراش
دل کے گم ہونے کا غم کب ہو نہ میرا جان تلک
کوئی چیز ایسی نہین مجھکو جو ہو سوہان روح

کس سہولے سے ہے کم یہ ہر مہینے کا خراش
جب سلیمان کے ہو سینے مین نگینے کا خراش
تیری دوری مین مگر دلکو ہے جینے کا خراش

ردیف صاد مہملہ

۳۰۱

یک قطرۂ مے نے اڑا دی سودا کو جگہ سے
بارود سے کے توڑے ہے بس ایک تل آتش

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

دیکھا جو حرم کو تو نہیں دیر کی رست
اس گھر کے فضا کر گیا معمار فراموش

بھولے نہ کبھی دل سے مرا نغمۂ جانکاہ
نالہ نہ کرے مرغ گرفتار فراموش

دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی
اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش

یا نالے کو کر منع تو یا گریہ کو ناصح
دو چیز نہ عاشق سے ہو یکبار فراموش

بھولا پھروں ہوں آپکو گھر سے لیکن
تجکو نہ کیا دل سے میں زنہار فراموش

دل درد سے کس طرح مرا خالی ہو سودا
وہ نا شنوا حرف ہیں گفتار فراموش

آشیان کو مت اجاڑو کر کے فریاد و خروش
باغبان ظالم ابھی سویا ہے ای بلبل خموش

دیکھے وہ آنکھیں کوئی محراب ابرو کے تلے
ای مسلمانوں ہے مسجد میں دکان میفروش

لالہ و گل سے نہ پوچھو یہ زمین سرخ رنگ
خون ناحق نے ہماری خاک کو مارا ہے جوش

ابھرے ہے کیا حباب منظر ای حریر پوش
یان جسکو دیکھیے سو ہوا ہے کفن بردوش

سکھ نیند زیر سقف فلک کیونکہ سو سکوں
ایدھر دہل بجے ہے ادھر نوحہ و خروش

ایک ہمسے تجھے نہین اخلاص	طفر گھر تجکو ہے کہین اخلاص
روسیاہی سوا نہین حاصل	ام سے ہمت کہین اخلاص
دیکھ تجھ زلف ورو کی الفت	کرتے ہین آج کفر ودین اخلاص
روز ہی ہمسے تین رکھا پیارے	داہ وا رحمت آفرین اخلاص
مثل نقش قدم یہ رکھنی ہے	تیرے در سے مری جبین اخلاص
اگر تمنا اگر کی ہے تو کر	چشم میری سے آستین اخلاص

آزم اس ام ہمت بپنا سوا
رکھے دانے سے خوشہ چین اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

چھوڑا مین کفر ودین فقط یار سے غرض	تسبیح سے ہے کام نہ زنار سے غرض
سینے مین دل جو ہے سو تری یاد کے لیے	جز دیدہ کیا ہے دیدہ خونبار سے غرض
طوبی کی تجکو چھاؤن مبارک ہے زاہدا	ہے دلکو اپنے سایۂ دیوار سے غرض
پیارے کہین یہ مفت نہ دام مرتجا ہے	غافل نہو تو مرغ گرفتار سے غرض
آتے ہین تیری کوچہ مین سر سے کفن کو باندھ	ہمکو ڈرا نہ شوخ تو دو چار سے غرض

[illegible]

ردیف طاء مہملہ

سرسبز حسن رکھتی ہے تیرا بہار خط	دل کسطرح سے ہو نہ ہمارا نثار خط
آنکھیں برنگ نقش قدم ہوگئیں سفید	اس سے زیادہ خاک کروں انتظار خط
بے ہو خدا ہے تو نہیں اسکا عشق آہ	عاجز ہے کمال سے ہے ترا اعتبار خط
اور نگے خط کی طرح سمجھتا ہیں خط خط	گرد آئینے کے منہ پہ ہے تیرے غبار خط
آئینہ تو سیہ تھیں تری چہرکی خال سے	دل اندنوں ہے پیارے شکار خط
آفاق کو خراب ترے حسن نے کیا	رسوائے زلف خلق ہے عالم ہے خوار خط

پہونچا ہے کوئی قاصد سودا ابھی یار تک
دل کسطرح سے ہو نہ ہمارا انشار خط

تیری آنکھوں کسطرح سے نہ رکھے جان نشاط	ہم میں کیدھر ہے جو رکھتے ہیں یہ ابواب نشاط

مطلع ثانی

تو ہو گر پاس تو ہے صبح طرب شام نشاط	دیکھنا تجھکو ہے دیہان دل آرام نشاط
فضل حق جسکی طرف ہو تو وہی بخشے ہے	دور ساغر کی طرح گردش ایام نشاط
دل جھوں کا ہے اسیری سے کہ غم سے آگاہ	ہر تفرقہ پیچ اسے عیش ہے دام نشاط

[illegible] وارث [illegible] غلط

[illegible] سر تا بپا جون [illegible] غلط

قامت کو [illegible] غلط

سودا [illegible] غلط

ہو نہ کچھ منت نہیں عیش جہان کا پاے
جز نہیں کل کو وہی جانی ہے جو ہو واقف راز
بادہ سے شیخ کو نفرت ہی سبب زاہد کے
بزم آراستہ کی جسکے لیے اے سودا

سب مجھے گر نہ تماشائی سر راہ غلط
قطرہ کو بحر نہ سمجھے دل آگاہ غلط
پر گزرگ سے ہو اپنے لیے اکراہ غلط
آج آنے کی خبر اوسکی ہی افواہ غلط

چودھوین رات ہی اور وہ دل عالم کا چور
دزد کا گھر سے نکلنا شب ماہ غلط

تجھسے چاہون کہ محبت کا ہو نرباہ غلط
نہیں ناداں میں کہ ہو مہر کا طالب تجھسے
جیوے تو جیوے کوئی اپنے نصیبون سے
سنکے سو وصف ترا ہم تو لٹے تھے تجھسے
ہی سے نفرت ہی کسی کو جو تجھی سے ہم ہیں
بیخطر دی ہی جو تو دکھ یہ کہان سی جانا
درد دل جن نے کہا تجھسے مرا الا کہ طرح
وعدہ کرتے ہیں جو طناز جہان عاشق سے
یہ غضب جھوٹ نہ دیکھا میں کہیں [illegible]

یار واللہ غلط فہمی ہے باللہ غلط
شعلے سے چاہے محبت جو پر کاہ غلط
جان اوسکی ہی تو لے جسکا ہو دلخواہ غلط
یہ جو دیکھا تجھے تھی محض یہ افواہ غلط
صحبت [illegible] ترے [illegible] کو ہوا کراہ غلط
تیری تاثیر سے ہر بار مری [illegible] غلط
یہی سن سنکے کہا تونے کہ واللہ غلط
گاہ کرتے ہیں وفا اوسکی نہیں گاہ غلط
عہد [illegible] وزانہ غلط قول شب ماہ غلط

ردیف ظا معجمہ

اوٹھے نہ کہیں محبت سے کہ خطرہ ہے حفظ

[illegible]

۳۰۵

غزل

زست ہے وہ معنی قرآن کے جو تو واعظ
پھٹے دہن کے تئین اپنے کر رفو واعظ

مجھے یہ فکر ہی تو اپنی ہرزہ گوئی کا
جواب دیویگا کیا حق کے روبرو واعظ

خدا کے واسطے چپ رہ اُتر تو منبر سے
حدیث و آیہ کو مت پڑھ تو بیوضو واعظ

سنا کسی سے تو نام بہشت پر تجھ کو
گل بہشت کی پہونچی نہین ہی بو واعظ

ثبوت حق کی کرین ہیچ ہون یہ ہی لیکن
تری تو نفی کرم پر سے گفتگو واعظ

ڈرون ہون مین نہ کرین بند تیری دارھی کا
تبرکات مین داخل ہر ایک مو واعظ

ہزار شیشۂ مے آستین مین چھپایا ہے
تری جو مکڑی ہی بصورت سبو واعظ

سخن ہی وہ کہ موثر دلون کا ہو نادان
یہ پوچ گوئی ہی جس سے ہی تجکو خو واعظ

کہا تو مان لے سودا کا تو یہ کر اس سے
لب و دہن کو تئین کر کے شست شو واعظ

ردیف عین مہملہ

اشک کو قطرۂ نیسان کا اثر رکھتی ہی شمع
سر سے لیکر تا قدم سلک گہر رکھتی ہی شمع

کون ہی میرا بجز پروانہ مرغ نامہ بر
شرح سے مکتوب کے میری خبر رکھتی ہی شمع

تو مرے غم سے نہ رویا اور میری خاک پر
شام سے تا صبح اپنی چشم تر رکھتی ہی شمع

ردیف عین مہملہ

کٹتی ہے عمر تاسف ہی میں اس بزم کی بیچ	لو ہی انگشت کہ جسکو بدہان رکھتی ہے شمع
ترے بیمار کے بالین پہ نہ تنہا آپ ہی	شام سے صبح تلک اشک رواں رکھتی ہے شمع
شمع شبہای محرم کی طرح اپنے ساتھ	ایک عالم کے تئیں گریہ کناں رکھتی ہے شمع
شہرۂ تاب و تب از بس ہے زبان زد اوسکا	ہم بھی کہدیں جو کوئی پوچھے کہاں رکھتی ہے شمع

سوز تا سوز تفاوت ہے یقین کر سودا
داغ جو دل پہ ہے اپنے سو کہاں رکھتی ہے شمع

مژگان کی گر خلش کا بدل تنگ ہے وسیع	سینہ بھی یاں برای صف جنگ ہے وسیع
زاہد نگہ نہ داں ہو تو حاضر ہے مجھ میرا	میخانہ شکل کعبہ نہیں تنگ ہے وسیع
نقص صفائی اپنا نہ پہونچا تو واں تلک	آئینہ خانہ ورنہ بہی سنگ ہے وسیع
داماں سیل اشک سا ہجر میں ترے	مانند دامن چمن و گنگ ہے وسیع
بے ہمتی سبب تگ و دو کا ہے ورنہ یاں	روزی برائے کور و کر و لنگ ہے وسیع
چڑیا سے لے بچا ہے نہ سیمرغ تک کبھو	شہباز عشق کا بھی عجب چنگ ہے وسیع
آنکھوں کیواسطے ترے نیمہ کے سو ناز	گلشن میں تختہ گل اورنگ ہے وسیع
خواہش جنھیں ہے ملک کی اونکو نہیں یہ فہم	دو گز زمین نداں تہ سنگ ہے وسیع
بادہ پہ گو کہ عرصہ کیا محتسب نے تنگ	سودا کیواسطے قدح بنگ ہے وسیع

جانیکا کسیطرح نہین دلپہ یقین ہے
جون جرم عقیق آہ ہمارا جگری داغ

ہوتا ہون خجل مفت مین پروانہ کی آگے
جب شمع کو کرتی ہے تری جلوہ گری داغ

طائر کو مین پرواز مین جب دیکھتا ہون سودا
کرتی ہے تب اپنی مجھے بے و بال پری داغ

سرد مہری سی بیان سے مٹ گیا ہی سوز داغ
کر دیا ان ظالمون نے ملک دل کا بے چراغ

وای اس ہیشہ پہ ای بلبل کہ جسکی ہے یہ قدر
خوار ہین کوچہ بکوچہ تو ہی رسوا باغ باغ

مملکت ساری ہین یار و گر سلیمان کو تھا
گوشۂ خاطر مین اپنے ہی مجھی جو کچھ فراغ

بلبل خوش نغمہ ہون لیک اس گلستان مین غلط
نالۂ مرغ چمن سے کم نہین فریاد زاغ

خوش کبھی اس بزم مین وہ دل نہ دیکھی کجا
دم بدم مینا ہی رقتا ہی جو ہنستا ہی ایاغ

حیف اس گلشن مین عاشق سی کوئی راضی نہین
گل سے بلبل ہے ناخوش مجھسے تو نت سے داغ

دل لیا اگر کھو ملی سودا چھوڑ مت دنبال اشک
شاید اس دیوانے کا لا کو نسی تو پادی سراغ

کسطرح دلمین چھپاؤن تجکو مین سینہ مین داغ
وال ہے بے تجھ کی بستی ہر جو روشن ہو چراغ

زلف دیکھو یا کمر یا چشم یا ابرو کی سمت
اتنی راہین دل کی گم ہونگی تو کیدھر سراغ

قہقہہ مارے ہی شیشہ ہی نہ میری عیش پہ
تجھ بنا ای ساقی مرا منہ دیکھ ہنستا ہی ایاغ

ردیف فا

۳۰۷

ردیف فا

ثابت ہو دی خون مرا روز بازپرس
بولینگے روز حشر سو جلاد کیطرف

پتھر کی لیک تھا سخن اسکا ہزار حیف
بولی زبان تیشہ نہ فرہاد کی طرف

طرے کے تیرے واسطے صد چوب شانہ دار
قمری گئی ہی کاٹنے شمشاد کیطرف

سودا تو اس غزل کو غزل در غزل ہی کہہ
ہونا ہی تجکو میر سے اوستاد کیطرف

مائل تھا جسکے دل مرا بیداد کی طرف
خون بہ چلا بدن سے تو جلاد کیطرف

غیرون کی بات پر نکہون کان مت رکھو
لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کیطرف

پہچانین ہم نہ گل کو نہ ہم گل کے روشناس
منہ کرکے آنکھین کھولیان صیاد کیطرف

جور و ستم تعدی و اندوہ و درد و غم
مائل ہوی ہین اس دل ناشاد کیطرف

سامان نالہ شب ہی مہیا پر اے اثر
مین دیکھتا ہون تیری امداد کی طرف

خون کر رہا ہی جوش رگ جان مین تری
سودا نہ دیکھ نشتر فصاد کیطرف

مرضی جو آئی چرخ کی بیداد کی طرف
مائل کیے دل اوس ستم ایجاد کیطرف

تصویر ہو کے آپ ہی حیران وہ رہگیا
بیٹھا تو منہ کو پھیر جو بہزاد کیطرف

دیکھے جو ایک آن ترا سرو خوش خرام
قمری نہ دیکھے پھر کبھی شمشاد کیطرف

گر کہین عاشق ہی ای سودا تو مین تجہسی کہون
وہ عمل مین لا ہو جو نیک ہو کردار عشق

عشق کی دُرّہ شریعت سے قدم باہر رکھہ
سمجھی ہی دوزخ کو اپنا ایک شمہ نار عشق

ناصح نہ اوسسے بکے ہین آگاہ راز عشق
وہ کر چکین مین ہین وہ دل و جان نیاز عشق

جھمکے ہی اوسمین جھلکی تجلی کہ جو کوئی
جون شمع ہو رہی ہین سراپا گداز عشق

پروانہ راستش شمع سی کہتا تھا راز عشق
مجھہ ناتوان سے کیا کیا اٹھایا ہی ناز عشق

سینہ سپر ہی اوسکا سدا پیش تیغ یار
ہین جو کیے ہوئے بجہان سرفراز عشق

گر سخت تر ہی سنگ سی بھی جان عاشقان
ہی مثل موم وان ہی جہان ترکتاز عشق

ہی حق بجانب آپکے پیارے غرور کا
دیکھا نہین ہی آج تلک اون نے ناز عشق

محراب تیغ دوست سلامت رہی مدام
کعبے مین کب مین جاکر پڑھونگا نماز عشق

سودا یہ قصہ خط سے نہ کوتاہ ہو سکے
ہی حسن زلف یار سے عمر دراز عشق

حسن کے بازار مین کیا ہی جز افشای فراق
دیکے نقد دل نہ کر نہ نہار سودای فراق

دوستان رفتہ کا اتنا فراق ایدل تجھے
دل رہینگے ایکدن ہرگز نہین جای فراق

لطف ان سے درازو وفاؤن سی محبت نہین
خانہ دل کو عبث کیون کیجی ماوای فراق

۳۰۹

...چہوڑ دی انکھون سے طلاق
دیکھہ زاہد کے سر عمامہ تو
...دکھا رنگ بو سے یار زاق
بیجئے مجھہ خط سے جبہ چمن مین بہا
زردی سی خزان سے آ اشتیاق
...کیا ادا سے ای سودا
منھہ تو دیکھو کہ جیسے ہوی طلاق

ردیف قاف

دل نہ دے ان سادہ روی تو تمک کو دیکھ کر
تخم الفت کو نہ پہونچا اس من شعور تک

باغ ہاتھ آدمی تو کرلین غصب اہل اتقا
نسبت مے سی نہ چکھین دانہ انگور تک

کونسی عارف کو یان دعوی انا الحق کا نہین
یہ ترانہ ختم لیکن ہو چکا منصور تک

فی الحقیقت جو مقام وجد ہی ای شیخنا
وہ نہین والبتہ ہرگز ڈھولک و طنبور تک

خوبی میخانہ و ساقی نہین اوسکی نصیب
پہونچی گو زاہد عبادت سی قصور و حور تک

ہجو ہی اوس زلف کی تشبیہ دینا مشک سی
شاعر و یہ بات پہونچی ہی دراز و دور تک

یہ غزل سودا لکھی ہی تو نے اس انداز کی
ہند سے پہونچیگی ہاتھوں ہاتھ نیشاپور تک

رہی ہی فصل ہم ای بلبل و گل ناتوان یا نتک
نہ نالہ لب ملک پہونچا نہ چاک جیب داماں تک

کوئی بیمار دوران سی یہ کہیو جا کے جاناں تک
مریض عشق کا تیرے نہ پہونچا کام درمان تک

عجب باندھوں ہوں میں لکھنے شرح حال اوسکو تیرے
دلوں کی اڑ گئی پرزی نہ پہونچی کچھ خبر واں تک

تیرے غم کا دل پہ خون سی استقبال کرسکے
وہ قطرہ نارسا طالع ہی جو پہونچی نہ مژگان تک

رہا کرتا ہی کیا دلکو کھوا کر خال پر سودا
کہیں خط آگیا اوسکے تو ظالم حیرت ہی ہمان تک

آباد شہر دل تھا اوسے شہریار تک
پہونچا نہ آکوئی پھر اس اجڑے دیار تک

غزل

دیکھا کرون مین دو دو سی ای یار کی طرف تلک
تنہا گرے سے مرا یہ دل زار کی طرف تلک

تنہا مین بستر پہ فرو ماں مین
رون گردش سدا بیش تار کی طرف تلک

پہچھو وصل بن نہین مرض عشق کی دوا
جیون کہو تو ہجر مین بیمار کی طرف تلک

عجیب اگر یہ بات تو آو سے ظہور مین

عالم سے کی ہی صلح مگر ایک میری ساتھ
جھگڑے رہی عبث کی وہی جنگ اب تلک

دیکھے نہ مجکو تا نہ کری تیغ پر نگاہ
یا ننگ ہی میری قتل کا آہنگ اب تلک

سنتا ہی جس جگہ وہ مرا ذکر ایک بار
بھاگے ہی واں سے لاکھ ہی فرسنگ اب تلک

سودا انکا چکا ہی وہ ہنگام ناز سے
بیٹھے ہی داکا دہی رنگ اب تلک

رخ سے دیکھوں ہوں بلا اوس زلف سیہ فام تلک
شام سی صبح تلک صبح سی لے شام تلک

یک نفس گر دمین ہم نہوئی بال افشان
آشیانے سے اوڑھ اکر رات گئی دام تلک

آپ سا مجکو تو زاہد نہ سمجھ کر سودا
خط خوبان سے پڑھا ہوں میں خط جام تلک

شاعروں میں کب رکھو ہی شیر کی تقریر جنگ
نہ جدل تقریر میں انکی نہ در تحریر جنگ

بعضے ایسے بھی ہیں نامعقول جنکا ہی سخن
اپنی شہرت ہونیکی سمجھیں ہیں وہ تشہیر جنگ

پوچ گوئی سے نہیں ہٹتے بمیدان سخن
کرتے ہیں گویا وہ جیسے کہ پاؤں میں زنجیر جنگ

لیکن اگر ہوتا ہی ہی سقم سخن پر اعتراض
اسپہ کیا لازم جو ایسے ہو گریبانگیر جنگ

ابرو و مژگان کی مضمون میں کری جوانکی دخل
کرنے پہ اس سی لگیں نادان تیغ و تیر جنگ

میں تو حیران ہی رہا ان شاعروں کی وضع پر
کرتے پھرتے ہیں جو پڑھ پڑھ شعر پی تاثیر جنگ

سبج مین ہی دھوم ہو رہی کی ولیکن تجھ بغیر	یہ کلال او رٹا ہین بھڑکی ہی اب تن مین آگ

گو بہار آئی کسے سودا بھلا لگتا ہی باغ
یون چمن مین گل نظر آتی ہین جون گلخن مین آگ

عدو ہی دوری مے اور خمار ہی ایک	گل ایک دشمن جان ہی مرا بہار ہی ایک
پہونچ شتاب کہ بیٹھا ہون سکھڑی ساقی	دو چار ایک ہوئی ہین یہ دلفگار ہی ایک
بچے تو بچ رہی آنکھو نسے دل مرا لیکن	غضب ہی یہ کہ ہین صیاد دو شکار ہی ایک
بدن مین جسکے تری عہد تک دو جان ہین	ادا پہ ایک فدا ناز پر نثار ہی ایک
یقین ہی یہ کہ دراز اُن سی عمر خضر نہو	ہی ایک اپنی شب ہجر زلف یار ہی ایک
ڈبو دین ہین یہی دو جان و مال عاشق کے	دل ایک خون شدہ ہی چشم اشکبار ہی ایک
رہی نہ دین کی عزت نہ حرمت دنیا	خراب ایک ہی ای عشق تجھسے خوار ہی ایک
ہوس رہی نہ چمن کی ہمین کہ داغون سے	دل ایک باغ ہی اور آنکھین آبشار ہی ایک

نہ کیجو تکیہ تو اس جان و جسم پر سودا
ہوا تو ایک ہی ان دو مین اور غبار ہی ایک

مین بتا دون تمکو یارو گر کرو تدبیر ایک	بس ہی مجھ دیوانے کو اس زلف کی زنجیر ایک
دل دھڑکتا ہی صبا جا جلد بجا دی قفس	ورنہ ای صیاد کرتے نالہ شبگیر ایک

۳۱۳

لذت ہی دل کو آنکھ لڑانیسے یار کے
دیکھا کہین نہ اسکے سوا چنگ اور رنگ

ملنا ترا ہر ایک سے پھیکا کرے نہ دل
چاہی ہی دوستی مین تو یہ ڈھنگ اور رنگ

موزون ہی اس چمن مین بہنگام میگوری
بہر کباب مرغ بد آہنگ اور رنگ

خط ساد رونکو چہرہ پہ رکھتا نہین ہی لطف
ایسا پچھا دسکو جان کہ جون سنگ اور رنگ

کب سیر ہون وہ نان قناعت سی جو کوئی
کھاتے ہین خوان ہر پہ سر جنگ اور رنگ

جز خط سبز عارض دلدار ہمنشین
دیکھا ہی آپ نے یہ کبھو رنگ اور رنگ

سودا اسے کیونکہ یار کو ہو دی موافقت
پیر و جوان ہین بادۂ گلرنگ اور رنگ

کرتی ہی مری دلمین تری جلوہ گری رنگ
اس شیشہ مین ہر آن دکھاتی ہی پری رنگ

کس رنگ مین دیکھا نہ ترے رنگ کا جلوہ
سب رنگ مین ہی تو پہ ترا سب سے بری رنگ

ای شیشہ گران دل کوئی ٹوٹا جو بنا دے
پیدا کرے پھر اور ہی کچھ شیشہ گری رنگ

ہر مرغ کو پہچان سکے نامی کو تو لینا
نالے سے کبوتر کا ہی میری جگری رنگ

ہی خاک بسر آج خدا جانے چمن کا
دیکھا ہی کیا جا کے نسیم سحری رنگ

کس گل مین یہ جلوہ ہی جو ابکے قفس مین
دکھلاتی ہی میری مجھے بے بال و پری رنگ

کر جامۂ عریانی کو خاکستری سودا
ہو عزم سفر یان سے تو ہو یہ سفری رنگ

کوئے میخانے سے رکھ دل تو کنارا ہی سودا
شیشہ ٹوٹا ہی نہ جا کر رہ احباب مین ڈال

بہوت بیچتے ہین در دیدہ کہ نمناک کی مول
مژہ تر کو بتان لیوین نہ خاشاک کی مول

دل پر خون کو نہ وہ منہچہ لیوے بنگاہ
جرعۂ می جو ہو شیشی مین تو دی تاک کی مول

زاہدا نطق گہر بار پہ واعظ کے نجا
ابلہی بیچے ہی بیٹھا وہ ادراک کے مول

مرغ دل کے جو شکاری ہین اگر صید حرم
بکنے آوے تو خریدین نہ وہ فتراک کی مول

شرب اپنی دل بیتاب کی خاطر ای شوخ
برق سے لے ہی ترے غمزہ صد چاک کی مول

شوق کسکو ہی پتنگون کے لڑانیکا کہ خلق
شیشہ ٹوٹا ہو تو لے ہی دل صد چاک کی مول

عکس رو اپنے سی کہتا ہی لب آئینہ مین دیکھ
ان نگینون کا پتا کیا ہی سبکا کی مول

کوزہ پشت لئے ہی شیخ ہماری کہ عصا
بیچ اپنا تو وہ شاید بکے مسواک کی مول

محتسب رحم کر اب مفلسی رندان پر
بنگ قدغن ہی ترے بکتی ہی تریاک کی مول

بی زری خلق کو ہی یہ کہ سبکا کیسا
کوئی کاٹے تو بکے کیسۂ دلاک کی مول

جنس دل اپنی کہ بکنے کو کہون کیا سودا
مفت بیچ لیگئے دیتی ہی وہ سی خاک کی مول

مرا لگتا نہیں ای باغبان تیرے چمن مین دل
لگے کیونکر کسیکا یار بن سرو وسمن مین دل

جون لالہ داغ داغ ہی دل تس پہ یہ بین | رکھنے کی اس چمن سی ہی سر پر امید گل
جس جا کہ ذکر حسن ہو تیرا تو اوس جگہ | لائق نہین جو کیجیے گفت و شنید گل
بندہ مین بیدرم ہون ترا اُسکو جانلے | بلبل چمن مین دہر کی ہی زر خرید گل

نسبت نہ عندلیب سے سودا کو دیجیو
بسمل ہی آن کا ہی تری وہ شہید گل

جاتا ہی دل تو جائیو ہشیار آجکل | چلتی ہی اوسکے کوچے مین تلوار آجکل
خنجر مژہ ہی تیر نگہ تیغ ابروان | مجروح کس سے ہی یہ دل زار آجکل
کوئی ذرا نہین ہی موافق بغیر مے | مرتا ہی تیرے غم مین بیمار آجکل
گر زمزمہ یہی ہی ہمارا تو ہم صفیر | ہوتے ہین اس چمن مین گرفتار آجکل
تسبیح گر یہی ہی جو رکھتا ہی شیخ شہر | ای یار ہم تو پہنینگے زنار آجکل
عرصہ سمجھ بہار کا ساقی پہنچ شتاب | جاتی ہی اس چمن سی یہ گلزار آجکل
گر ہی ترا سلوک یہی ہم سی ای صنم | بت سے کریگا برہمن انکار آجکل
مت چل تو اس لٹک سی کہ ظالم قدم قدم | دل ٹوٹے گی جہان کو یہ رفتار آجکل

تیری زبان سے عمدہ برا کیونکہ ہو کوئی
سودا اسے ہی جو کچھ تیری گفتار آجکل

[illegible]

ردیف میم

[illegible]

۳۱۵

بھلا ای ابر یون دریا مین تو تو ذرا دیکھین ہم

[illegible]

مبدا جو بلا کا ہی سو ہے وہ نظر چشم / آنے ہی کسی دل پہ جب آفت زدہ چشم

آتا ہی نظر رونے سے ہر دم کے یہ مجکو / ہی قافلۂ اشک کے ہمرہ نظر چشم

اور رکھتے ہی جلوے یہ حسینوں کے مری آنکھ / دیدار انکی سے پہونچی ہی بہم بال و پر چشم

مکتوب غم اوس شوخ تلک سیل سی پہونچا / دیکھا نہ بجز اشک کوئی نامہ بر چشم

دیدار کے وعدے پہ نرکھ منتظر آتا / تا مجکو برابر پڑے سود و ضرر چشم

چاہی تو جہان رہ مرے پیارے کہ تصور / رکھتا ہی ترے جلوے کو پیری بہ بر چشم

موتی کو صدف کہ ہی مرے اشک پہ ترجیح / عالم میں نہیں قدر شناس گہر چشم

سرمہ تو اون آنکھوں نہیں ہی پر کیا کہوں **سودا**
آفاق کے ہے موجب نور بصر چشم

قاتل کے دل سی آہ نہ نکلی ہوس تمام / ذرا بھی ہم تڑپنے نپائے کہ بس تمام

صیاد سے ہوں ای اثر نالہ منفعل / آتش دی اون نے دام کو تو قفس تمام

اشک آنکھ سی تھمے تو رہی نالہ سے دل / جب قافلہ تھکے تو ہو بانگ جرس تمام

آتش کو رنگ گل کے صبا تو نہ چھیڑیو / جلوا ہی آشیان کے مری خار و خس تمام

سودا ہوئی ہی شانہ کو زلفوں میں اوسکی راہ
اس دست نارسا کو ہی کیا دسترس تمام

کیا مچائی ان نے میرے دلکی کاشانے مین دھوم
شور ہے جسکے لیے کعبہ مین بتخانے مین دھوم

مٹ گئے وہ شور دلکی ہائے تب آئی بہار
ورنہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر و ویرانے مین دھوم

زلف کو کھولا تو کر اس دلکی شورش کا علاج
سخت دیوانے سے کی زنجیر کھلجانے مین دھوم

تجھ نگاہ گرم کی حسرت سے دل مارے ہے جوش
رات کو دیکھون ہون جب شمع و پروانے مین دھوم

اسقدر ہین لاغری میری سے خوش اہل دیار
جون ہلال عید ہے میرے نظر آنے مین دھوم

دلکو سنکو چمن تیرا سبب چلے ہین سیل اشک
ہوئیگی جوں صبح اس اطفال دیوانے مین دھوم

کب سے اے **سودا** شراب ان نے مین پیتے ہین یا
تو نے اے کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے مین دھوم

اے دیدۂ تر جدھر گئے ہم
ڈوبے تجھے خشک بھر گئے ہم

تجھ بے عشق مین و زخوش نہ دیکھا
دیکھ بھرتے ہی بھرتے مر گئے ہم

تیرا جو ستم ہے اوسکو تو جان
اپنی سی تو خوب کر گئے ہم

یہ قطعہ پڑھے تھا سوز دل سے
سودا اسکے جو رات گھر گئے ہم

جون شمع لبون پہ آرہا جی
تھا تن سو گداز کر گئے ہم

اتنی بھی پتنگ پیش قدمی
گر شام نہین سحر گئے ہم

ہو گی نہ کسیکو یہ خبر بھی
اس بزم سے آ کدھر گئے ہم

۳۱۷

کام نے شمع حرم سے نہ چراغ دیر سے
دوستی کا غیر کے کیا ذکر اس دلمین کہ دوست

جس جگہ تیری تجلی ہین وہان پروانہ ہم
آشنائی مین ترے ہین آپ سے بیگانہ ہم

جب تصور بیچ اُن زلفون کو کھینچے ہین یک
کرتے ہین اونکو خیال انمین سودا شانہ ہم

عاشق تو نامراد ہین پر اسقدر کہ ہم
دل کو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کر کہ ہم

کہتا تھا کل کسو سے کرونگا کسیکو قتل
اتنا تو کشتنی نہین کوئی مگر کہ ہم

دیکھین تو کسکی چشم سے گرتے ہین لخت دل
تو اس طرح سے روسکی ای ابر تر کہ ہم

بیٹھا نہ کوئی چھاؤن نہ پایا کسینے پھل
بے برگ و بر نہین کوئی ایسا شجر کہ ہم

قاصد کے ساتھ چلتے ہین یون لیک میرا شک
دیکھین تو پہلے پہونچے ہے وان نامہ بر کہ ہم

اتنا کہان ہے سوز طلب دل پتنگ کا
رکھتی نہین ہے شمع بھی ایسا جگر کہ ہم

یان تک ہوئے نہین ضعیف کہ گھٹتی مین میری عضو
باریک و ناتوان ہے اب وسکی کمر کہ ہم

سودا نہ کہتے تھے کہ کسیکو تو دل نہ دے
رسوا ہوا پھرے ہے تو اب دربدر کہ ہم

خانہ پرورد چمن ہین آخر ای صیاد ہم
خندۂ گل بے نمک فریاد بلبل بے اثر

اتنی رخصت دے کہ ہولین گل سے ٹک آزاد ہم
اس چمن سے کہ تو جا کر کیا کرینگے یاد ہم

ردیف نون

وہ بولی سنکر وہ یون ہی ہوا بالفرض ای سودا
تو کیا چھپنے تھی مین گل کا کبھی توڑ کر شبنم

مجھے وضع جہان اس شک سی مخفوظ رکھتا ہے
بہار آخر ہی اک پل مین کہان پھر گل کہان شبنم

ترے آگے تئین خورشید کا منھ خوش نہین آتا
چمن سے ورنہ کیون جاتی رہی وقت سحر شبنم

پیتا ہون یاد دوست مین صبح و شام جام
ہے یاد دوست مجکو ہی پیتا حرام جام

ای شمع سرکشی نہ کر اتنے فروغ پر
ہی کلبۂ فقیر کا بدر تمام چلم

کیون شیخ اوسکو منھ نہ لگاوی مین کس لیے
لاتا ہے لب سے یار کے ہردم پیام جام

رہتا مثال جام دہن وا تمام عمر
دیتا نہ زخم دل کو اگر التیام جام

جمشید کو بھی مملکت جم ہے ستم
کرتا نہ جلد آن سے گر انتظام جام

سودا اتھا وقت نزع کے سکلے کا منتظر
جنبش لبون کی دیکھی تو کرتا تھا جام جام

وہی ہین دن وہی راتین وہی ہے فجر و ظلام
وہی ہے روشنی مہر و مہ جو کچھ تھی مدام

نجانو دو محبت کا کیا ہوا یارب
کہ دوستون سی جدا کر گئی گردش ایام

ہمین سے آئی ہی شہر غریب جب سے
کبھو انھون کیطرف سے نہ نامہ و پیغام

علی الخصوص تغافل کو میر صاحب کے
کبھو نہین کسی سے کہ باوصف اتحاد تمام

گر نہیں باور تو دیکھ آئینے میں اپنا جمال — عکس گل میں رنگ ہے گل کا پہ گل کی بو نہیں
بولنا بھاتا نہیں اوسکا جو بے مورد نہو — خوش صدا ہوتی ہے وہ چینی کہ جسمیں مو نہیں
جب امید وصل ہوتی ہے تو یون بولے ہے یار — مختلط انسان سے ہو جنس پری کی خو نہیں
تیغ کہہ سکتے نہ اوسکو نہ کمان وو نے ہلال — شے ہے اک ناخن بدل اوس چشم پیا ابرو نہیں
شانہ کھوسے گا صبا سے دل صد چاک کا — زلف کی اوسکی گرہ کچھ غنچہ پر خوشبو نہیں
سنکے ترک عشق میرا ہنسکے یون بولا وہ شوخ — نیل بگڑا ہے کہیں یارو یقین مجکو نہیں
رو کے برسوں پر نہ پہونچی منزل مقصد کو چشم — حامل کشتی ہو دریا ہے کچھ آب جو نہیں
خط سبز اوسکا سیہ کچھ رہ ہوا میرا سفید — خواہش ترک نیاز و ناز دونونکو نہیں

مین کہا سودا سے وہ بھی جانتا ہے تجکو یار
یون لگا کہنے محبت ہم میں کچھ یکسو نہیں

مجھے عاشق نہ جب اپنا جفا کا کب میں حاصل ہو — لگا لو ہو شہید و نہیں تیری کا ہیکو داخل ہو
جہان پوچھے مجھے جرم وفا یا نہ پی قاتل ہو — مین سر سے تا قدم یارو نیازی تیغ قاتل ہو
ذبیحان ادا اوسکے تو ہر کوچے مین ہیں لیکن — گرہ کا چین پیشانی سے کس وقت نا بسمل ہو
نہ دانہ آبلہ جھپٹ خوشہ چین میری کی ہاتھ آوے — جو سہو دم برق کا مورد ہے اس خرمن کا حاصل ہو
خم وحدت میں کیا بادہ جو بخشی بلدیاری تھا — فلک کے شیشے میں آکر اوسی دن سے میں غافل ہو

دل و جان یہ صبح و شام تیری آہ کرتی ہیں
رہے ہیں منتظر پیاری کوئی بیمار آپس میں

ہمارے درد کی تدبیر ایسی ہو نہیں سکتی
تاسف ہی مرا کرتی ہیں یہ غمخوار آپس میں

مجھے انصاف حسن و عشق کا تب جس گھڑی سنا کرے
اکیلے بیٹھکر ہم تم کریں گفتار آپس میں

تری تسبیح کا دشمن نہیں ہے دیر میں اپنے
رہی ہے شیخ ہمکو الفت زنار آپس میں

دو ہیں یاری ہے سنگ تفرقہ سودا کو یہ ظالم
اگر بیٹھے ہوئے دیکھے فلک دو چار آپس میں

۳۲۱

قیس کی آوارگی ہے دل میں سمجھو تو کہوں
ورنہ لیلی ہے ہر اک محمل میں سمجھو تو کہوں

چشم کم سے خلق کو آپس میں مت دیکھا کرو
زور ہے جھمکا ہر مشت گل میں سمجھو تو کہوں

بتکدہ اور کعبہ میں کیا ہے تفاوت شیخ جی
شیشہ ہے پتھر کی ہر اک سل میں سمجھو تو کہوں

ناصحو کیفیت ان آنکھوں کی کیا پوچھو ہو تم
تجھ سا عاشق ہو گیا اک پل میں سمجھو تو کہوں

جانتے ہو عیش تم دنیا میں جسکو سو نہیں
عیش ہے دنیا کی جو محفل میں سمجھو تو کہوں

کرتے ہو ہمسر دم جو وصف چشمۂ آب حیات
آب ہے جو خنجر قاتل میں سمجھو تو کہوں

تم جو پوچھو ہو پھڑک دل ہی کا سودا اسی سواد
جو تڑپ کا ہے مزا بسمل میں سمجھو تو کہوں

خوبی نہیں دلبری کی روش کم بہت ہیں یاں
خواہان جان جو چاہو تو عالم بہت ہیں یاں

جو بزم بیچ تجھے دیکھ کے ہٹ جاوین | یہ شمع رو جو ہین مانند شمع کٹ جاوین
تو اس چمن مین ہی گل پر نہین مین شبنم | دگر نہ رو رو گلے سے ترے لپٹ جاوین
ہزار طرح جو ملے بتان سے ہو کر شاد | پر اونکے دل سی یہ ممکن نہین کہ پٹ جاوین
مرا دل اوس صف مژگان سی کب اٹکتا تھا | دلا مین کیا کرون طالع ہی جب الٹ جاوین

ہوے غبار نہ سودا جو چھوٹے دامن یار
پر اک ہو کے حنا پانون سے لپٹ جاوین

گر دست مہر رکھین افلاک ایک پل مین | پھر جاہی اونکی طینت جیون چاک ایک پل مین
نازان نہو تو ہووی گر تجکو شادمانی | کر دے فلک دل خوش غمناک ایک پل مین
اکسیر سے نہین کم مجھ منکسر کی صحبت | سونا کرے ہی مس کو یہ خاک ایک پل مین
ورنہ تو دے ہی آتش آفاق کو ہمارا | کر دے ہی سرد چشم نمناک ایک پل مین
دامن کشان چمن سی گذرا ہی کون بلبل | کرتا ہی گل گریبان صد چاک ایک پل مین
کوچے مین یار تیرے مجھ وہم کی برابر | پہونچے جو ہوسے قاصد چالاک ایک پل مین

زاہد نے پی ہی سودا چھپ چھپ شراب اوسکی
مسواک گاڑ دین تو ہو تاک ایک پل مین

یار آزردہ ہوا رات جو مے نوشی مین | کیا ہوا ہم سے خدا جانیے بیہوشی مین

بھولن ہم کو نہین شرط مروت کہ مین
یاد تیری ہی سو دو عالم کی فراموشی مین

مین تو سمجھون کہ قیامت کو ہوا ہے سودا
قامت یار سی تجھے ہی جو ہم دوشی مین

(٣٢٢)

۳۲۳

پہونچے ناصح کا ہمارے نہ گریبان تلک ہاتھ
عشق کا چھوڑ دی جو یہ دل دشمن دامن

کہا زاہد نے مجھے دختر رز گھر مین نہ رکھ
پاک زنہار نہیں رکھتی ہی یہ زن دامن

چھوڑ دنیا کو کہ اس مادر بے مہر کا اب
پھر سکا لیٹ تئین تھانبے ہوئی گو دن دامن

عشق فولاد مرا حسن ترا مقناطیس
چھوڑ سکا وہ کبھی کشش کا نہ یہ آہن دامن

داغ دل پہ ہی مرے دم کی یہ صورت سودا
جیسے چھپکے ہے کوئی بر در گلخن دامن

بلبل تصویر ہون جون نقش دیوار چمن
نے قفس سے کام کا ہرگز نہ در کار چمن

کیا گلا صیاد سے ہمکو یونہیں گذری ہے عمر
اب اسیر دام ہیں تب تھے گرفتار چمن

نوک سے کانٹون کی ٹپکی ہی لہو ای باغبان
کس دل آزردہ کی دامن کش ہین یہ خار چمن

زخم پر ہر گل کے چھڑکے صبح محشر کا نمک
سیکھ لے گر ہمسے رونا شبنم زار چمن

لخت دل کرتے خزا مین جای برگ ای عندلیب
ہم اگر ہوتے تری جا گر گرفتار چمن

فصل گل جاتی ہی سودا دیکھ لی نرگس کو ٹک
باغ مین مہمان کوئی دن ہی یہ بیمار چمن

سمجھ کے باندھا تھا آشیان ہم ہرگز آب تا گلشن
یہی کہ غنچے نے آنکھ کھولی خیال گل تھا تو خواب گلشن

نگاہ بھر کر تو جو کبھی ہی لا سکیگا یہ تاب گلشن
مجھے ہے دھڑکا کہ یہ نجاوے چمن ہو گر شرب گلشن

موسم گل ہی مین صیاد سے جا کر پا پرد
ذکر مرغان گرفتار کرون یا نہ کرون

حال باطن کا نمایان ہی مری ظاہر سے
مین زبان اپنی سے اظہار کرون یا نکرون

عہد تھا تجسے تو بھر عمر وفا کرنے کا
ان سلوکون پہ جفا کار کرون یا نکرون

کوچۂ یار کو مین رشک چمن اے **سودا**
جا کے با دیدۂ خونبار کرون یا نکرون

چمن کا لطف سیر اور رونق محفل ہی شیشی مین
بمعنی آشنا مینای مے سے ہی پر ز خاموشی

ترپتی ہی یہ خون دل مین ظالم آرزو میری
پہونچ ساقی کہ اپنی دوستونکا دل ہی شیشی مین

ہے جس مے کو تو ای یار بزم غیر مین جا کر
برای ہرزہ گو گفتار لا طایل ہی شیشی مین

طلب ان دو سے کب ہی ایک کی بھی بادہ خوارونکو
کہون کیا تجسی مین گویا وہ اک سیل ہی شیشی مین

ہمارا مضطبہ کیا کم ہی زاہد تیری مسجد سے
تو پھر اس مے کا ہر قطرہ مرا قاتل ہی شیشی مین

اگر بیٹھے ہی تیری دل مین اگر چہ ای زاہد
ہوای ابر فصل گل کی مے سایل ہی شیشی مین

جہان میخانہ مین دیکھو شکست اس جا ہی مینا پر
کہان تو چار قل کی مے سدا شاغل ہی شیشی مین

تو وان بھی دختر زسی بے پی داخل ہی شیشی مین
نہین معلوم پھر کس سنگدل کا دل ہی شیشی مین

کہتا ناہی تو ای **سودا** غلام ساقی کوثر
جو دولت دین و دنیا کی تجھے حاصل ہی شیشی مین

وہ خط اوس روی کتابی پہ بہم پہونچا ہی
ہی وہی گردن عشاق کہ جز تیغ جفا

صاف طینت سی نہ خوبونکی ہو خاطر غمناک
ہجر اور وصل سی کچھ کام نہین ہی مجکو

عمر وہ روزہ بھی عشرہ ہی محرم کا سا
کل فرما جو ہمین پوچھے تو کیا دینگے جواب

سیکڑون مشق ستم کے ہین مضامین جسمین
ہی حمائل نہ کبھی دست نگارین جسمین

زشت رو کا ہی دل آئینہ سی ہو کین جسمین
بات وہ کیجے کہ ٹک دلکو ہو تسکین جسمین

کہ دل اپنے کو سدا پاوین ہون غمگین جسمین
وہ کیا کام نہ دنیا ہو ہوئی دین جسمین

لطف کیا رکھے ہی اس باغ کی سیر ای سودا
شاخ پر دیکھنے دی گل کو نہ گلچین جسمین

تجھ بن چمن میں ہر خس و ہر خار پریشان
سنبل سی صبا کیسکے لے آئی یہ قفس بو

کیا چیز دل اوسکا ہی جو نالی کی ہو رخصت
کہ کفر کا مائل ہی یہ دل گہ سوی اسلام

اس جنس کا انسان ہی تو پیارے کہ تجھ بن
مین حال دل اسواسطے کرتا نہین اظہار

اختر نہ سمجھیو یہ مری آہ شرر بار

حیران ہی نرگس گل گلزار پریشان
ہی زمزمہ مرغ گرفتار پریشان

کر دیجے جمعیت کہسار پریشان
ہی در طلب سبحہ و زنار پریشان

یوسف کی ہو جمعیت بازار پریشان
تا غم نہ کری خاطر غمخوار پریشان

ہوتی ہی فلک پر شب تار پریشان

جو نامہ اوسکو کر رقم دیکھتے ہین
[illegible] نہین کام سنبل [illegible] دیکھتے ہین
کسی زلف کا پیچ و خم دیکھتے ہین
خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھاوے
جو کچھ دوست سے [illegible] دیکھتے ہین
[illegible] ستم دیکھتے ہین
[illegible] رنجیدہ خاطر ہی سودا
[illegible] دیکھتے ہین

[illegible]

[illegible]

ایک اُس شوخ کی دل مین نہین آتا ہے رحم
ورنہ ہمسون سبھی لطف و کرم رکھتی ہین

کوئی پوچھے تو تو بتوں نسے ہوا کیا مجھسے گناہ
اتنا کیون مجھپہ روا جور و ستم رکھتی ہین

تجھسے واقف جو نہون اونکو ہو یاور وعدہ
تیری قسمونکی عوض ہم تو قسم رکھتی ہین

جتنے ہین زیر فلک عاشق شیدا مفتون
چھاتی پر اپنی یہ سب داغ سہم رکھتی ہین

جنکا مولا ہے علی باغ جہان مین **سودا**
وہ نہین دل مین کسیطرح کا غم رکھتے ہین

وے صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین
اب دیکھنے کو جنکے آنکھین ترستیان ہین

آیا تھا کیون عدم سے کیا کر چلا جہان مین
یہ مرگ و زیست تجھ بن آپس مین ہنستیان ہین

کیونکر نہو مشبک شیشہ سا دل ہمارا
اوس شوخ کی نگاہین پتھر مین دھنستیان ہین

برسات کا تو موسم کب کا نکل گیا پر
مژگانکی یہ گھٹائین ابتک برستیان ہین

لیتے ہین چھین کر دل عشق کا پل مین دیکھو
خوبان کی عاشقون پر کیا پیشدستیان ہین

اسواسطے کہ ہین یہ وحشی نکل نہ جاوین
آنکھونکو میری مژگان ڈورونسے کستیان ہین

قیمت مین اونکی گو ہم دو جگ کو دیچکے اب
اس یار کی نگاہین تسپر بھی سستیان ہین

جب مین کہا یہ اُس سے **سودا** سے اپنے ملکے
اس سال تو ہے ساقی اور می پرستیان ہین

اُن نے کہا یہ مجسے اب چھوڑ دخت رز کو
پیری مین اے دیوانے یہ کون مستیان ہین

موتی تو صدف مین سے نکلتے ہین سمندر سے
بحرین سے عاشق کی مرجان نکلتے ہین
چشمون سے تری الفت [illegible] نکلتے ہین
زاہد کی زبان سے جو کچھ آسان نکلتے ہین
حق مین [illegible] ارمان نکلتے ہین

[illegible]

ال روز حلال اسکو بھی ہین کرکے نکھایا
نوکر جو خرابات مین در جام کا ہون مین

نے فکر ہی دنیا کی نہ دین کا متلاشی
اس ہستی موہوم مین کس کام کا ہون مین

یکرنگ ہون آتی نہین خوش مجکو دورنگی
منکر سخن و شعر مین ایہام کا ہون مین

مطلوب عاشق مین نہین اپنے کسو کی
طالب لب محبوب سے دشنام کا ہون مین

بندہ ہی خدا کا تو یقین کر کہ بتان کا
بندہ بجہان ہی زر و بیدام کا ہون مین

ہی شیشۂ می عینک پر ہی مجھے سودا
نظارہ کرن اب شیب کے ایام کا ہون مین

زندگی محبوب کیا کیا اسمین ہین محبوبیان
بیوفائی سے پر اسکی میٹ دین سب خوبیان

نامۂ پیچیدہ کو جون شمع وہ دیتا ہی آگ
کس طرح اسپر کھلین باتین مری مکتوبیان

رکھتی ہی چشم محبت کیا ہی یار و فیض حسن
جس سے نظرون مین ہی از یوسف ہون سیلوبیان

آہ و نالے سے مری ساتون فلک سے تا بعرش
رہتی ہین پنبہ بگوش اب روز و شب کروبیان

عشق یا پیغمبر وقت اسکو یارو کیا کہین
دل تو ایوبی ہوا آنکھین ہوئین یعقوبیان

حسن بالا دست تیرا کیا معاشورا ہی
تیری کوچے مین سدا رہتی ہین سینہ کوبیان

تھین مری آنکھین الٰہی یا کہ طوفان تنور
ساتھ اپنے جو اک عالم کو لیکر ڈوبیان

زیب و زینت کا مین دنیا کی نہین پاتا کبھی
زائل عزت ہین اپنی طبع کی مرغوبیان

اگر ہی کوشش فہم اپنا ورنہ یون کہتا ہی غنچہ
تھی نہ آبادی جہان ایسا تو ویرانہ نہین

باغبان مت دور کر گلشن سی تو مجکو کہ ہی
آشنای رنگ گل ہی سبزہ بیگانہ نہین

صبح دیکھا تھا جو کچھ وہ کم نہین ہی خواب سے
ذکر اوسکا شام ہو تو پیش از افسانہ نہین

بے تجلی طور کے کس سے یہ دل گرمی کری
جل بجھے ہر شمع پر اپنا وہ پروانہ نہین

زاہدا انگلی کی مت کر فکر آئینہ تو دیکھ
چین چھٹا جامی کی اوسکے ریش کا شانہ نہین

ہای کس ساقی نے پٹکا اسطرح مینای دل
ہو جہان ریزہ نہ اسکا کوئی میخانہ نہین

سنکے ناصح کا سخن مجنون نے سودا سے کہا
ایسے احمق سے مخاطب ہون مین دیوانہ نہین

آپکو تو گو سمجھتا ہے کہ وہ دانا نہین
حق بجانب ہی تری تئین اوسکو پہچانا نہین

گر کہو نہین حال اپنا سنکے غافل ہو دو چند
درد دل میرا تو اوسکو پیش از افسانا نہین

عشق کے کوچے مین اپنا مت قدم رکھ بوالہوس
گر تجھے منظور وان سر سے گذر جانا نہین

زلف مین شانہ کو دیجا گہ تو اوسکا کیا گناہ
یہ دل صد چاک بھی تو کچھ کم از شانا نہین

پھل نکوئی کا تو لیتا جا اگر لیجا سکے
پھر بھی اس گلشن مین ای نادان تجھے آنا نہین

سنگ سی بیت الحرم کی شیخ اوٹھائی ہی بنا
آئنہ دل کا مجھے اس گھر مین ٹھلانا نہین

ناصحا بالین سی میری اوٹھ خدا کیواسطے
جان کہانی اسکو کہتی ہین یہ سمجھانا نہین

۳۲۹

اچھا ہوی موتا تری شیرین سخنی سے
سودا دم عیسی ہی تری نای قلم مین

جب لبون پر یار کی مستی کی گھڑیان دیکھیان
جوان حل کی سانتین اس دل پکڑیان دیکھیان

عشق دولھا کی ہی سر سہرا کہ تار اشک سو
موتیونکی عاشقونکی منھہ پہ لڑیان دیکھیان

داغ چیچک کے سے بتلاتے تھے اکثر تمیز
چُنیان سی ہنی اوس مکھڑی پہ جڑیان دیکھیان

دیکھہ لو اس شوخ کی زلفونکو سر سی تا بپا
حسن کی پانون پہ زنجیرین جو پڑیان دیکھیان

عہد مین تجھ سے ماہ رو ہین ایذا کو چپ با گل
پھولونکی جن پر کبھو چھوتی نہ چھڑیان دیکھیان

کیونکی دل اپنا رکے زندگی سی اب نہو
صورتین کیا کیا زمین پر ہمنی گڑیان دیکھیان

جب سی وعدہ تونے سودا سی کیا ہی وصل کا
آٹھ پہر اوسکے تئین گنتے ہی گھڑیان دیکھیان

خاک و خون مین صورتین کیا کیا نہ رلیان دیکھیان
ای فلک یا تیری سی کوئی نہ بھلیان دیکھیان

وہ رہا دست تاسف کی تئین ملتا ہوا
جن نی وہ انکھیان خمار آلودہ رلیان دیکھیان

ای جسدن سی گیا ہو کر خفا وہ تند خو
غنچۂ دل کی کھلی پھر مین نہ کلیان دیکھیان

کسکے گھر مین چھپ گیا ای شوخ تو کیا جانیے
ہمنے سارے شہر کی در ناتنگلیان دیکھیان

آہ اپنی مین ثمر ڈھونڈھی ہی ای سودا تو کیا
بید مجنون کی نہ شاخین ہمنی پھلیان دیکھیان

پروا ہے کہ ان مروت ہو سو نہین
باندھا

انکھین تو ایسی عشق ہو ملین ہین ہو نہین کبھی

دست و دامن پہ ہارسے کیا ای پہ ہو نہین

گو منتظر دعا کا ہمارے سہی اب قبول

بہ فائدہ نہین ہی کہ ہی درد و مردہ نہین

اسباب سے جہان کے مجھے اب پاس کچھ نہین

حلقہ زن ہو سر کا یار کوئی بیان ہو کہ نہین

اگر فقر فریدون کی درا و درا کی نفس

باندھا ہم اس چمن مین اگر آشیان تو کیا
ہے گل مین آب و رنگ وفا کی تو بو نہین

سرگوشی پر مرے تو آشفتہ کیون ہوا
ہین درد دل کہا ہے کچھ اور تو نہین

ہم چاہین یار حال کو دین میری اشتہا
پر دا کچھ ایسی باتون کی اس شوخ کو نہین

سودا نہ کرتے کاش ترا وصف پیش یار
اب ہمکو اوس سے آنکھ ملانے کا رو نہین

کہی ہے توبہ پہ زاہد کہ تجکو دین تو نہین
بھرا دے خم ہی مری منھ سی جل نہین تو نہین

دلا مین پیتے ہی پیتے پیونگا عشق کی مے
یہ جام زہر ہے پیارے کچھ انگبین تو نہین

یہ خوبی دوستی غیر و دشمنی میری
کسی سی کچھ بھی اوسے منظور مہر و کین تو نہین

جو کوئی دے مجھے دامن پسار کر دشنام
تری ہی ہاتھ مین کچھ صرف آستین تو نہین

دلا خموشی کی میری تو دیکھیو تاثیر
موثر اوسکے ترا نالۂ حزین تو نہین

نگار خانۂ گردون کی سیر کی سودا
ولیک وا رہے گھر اپنے دلنشین تو نہین

جو کچھ ہے سو مجھے بھاگنا تری در سے کار نکو نہین
کہان چھپ کر رہے یہ دسیہ کوئی ہے جگہ جہان تو نہین

دو جہان کی آئینخانہ مین تری عکس رو کی ہے صبح تین
پھر کہین ٹک تیرے اسنھا اٹھین کیسو جبھی پھر کہین تو نہین

چمن زمانہ کا مین بیان کرون کیا ہے مسلخ انس و جان
کوئی گل بتا تو مجھی یہان ہے خزان کی جسمین کہین تو نہین

کوئی تعمیر کی میری نہین درپی ہیہات | شکل دیوار خرابی لی مین ڈھا جاتا ہون
فکر موزون نہین کرنیکو گرفتار مرے | ہون مین مضمون تری یا تو نہین سمجھا جاتا ہون
سوچون ہون اپنے تئین جون سخن رفتہ زیاد | گاہ بیگاہ اگر آپ مین آجاتا ہون
گرم جوشی نہ کرو مجھسے کہ مانند چنار | اپنی ہی آگ مین آپ جلا جاتا ہون
ہون مین وہ وحشی رم خوردہ کہ تا دشت عدم | پات کھڑکے ہی تو مانند صدا جاتا ہون

صفحۂ ہستی پہ یک حرف غلط ہی **سودا**
جب سبھی دیکھنے بیٹھو تو اوٹھا جاتا ہون

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون | مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
گریان بشکل شیشہ و خندان بطرز جام | اس میکدہ کے بیچ عبث آفریدہ ہون
تو آپ سے زبان زد عالم ہی ورنہ مین | یک حرف آرزو سے بلب نارسیدہ ہون
کوئی جو پوچھتا ہی کہ کس پر ہو داد خواہ | جون گل ہزار جا سے گریبان دریدہ ہون
تیغ نگاہ چشم کا تیری نہین حریف | ظالم مین قطرۂ مژۂ خون چکیدہ ہون
کس سے کرون مین دعوی دل جا کی اے خدا | دل دادۂ زلف رخ دلبر ندیدہ ہون
کرتا ہی جا کے گل کی تسلی چمن مین تو | خون جگر سی مین بھی تو دامن کشیدہ ہون
غافل ہی کیون ترا مری نوبت سی گوش دل | اے بے خبر مین نالۂ حلق بریدہ ہون

حسرت سے آئینہ کا دل کیونکہ ہو نہ پانی
شانہ حضور اسکے زلفونکی لے بلائین

واشد ہو خرمی سے یہ کیا حساب تجھ بن
ہر زندگی سے اپنے دل کو حجاب تجھ بن

اس برگ خشک کی آسا جو نخل سے جدا ہو
پھرتا ہون نالہ کرتا ہر سو خراب تجھ بن

جلدی پہونچ کہ مجکو ڈرتا ہون لگ جاوی
ہون جسجگہ مین وان سے آنکھونکا آب تجھ بن

بی اختیار منھ سے نکلے ہے نام تیرا
کرتا ہون جس کسیکو پیاری خطاب تجھ بن

مل جا جو چاہتا ہے سودا کی زندگانی
کچھ بیطرح سے اسکو ہے اضطراب تجھ بن

ملائم ہو گئین دلپر برہ کی ساعتین کڑیان
پھر کٹنے لگین ان بن جھبون بن کاٹے گھڑیان

گتھی نکلی ہین لخت دل سے تار اشک کی لڑیان
یہ انکھیان کیون مری جی کو لگی ہا ہو بریان

ہنوز آئینہ گرد اس غم سے اپنے منھ کو ملتا ہے
خدا جانے کہ کیا کیا صورتین اس خاک مین گڑیان

گرہ لاکھون ہی غنچہ کی صبا اکدم مین کھولی ہے
نہ سلجھین تجھسے اے آہ سحر اس دل کی گلجھڑیان

دیوانہ ان لٹونکا ہون قسم ہے روح مجنونکی
نہ مارو چوب گل مجکو بغیر از بید کی چھڑیان

چھری تلوار عدیگل بلبل ہے گلشن مین
تمھاری سیج کھودو نہ نہین کس نے انکھڑیان بلیان

کھلاسے گو کہ شانہ سے تم اپنی زلف کی عقدے
نہ سمجھو کسی دل مین ہزارون ہین گرہ پڑیان

[illegible]

کیون ہی نہین ہی کاوش انکھونسی دلکو پنہان | مژگان تک سکین تو نگاہین چھولیان
کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر حنا | جس بیگنہ کے خون مین چاہین ڈبولیان
جون برف ہوگئے ہین خنک ابتان ہند | انسے تو بلکہ گرم ہین کابل کی لولیان

سودا کے دل سے صاف نہتی تھی زلف یار
شانے نے بیچ پڑکے گرہ اوسکی کھولیان

نہ اشک آنکھونسے بہتے ہین نہ دل سے اٹھتی ہین آہین | سبب کیا کاروان درد کی مسدود ہین راہین
مرے گلشن مین کب نالہ ترا سرسبز ہو قمری | بجای سرو یان خاک چمن سے اگتی ہین آہین
رو وہین سعد رہم اس سرزمین پر چاہیے دہقان | بجای دانہ دل بو دہقان گر اسکی زمین کا ہین
بتان کی دوستی پر مطمئن ہووے سو کافر ہو | یہ ظالم مار ڈالین بات کی کہتے جسے چاہین

نہ پہونچا منزل مقصود کو مجنون بھی ای **سودا**
سمجھکر جائیو لٹتی ہین ملک عشق کی راہین

تونے **سودا** کے تئین قتل کیا کہتے ہین | یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین
جس سے پوچھا کہ دل خوش ہے کہین دنیا مین | رو دیا اُن نے اور اتنا ہی کہا کہتے ہین
محتسب نے کسی میخانہ مین جا ای زاہد | ایک شیشے کو بھی ثابت نہ رکھا کہتے ہین
تو تو اس معنی سے کیا شاد ہوا ہووےگا | پوچھیے اہل دلون سے کہ وہ کیا کہتے ہین

[illegible]

بس خشت کو اٹھا کر دیکھیں وہ چشم دل سے
صورت کو اپنی اسمین موجود جانتے ہین

کیا شکر و کیا شکایت اپنی ہی شکل سی تھی
دونون سے آپ ہی کو مقصود جانتے ہین

کاٹا قدم جنھوں نے کوئی قناعت اندر
کب مجلسون مین جا کر وہ کود جانتے ہین

آوے ہین تا سہ کر کچھ ناچ ہو سفالی
شیخ آپ کو اسی پر موجود جانتے ہین

عجز و غرور دونون اپنی ہی مرات مین ہین
ہم عبد سے جدا کب معبود جانتے ہین

ہم سر نوائین کسکے آگے کہ سید آسا
اپنے قدم کو اپنا مسجود جانتے ہین

سودا سے یہ کہا مین تجھ درد دل کہتین
کرنے دعا دوا سے ہم سود جانتے ہین

یہ بات سنکے مجھسے بولا وہ آہ بھر کہ
تدبیر ہم بھی یہ ہی محمود جانتے ہین

لیکن نہ وہ دعا ہے جسکو اثر کی درکار
گوئیندگان آمین مردود جانتے ہین

باتین کتنی ہین نہین منھ لگنی سی منظور ہین
سو میسر نہوا تا لب گور ہین

قدرت اور رونکو ہے سر گرم سخن مو نہ کبھی
نہین بھرنے کا دم سر کی مقدور ہین

کام ہے چشم کا نظارہ پہ بہتا شب و روز
آنکھ خالق نے رقیبونکو دی ناسور ہین

ساقیا بزم نہین آج خلل سی خالی
جام کچھ اور نہ دینے دیتا ہے تو معمور ہین

نیش زن کام مین اپنے ہین یہ اپنی شکلیں
لگے آئینہ محل خانہ زنبور ہین

۳۳۵

آئے تھی سبھی ہمنفس اکبار تہ دام | آزاد ہوئے اور گرفتار رہا مین

بیمار سے نگہ لطف نہ بھر عمر کی تعریف | آنکھون کو تری دیکھ کے بیمار رہا مین

جنس کی اسواسطے ہی گرمی بازار | ای شوخ ترا اسکے خریدار رہا مین

اک دم نہ تھنبا خون مری آنکھون سی کبھو یار | از بس ترے ہاتھون سی دل افگار رہا مین

صد شکر کہ رحمت کا سزاوار ہون سودا
گر شیخ کے نزدیک گنہگار رہا مین

ناوک سی ترے صید نچھوٹا زمانی مین | تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانی مین

کیونکر نہ چاک جائے گریبان دل کے دن | دیکھون جو ان تری زلف کو ہمدست و شانی مین

زینت دلیل مفلسی ہی تک کمان کو دیکھ | نقش و نگار چھٹ نہین کچھ اسکی خانی مین

ای مرغ دل سمجھ کے تو چشم طمع کو کھول | تو نے سنا ہی دام جسے ہی وہ دانی مین

سینے مین کھینچ کھینچ کیا قد کو جون کمان | تیر مراد پر نہ بٹھایا نشانی مین

پایا ہر ایک بات مین اپنی مین یون تجھے | معنی کو جس طرح سخن عاشقانی مین

دستگرہ کشا کو نہ تزئین کری فلک | مہندی بندھی نہ دیکھی مین انگشت شانی مین

ہمسا تجھی تو ایک ہمین تجھ سی ہین کئی | جا دیکھ لے تو آپ کو آئینہ خانی مین

سودا خدا کیواسطے کر قصہ مختصر | اپنی تو نیند اڑ گئی تیرے فسانی مین

۳۳۶

کہاں طاقت جو دیکھے یا نسے جانیکی تو کیا معنی
نظر آتا ہی مجکو یک قدم فرسنگ آنکھون مین

ندی فرسنگ کسیکی خونی نکلے کہنے کے
وگرنہ ہم تو رکھتے ہین چمن او رنگ آنکھون مین

نہیں ہرگز تری چشم سیہ محتاج سرمہ کی
لگی ای شوخ تیری دشمنون کے سنگ آنکھون مین

نشے سے چھک گیا سودا تو دیکھا اس خط کی سبزی کو
رکھی ہی زور کیفیت یہ کافرنگ آنکھون مین

کر دوا کرنی ہی گر ای یار دن دو چار مین
ورنہ مرجاویگا یہ بیمار دن دو چار مین

جسم کا معلوم رہنا گر یہی ہی سیل اشک
بیٹھ ہی جاویگی یہ دیوار دن دو چار مین

اب تو گل کھاتی پھری ہین لوگ تیری نام پر
دیکھیو پھولی ہی یہ گلزار دن دو چار مین

جو چلن چلتے ہو تم ہمکو بھی او سکی ہی خبر
اس چلن پر چلتی ہی تلوار دن دو چار مین

چھوڑ دیجے یہ طریق اب ورنہ اس کوچک پیچ
لوٹتے دیکھیگا اپنے یار دن دو چار مین

پیچ پر گر پیچ دیتے ہی چلے جاؤ گے شیخ
ہوکے گنبد سے گری دستار دن دو چار مین

جب مین کہتا ہون کہ وعدہ وصل کا پورا کرو
ہی یہی اس شوخ کی گفتار دن دو چار مین

لیکن اوسکے قول کو سودا تو یون جانون ہون مین
یہ سخن کہتا ہو ہر بار دن دو چار مین

جو مرض مہلک ہوا اور ہو لا شفی کو طبیب
دور ہو جاویگا یہ آزار دن دو چار مین

دلا اب سر کو اپنی پھیر مت سنگ ملامت سے	یہی ہوتا ہی نادان عشق کا انجام دنیا مین

نہ کر سودا تو شکوہ ہم سے دل کی بیقراری کا
محبت کسکو دیتی ہی میان آرام دنیا مین

ای خوشا حال ہوا جو کوئی رسوای بتان	خوار بازار ملامت ہی یہ سودای بتان
کفر سے اب تو مرا دل ہی نہایت بیزار	در میان کیا کرون ای شیخ کہ ہی پای بتان
الفت و مہر کی ذرہ جو کہین انمین ہو بو	کاش دیتا مین کسی سنگ کو دل جای بتان
بیگناہون پہ یہ ناحق جو ستم کرتے ہو	اب کسیطرح بھی تم مین سے یہ خو جای بتان
دل سی تم جنس کو بے قدر کیے رکھتے ہو	کیا مین تمسے کہون افسوس بتان ہای بتان
مول لیتے ہو جو اس دل کو تو یون ہی سمجھے	تم دیے دام مجھے اور مین بھر پای بتان

اب خدا ہی تمھین سمجھاوے مرے دل کا درد
تم سمجھتے ہو کوئی سودا کے سمجھای بتان

جی تنگ تو دیکھے لون جو ہو کارگر کہین	ای آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین
ہوتی نہین ہی صبح نہ آتی ہے مجکو نیند	جسکو پکارتا ہون سو کہتا ہی مر کہین
ساقی ہی اک تبسم گل فرصت بہار	ظالم بھرے ہی جام تو جلدی سے بھر کہین
بھرنے لگے جو ن تو کف دریا بہا بہا	دامن اگر نچوڑے ای ابر تر کہین

گردون پھری حباب کی صورت بہا بہا
آجاوین موج پر جو مری چشم نم کہین

لیک سے چلے ہین مہر بتان ہم سوے حرم
ہوجاوی شیخ کعبہ نہ بیت الصنم کہین

آہ زمین کو رام کیا ایک عمر مین
ہر آن ہے یہ خوف نکر جاوی رم کہین

ڈرکا کچھ نہین مجھے چلنے مین خضر راہ
کوئی سنا نہ بھولتا راہ عدم کہین

سودا رہیگی آہ اگر آتی متصل
اندیشہ ہی مجھے نہ نکل جاوی دم کہین

مت پھر تو ساتھ غیر کے آمان ہر کہین
ضائع نہ حسن اپنے کی کر شان ہر کہین

جز سنگ کیا ہی دیر و حرم مین جو سر جھکے
سجدہ کیا ہی تجکو مین پہچان ہر کہین

سچا تو ہو وی وعدہ مین کسطرح سے یار
وعدہ تجھے ہر ایک سی پیمان ہر کہین

میری ہی دل پہ یار چلے ہی یہ ہٹ ترا
ہوتا نہین ہی شوخ تو نادان ہر کہین

جو جو ستم ہین ہم پہ کیے اوسکے برخلاف
کرتی ہین ہم بیاں تری احسان ہر کہین

معمورہ پھر قلمرو امکان مین رہ چکا
یون ہین اُٹھا جو اشک کا طوفان ہر کہین

کعبہ سے کچھ ہی کام نہ کچھ دیر سی غرض
سودا کری ہے دیدہ یہ اک آن ہر کہین

پیارے میان اب دلمین تری وی باتین نہین آتی ہین
اُس مہوش کی چاہ کری جو آنکھین بھی شرماتی ہین

٣٣٠

ہر ایک نیک و بد سے مل بیٹھنا بتان کا
سمجھو ہو شمع جسکو خلوت مین اپنے پیارے

غیرت جنھین دی حق نے معیوب جانتے ہین
ہم دل جلے ونکا اوسکو مکتوب جانتے ہین

کہتے ہین جسکو **سودا** آفاق ہند مشرب
تقوی کو شیخ جی کے وہ خوب جانتے ہین

چاہ کی غرق تجھے ہے یہ گمان ترتے ہین
ڈوبے گرداب محبت کے کہان ترتے ہین

اب تو اس بحر سے جیتے جی اُبھرنا معلوم
تہ کے بیٹھے ہوئے بھی کوئی میان ترتے ہین

لخت یون ہی ہو مری سیر چمن مین چھین
برگ گل جون بروی آب روان ترتے ہین

وصل کی رات بھی محروم ہین اک بوسہ کے
آب حیوان مین پڑے تشنہ دہان ترتے ہین

یاد کر مستی مین تجکو مین جہان رویا تھا
آجتک بار ربط سے پڑے دان ترتے ہین

منھ مین تیری ہی جو رکھتے ہین سوا ہاتھ زبان
بحر مواج سخن مین وہ جوان ترتے ہین

صاحب فہم اوسے کہتے ہین جو ہو **سودا**
دست و پا مار کے یہ گنگ جہان ترتے ہین

اُس سرو قد کی دوستی مین کچھ ثمر نہین
نخل محبت آہ مرا بار ور نہین

اُس سنگدل کو حال پہ میرے نہ آیا رحم
ای آہ و نالہ حیف کہ تم مین اثر نہین

یاقوت لعل یار سے بہتر نہین ملے
ہر جوہری کو اسکی پہ کچھ کی نظر نہین

سودا ابھی ہوون گا مین کار قرار دلی
شہری غزال یہ جو کسی سے ہلا کرین

مجھے معلوم یون ہوتا ہے میری بھی آنکھین
کسیکی دیکھکر شاید جہان مین رہ سی آنکھین

خدا جانے کدھر کو دیکھ مجکو وہ نکل جائین
بزور اپنی میان ڈور دونسی ہون اب کسی آنکھین

ہجوم اے بس تماشائی کا تیری قد پہ ہے پیارے
بسان دستۂ نرگس زسر تا پا ہوئی آنکھین

مری آنکھین جو یان ہاسی پڑین تو کیا تعجب ہے
تری زلفون نے کیا کیا ایک خلقت کی ڈسی آنکھین

نقاب اب دور کر چہرے سے کس منہ چھپاتا ہے
قدم تیرے کو ملتی ملتی عالم کی گھسی آنکھین

ترا وہ حسن دلکش ہے نکلے جسکو تو گھر سے
پلٹکر پھر طرف گدی کی اسکی دھنسی آنکھین

مرے رونیکا آگے یار کے ہر دم یہ باعث ہے
دکھاتی ہین یاد سے سودا اپنی بیکسی آنکھین

طلب مین سلطنت جم کی نہ صبح و شام کرتا ہون
درمیخانہ پہ جا کر سوال جام کرتا ہون

پرستار خدا کہ کیا برا مین کام کرتا ہون
جہان جس بت کو دیکھون ہون مین اپنا رام کرتا ہون

روا کب باز پرس محتسب ہے مجھپہ ای زاہد
کہ مستی از نگاہ ساقی گلفام کرتا ہون

جو آزادی مین یاد آجاتی ہے لذت اسیری کی
تو کر پرواز گلشن سے تلاش دام کرتا ہون

جو دل تجھکو دیا پامال تو نے اب جو تین چاہے
کسی سے جا کے اک دل اور قرض و دام کرتا ہون

چمن مین پھر نہ بیٹھے شاخ گل پر دیکھو لا کہ بلبل	جو اس گلرو کے کوچے کا خس و خاشاک دکھلاؤن
ٹک اٹھ سایہ سے دیوار حرم کے شیخ آ تجھ تک	تجھے نیرنگی قدرت زیر تاک دکھلاؤن
پڑے ہی دونون کی آگ دوستی مین جلتو اُسی	گل و بلبل کو گر وہ روے آتشناک دکھلاؤن

پرستش چھوڑ دے کعبہ کی **سودا** شیخ گر اس کو
جو میرے دل مین بستا ہی بت بیباک دکھلاؤن

ردیف واو

دماغ اصلاح دینے کا نہین کہدو ہلالی کو	کہ فکر شعر ہے اسوقت میری طبع عالی کو
بغیر از بادہ سمجھون بزم کو مین حلقہ ماتم	تصور قالب بیجان کرون مینا خالی کو
ترا خط دیکھیون ہو لبین مین سبقت آن کا چرچا	کہ جون نہ کر رکھین تقویم ہای پارسالی کو
سہی ہے سرنگون اس باغ مین کثرت تعلق کی	ثمر کا بیشتر ہونا جھکا دیتا ہے ڈالی کو

نشست شیخ نے مجلس مین تو چھاتی پکا ڈالی
لی آؤ یان کوئی **سودا** سا اب جا لاابالی کو

چہ بے گنہ چہ گنہگار یہ نہو وہ ہو	وہ شوخ قتل کو تیار یہ نہو وہ ہو
بغیر یار ہو کیسا ہی کچھ تو مارین ہین	ہم ایسے ہونے پہ بیزار یہ نہو وہ ہو

۳۴۲

غیر کو گھر مین جگہ دی کرتے ہو سودا کو منع
ہوش دیکھا بس تمھارا واہ یہ بیہودہ ہو

حال دل پوچھے ہی کیا مجھسے مرا اے یار تو
سن رے جا عالم سی ہر کوچہ مین ہر بار تو

اب نکل سکتا نہین ممکن تجھے یان سے دلا
زلف کے حلقہ مین ہے جون نقطہ پرکار تو

ہو گیا آشفتہ سر ہر ایک اسکو دیکھکر
باندھکر نکلا مگر یہ لپٹی دستار تو

کچھ تو یان نسبت برونکو ہے بھلو نسی اے صنم
گو کہ ہین باغ جہان مین خار ہم گلزار تو

گر ہمین تک رخصت اے صیاد تین دیتا نہین
جانیکی فرصت نہین دیتا ہے دیوار تو

گر نہین ابکی میسر ساقی و ابر بہار
جام دے اے دل برس اے دیدۂ خونبار تو

زندگی اپنی اگر ہے ناصحا مجھکو عزیز
مان سودا سی نہ کر ہر وقت یہ گفتار تو

لہو اس چشم کا پوچھے سے ناصح بند کیونکر ہو
جو دل ٹوٹے کسیکے ہاتھ سی پیوند کیونکر ہو

ملے ہے غنچۂ گل خاک مین یک لب تبسم سے
کسو کا دل کہو اس باغ مین خورسند کیونکر ہو

فراہم مال و زر گھر مین کیا اپنے تو کیا حاصل
غنی جس کا نہین ہے دل وہ طالع مند کیونکر ہو

مقابل ہو کے یہ مہروش کے ناخن پا سے
جو چاہے ماہ نو وہ چند ہو وہ چند کیونکر ہو

حلاوت شہد سی بھی زیادہ تر ہے جسکی باتون مین
برابر اس لب شیرین کی یارو قند کیونکر ہو

ایک عالم کو زمانے نے دیا کیا کیا کچھ
پر کبھو مین نہ کہا اُس سے کہ دوران مجکو

کسکی ملت مین گنون آپ کو بتلا ای شیخ
تو مجھے گبر کہے گبر مسلمان مجکو

مجھ مین اور یار دن مین ہی ربط سپند و آتش
انکی جوشش نے کیا اُنسی گریزان مجکو

ریختہ اور بھی دنیا مین رہا ای سودا
جتنے دیوے جو کبھو کاوش دوران مجکو

بس ہو تو رکھون آنکھو مین اُس آفت جان کو
اور دیکھنے دون مین نہ زمین کو نہ زمان کو

جب عزم کرون گھر کے ہی دوست کا یارو
دشمن ہی مرا ہووے جو کہے یہ کہ کہان کو

ہو جب مری رنجش کا جو پوچھے ہی تو یہ جان
مونہ دیگا نہ پھر پھول کی جون غنچہ دہان کو

ابرو نے مژہ نے نگہ یار نے یارو
بے رتبہ کیا تیغ کو خنجر کو سنان کو

اسرار خرابات سے واقف ہو جو زاہد
کعبہ سے نہ کم سمجھے در پیر مغان کو

یہ رسم نہین تازہ کچھ ای شیخ جہان مین
جا گہ حرم دل مین جو مین دی ہی بتان کو

ناصح یہ مجھے راست کہی تھا کہ بجز داغ
کیا لیویگا دل دیکی تو ان لالہ رخان کو

دل کسکے دم تیغ کا پیاسا ہی کہ سودا
بسمل کی طرح تڑپے دیکھ آب روان کو

گنڈا اگر خط تم اپنی حق مین گمین کا نشی ہی بوتی ہو
نہونگا اب یہ عارض گل عبث سبزہ یہ کھوتی ہو

کیا کرون پاکیزگی کا شمع کی اُسکی بیان	بھیجون ہون خوناب دل سے دھوکی مین پیغام کو
مت سپش کا طعمہ ہو کر کعبۂ دل کا طواف	دور کر ای شیخ تن سے جامۂ احرام کو
یہ شفق مت سمجھیو یارو خدا جانی فلک	پونچھے ہی دامن سے کسکی تیغ خون آشام کو
یہ کہین دل دینے کی ہے تو کھائی ہے قسم	دل جو دیتا ہی کوئی تو جان کے آرام کو

کر کے توبہ ناصحا **سودا** مصلی کل ہوا
آج پھر پی ہے مصلا رکھ گرو دو جام کو

بادشاہت دو جہان کی بھی جو ہو دی مجھکو	تیری کوچے کی گدائی سے نکھو دی مجھ کو
آٹھ پہر اُسکو ہے نظارۂ خوبان کی تلاش	کہین یہ دیدۂ تر دن ہین نہ ڈبو دی مجھ کو
کی مین جب عرض تمنا تو یہ ظالم بولا	پھر کہے مجھ سے تو یہ بات تو رو دی مجھ کو
خرمن برق زدہ کا ہون وہ دانہ کہ مجھے	نہ کوئی مرغ چگے نے کوئی بو دی مجھ کو
خشک رکھتی ہے کبھو چشم جو دامن تجھ بن	آستین چاہتی ہے خون سے بھگو دی مجھ کو
کچھ کہین گو کہ مخالف مری حق مین **سودا**	دون نہ سمجھے وہ مجھے کہتی ہین جو دی مجھ کو

ہون گریبان دل یار مین الفت کا گل
داغ نہین دامن عصمت پہ جو دھو دی مجھ کو

آلودہ ز قطرات عرق دیکھ جبین کو	اختر پڑے جھانکین ہین فلک پر سے زمین کو

نہ پوچھو قتل کرنے میں کسو سے بیر ہی اسکو
یہ عاشق پیشہ عہد اسکا ہین سمجھین قید ناحق کی
شکار انداز انسان کا ہی دیدہ کبک صحرا ہین
ہے آرام دل میری کا ہی دالفتی اسکی

چلے تلوار تو آب روان کی سیر ہو اسکو
نصیحت کرنے سے منظور ہے سبکی خبر ہی اسکو
سودا ہی مرغ دل کے سبب عشق چشم و طیر حرم اسکو
نہ لینے سے محبت ہی نہ مہر غیر ہی اسکو

کیا برگشتہ دین سودا اگو کس کافر کی مژگان نے
کہ سرمہ چشم کا اب خاک راہ دین دار ہے

تو نہو دے تو شب ہجر دے جینے ہم کو
شادی خوش باش رکھی دھرنی آفاق
آدمی ہو تو ہم آپ مین ہو وی کچھ فضل
ہم کسو کی نہ چڑھے نظرون مین عنقا کی طرح
عشق کی تیغ کا گھائل ہون ستاؤ نہ مجھے
ہر کر اب لا کے دکھا دین اسے تجکو ناصح
پونچھون عارض سے عرق اسکو تو یون کہتا ہے
حسن فیاض ہے گل کا کہ سحر کچھ مہر

خالق ای تیغ سلامت رکھے تیرے دم کو
دائم الحبس کیا دل نے بارے غم کو
ورنہ بد نام نہ کرتا نسب آدم کو
دیکھ ڈالا ہی بیک آن ہم اک عالم کو
زخم الماس طالب لائے ہو تم مرہم کو
مت فضیحت ہو عبث کر کے نصیحت ہم کو
خیر ہی چھوٹنے مین دامن نہ دو نامحرم کو
جسکے دامن سے ہے چسپے گہر شبنم کو

بادہ پیتا تو وہ اک لطف اٹھاتا سودا
فائدہ جام نہ یہ ہو گیا جم کو

٣٤٥

تا صاف ہی یہ وضع سے اپنے دل عالم	آئینہ کو منہ کیجیے تو ذرہ جبین ہو
مت دیر و حرم کی تو سمجھ سجدہ مین کچھ فرق	پتھر ہی کا جب پوجنا آیا تو کہین ہو

سودا کے خیالات مین جھلکے ہے خدائی
جو اپنے تخیل مین یہ چاہے سو ذہن مین ہو

خط اسکا سادہ لوحونکی سیتارونسے مت پوچھو	غرور کفر مجھہ کافر کا دیندارونسے مت پوچھو
نہ استفسار کیجیو ہمسے اُس لبکی حلاوت کو	شکر کا ذائقہ خون جگر خوارونسے مت پوچھو
طلبگار نشان ہمسے ہو اُس خوش قد کی کوچہ کی	بہشت و سایۂ طوبیٰ گنہگارونسے مت پوچھو
ہمین گر نالۂ کنج قفس کیسے تو آتا ہے	چمن کے زمزمے کرنا گرفتارونسے مت پوچھو

فراموش اندنون ہم شہریون کو دلسے سودا ہے
خبر اوسکی جہان آباد کے یارونسے مت پوچھو

مرے نامہ کے خاطر مرغ دل سے کون بہتر ہو	تجھے نامہ لکھون اور نامہ بر میرا کبوتر ہو
لکھون گر شرح سوز دل تو ہر یک حرف نامہ پر	شرار کاغذ آتش زدہ کی طرح مضطر ہو
کیا ہے عہد و پیمان اشتیاق اپنے سے یہ مینے	کہ جس ساعت گلے لگنا مجھے تیرا میسر ہو
رووُنمین چشم و داغ سینہ سے اسوقت اس خط	مبادا مانع نظارہ اشک آنکھون مین آ کر ہو
خط اپنے مرغ جانکی پر سے باندھا آج سودا نے	نہ کھینچا انتظار اتنا کہ تا پیدا کبوتر ہو

عالم کی گفتگو سے تو آتی ہی بوی خون
بندہ ہی اک نگہ کا گنہگار کچھ کہو

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو
ہوا ہو ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو

روا ہی کہ تو بھلا ای سپہر نا انصاف
ریا ی زہد پہ چھپے راز عشق رسوا ہو

بھرا ہی اسقدر ای ابر دل ہمارا بھی
کہ ایک لہر مین رو سے زمین دریا ہو

جو مہربان ہین زہ سودا کو مغتنم جانین
سپاہی زادونسے ملتا ہی دیکھیے کیا ہو

بوؤن مین تخم دل کو وان جہان زر توم ہو
پالون جو عندلیب قفس مین تو بوم ہو

اپنے چمن کو فائدہ کیا تجھ سے ای صبا
یہ چاہیے وہ کہ یان دم عیسی سموم ہو

اس درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو
قسمت کا جو لکھا ہو الٰہی شتاب ہو

اس کشمکش کے دام سے کیا کام تھا ہمین
ای الفت چمن ترا خانہ خراب ہو

ای نالہ مت سبک ہو نکلکر جگر سے تو
مدت سے گر چکا ہی جگر کی نظر سے تو

اس مکان اشک سے ہی دو قدم کی راہ
آنکھین چرا نہ لخت دل اتنی سفر سے تو

جو مرغ زیبا دگل اندام قفس ہو
جس طائر بے چین کو آرام قفس ہو

راضی ہی اسیری پہ تری چشم کا مائل
اس شرط سے گر صورت یا دام قفس ہو

چھوڑونگا نہ دامان اسیری کبھو صیاد
ہر صبح رہائی ہو مجھے شام قفس ہو

ردیف

نہیں زخم سے اسکے واقف کوئی ‏ ہے باطن یہ برچھی بظاہر نگاہ
جو ہیں ترک چشم اسکے ابلق سوار ‏ انھونکا ہے نیزہ سراسر نگاہ
دل و جان کا حصہ برابر ہے یان ‏ جفا جو ہیں مژگان ستمگر نگاہ
تسلی تھی تب تک دل کو اب کیا کرون ‏ کرے تھا تو آگر جو اکثر نگاہ
کہن آنکھیون سے دیکھو تو داغ جگر کو ‏ نہ کی یون کبھو تمنے ادھر نگاہ
کدر اسکے دل میں ہو مجھے کہ آپ ‏ کرکے آئینے کو مکدر نگاہ
نہ آلودہ خون ہوئے دامان برق ‏ نہ ہر خون عشاق سے تر نگاہ
سپر داغ دل کے سوا کیا کرون ‏ بھوین تیغ کھینچیں ہیں جدھر نگاہ

جو سودا نکلتا ہے تلوار سے
کرے ہے وہی کام اکثر نگاہ

لینے لگا ہے اب تو مرا نام گاہ گاہ ‏ بھیجیں گے ہم بھی نامہ و پیغام گاہ گاہ
سائل کو کچھ نہ دینے سے دینا ہے کچھ بھلا ‏ دیتے نہیں جو بوسہ تو دشنام گاہ گاہ
خورشید کی طرح سے یونہیں ہرزہ گرد وہ ‏ نکلے ہے ماہتاب مرا شام گاہ گاہ
دیوار گھر کے یار کی مت ڈھا تو شکل آپ ‏ کرتا ہوں اسکی سایہ میں آرام گاہ گاہ
جاوے وہ کب کسی کی نگہ گھر قریب کے ‏ لاتی ہے اوسکو گردش ایام گاہ گاہ

[illegible]

شادی آئینگی نہ کر یار نہ جانیگا غم
آیا گیا کیا کہ نہ بگڑا نہ بنا کیا کیا کچھ

سینہ قانون و غنا نالہ و دل ہی مضراب
نکلے ہی ساز محبت سے صدا کیا کیا کچھ

دوستو ہم مین ترقی و تنزل اپنے
کیا کہین ہم کہ زمانہ سے ہوا کیا کیا کچھ

ضعف و ناطاقتی و سستیٔ اعضا
ایک گھٹنی مین جوانی کے ڈھا کیا کیا کچھ

سیر کی قدرت خالق کی تو ان مین سودا
مشت بھر خاک مین جلوہ ہی بھلا کیا کیا کچھ

کہان وہ نور کہ شمس و قمر مین ہی شعلہ
جو حسن یار کا اپنی نظر مین ہی شعلہ

نظر کرو وہ بنا گوش و گوشوارہ مین
کہ بحر حسن کی ہر ایک گھر مین ہی شعلہ

غضب جو ذرہ دل اُسکی مین تو کم مت جان
کہ سنگ مین ہی شرر اور شرر مین ہی شعلہ

شرر سے کم نہین آتا ہی گرم قطرۂ اشک
ہم عاشقون کی مگر چشم تر مین ہی شعلہ

سموم عشق کی تاثیر سے نے جلا مارا
تری بھی ای نفس سرد سہ مین ہی شعلہ

سدا تلاش مین یار رو ہر آتشین جو کہ
یہ رات دن مہ و خور کا سفر مین ہی شعلہ

نہ دی تو نالہ کی تکلیف ہمصفیر مجھے
کہ نالہ یان نہین اس مشت پر مین ہی شعلہ

پڑا جلون ہون تن تنہا گھر اپنے مین تجھ بن
طرح اُجاق کی دیوار و در مین ہی شعلہ

یہ تکمہ کی ہی جھلک یار کے گریبان پہ
کہ جیسے مہر کا جیب سحر مین ہی شعلہ

ہی فلک برق کا نالان ہی شعلہ
ای باد [illegible] گل کا چمنستان جہان مین
سودا کا ہی سینہ ہی اک آتشکدۂ حسین
وہ خلق [illegible]

[illegible]

مت مجکو ڈرا واعظ محشر کی صعوبت سے ۔ ہے میری صد محشر میرا دل شوریدہ
زاہد نے نہ کی تزئین رندونکی شرارت سے ۔ دن عید کے باندھی ہے عمامۂ بوسیدہ
مستی سے کبھو اپنے جز اس دل پُر خون کر ۔ شیشہ مے گلگون کا دیکھا ہے نہ غلطیدہ
یان محفل شادی بھی غم سے نہ جدا دیکھی ۔ کیا شیشۂ مے رویا جب نے ہوئی نالیدہ
جو مردہ ہین شکل اُنکی یون سطح زمین پر ہے ۔ تصویر ہے شیرون کی جون قالی مین خوابیدہ

تحریر مین سودا کی ہے جائے بھلا کسکو
خامۂ ید قدرت سے اوسکا ہے تراشیدہ

غم کا ہے سپر خواندہ اور درد کا پالیدہ ۔ مضمون جو طبیعت کا سودا کی ہے زائیدہ
اس تپ کے طبیب اپنا موجب کو نسمجھیگا ۔ دامن رمق دم کا چھوڑے ہے تن تفسیدہ
مت مجکو سنا نادان آمان مین کہتا ہون ۔ ہے تیر قضا نادان آہ دل رنجیدہ
مین جو رہتون سے مل کچھ تازہ نہ دیکھونگا ۔ آنکھین مری اے ناصح ہین کینہ ستم دیدہ
پکڑا ہے یہ تنگ آکر غم نے مری سینہ کو ۔ دل سانس سے بھر نہین ہوتا ہے خراشیدہ
بھیجا تھا دیار اُسکی مین نامۂ شوق اپنا ۔ کیا شرح کرون اُسکی بہتر ہے وہ نشنیدہ

جون سنگ لیے پھرتا ہو لڑکی کسی بستی مین
قاصد کے یون میرا ہے نامۂ پیچیدہ

ہر چند کہ سب عاشق مضبوط و جوانی ہین
اڑتا ہے دھوان جیسے سودا سو ہے پروانہ

یان نہ ذرہ ہے چمکتا ہے فقط گرد کے ساتھ
جلوہ گر نور ہے خورشید کا ہر فرد کے ساتھ

زخم کی طرح زمانے مین تو کاٹ اپنی عمر
خندہ باگریہ جو کچھ ہو دے سو ٹک درد کے ساتھ

کس طرح خانۂ گردون کی بنا ہو وے پسپ
معنی اس بیت کی اک ہم ہین سو آورد کے ساتھ

قدر نہین دولت دنیا کی تجکو ورنہ
زر کو نسبت نہین عاشق کے رخ زرد کے ساتھ

من وے و دل ہو چکا بہ بساط دوران
چوٹ کھاتی نہین وہ نرد جو ہو نرد کے ساتھ

تیغ چوبی سے کہان قبضۂ فولاد ہو نصب
نہ رہے صاحب جوہر کبھو نامرد کے ساتھ

ہم کہاتے ہین تری بندۂ بے زر پیارے
گل نے بلبل کو خریدا ہے زر ورد کے ساتھ

صبحدم آج چمن مین بلب جو سودا
شعر بیٹھا وہ یہ پڑھتا تھا نپٹ درد کے ساتھ

دل کو چاہا مین کہ خالی کرون مانند حباب
ہو گئی جان ہوا اک نفس سرد کے ساتھ

شیشے تھی جام کی سو گئی جان جم کے ساتھ
وابستہ ہے طلسم جہان اپنے دم کے ساتھ

اٹھا ہوا نہ قافلۂ دنیا مین اس سوا
جو یان سے اٹھ چلا سو گیا درد و غم کے ساتھ

کیا ربط خورمی سے کہ مانند طفل اشک
پائی ہے پرورش مرے دل نے الم کے ساتھ

۳۵۱

جس سمت نگہ کیجے اودھر نظر آتا ہی
لوہو سے ترے سر کے دلیا ردد آلودہ

جب مین تجھے سمجھا کر رہ گئی تھکین ہون
کہتا ہی نہو وے گا بار دگر آلودہ

لیکن یہ نصیحت ہی بے فائدہ کیا حاصل
یہ ہی کہ اُدھر دھو یا دو ہین ادھر آلودہ

اسبات مین ای نادان تبلا تو مزا کیا ہی
پا نون سے جو تو خون مین ہی تابسر آلودہ

جبو قت فرض آن نہ یہ بات سمجھی
اتنا ہی کہا پھر کر آہ اثر آلودہ

لذت کو ہلاہل کی کیا انکو بتاؤن مین
ہی کام و دہن جنکا شہد و شکر آلودہ

نیند سے اٹھتی ہی جسدم دیکھے ہی تو آئینہ
دے ہی باد صبح کو گلزار کے بو آئینہ

حسن لاثانی کا تیری دوسرا ہوگا نہ کبھی
دیکھ پاویگا کہین گر تیری منھ کو آئینہ

چاہتا ہی سینہ کو اپنی کرون مین چاک چاک
ہاتھ مین شانہ کے جب دیکھی ہی گیسو آئینہ

باز رکھے گا تماشے سے تجھے گلزار کے
روبرو ہو نیکا گر پاوے گا قابو آئینہ

فیض تیری حسن کا یہ عام ہی ای مہروش
عکس رو تیری سے ہوجاتا ہی مہرو آئینہ

اسقدر ہی شوق نظارہ سے اپنی یار کو
روبرو دیکھوں ہون اوسکی یا بہ پہلو آئینہ

کیا لگا لیتا ہی مہر دیون کو سودا آپ سی
چشم مین اپنے مگر رکھتا ہے جادو آئینہ

۳۵۳

دل کو ٹکڑے نہ کرای آئینہ رو ہاتھون ہاتھ
جنس یہ وہ نہین جو ہو دی رفو ہاتھون ہاتھ

روٹھ چلتے ہین اگر ہم تو وہین مہر و وفا
کھینچ لیجاتے ہین پھر یار کے کو ہاتھون ہاتھ

ہاتھ کیونکر نہ مین اس رشک سی کاٹون اپنے
لے گیا شانہ تری زلف کی بو ہاتھون ہاتھ

فرصت اتنی نہین رکھتی گل و غنچہ کی بہار
مجکو پہونچا دو مغان جام و سبو ہاتھون ہاتھ

تجکو یوسف کی خبر ہے کہ نہین ای یعقوب
بک گیا مصر مین وہ روی نکو ہاتھون ہاتھ

شب تری پانون کی آلگتی ہی چوری چوری
ایک ہی دزد حنا باندھے ہے تو ہاتھون ہاتھ

ناصحا تار نہ بتا اب سے کے کرون گا اسکو
گو کیا تمنے گریبان کو رفو ہاتھون ہاتھ

شیخنا بزم مین رندونکے چھپا اپنی ریش
گر تبرک ہی یہ لیجاوین گے مو ہاتھون ہاتھ

شاہ مردان تری امداد کرینگے **سودا**
باندھ لے چل کے جو تیرا ہو عدو ہاتھون ہاتھ

مجھسے پی لیے پھر نا تلوار بہت تحفہ
مقتول قتل او دیر اسرا بہت تحفہ

بیمار کو تجھ غم کے دینی تھی دوا کو لی
کیا کہیے غرض تجھسے وہ غمخوار بہت تحفہ

دیکھے سے شفا جنکے ہوتی ہی مریضونکو
رہتا ہی ان آنکھون کا بیمار بہت تحفہ

احوال مرا کہہ کہ مغرور کیا اوسکو
اغیار تو تجھے ہی تھی پر یار بہت تحفہ

دل معنی رنگین سی لبریز ہی **سودا** کا
اس غنچہ مین پھولا ہی گلزار بہت تحفہ

جو دیکھا عشق کا فتنہ تو دی ... [illegible]

میں اُسکو شمع سوز دل کو ... [illegible]

زبان شمع ... [illegible]

اسیری ... [illegible]

[illegible] سودا ... [illegible]

خاک نشینی کی راہ یوں ہے کہ ہو کر فنا	اور اٹھے نہ جاگہ سے جوں نقش قدم واہ واہ

کہنے لگے ریختہ جو کوئی سودا کی طرح
اوس پہ زمین سے ہو تا لوح و قلم واہ واہ

شیخ تو کعبے کو پہونچے ہے کرامات کی راہ	حرم دل کو جو پہونچا سو خرابات کی راہ
ہرگز اُس بت میں نہیں وعدہ خلافی یارو	اُن نے روکی ہے مری قبلۂ حاجات کی راہ
زلف سے پھر نہ سکے دل چاہ ذقن میں ڈوبا	اسلیے کہتے ہیں چلنی ہے بری رات کی راہ
پھوٹ نکلے ہیں مری پشت قدم پر سو خار	آہ پیدا نہ ہوئی اُس سے ملاقات کی راہ
اے دل اوس سے تو نہو بات نکر بے طول	وہ دہن تنگ ہے اتنا کہ نہیں بات کی راہ
کس صنم نے یہ بھلایا ہے طریق دین کو	اپنے زاہد نے فراموش کی اوقات کی راہ
ناصحو دل تو گھر اٹے پہ دیا میں اُسکو	پر نہ سمجھو زرہ عشق مدارات کی راہ

باز آ پھرنے سے تو کوی بتان کے سودا
جب نہ تب چلتے ہیں دیکھا تجھے آفات کی راہ

ردیف مثناۃ تحتانی

نہ دی عاشق نہ دی معشوق جنہیں ہو نہ کچھ خامی	عبث لی ہمنے اب دنیا میں سر اپنے یہ بدنامی

قطعہ (۳۵۴) سودا

[illegible]

نامہ کا جواب اپنے آتے نہ کبھو دیکھا — قاصد ہی کی گلیون مین تشہیر نظر آئی

کرتے ہو مداوا کب بیمار غم اپنے کا — جب کام ہوا آخر تدبیر نظر آئی

دل پھیر نہین سکتے تجھسے وہ دعا ہرگز — جس سے کہ یہان پھرتی تقدیر نظر آئی

ہر گردش چشم اسکی حلقہ در محشر کا — موج خط پیشانی زنجیر نظر آئی

اس باغ مین اک گل کو خندان جو کبھی دیکھا — سو غنچہ کی وان صورت دلگیر نظر آئی

کی عمر عبث ضائع خدمت مین مہوس کی — خاک اپنی ہی جب دیکھی اکسیر نظر آئی

دیکھی نہ بنا ہمنے وہ قصر فریدون کی — جو اپنے خرابہ کی تعمیر نظر آئی

صنعت کی مصور نے کھولا جو مرقع کو — اک اسمین نہ تیری سی تصویر نظر آئی

اُس زلف کو جب دیکھا مین ہاتھ مین سودا کی
بپھرے ہوئے ہاتھی کی زنجیر نظر آئی

یار کا جلوہ مرے کیا شہرۂ آفاق ہے — جسکو سنتا ہون سو وہ دیدار کا مشتاق ہے

ذات پر اُس شوخ کی بس ختم ہے معشوقیت — جو بشر دنیا مین ہے سو جملہ عشاق ہے

ان لبون کی قابل دشنام مجھ جیسا نہین — یہ لطف ہے کرم ہے مہر ہے اشفاق ہے

صبر اس سے زیادہ کرنا کام ہے ایوب کا — لو خبر میری کہ اب عاشق کی طاقت طاق ہے

فائدہ اس ہرزہ گوئی سے بھلا ناصح تجھے — زندگی سودا کو اب بے عشق کی شاق ہے

(٣٥٥)

جو کچھ ہے رنگ اُسکا سو ہے نظر مین اپنی
گو جامہ زرد پہنے یا چیرہ لال باندھے

تیرے ہی سامنے کچھ بہکے ہے میرا نالہ
ورنہ نشانے ہمنے مارے ہین بال باندھے

بوسہ کی ہے تو خواہش پر کہیے کیونکہ اُس سے
جسکے مزاج لب پر حرفِ سوال باندھے

مارو گے کساکو جی سے کس پر یہ گرم کسی ہے
پھرتے ہو کیون پیارے تلوار ڈھال باندھے

دو چار شعر آگے اُسکے پڑھے تو بولا
مضمون یہ تو نے اپنے کیا حسب حال باندھے

سودا جو اُن نے باندھا زلفون مین دل سزا ہے
شعرون مین اوسکے تو نے کیون خط و خال باندھے

کیا کہیے جو اُس شوخ کی اوقات ہوئی ہے
انسان کا اُسے قتل تو اک بات ہوئی ہے

نوروز کو چہرے نے ترے یار ہرایا
زلفون سے شب قدر بھی اِک بات ہوئی ہے

مجھ چشم کی جھڑیون نے ڈبو ماری ہے اک خلق
کیا دشمنِ آفاق یہ برسات ہوئی ہے

زلفون کے خیالات مین شب نیند جو چھٹی
معلوم مجھے کیا ہی بڑی رات ہوئی ہے

کوچے مین تم اپنے جو پھرا کرتے ہو پیارے
میرے بھی کبھو دل سے ملاقات ہوئی ہے

ای شیخ نہین تم مین تو اک پشم کرشمہ
داڑھی کی بزرگی ہی کرامات ہوئی ہے

دعوائے غلامی تو ہے اک خلق کو تم سے
کچھ بندگی **سودا** کی بھی اثبات ہوئی ہے

مجکو سونپا ہی زمانی کے تئین قسمت نے — دست نامرد مین شمشیر بہت اچھی ہے
لیکے کعبے سے کیا سیر مین بتخانہ تک — خانۂ دل ہی کی تعمیر بہت اچھی ہے
ذکر کو عیش کے کہتے ہین کہ ہی نصف العیش — ہجر مین وصل کی تقریر بہت اچھی ہی
زلف مین تیری مین اسو اسطی دل سونپا ہی — اس دیوانہ کو یہ زنجیر بہت اچھی ہے
کیون ہی خاموش سی طرح چمن مین بلبل — ترے نالے کی تو تاثیر بہت اچھی ہے
کام دیکھا مین بہت مانی و بہزاد کا یار — آنکھونمین تیری ہی تصویر بہت اچھی ہی
نیک و بد سے نہ کرون اپنی لکھی کا شکوہ — جو کہ قسمت کی ہی تحریر بہت اچھی ہی

جتنے ہین کام ترے سونپ خدا کو سودا
تیری تدبیر سے تقدیر بہت اچھی ہے

عاشق تھا کبھی تجھپہ یہ پھر دل تو وہی ہی — گو عشق نہین اسمین و لے دل تو وہی ہی
خورشید کو کیا رو جو ترا چہرہ وہ ہووے — عکس آئینہ مین دیکھ مقابل تو وہی ہی
کب کر سکے وہ تیغ ادا سے ہو جو کچھ کام — گو زخم نہ معلوم ہو قاتل تو وہی ہے
ہوویںگے تری کوچے مین یون دل تو ہزارون — میرا جو دل ایک آنکھ مین ہی بسمل تو وہی ہی
خواہش کو تبدیل کر آگے تھی جو تجھ مین + — اب میری ملاقات کی مائل تو وہی ہی
کیا فائدہ گر خلق پہ ظاہر ہو مرا حال — جو چاہیے آگاہ سو غافل تو وہی ہے

نہ درد دل ہی سے کہنے کی ہے مجھے طاقت
نہ چپ ہی رہنے کی تاب و توان باقی ہے

کیا کہیے وہ بت آہ کس آئین نمکین ہے	سر تا بقدم کافر بے دین نمکین ہے
قطرات عرق کا ترے عارض پہ ہے وہ لطف	جون پہلوی مہ خوشۂ پروین نمکین ہے
کب یہ گل و رنگ پہ گلشن مین ہوا ہے	فندق سے جو وہ دست نگارین نمکین ہے
جسن کبھو شمع کے شعلہ مین نہ دیکھا	جون سر پہ ترے طرۂ زرین نمکین ہے
میٹھا جو لگے بولنے پھر اسکی تو کیا بات	ہو ترش تو حرف لب شیرین نمکین ہے
کب چاشنۂ خواران جفا مہر طلب ہین	اس دل کو تری دشمنی و کین نمکین ہے

سودا یہ مرے شوخ کو کیا چاہیے زینت
جون مہر ن آرائش و تزئین نمکین ہے

دل جس فروشندۂ بازار ہنر ہے	دیکھو تو کہین کوئی خریدار ہنر ہے
ناقدر شناسی سے خلائق کی جہان مین	جسکو ہنر آیا اوسے انکار ہنر ہے
آیا نہ ہنر وہ کہ پھرین جس سے گئی بخت	اس عاصی کو مدت سے سروکار ہنر ہے
عاشق جو ہنر پر ہے ہنر اسکا ہے عاشق	دلبر ہے ہنر جسکا وہ دلدار ہنر ہے
کعبے کو نہ پوچھو جو مین ہنر مند کے ہوتے	اے شیخ یہ بندہ تو پرستار ہنر ہے

مین بندہ ہو گیا سودا اب اس نازک خیالی کا
کہ یار اپنے کو سمجھون ہون مری پہلو مین بیٹھا ہے

ناصح جفاے عشق اگر مین سہی سہی
تونے بھی کچھ زراہ نصیحت کہی کہی

دریاے عشق کیا مین بتاؤن کہ جسکی بیچ
کشتی پھرے ہے عقل کی تیری بہی بہی

یہ دل نہ کھول زلف سے ظالم خدا کو مان
لاکھون گرہ جہان ہین تو یہ بھی رہی ہے

پکڑی ہے تیرے ہاتھ کو ہر ایکدم رقیب
ہمنے بھی گو کمر تری ذرہ گہی گہی

سودا تو چہرے کو تری سمجھی ہے آفتاب
کہتے ہین گو کہ اوسکو مغل سب مہی مہی

بیمار کی آج اپنے سر شام خبر لے
اس رات خدائی ہو تو ظالم وہ سحر لے

پیغمبر حسن آکے تجھی لوین گے عشاق
قرآن کی صورت جو خط اس مکھ پہ اتر لے

ہے تنگ زمانے مین بہت عمر کا عرصہ
اسمین عمل نیک کیا چاہیے تو کر لے

دکھ دے نہ کسی دل کے تئین باغ جہان مین
گر نخل حیات اپنے سے چاہے کہ ثمر لے

خاک اسکی پرکھ پر جو کوئی جوہری اے شوخ
آگے لب و دندان کے تری لعل و گہر لے

جون خضر ہوس عمر ابد کی نہین مجھکو
اس دم کی تمنا ہے جو تجھ پاس گذر لے

دیکھا اسکو اکیلا جو کیا عرض تمنا
بولا کہ تجھے خیر ہے کچھ اپنی خبر لے

٣٥٩

جب اس چمن میں چھوڑ کے ہم آشیان چلے
اک ہم صفیر نے بھی نہ پوچھا کہان چلے

کیا ہے لیا تھا ہنسے اُلجھتا جو کوئی خار
جون گل ہم اُسکی باغ سے دامن فشان چلے

سر بات میں ہے ایسی کتر لونت اُسکو یار
مقراض کیطرح سے کہ جسکی زبان چلے

غافل ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر
کر خوف ایسے تیر سے جو بے کمان چلے

جانیکو اپنے گھر سے کہے تھا تو اور ہم
دنیا سے تیرے جور کے ہاتھون میان چلے

سینہ مفارقت سے نہو رفتگان کے داغ
آتش فشان رہی ہے کہ جب کاروان چلے

راہ عدم بھی زرد رہی سودا کہ جسکے بیچ
جسطرح پیر جاے ہے وو ہیں جوان چلے

جاتے ہیں لوگ قافلے کے پیش و پس چلے
دنیا عجب سرا ہے جہان آکے بس چلے

کہیو صبا سلام ہمارا بہار سے
ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوے قفس چلے

اے غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ
جمعیت دلی یہ تری پھول ہنس چلے

تیرے سخن کو میں لب رو چشم ناصحا
مانون ہزار بار اگر دل سے بس چلے

نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دو ٹری
سُن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے

صیاد اب تو کیجے قفس سے ہمیں رہا
ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے

کام اُس گلی میں سر سے یہ سودا گذر چکا
کیا تاب اک قدم جو اُدھر بوالہوس چلے

سیر کر باغ کی جس وقت پھری وہ گلرو | مار ڈالو تو نہ اک مرغ چمن میں ٹھہرے
کیا کہوں اس دل صد پارہ کا غنچہ سے انس | کہی اس سے کہ سخن جسکے دہن میں ٹھہرے
یار کا ہی وہ بناگوش کہ جسکے آگے | تاب کیا ہی جو صفا دُرِ عدن میں ٹھہرے
تا بہ نقد دو جہان اُسکو نہ بیچین عطار | بو تیرے زلف کی گر مشک ختن میں ٹھہرے
بیقرار و نکو ترے چین کہان بعد از مرگ | ایک آنین نہین ایسا کہ کفن میں ٹھہرے
شمع رویان کی اگر اٹھ چلے تو مجلس سے | نہین امکان کہ تا شمع لگن میں ٹھہرے
کوچہ عشق میں ثابت جو رہی تو جانین | مانین عاشق نہ اوسی جو کوئی رن میں ٹھہرے

گر زبان سے تری الفاظ نہ بندش پاوین
معنی کسطرح سی سودا کی سخن میں ٹھہرے

کیا کیا تھے چاؤ دل میں جب آئی تھی عدم سے | کھلتے ہی آنکھ یار دیا لا پڑا ہی غم سے
محفل تری مبارک ہو نزد دوستو نکو | تیری گلی کے سگ کو کیا کام ہی ارم سے
ای چرخ سفلہ پرور ای آسمان بے مہر | وا اژدن ہی عقل تیری اوندھا ہی تو جنم سے
احمق ہین وہ جو تیری بھولین کجروی پہ | ٹک اسطرف نظر کر یہ بات اور ہم سے

مینا و ساغر و می ساقی و مطرب و نے
یہ ساری خوبیان ہین سودا کی دم قدم سے

٣٦١

جبسے دل کی الفت بے پیر دامنگیر ہی
تب سے موج اشک کی زنجیر دامنگیر ہی

کر چکا تھا سادہ روئی مین ہین آزاد یار
پر خط رخسار کی تحریر دامنگیر ہے

حسن و عشق ایسا نہین ہے جسمین وصل انصاف کو
جرم عاشق ہو نہو تعزیر دامنگیر ہے

کیونکہ مین پہونچون خدا تک اہد ادیگام ہی
حسن جس بت کا ہی عالمگیر دامنگیر ہے

دیر سے میری نکلنا جرم آسان نہین
شیخنا ہر بت کی وان تصویر دامنگیر ہے

کسطرح یہ مرغ دل فتراک سی اسکی بندھے
آہ جسکے زین کا نخچیر دامنگیر ہے

داد دہ ای دل کوی معلوم گوش خلق ہے
گو تری فریاد بے تاثیر دامنگیر ہے

درگذر ای بے خبر تو اپنی تدبیرات سے
تیری ہر تدبیر کے تقدیر دامنگیر ہے

مخلصی سودا کی کچھ حق کے کرم سی ہو تو ہو
ورنہ یان ہر کام کی تقصیر دامنگیر ہے

ای زاہد اعطاے ازل سی خبر مجھے
تجھکو تو زہد خشک ملا چشم تر مجھے

کاٹی مصیبت شب ہجران مین بارہا
واعظ نہین ہی روز قیامت سی ڈر مجھے

بازار عشق مین غرض اس سر کو بیچنا
نے نفع پر نگاہ نہ سوجھے ضرر مجھے

جون شمع پانون کاٹ کے جاتا ہون مین کہان
در پیش آگیا ہی کدھر کا سفر مجھے

رہتا ہی اندنون دہن یار کا خیال
بھاتا ہی ناصحا سخن مختصر مجھے

۳۶۳

ہمسے دیوانونکے عاقل در پے تدبیر ہین
بندی ہین ان نجیہ مغز ونکی خیال خام کے

عشق کا آغاز تو جون تون گذر جاتا ہی لیک
کہہ نہین سکتا دلا حالات مین انجام کے

نے تلاش دین ہو ہمسی اور نے دنیا کی فکر
اسکی رزاقی ہی دیدی ہے ورنہ کسکی کام کے

گذری تھی آرام سی جب تک نہ تھا دل مبتلا
اسکی لگ جاتی ہی دن جاتی رہی آرام کے

ساغر دل خون سی مالامال رہتا ہی مرا
اہل دل گر مست رہتی ہین تو ایسی جام کے

ہی بہار آنکی نگاہون بن ای **سودا** [illegible]
مست جو ہین گے نگاہ ساقی گلفام کے

پوچھے نہ کبھو اشک وہ مغرور کسو کے
پڑ جائین اگر چشم کے ناسور کسو کے

تو کہہ کے ہمین سخت نہ بدنام ہو ناصح
یہ شیشہ دل ہاتھ سے ہی چور کسو کے

قسمت کہ دل اپنا ہی کیا پیس کے سرمہ
تس پر بھی نہین چشم مین منظور کسو کے

ہو چشم سی کیسا ہی جو نزدیک تو پھر کیا
جس روز پڑا دل سی کوئی دور کسو کے

عاشق پہ تعدی ہی کوئی چرخ سی ایجاد
باندھے ہوئے ہین دل آج یہ دستور کسو کے

پھڑکاتی ہی کیا دختر رز شیشہ مین آنکھین
قحبہ نہ رہی گھر مین ہو مستور کسو کے

پلکون کی تری نیش سے ماری نہ کراہین
ملکے وہ پڑا کاٹتے جو زنبور کسو کے

ڈھلکے جو چلی جاے ہی نرگس کی یہ گردن
دیکھی ہین مگر چشم وہ مخمور کسو کے

سودا تو عبث رہتا ہی اسکی مین غمین
وہ ساتھ شب و روز ہی مسرور کسو کے

مجھ چشم سے اب اشک نہین اینکا تا صبح	آوی بھی غم دل سے تو لخت جگر آوے
مین منتظر اس وہم سے رہتی ہون شب و روز	آیا جو نہ وہ شام تلک تا سحر آوے
پھرتا ہون تری واسطے مین دربدر ای یار	تجھسے نہ ہوا یہ کہ کبھو میری گھر آوے
گویا دل عاشق بھی ہے یہ قبلہ بیت	رکتا کہین ہے در سے کسو کے جدھر آوے
کہلے دکھا اپنا مین کیا مغز کو خالی	اتنا نہ ہوا شک کے تری چشم بھر آوے

کوچے مین رقیب اوسکے تری ہاتھ سے **سودا**
ایسا نہیں دیکھا ہے کہ بار دگر آوے

لاکھ طوفان بھان ہمکو فلک دکھلاوے	کسی عاشق کی نہ آنسو کی ڈھلک دکھلاوے
شعلہ طور ہو موسی کو چراغ مضطر	عشق ذرہ کو اسی اپنی جھلک دکھلاوے
جل رہا ہے ترے ہاتھو سے دگر نہ ای بدر	شام سے داغ جگر صبح تلک دکھلاوے
کیمیا جاننے کو اس لیے سمجھا ہے شیخ	کہ خدا تا مجھے سونے کی ڈلک دکھلاوے
چھوڑا فیرون کو اگر رنگ سے تو زاہد	وو ہین لیجا کے تجھے عرش تلک دکھلاوے
بیزرے شوریدہ کو حیدن کہ زمین کو سونا	زلزلہ کو بھی خدا وہ نہ فلک دکھلاوے

آب ہو جاتا ہے فولاد کا زہرا **سودا**
یار خنجر کو جو ٹک اپنی پلک دکھلاوے

جب سے کہ چشم خلق صنم تجھ سے جا لگی
کہنا نہین ہی بات کوئی یان خدا لگی

پامال غم ہوا ہی مرا دل نہ جانیے
ہاتھون سے کسکے پاؤن مین تیری حنا لگی

بھڑکی ہی آگ لالہ سے گلشن مین باغبان
کس دل جلے کی باغ مین یہ بد دعا لگی

فرہاد بیستون مین باندھے تھا نقش کو
پر بت بندھا وہ نقش کہ جب سر پہ آ لگی

کافر ہون گر ارادہ ہو تجھ ساتھ عشق کا
کی یک نگہ کہان ہین کہ گویا بلا لگی

لگ چلنے کی طرح نہ تھی ہر کسی پیش ازین
تکو بھی اب زمانے کی پیاری ہوا لگی

پھاڑے نہ کیونکہ سودا گریبان کو اپنے یار
چسپان تری گلے سے جو ہو کر قبا لگی

مری آنکھون مین یارو اشک ایسا موج مارے ہی
کہ جیسے ساغر سیمین مین صہبا موج مارے ہی

روا ہی ابر دریا دل پہ کسکے حال پر یارو
کہ یون سرسبز ہو کر آج صحرا موج مارے ہی

پھنسے ہین بسکہ دل دریا دلونکے اسمین اے پیارے
تری کھڑی پہ کیا زلف چلیپا موج مارے ہی

تری دریا دلی کا شور ہی اے مہربان جب سے
ہمارے دل مین دریای تمنا موج مارے ہی

عبث تو سیر مین دریا کے مت اوقات کھو سودا
سرشک چشم کو ٹک دیکھ کیا کیا موج مارے ہی

ہمین کیا لطف ہی منہ دیکھنا وان یار کا اپنے
جہان وعدہ ابھی عالم سے ہو دیدار کا اپنے

۱۳۶۵

جب کسی بزم مین آتا ہی فلیفون کا ذکر
ایک سودا سے دعا گو سا بیان ہی تو ہی

گاہ نظرون سے نہان گاہ عیان ہی تو ہی

[illegible]

تیرے دا سوختہ سی خالی مین نہ پایا کوئی	شمع بھی سنکے مری اپنا بھی رونا روئی
تا بمقدور کسی سے بمروت پیش آ	سنگ ہی آئینہ روکی لیے بر روئی
حرکت جو ہی بتان کی سو اسی الفت دل	سمجھیے ناز حقیقت مین ہی وہ بد خوئی
پانی مسعود پہ رو رو کے نہ کر اے حاسد	لکھی قسمت کی کسو کے نہ کسو نی دھوئی
فخر ملبوس پر اپنے تو نہ کر اے منعم	پشم دو دونون مین تری شال ہماری لوئی
عمر ناصح نے نصیحت مین گنوائی اپنی	پر مرا دل سی بتان کی نہ محبت کھوئی
شیخ کعبہ مین خدا کو تو عبث ڈھونڈھے ہی	طالب اسکا ہی تو ہر ایک کی گرد بجوئی
پیر کو پھونک مریدون ہی کی لگنی ہی بدی	گھر کی ہانڈی مین بجز ہاتھ نہ دیکھی ڈوئی

کچھ بجز داغ نہ حاصل ہوا اسکو سودا
تخم سے دل کی زمین عشق کی جن نی بوئی

درد دل کسکو کہون مین وہ کہان ہی تو ہی	بے یقین تو ہی مری جان بگمان ہی تو ہی
گو کہ ہی زیر فلک پر نہ تماشا عالم	اپنی نظرون مین تو ای یار جہان ہی تو ہی
حسن کو حق کی تجلی سے نہ خالی پایا	شعلہ طور کا جو کہیے نشان ہی تو ہی
عشق گل محض ہی تہمت بچمن بلبل پر	جسکی خاطر وہ لب فریاد و فغان ہی تو ہی
تجھ سوا مین نے تو دیکھا نہ کہین دشمن و دوست	دوستانہ کا جو اک دشمن جان ہی تو ہی

[illegible]

۳۶۷

درد اپنے کی کروں فریاد کس کے سامنے	داد رس کا آہ و نالہ آسمان کو پار ہے
اشک کا قطرہ نہ تھا آنکھوں سے جس کی روشناس	اس کی نیرنگ فلک سے ہر پلک خونبار ہے
کیا کہوں میں حال بے خوابی کہ ظالم روز و شب	اپنی چاہت کی طالع کی طرح بیدار ہے
دیکھ کر جس مہروش کو صبر ہنگام ادا	پیشکش اپنا گریبان کرنے میں ناچار ہے
صبح یوں نکلی ہے وہ گھر سے کہ جوں خط شعاع	جیب کا ٹکڑا ہوا چھاتی پہ ہر اک تار ہے
دل میں جانے کا جو صحرا کی طرف کرتا ہوں عزم	جای ہے اس سمت دیوانہ جدھر کہسار ہے
گرد و پیش افتاں و خیزاں اس کے خویش و اقربا	کوئی کرتا ہے سماجت کوئی منت دار ہے
وہ قدم جن کو کہ گل سے بھی ہوتی تھی خلش	سجدہ گاہ سنگ ہے یا بوسہ گاہ خار ہے
ساکنان شہر جب یہ دیکھتے ہیں ماجرا	ہائے اس کوچے میں ہے اور وائے اس بازار ہے
کیا خوشی اس سے ہمیں سودا کہ آئی ہے بہار	لالہ گوں سر سے ہر اک گو دامن کہسار ہے

ہر طرح خون جگر کا غنچۂ گل کی طرح
آنکھ ادھر کھولی کہ اب پیالہ ادھر تیار ہے

ہر لحظہ اب یہ نشو و نما خطر بار ہے	گلزار کی خرابی کے درپے بہار ہے
جوں توں سمیٹ کر میں گرہ دی رکھا ہے دل	سو ٹکڑے ہوں ورنہ تجھے بے دل غنچہ دار ہے
ابر بہار رہ چمن حسن سے پرے	یاں زلف و خال و خط بھی ہوا مشکبار ہے

تجھ عشق کے مریض کی تدبیر شرط ہے — لیکن شفا کو گردش تقدیر شرط ہے

سودا سے دل کو زلف گرہ گیر شرط ہے — دیوانے کے علاج کو تدبیر شرط ہے

نالے نو مین بہت گیو اس بت کی سامنے — پتھر کے نرم کرنے کو تاثیر شرط ہے

ہو خاک راہ عشق مین تا قدر ہو تری — مس کے طلا بنانے کو اکسیر شرط ہے

کافی ہی اک اشارہ کہ ابرو ترا ہمین — کچھ عاشقون کے قتل کو شمشیر شرط ہے

دل کی شکست و ریخت کی میری تو لی خبر — ہر گھر کے دیر پائی کو تعمیر شرط ہے

کرتا ہی کون گنہ پہ عقوبت ہمین تو یار — تعزیر کے تو واسطے تقصیر شرط ہے

سودا ہمین اس چمن مین ہے جون غنچہ دل گرفت — ماتم سرا مین صورت دلگیر شرط ہے

مجھے تجھ زلف کو سنبل سمجھنی مین تامل ہی — کہ قاتل زہر کالی کی بھی اک زہر سنبل ہی

عبور اس بحر بے پایان سے کر زینت دو گیتی — گذار عمر کی خاطر قد خم پیر کا پل ہے

کسو کی گوش فہم یا شنو ہی نہین ورنہ — خموشی مین ہماری شور ہی فریاد ہی غل ہی

بکیفیت ہین ساقی جلوہای برق چشمک زن — خروش ابر سے دمساز کیا آواز قلقل ہی

بنایا صانع قدرت نے تجکو رشک گلدستہ — دہن ہی غنچہ آنکھین نرگس شہلا ہین رخ گل ہی

زنخدان سیب گلشن حسن قامت سرو بالو نشا — لب نیلوفری ہے خال کا گل کاکل سنبل ہی

٣٦٨

[illegible]

جیتا پھرا نہ جا کے کوئی شہر عشق کا — دیکھا تو ملک حسن کے قابل زمین ہے
مقتول کی تو اپنے لحد کو لحد نجان — ظالم الم کی تیغ سے گھائل زمین ہے
بونے کو تخم عشق جہاں میں نہیں نہیں — ہو چشم آبیار تو اک دل زمین ہے
دوری میں سر پہ خاک کی چشم تر کے تئیں — دیکھا میں جس جگہ تو وہاں گل زمین ہے
کیونکر نہ ملک داری میں باہم ہو کشت و خون — یاں زندگی و مرگ کا حاصل زمین ہے
شیشہ دلوں کو اپنے نہ واں جا کے ٹھیکیو — یارو شہر سنگدلاں سل زمین ہے
یوں باز اخذ نور سی ہمکو رکھے ہی جسم — جیسے خسوف ماہ کے حائل زمین ہے
گر ہو نہ دست فکر میں فہم رسا جریب — تو اس غزل کی ناپنی مشکل زمین ہے
آگہ نہ قافیہ سے نہ واقف ردیف سے — اونکے لیے قصیدہ کی قابل زمین ہے

مت دیکھ خاکساری **سودا** بچشم کم
گر آسمان ہے تو تو مقابل زمین ہے

آتش جو عشق کی ہے سو نور بصر میں ہے — شعلہ زبان دراز مری چشم تر میں ہے
آتے نہیں نظر میں کسو کے جو ہم تو کیا — عالم تو سب طرح کا ہماری نظر میں ہے
ہے اب جہان میں بد گہری کس ہنر سے کم — عیب اس زمانہ میں جو کہو سو ہنر میں ہے
ہاجی کا جو سخن ہے مرے حق میں ہے وہ مدح — کب تہ میری ہجو کا اسکی نظر میں ہے

٣٦٥

جلوہ ز سر قامت کا ای یار نظر میں ہے
[illegible]

قسم دے مجلسیونکو کہ تیری آمد مین — کسی نے بھی برخ شمع نور دیکھا ہی

کرشمہ پیر مغان کا ہی یہ کہ بر در دیر — نشہ مین آج مین زاہد کو چور دیکھا ہی

کشندہ باپ کا بیٹا ہی باپ بیٹے کا — یہ تیرے عہد مین ظالم فتور دیکھا ہی

نظر تو شیخ کو رہتی من و سلوا پر — پر اپنا رزق بچشم تنور دیکھا ہی

جو پوست تخت پہ ہی خوش گدا وہ شاہونکا — سر سریر نہ کبھو ہم سرور دیکھا ہی

نہین نظر مین ترے وسعت کرم واعظ — مگر ہمارا ہی فسق و فجور دیکھا ہے

کتابی چہرے کے ملا کو حسن معنی مین — کتاب فقہ سوا بے شعور دیکھا ہے

کرے ہی توبہ جو واعظکی ہرزہ گوئی سے
مگر بہار کو سودا نے دور دیکھا ہی

کس سے جا اٹکا ہی دل میرا عجب دیوانہ ہے — شور محشر ایک جسکی شوخی جانانہ ہے

وسعت دنیا مین اتنا تنگ یہ کاشانہ ہی — پرتو مہتاب واں موتی کا جیسے دانہ ہے

عکس رو اپنے پہ چھپا آپ ہی ہین مفتون یہ شوخ — جوہر آئینہ تک اُس شمع کا پروانہ ہے

کسکی زلفونکی تصور مین یہ حسن یار ہے شب — دیدۂ آئینہ مژگانکی جھپک سو شانہ ہی

مزرع امید عاشق ہی تو بیجا حاصل مگر — اپنی خاکستر مین کچھ پو دی تو خرمن دانہ ہے

بیقراری دلکی اپنی ہم سے کیا ہووے بیان — برق سی پوچھو تڑپ سی اوسکی جو بیگانہ ہی

ہر بات پہ ہی میری اور وسی اسی چشمک — الجھ پڑ وہ کنایا ہی نوکر پہ جو گالی ہے
غیر اسکے اشارے سی چہب کرنے لگے نوکین — اٹھا مین کہیکر تب یان مرغ کی پالی ہی
ایک انمین سی یون بولا کیون جاتی ہو تم میٹھو — جاؤگی تو یہ مجلس پھر لطف سی خالی ہے
اُس شوخ نے یہ سنکر بولا کہ خدا سے ڈر — سر پرسے بلا اپنی جون تون کی مین ٹالی ہی

بس غور کر ای نادان جس گھر مین صحبت ہو
وان جا کے خوشی آنا یہ خام خیالی ہے

ہم سے لالچ پہ ارادہ کچھ اگر اسکا ہی — گھر مین جو کچھ ہی سمیت اپنی یہ گھر اسکا ہی
آگے کیا چیز رہی جسکو بتاؤن پہیات — نہین معلوم جو منظور نظر اسکا ہے
جان تک چاہی اگر وہ تو ہی بندہ حاضر — دل اسی دیوی جو کوئی تو جگر اسکا ہی
کیا مزاج اسکی بتاؤن کہ عجب آتش ہی — شعلۂ طور بھی شاید کہ شرر اسکا ہی
حسن سی اسکی ہی انجمنون مین ملاحت کا فرق — شمس ہمچشم نہ اسکا نہ قمر اسکا ہے
کیا ہی تجھ حسن کو تیر نگہ بد سے خطر — داغ اس دل پہ جو ہی سینہ سپر اسکا ہی
میہمان خانۂ آفت ہی جسے کہتی ہین دل — حلقۂ چشم کا دیکھا مین وہ در اسکا ہی
مین نہ کہتا تھا دلا اس سی نہ لگ چلنا تو — بات جو سوداؔ کی مانی نہ ضرر اسکا ہی
ہر سکا نہ چہرے کو چہ مین السی کے قدم — جو دم تیغ نہ چلتا ہو گذر اسکا ہے

۱۳۷۱

غزل

مجھے پسینا جو تیری مکھ پر دکھائی دیتا ہے تو سوجھتا ہون
بلوری ہے یا اسکی بو نمنگ کی بھونوکی پکھڑی سے
کہین جو لگ چلنے ساتھ دیتا ہو سطح کا گرہی پانی
کبھو لگا ہی نہ آ جاتی جو بیٹھ کے ٹک اسی نگاہون
کوئی جو مجھسے یہ پوچھتا ہی کیون تو ڑتا ہی کہ توہم سی
گنی ہو کیسا ہی دھیان جسکا ترے گنونسی لگا ہی پیاری
جو بات ملنے کی ہوی اسکا پتا بتا دو مجھے سرسخن

یہ کیونکہ سوچ کی جو تاگی ہر ایک تار اچٹک سا ہی
تمھاری کانون مین جسطرح سی ہر ایک معتی لٹک سا ہی
نجانون چٹیری کی دھول ہو مین جو مجھسی پلا جھٹک سا ہی
سجن جو کانٹا ہی تجھ گلی کا سو پگ سی میرے بھٹک سا ہی
ہر ایک آنسو مرے نین کا جگہ جگہ پر ٹپک رہا ہی
گیان پرت بھی ہی جو ہرکا تو چھوڑ اوسکو سٹک رہا ہی
تمھاری ٹھون مین آج پر سونسی یہ ٹھو ہی جھلک رہا ہی

جو مینے سودا سی جاکے پوچھا تجھی تجھ لپٹنے ھی من کی سدھ بدھ
یہ رو کے مجھسے کہا کسی سے کہ لٹک مین لٹ کی لٹک رہا ہی

گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے
وہ شخص یار خاطر ہرگز نہو سکیگا
جو ہر نہووے جسمین جوہر شناس کب ہی
در سخن کے خواہان وہ یار مین جہانمین
خاطر مین وہ نہ لاوین رکھا ہی انہہ سیان
سمجھے کہ چشم عاشق معشوق کا ہی معدن

ایسا کوئی نہ دیکھا وہ جو بشر کو پرکھے
جسکا ندیم ہووے اسکی نظر کو پرکھے
جو صاحب ہنر ہو وہ ہی ہنر کو پرکھے
جن مین نہ جھوٹ سچے کوئی گہر کو پرکھے
جو قطرہای اشک مژگان تر کو پرکھے
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے

۳۷۳

سخن کو ریختے کے پوچھے تھا کوئی سودا | پسند خاطر دلہا ہوا یہ فن مجھ سے

کب اسکو گوش کرے تھا جہان مین اہل کمال
یہ سنگریزہ ہوا ہے در عدن مجھ سے

هم مین وارستہ محبت کی مددگاری سے | سب سے آزاد ہوئے دل کی گرفتاری سے
سبب غفلت دنیا ہی فقط عیش شباب | خواب آور ہے سحر رات کی بیداری سے
شکوہ ہی جور و جفا کا تری کس کافر کو | مجھپہ گذری ہے سو میری ہی وفاداری سے
قطع الفت نہ کرے کب عمل ناہموار | چوب سی چیز تو ہوتی ہے دو نیم آری سے
ایک مین ہی نہ تمہارا ہون جہان مین عاشق | جور کرنے سے ہو کر تو میان باز رہی
دیر پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق | تو بہ صد قوم نے کی ہے مری بیخواری سے
کام دل جب تئین تجسے ہو ہمارا حاصل | کام اپنا تو ہوا جا ہی بیکاری سے
تجھ طلب مین کچھو آپ کو مٹنے کے دن | طالب اپنا مین ہوا تیری طلبگاری سے

پہونچے گر شہرستان مین تو پڑی اے سودا
رہیو بازار محبت کی خریداری سے

خورشید مہ نے پیاری کی تجھپہ بینوائی | ریش و بہ دست و ابرو سب صفا بتائی
سر کی خبر نہ تن کو تن کی نہ سر نے پائی | ای تیغ عشق تیری الله رے صفائی

تری آنکھوں نی نرگس سی چمن میں بار ایسی کی
کہ اب دیکھے نہیں آتے نظر بیمار ایسی کی

تری دوری بہار باغ سی جو کچھ کہ کرتی ہی
خزان نی کس چمن میں با گل و گلزار ایسی کی

نظر بھر دیکھ جانی میں نہ تھا افشای راز دل
مجھی کر منع کس آسان کو تین دشوار ایسی کی

وفا اگلی کا شاکر ہون جفا اکبی کا شکوہ کیا
بہت روز ون جو بیسی کی تو عین وچار ایسی کی

جو دیکھی زاہد اسکو دی در میخانہ پر دھونی
مغان نی دختر رز اس ہر بس تیار ایسی کی

جدائی سے مجھے ای دوست خوگر کر جدا کرنا
کسی دشمن سی دشمن نے نہیں اک بار ایسی کی

گنہ میرا نہیں جو تیری دلخواہوں سی کی سینے
نہ دیکھا جب میں کچھ چارا تو پھر نا چار ایسی کی

کبھی طرح ملاقات اس سی غیر و نکی بھی ملنی پر
گوارا جو نہ تھی دل پر سو وہ ہموار ایسی کی

بیک نقد محبت جنس دل لیتی نہیں سودا
بتان نے داغ دی دی کر خراب بغوا ایسی کی

جدی جدی بجہان ن بان ہی سبکی
یہ مشت خاک میں جا گہ ندان ہی سبکی

سمجھ نہ دوستی میں زندگی خضر کا طول
کہ عمر دوستی تا امتحان ہی سب کی

زبان وہی ہی کہ ملنی میں جسکی ہو کچھ فیض
و رنہ یون حرکت میں زبان ہی سبکی

متاع دین سی میں اپنی ہون اسلیے بی فکر
کہ ذات حق جو ہی وہ پاسبان ہی سبکی

جو نار پوچھو تو دل لی ہی چھین ہر اک سے
ادا جو دیکھو تو خواہان جان ہی سبکی

سودا کو عاشقی سے رکھا چاہتا ہے باز
ناصح نصیحت اپنی سے خوب بے شعور کی

بولو نہ بول شیخ جی ہم سے کڑی کڑے
یاں چٹ کبھی ہیں اس سے عمامہ بڑے بڑے

کیا میکدے میں آن کے جوے گا محتسب
پہونچیگی اسکی ضد سے تو اب ہم گھڑی گھڑی

قامت نے تیری باغ میں جا خط بندگی
لکھوا لیا ہے سرو چمن سے کھڑی کھڑی

مل جاگئے سے اب تو مرے یار کیا ہوا
دو روز دوستی میں جو باہم لڑی لڑی

کیا قدر دل تپان کو سمجھو لے گی کر ہیچ
دل خاک ہو گئے ہیں کرورون پڑی پڑی

ازبسکہ تنگنا ہے گذرگاہ آخرت
جاتی ہیں اسطرف جو کہ دمہ چھپڑی چھپڑی

دندان دہن میں وقت تبسم نہ دیکھے ہم
موتی سے کچھ ہمیں نظر آئے جڑی جڑی

بوسہ نہیں تو گالی ہے گالی نہیں تو مار
عاشق نہیں ہیں منہ چڑے جس پہ پڑی اڑی

سودا کے ہوتے وامق و مجنون کا ذکر کیا
عالم عبث اکھاڑے ہے مردے گڑی گڑی

رہی جہان میں رموز قلندری جانے
بھبوت تن پہ جو ملبوس قیصری جانے

غلام اسکی ہمت کا ہون کہ جو اپنے
جگر کے خون کو خوان تونگری جانے

فہیم ہے وہی آفاق میں ترا جو یار
کہ جسمین پاے تجھے اس سے بہتری جانے

مقام عدل پہ جسدم سریر آرا ہو ۔۔۔ ہر ایک خرد و کلان مین برابری جانے

وہی ہو رای مبارک مین اوسکی گوشہ نشین ۔۔۔ کہ جسمین عائد خلقت کی بہتری جانے

ملازمون سے نہ لاوے یہ اوسکو سرکار ۔۔۔ کہ جس سے کار خلائق کی ابتری جانے

چمن ہی ملک و رعیت ہی گل انھونکے لیے ۔۔۔ بسان ابر سر سایہ گستری جانے

ہمیشہ جود و کرم مین سمجھ ہر ایک کی قدر ۔۔۔ مساوی از امرا تا بلشکری جانے

بجا جو طرح سپاہی ہو اوسکو سمجھے مرد ۔۔۔ نہ یہ کہ مرنے کو بیجا سپہ گری جانے

جو شخص نائب داور کہاوے عالم مین ۔۔۔ یہ کیا ستم ہے نہ آئین داوری جانے

سواے ان سخنون کے جو تاج زرین کو ۔۔۔ خیال اپنے مین سر دھر کے سروری جانے

یہ فخر تاج تو یون نزد فہم ہے جسطرح ۔۔۔ خروس آپ کو سلطان خاوری جانے

غرض یہ وہ غزل قطعہ بند ہے سودا ۔۔۔ کہ اسکی قدر کوئی کیا جز انوری جانے

مرے ملنے کی اوسکو تب ہوس ہووے اگر ہووے ۔۔۔ کہ مجھ مین یک رمق باقی نفس ہووے اگر ہووے

کمال اشفاق کا لازم نہین دل کی تسلی کو ۔۔۔ ہمین تو یک نگاہ لطف بس ہووے اگر ہووے

زمین کشت امید اپنی کی ہو سر سبز کیا معنے ۔۔۔ جو یون تخم گل تو خار و خس ہووے اگر ہووے

فلک کو وعدہ مجھ قسمت سے گر ظل ہما کا ہے ۔۔۔ تو سر پر سایۂ بال مگس ہووے اگر ہووے

[illegible]

آزاد کرتے تم ہمیں قید حیات سے
اسکے عوض جو دل کو گرفتار کر چلے

اٹھکر ہمارے پاس سے گھر تک رقیب کے
بھیجیگا وہ کوئی جو ہمیں مار کر چلے

تو خوش رہو گھر اپنے میں جس شکل سے ہو تم
دو چار نالے ہم پس دیوار کر چلے

اندوہ و درد و غم نے کیا عزم جب ادھر
ہم کو عدم سے قافلہ سالار کر چلے

سودا نے اپنے خون کی دیت تجھسی یک نگاہ
چاہے تو اپنی بات سے انکار کر چلے

پیارے خدا کے واسطے ٹک اپنے دل سے پوچھ
انصاف تو کرو یہ کسے مار کر چلے

۳۷۷

نہیں معلوم اس سینہ میں کیا جوں شمع جلتا ہے
دھوان نوک زبان سے بات کرنے میں نکلتا ہے

گھڑی گھڑیال کی سن سنکے میرا جی دہلتا ہے
چلی آتی ہے نزدیک اجل جون جون یہ ڈھلتا ہے

ادا تو لیگئی دل کو پر اسکا ناز اے محرم
بغیر از جی لیے کافر کی چھاتی سے ٹلتا ہے

برنگ شیر اشک آنکھوں سے میرے خون مارے ہے
زبس ہر استخوان اب آتش غم سے گلتا ہے

اثر نے آہ میں ہر چند نے تاثیر نالے میں
پر اتنا ہے کہ ان دونوں سے میرا دل بہلتا ہے

مراد عید کی شب تا صبح اندوہ تذبذب میں
پڑا ایک ایک جب سینے کے اندر دل اچھلتا ہے

مجھے تشفیع کیوں کرتا ہے ناصح یہ جو آنکھیں ہیں
بس ان خانہ خرابوں سے کسو کا کچھ بھی چلتا ہے

خیال نیچہ مژگان میں یہ احوال ہے دل کا
کہ جیسے صید کو شاہین کا چنگل مسلتا ہے

ہر ایک شی میں سمجھ تو ظہور کس کا ہے
شرر میں روشنی شعلے میں نور کس کا ہے
دماغ خلق پر از کبر ہے میں حیران ہوں
یہ مشت خاک میں اتنا غرور کس کا ہے

[illegible]

تمیز خوب و زشت ای مہرباں کب عشق نے پائی ‏‏— محبت میں سبھی یکساں ہیں جسکی جس سے بن آئی

مری تیری ہے سی نسبت گل و بلبل بھی رکھتے ہیں — ترا جلوہ مرا دلکش ہے اسکا گل کی زیبائی

برای خوش تھان ہے جنس جان ضروری کو — جو نقد دل تھا سو تو کر چکے ہم خرچ بالائی

سمجھ کر یوں جو بولا نہیں پھر باز گشت اسکو — سخن بیرون لب منہ سے تری جس دم زباں لائی

نہیں ہے تجھ کوئی ایسا جہاں اسکو نہ دیکھا ہے — کنہیا سے نہیں کچھ کم صنم میرا وہ ہرجائی

بغیر از گور زاہد کنج تنہائی کہاں سو بھی — نکیر و منکر اس جا ہوں تو پھر معلوم تنہائی

محبت کی کروں نہ ہم بل کی ہیں تقریر کیا یارو — ستم پر گت ہو تو اسکو اٹھا لیتا ہے جو بن آئی

بجز خون جگر ساقی نہ دیکھا واسطی اپنے — کرے تب ہم بلوریں میں ہو زیر چرخ مینائی

جھکایا تھا مجھے زاہد نے کو چرخ دنیا کا — مغاں نے رحمت دنیا کی مجکو بات بتلائی

ثمر ذلت ہے خواری برگ ہے الشاخ بدنامی — بوئے مہرتاں دل میں کہ تخم نخل سودائی

کہیں میں یار یوں مجھسے عجب ہی لطف سے سودا — چمن میں سنبل و گل نرگس ایکی دی ہے دکھلائی

پر اس سے کیا تری لف نے عارض نے انکھوں نے
پیاری بانٹ لی باہم مری آنکھوں کی بینائی

جب اُن آنکھوں کا غمزہ پر سر بیداد آتا ہے — قضا سے قتل عالم کی یہی اُستاد آتا ہے

خیال لب سے ہے یوں تقویت دل کو کہ دارو کا — اثر جیسے طبیعت کے لیے امداد آتا ہے

آنکھ اٹھا کر دیکھ تو ای یار میری بھی طرف
کب سی ہون مین منتظر صاحب سلامت کی لیے

کھا کی تنہا اوسکی کوچی سی نہ اٹھ کہتا ہون مین
دو قدم بھی کم نہین ای دل ندامت کی لیے

حرف واعظ مجکو مسجد مین تو لایا ہی و لے
ہی اذان ہر وقت کی مانع اقامت کی لیے

زخم سینہ کا تو بھر آیا ہی لیکن داغ دل
رہ گیا ہی دوستی کی یہ علامت کی لیے

اوسکے کوچے مین تو کیون جاتا ہی ای سودا اگر
خلق کی سر اپنے لینے کو ملامت سے کے لیے

نہ غافل رہ زمانے سے بسر لے یا بہشیاری
کہ خواب پاسبان ہی گرگ کے طالع کی بیداری

یہ آنکھیں جون صدف کب ابر نیسان پر نظر رکھین
عطا اوسکی بنا ند ھین گا نہ جو دریا کی ہی جاری

نہین پروشندلان کو وسعت دوری زمانے مین
کہ منہ کو نان گاہی پاؤ گہ آدھی کبھی ساری

ہوا زاہد کو عشق خورش لبان پری کی عالم مین
پڑی ہی آتش یاقوت سی فیہ مین چنگاری

نہ رکھا داغ دل نے تن بدن میری سی کچھ مجھ مین
بغل کر جو پکی جون شمع کب تک ہو خبرداری

مدار زخمی تیغ زبان کو نفع کیا تجھسے
نہین مرہم پذیر ای یار جسدم زخم ہو کاری

شہید رسم ملک عشق ہون سودا کہ لیتے ہین
جہان جرم نگہ پر نقد جان رو دل گنہگاری

کہا جانے کس کس سی نگہ اوسکی لڑی ہی
جس کوچے مین جا دیکھو تو اک لوتھ پڑی ہی

[illegible]

قدر دل سمجھو نہ پھر ہاتھ آئے یہ جب جا چکی ۔ چھٹ گیا وہ پھنسنا نہیں جو دام میں مرغ آ چکی

جان بھی دیکھے جو اس صنم کا اب بگڑا چکی ۔ دین و دل کھو کر میاں اپنی سزا ہم پا چکی

خط کو آئے پر جو تم کرتے ہو ہم سے اختلاط ۔ کیا سلوک اگلی تمہارے دیسے ہم دکھلا چکی

یہ نوید آمد کے پیاری مجھ سے جھگڑے گئے ۔ آپ میں آیا میں تب آگاہ کر جب تم جا چکی

تیغ ابرو کو نگہ کو تیر مژگاں کو چھری ۔ قتل عالم میں رہا اب کیا کہ تم بندھوا چکی

گردش زدا و سکی کیا اعدا ذی پیر احرف عشق ۔ کیا رہا گھر جلنے میں اب آگ وہ سلگا چکی

کچھ علاج ایسا بتا سودا کہ دل چھوٹے کہیں ۔ یار کے ہاتھوں بہت خون جگر ہم کھا چکے

خوب واقف ہیں محبت کی وہ سر رشتے سے ۔ حسن اور عشق کے جنکو ہے خبر رشتے سے

سب تن زار ملا آہ کے سر رشتے سے ۔ سوزن گم شدہ جو آئی نظر رشتے سے

پشم انکی نہ ہو جز خرقہ کے کہیں محرابی ۔ باندھیں ہیں فقر کی وہ شخص کمر رشتے سے

دل عشاق سلسل ہیں ہر یک سر مو ۔ تیری جس دن سے گندھی گیسوی سر رشتے سے

کھلے کب بال چمن میں کہ قفس میں ہیں بند ۔ بندھے تھی ان بھی رگ گل کی یہ پر رشتے سے

توڑ کر نخل محبت سے جو پھر باندھتے دل ۔ یوں ہے جوں شاخ سے باندھا ہو ثمر رشتے سے

چاک ملنے کا نہیں جیب کا میری جوں گل ۔ ناصحا تو تو سیے شام و سحر رشتے سے

[illegible]

۳۸۱

جو یون لالچی دکھاتا ہون تو دانت اپنی تکو ہوی — رقیب آگی تری دی ہی مجھے بندر کی سی گھرکی
چڑھا پھر شیخ مرکب پر تری گو رند مستی مین — مریدونکو لیے ہی تو تیا خاک اوسکی ہر گھرکی
تراشا ہین ہاں خر جبی زمستا پابت اپنی کو — کہ سنگ آستان ہیری کو بوجی جو قوم آزر کی

کمیت خامہ تازی ہی ترا پر کیا کرون سودا
چلاوی ہی سے تمام اوسکی عراقی کی ہو لی ترکی

چاہنا بزم تعیش کا ہوسناکی ہے — دشمن دور قدح گردش افلاکی ہے
گذر انسان کا یہان سے جو بچا لاکی ہی — جون کمان موج ہوا جلد ہی یہ خاکی ہی
زخم شمشیر سے جو دوست کی ہین لذت یاب — در گذر کرنی اور اشخاص سی سفاکی ہی
یہ تو بو طرۂ سنبل مین نہین ہی پیچ کہ ہو — زلف کی کسکے صبا تونے گرہ واکی ہی
سر کو نیچا اسکے مصلے پر جو بیٹھا ہی شیخ — کچھ مراقب نہین پینک مین یہ تریاکی ہی
عشق وہ شی ہی کہ معشوق سی دل عاشق کا — شکر لبریز جو ہووی تو زبان شاکی ہے
ہوش مین کیونکہ وہ حکاک رہا ہی جسکی — ہاتھ سے لعل لب یار یہ حکاکی ہے
زاہد احور بہشتی پہ تری تو ہے نظر — ہمنے بھی میکدہ مین دختر رز تاکی ہی

عزم کعبے کا تجھے حج برای سودا
دل مین تمین گبر و مسلمان کے اگر جاگی ہی

ہمت پہ فلک سے نہ کبھو چشم سیہ کی
چاہا بھی تو کچھ اپنے ہی دم اور قدم سے

یہ رنگ میں تصویر نتری ہی نزاکت
جسکو نہ کوئی دیکھ سکا دیدۂ نم سے

خجلت سے نے کیا آب صدف کی تئین سودا
در ریزی پہ کچھ یار ہوئی تیری قلم سے

بینہ کو دور کر مرے سینے کے داغ سے
سوز شب فراق کو دیکھ اس چراغ سے

آغاز خط کا دیکھ کے رخسار پر ترے
شرمندہ ہو بہار چلی روی باغ سے

بے بادہ یہ دہن سخن آشنا نہو
جون غنچہ لب کھلیں ہین تمھاری ایاغ سے

گذرا ہے تو چمن سے کہ بلبل کے اب نگاہ
آتی ہے روی گل کیطرف کس دماغ سے

سودا اُسے وہ چاہیے بہ از تخت سلطنت
اک کنج عافیت مین جو بیٹھا فراغ سے

غفلت مین زندگی کو نکھو گر شعور ہے
یہ خواب زیر سایۂ بال طیور ہے

شمع و چراغ کو مری شب سے دور رہے
تو گھر مین ہو مری تو اندھیرا بھی نور ہے

دل کو مرے ہے آہ سحر سے شگفتگی
غنچے کو گلستان مین جیسا سرور ہے

بلبل چمن مین تیغ نگہ کسکی چل گئی
جس گل کو دیکھتا ہون سو زخمو نسے چور ہے

موسے کی کچھ عصا سے کم اپنے عصا کو شیخ
گنتے نہیں یہ عقل کا انکے وفور ہے

جو پاک گفتہ دہن تنہ ہے کہ ہین مین ناپاک دہن دل
خدا کی نزدیک اہ مصلی نہین ہین ہی نہار وہ نمازی

ہماری ذلت بدیدۂ فہم مین جنت ہے شمونکی
جو سرنگون ہین نہ انکی آگی تو انکی معلوم سرفرازی

کسیکو یان غزہ تاج کا ہی کسیکو یان عجب باج کا ہی
کوئی بھکاری اناج کا ہی یہ وجہ کیا ہی کیا نیازی

گدا ادھر بھی وہ شاہ نہان کری جو بکیدم تو کیا عجب ہی
ہوئی ہی آگی بھی بادشاہو سی اسطرح کی گدانوازی

زبسکہ ٹوٹا ہوا بنایا ہین عشق تیری مین شیشۂ دل
جو ٹوٹ جاکم کی گھر کا شیشہ مین جاؤن کھینچا پشیشہ بازی

قمارخانی مین عشق کے ہم پھر آکے دیکھین خدا کریگا
جو نقد دل تھا ہی تو ہارے لگائی ہنی ہی جان بازی

اگرچہ عمر خضر سے بھی ہی زیادہ زلفونکا طول اسکے
نپائی لیکن انکھون مین سودا شب فراق اپنی کی درازی

دل کسی کی جب پلٹتا ہے
دین و دنیا سے جی اچٹتا ہے

طرۂ زلف شکل چنگل باز
مرغ دل پر مرے جھپٹتا ہے

مژۂ برگشتۂ بتان کا حسن
صف آرام دل الٹتا ہے

گل ہی عاشق ترا تبسم مت کھا
یون گریبان کسی کا پھٹتا ہے

غنچے سمٹے تو سمٹے ممکن ہے
دل جو بکھرے تو کب سمٹتا ہے

نہین شرم اتنی کم زبد نامی
اسقدر مجھسے کیون وہ کٹتا ہے

کیا کھون اس صفائی عارض کو
دان نگہ کا قدم رپٹتا ہے

میر چھجو جو گالی دین سودا
پاس سے اپنے جواب ہی دو ہی

جان تو حاضر ہے اگر چاہیے
گھر سے نکلتے ہی تجھے ہر سحر
عشق ہے جو ڈر تو دے خاشاک کو

دل تجھے دینے کو جگر چاہیے
قتل کو اک پیش نظر چاہیے
آگ کے شعلے سے حذر چاہیے

عہد انھوں میں کہاں ہے یہ خلق کا کہ نہووے
غرور و کبر جوان میں ہے از بجا کہ نہووے

نہیں ہے لطف سے خالی ہر ایک یار کا ملنا
بجا نہیں وصل کی ہم قدر ہجر تا کہ نہووے

بہار ہوتی ہے آئی خزان گئی فضا چمن
جو یہ نہیں تجھے منظور جلد آ کہ نہووے

نہیں ہے نقش یہ سیری تک اعتنا تجھے ورنہ
جو کچھ مسیح سے ہو تجھسے دخل کیا کہ نہووے

نیم جان ہین یہ تری چشم کے بیمار کئی
لے گئے خنجر مژگان سے دل افگار کئی

کوئی سکتا ہے کو آہ ہے پڑا ہے کوئی ہچکین
آج دیکھے ترے کوچے کے گرفتار کئی

عشق ہے شرط ہے کیا ہو مرض الموت مجھے
یا رب انسان کو مرنے کے ہین آزار کئی

بلبلو مجھکو نہ تکلیف کرو نالے کی
ڈوب جاوین گے لہو مین گل و گلزار کئی

شیخ مجھکو نہ ڈرا اپنی بڑی پگڑی سے
ایسے تو دیکھے ہین مین گنبد دستار کئی

خوب دیکھا مین جہان اہل جہان بھی دیکھے
ایک زندان ہے کہ جسمین ہین گنہگار کئی

سودا افغان کو خط یہ لکھا اسکی یار نے / جس وقت اسکے حال کی اسکو خبر گئی

سن ای فغان جہان مین عاشق جو ہو گیا / معشوق سے اسی روش اسکی گذر گئی

شیرین سے نے جور کب نہ کیا کوہکن کے سر / مجنون پہ کیا جفا تھی کہ لیلی نہ کر گئی

گل ہی نے پڑی سسکتے تھی بلبل چمن کے بیچ / ذرہ نہ اسکے حال پہ گل کی نظر گئی

پروانہ رات شمع سے اتنی جلی کہ صبح / خاکستر اسکی لیکے صبا دوش پر گئی

ہین تازہ کچھ کیا ہی کہ بدنامی کو مرے / آواز آہ و نالہ تری گھر گھر گئی

حرمت رکھی نہ رعد کی فریاد نے تری / رونے سے تیرے آبروی ابر تر گئی

لوہو سے تیری سر کے ہی دیوار گھر کی سرخ / آنکھون سے موج خون کی بیرون در گئی

دل کو ترے نہین ہی اگر تاب درد ہجر / تو کار عشق سے تو مری لال کر گئی

القصہ خط کو پڑھ کے یہ اُن نے کہا کہ خیر / تیری ہی دل کی مہر کجانون کدھر گئی

شیرین کی ایک مین نہ کہون در نہ یارہا / لیلے جدھر تھی وادی مجنون اُدھر گئی

یان تک تو گھٹ مین لیلی کی مجنون سما گیا / اس اتحاد سے انھین باہم بسر گئی

جاری ہوا تھا خون رگ مجنون سے وقت فصد / لیلی کے پوست مال اگر نشتر گئی

ظالم کرو نہ گل کا گریبان ہوا ہی چاک / اک عندلیب گرا جل اپنے سے مر گئی

پروانہ کون سا نہ جلا شام کو شمع / روتی ہوئی نہ بزم سے وقت سحر گئی

چمن مین کسکی مدارات تھی جو تا تو نسیم
کہ صبح غنچون کی تئین عطردان کھول دیے

نہ جانیے یہ سر رشتہ دنبالہ دار مژگان نے
دلون پہ ہوکے صف آرا نشان کھول دیے

کہ بہہ کے باندھیے صیاد بال و پر جسکے
کہ تا کہے نہ یہ کوئی زندان کھول دیے

تئین کو منہ سے کے سنتا تھا قصہ عالم
لگے جو کہنے مری داستان کھول دیے

تھے عقدے غنچون کے دل مین طرف سی بلبل کے
نسیم صبح نے آدرمیان کھول دیے

سواد نے تری وادی کی جو سودا سے
کواڑ چھاتی کے آدرمیان کھول دیے

ساون کے بادلون کی طرح سے بھرے ہوئے
یہ وہ نین ہین جنسے کہ جنگل ہرے ہوئے

اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے

پلکین تری کہان نہ صف آرائی ہو جہان
افواج قاہرہ سے نہ برہم پرے ہوئے

آنکھونکو تیری کیونکہ مین باندھون کہ یہ غزال
جاتی ہین میری دل کی زراعت چرے ہوئے

بوندی سے کے جدھر ونسے یہ پھرتی ہین بکھرکر
لڑکے جھ آنسوؤن سے کے نپٹ منگری ہوئے

انصاف کسکو سونپیے اپنا بجز خدا
منصف جو بولتے ہین سو تجھسے ڈرے ہوئے

نزدیک اپنی رہنی سی مت کر ہمین تو منع
ہین لاکھ دور جب تری دل سی پرے ہوئے

مجلس مین چھوکرون کی جو حجرہ سی شیخ جی
آدین تو پھر خدا اسنے کیا مسخرے ہوئے

کہتا تھا شمع سے پروانہ رات جلتے وقت
کہ حق بندگی اس طرح سے ادا کیجے

کہا طبیب نے احوال دیکھکر میرا
کہ سخت جان ہے سودا کا آہ کیا کیجے

ہر سحر قتل تری چشم کا اک مفتوں ہے
بستۂ زلف پہ ہر شام ہی دل شبخوں ہے

ہر مخبط ہی خیال اپنے میں افلاطوں ہے
عقل پر ہوگی اسی دوجو ترا مجنوں ہے

راز افشانہ کرو غنچے کی خاموشی کا
مجھ جگر سوختہ کی بھی تو دل پر خوں ہے

ای فلک کس قدر عنا کو زمیں میں گاڑا
سرو جو کھینچے ہے سر خاک سے وہ موزوں ہے

جزو بھی کل ہے حقیقت میں تنک ہو تو سمجھ
قطرہ بڑھتا ہی رہے یار تو پھر جیحوں ہے

جو بچے سو ہی غنیمت سمجھ ای خانہ خراب
ورنہ سب اہل گلستاں کا چمن میں خوں ہے

گل نے شبنم سی لی الماس کو کھایا لیکن
گانٹھ میں غنچۂ لالہ کے ابھی افیوں ہے

ایک غماز نے اس ترک پسر سی یہ کہا
ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتوں ہے

سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اوسکو
باندھنا خون یہ مرا اپنی نیا مضموں ہے

سرو گلشن سے نہ کچھ مفتوں ہے
بید بھی قد کا ترے مجنوں ہے

جذب طوفاں نہ زمیں سی ہوتا
تشنہ لب کونسا یاں مدفوں ہے

جگر اور دل پہ یہ سیر و بہار ایسی ہی داغون سی	کہ زخم سینہ گویا رخنۂ دیوار گلشن ہے
فلک گوشہ مین تنہائی کی بھی آرام نہیں دیتا	یہ ہمیں شمع کی فانوس مین جلنی سی روشن ہے
دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہی	ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہی تو جہان ہی
ہر ایک سے دکھ درد کا اب ذکر و بیان ہی	مجکو بھی ہو رخصت تو مری منھ مین زبان ہے
اس عشق کا تو ہی سزاوار کہ ہر ایک	دل دیکے تری نام کو جو پای نشان ہی
جو بندۂ ہر چیز ہے پابندہ جہان مین	جز عمر گذشتہ کہ وہ ڈھونڈھو سو کہان ہی
پیری جو تو جاوی تو جوانی سے یہ کہنا	خوش رہیو مری جان تو جیدھر ہو جہان ہے
پہونچیا نہ کوئی مرغ کبھو اپنی چمن تک	جز طائر حسرت کہ وہ یان بال فشان ہی
تجسے تو کسو طرح مرا کچھ نہین چلتا	جز خون کہ آنکھون سی شب و روز روان ہی
ساقی تو نظر کیجیو ٹک صبح چمن کو	اس پیر کی جلوی کا بھلا کوئی جوان ہی

سودا کا تری دشت مین طفلانسی ہی چال
جیدھر وہ کھڑا ہو تو گویا سنگ فشان ہی

اٹھایا کوہ رستم نی اگر تو سخت نادان ہی	اٹھانا دل کو دنیا سی عجب کار نمایان ہی
خوشی و درد دل کو بھی یکجا نہ دیکھا میں زمانی مین	چمن مین گل اگر خندان ہی تو بلبل بھی نالان ہی
عزیز و نیک و بد رکھتا ہی یہ دوران کمینہ کو	گہر اور ریت کی دل مین جگہ شستہ کی یکسان ہے

مجھ حال دل کی شاہی بیکسی کہ جسکو ۔ تونے دکھا دکھا کر اُسکا لہو پیا ہے

شملا پڑا ہی اتنا کیون تیری پیچھے زاہد ۔ پگڑی کو تیری ان نے کیا آگ دھر لیا ہی

شانہ مین شیخ جی کی داڑھی بھی نہ مجھو ۔ ایک ایک چہر بال ہی یان وہ کاٹھ مین دیا ہی

اثبات کرکے تجھسے ایکبات اب کہو نہین ۔ لیکن نہ کہنے لگیو مجھ پر یہ طوطیا ہے

ہمتا ہی یاد کوئی ترمین وقت تجھکو ۔ اکثر تو دے کے سرمہ دیکھا ہین دیا ہی

روسنے کے تیرے سودا تاثیر کیا کہو نہین ۔ عالم کے دل کو جن نے خونناب کر دیا ہی

ارض و سما شفق سے لوہو مین بھر دیا ہی ۔ یا دل کسو نے جا کر خالی کہین کیا ہی

سینہ اب اپنی دل پر کرنے لگا ہی تنگی ۔ ازبسکہ زخم اُسکا پھاٹا ہی اور سیا ہی

جون گل ہی مجھپہ احسان کیا ساقی ازل کا ۔ میری لہو سے مجکو اک جام بھر دیا ہی

کس سے کہون بتانکی مین ڈھنگ بے لدی کا ۔ ان کافرون نے میرا دل لیکے جی لیا ہی

دل پر کبھو ہمارے تجکو نہ رحم آیا ۔ آئینہ کو جو دیکھ حیران دیکھا تو رو دیا ہی

یا رو فلک جو مجکو احسان کش کری ہی ۔ اس سفلہ نے کہو تو ایسا وہ کیا دیا ہی

اسکی بڑی عنایت ای دل ہی یہ کہ جسکو ۔ جو غنچہ سو جگہ سے پیوند کر دیا ہی

سودا سے یہ کہا مین کچھ ذکر کر کسی کا ۔ خاموشی سے تو تیری عالم کا جی لیا ہی

اور دل جو ہی بغل مین سو اسطرح کا پھوڑا	ہرگز نہ وہ پکے ہے ظالم نہ پھوٹتا ہے

القصہ کیا کہون مین گلشن مین زندگی کی
تجھ بن نہال سودا یاقوت ہی آگ ہی

نسیم ہی ترے کوچے مین اور صبا بھی ہے
ہماری خاک سی دیکھو تو کچھ رہا بھی ہے

ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم
ہر ایک بات کا آخر کچھ انتہا بھی ہے

جلے ہے شمع سے پروانہ اور مین تجھ سے
کہین ہے مہر بھی جگ مین کہین وفا بھی ہے

خیال اپنے مین گو ہون ترانہ سنجان مست
کر اپنے کو دلون کی کبھی سنا بھی ہے

زبان شکوہ سوا اب زمانہ مین ہیہات
کوئی کسی سے یہ ہمدم گرا آشنا بھی ہے

ستم رواہی اسیرون پہ اسقدر صیاد
چمن چمن کہین بلبل کی اب نوا بھی ہے

سمجھ کے رکھیو قدم خار دشت پر مجنون
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے

سودا جو سنا ہی کسو کا نام یہی ہے
آوارہ صد زلف سیہ فام یہی ہے

کہتا ہی بنا گوش ترا زلف کے آگے
مین صبح قیامت ہون مری شام یہی ہے

کب تاب قفس لاسکے وحشت مری صیاد
اک الفت گل بس ہے کہ سو دام یہی ہے

سودا اسے کیا دیکھ سکا اے مردم نافہم
جس سے کہ ہمین کرتے ہو بدنام یہی ہے

ہر آن اُس سے کہنا سودا سو تو نہ ملیو
بد وضع مین جہان کے مشہور ہے تو یہ ہے

چہرہ مریض لب کا تری زرد ہی سو ہی
عیسیٰ گنے دوا تری ہی درد ہی سو ہی

گذرا ہی کسکی خاک سے ظالم تو بی خبر
دامن کے ساتھ ساتھ تری گرد ہی سو ہی

شوخی چھپی نہ حسن کی ہرگز کہ روی مہر
افلاک کی بھی پردونمین بی پردہ ہی سو ہی

ہر دم جو مجھسی پوچھی ہی تو کیا ہی دکھ تجھے
کہنے کا تجھسے فائدہ بی درد ہی سو ہی

ازاد صاد خاص کا دفتر کیا نہ جمع
اپنا لکھا ہی جسپہ وہ اک فرد ہی سو ہی

ابھری کسو ہی طرح ہمین بی تجھکو فلک
نظرون مین اپنی خانۂ پر گرد ہی سو ہی

تیغ و سپر نہ باندھا کی سپاہی رقیب کو
کتنا ہی تم بناؤ وہ نامرد ہی سو ہے

سودا گلی مین یار سے گو بولتا ہی گرم
پر ہر سخن کے ساتھ دم سرد ہی سو ہے

درد میری استخوان کا کیا تری دمساز ہے
اسقدر رای نی تری مخزون کیون آواز ہے

قد کو تیری جسجگہ مشق خرام ناز ہے
اُس جگہ شور قیامت فرش پا انداز ہی

دلکو رکھتی ہی نپٹ جنبش نفس کی بیدماغ
تجھ بن اب مجھسی ہوای زندگی ناساز ہی

بیقراری دلکی اُٹھجاوی جو تو جوشش کری
طائر سیماب کو آتش پر پرواز ہے

مین پھر کے سب طرف سے دی ہے دھونی اے بے پیر
کسیکا درد دل پیارے تمھارا ناز کیا سمجھے
رہا کرتا ہمین صیاد اب پامال کرتا ہے
نہ پہونچے داد کو ہرگز تری کوچے کا فریادی
نہ پوچھو مجھسے میرا حال تک دنیا مین جیسے ہو
کہا چاہے تھا تجھسے ولیکن دل دھڑکتا ہے
جو گذری رات میری پر کسے معلوم ہو تجھ بن

نہ دیکھی کوئی بستی اس خراب آباد کو پہونچے
جو گذری صید کے جی پر وہی شہباز کیا سمجھے
پھڑکنا بھی جسے بھولا ہو سو پرواز کیا سمجھے
کسیکے شور محشر مین کوئی آواز کیا سمجھے
خدا جانے مین کیا بولون کوئی غماز کیا سمجھے
کہ میری بات کو ڈھب سے تو ای طناز کیا سمجھے
دل پروانہ کا جز شمع کوئی راز کیا سمجھے

نہ پڑھیو یہ غزل سودا تو ہرگز میر کے آگے
وہ ان طرزون سے کیا واقف وہ یہ انداز کیا سمجھے

جسدن تری گلی کی طرف ٹک پون بہی
پہونچی نہ تجکو آہ مری حال کی خبر
تڑپے ہے مدتون سے مری جان پر آے
کیونکر جلے نہ رشک سے فانوس بیچ شمع

مین آپ کو جلا کے کرون خاک تو سہی
قاصد گیا تو اُن نے بھی کچھ اپنی ہی کہی
کچھ سخت آرزو ہے کہ اتنک اٹک رہی
جامہ تری بدن مین ہے اس رات کیتی

سودا جو بیخبر ہے کوئی وہ کرے ہے عیش
مشکل بہت ہے انکو جو رکھتے ہین آگہی

پر مین حیران ہون کہ جون سایۂ مرغان ہوا
نہ کیا ایک قدم پھر نے یہ مختار مجھے

حسرت و داغ والم درد چلا میری ساتھ
ہجر تیری نے کیا قافلہ سالار مجھے

تخم گلریز محبت چمن عشق مین تھا
عوض آب دی آتش کیا گلزار مجھے

نہ پھرا ملک عدم سی کوئی یار او سودا
جاتا اب اونکی خبر کے لیے ناچار مجھے

اسقدر اُنکی ہوا مست ہی ویرانے کی
کسی لڑکے کو نہین سدھ کسی دیوانے کی

جل موا شمع کو دیکھا جو مرے بالین پر
بدگمانی سی مین اب داغ ہون پروانے کی

شکر صد شکر نہین مین کسی خاطر کا غبار
خاک کعبہ کی ہون یا گرد صنم خانے کی

شیخ وہ رشتہ ہے زنار ہمارا جن نے
پھاڑ ڈالی ہے ترے سبحہ کی صد دانے کی

نہ تاب لا سکے خورشید عشق کی تب کی
نہ طاقت اب کسی مشعل کی ہے مری شب کی

کسو نے حال سی میری کہی نہ تجھ سے بات
اگر کبھی کسو نے تو اپنے مطلب کی

گیا نہ سر سے مری تا ہنوز شور جنون
بہار خط کی تری ہو گئی خزان کب کی

نشان کفر سی میری نبی علامت دین
پر اس سخن کی علی الرغم رای ہر سب کی

نہین ہے رشتۂ تسبیح صورت زنار
قسم ہے شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی

سودا جنھین دیا ہے خدا نے کچھ عقل و فہم
انکا جناے عشق پہ دل کیونکی چل سکے

ہاے سینکے ایک دو کو یا آپ مر رہینگے / پیاری تری گلی مین کچھ ہم بھی کر رہینگے
ای ابر جا تو مت کر رونے پر ہماری / یہ چشم بھوی بھوی تالاب بھر رہینگے
یارب بنط جرس کی چھاتی تو پھٹ گئی ہے / کب تک ہماری نالہ دور از اثر رہینگے
اب تو تری گلی سی جانا ہی مصلحت ہے / دیکھین سگے پھیر آکر جیتے اگر رہینگے
تمھاری لطف کچھ انٹھی ہی رہتی ہے سدا ہمسے / نہین ہیچ کچھ ادائی اور سی اُسکو سوا ہمسے
عجب دلتشد ہین غنچون کو صبا سی دیکھ تو ظالم / نہ کھلوایا کبھو تمین اسطرح بند قبا ہمسے
چمن مین آشیان مت کر کہہ یہ جا کی بلبل سے / جلا مت مشت خس اپنا عبث تو آتش گل سے
رسائی گر سر مو بھی نہین طالع مین گو مت ہو / پریشانی مین ہمسر ہے مرا بخت اوسکی کاکل سے
نے ضرر کفر کو نے دین کا نقصان مجھسے / باعث دشمنی ہے گبر و مسلمان مجھسے
آہ و زاری سے مری شب نہین سویا کوئی / تجھسے نالان ہون مین اک خلق ہے نالان مجھسے
خار ہون خشک تو آتش سوزان اے بخت / بوجھ کر سنبر قدم کھینچے ہے دامان مجھسے
اسکی خو سے نہین محرم نہین دو ای سے کام / کیا کیا چاہتے ہین دیدہ گریان مجھسے
نہ بزور و نہ بمنت نہ بصورت نہ بشکل / لیگیا کیونکی مین حیران ہون دل و جان مجھسے

دل سی ہوس نکالی نکلتو نکی شیخ نے — پیوند کرکے ریش کو موی زہار سے

سودا نہ پوچھ کس سے وہ گلرو ہے آشنا
ہو وین جو ایک دو تو بتاؤن ہزار سے

مرجان کا نخل ہون نہ پھلون برگ و بار سے — ٹپکے ہے رنگ خون مری شاخسار سے
خنجر طلب ہی مرگ سی ہر آہوے حرم — دل بھر گیا ہی کسکی مژہ کا شکار سے
مجھسے بیان نہ کر طپش برق کا کہ وہ — تعلیم بر ہے کسکے دل بیقرار سے
ساقی پہونچ شتاب کہ تجھ بن نہین مجھے — موج مے دو آتشہ کم ذو الفقار سے
کھووی نہ مرگ صافی طینت کی قدر کو — کرتے ہین پاک آئینہ میری غبار سے
جس جا کہ مین بیان کیا درد شکست دل — آسیب کب ہو شیشہ کو وان کوہسار سے
سودا جو مے پرست جہان کا ہین کسی تو — مت کر طلب شراب کی مر جا خمار سے

اوسکو یہ مثل دانہ انگور دین گرہ
قطرہ بچے انکھون کی اگر زہر مار سے

شکوہ ہی دور ظالم کرنا مروتون سے — لبریز ورنہ دل ہی تیری شکایتون سے
پر زیر لفیر دل کی ممکن نہین کہ ہووے — معلوم حال میرا تجکو کتابتون سے
ہو خامہ اشک ریزان پیش سخن کے کہنی — کاغذ کی چھاتی پھاٹی تیری حکایتون سے

دن رات ہر پلک نے میری جھڑی لگائی	کیا جانئے آنکھ تجھسے مین کس گھڑی لگائی
دکھ چوٹ کا نہ میرے دل سے گیا طبیبو	مین سو طرح سے گھس گھس بوٹی جڑی لگائی
کرتا تھا خون ناحق یہ رنگ پان دل کا	مستی کی تو نے ظالم تس پر دھڑی جمائی
جو حسن موتیون کی تول اون دنون بکتا تھا	تو نے بہ نرخ گندم اوسکی دھڑی لگائی
تجھ عشق مین پیارے وہ زیب گل تھا	نے پھول کی کسی نے جنکو چھڑی لگائی
آیا نظر تو جسکو ہر اک پلک نے اوسکی	ملنے مین دیر باہم کتنی بڑی لگائی
غماز کی مین کینہ گر کاٹون زبان کہ تجھسے	جو بات کان اسکی مجھسے پڑی لگائی
آنکھون سے آنکھین تا صبح ہرگز نہ بند تجھ بن	زنجیر کی کڑی پر جیسے کڑی لگائی

اس شور سے ہوا ہے سودا اترا دیوانہ
لڑ کون نے حسن کی تیری گھر گھر جھڑی لگائی

حلقہ تیری زلف کا جب یا نہ کھولے رہے	تیغ چکا وہ جسکی خاطر مار منہ کھولے رہے
چشم نرگس کی ہو نہ کیسطرح تیرے سامنے	جسکے آگے غنچہ سا گل رخسار منہ کھولے رہے
پائی ہے لذت جنھی نے تیری تیغ عشق کی	جسکا زخم سینہ بعد از دار منہ کھولے رہے
خون دل ان شصت اندازون نے پیا ہے سیل	سیر اگر پیکان ہو تو سوفار منہ کھولے رہے
عرض مطلب کر گئے غیر اوس سے اپنی بارہا	رو نہ پایا اوسسے ہم ہر بار منہ کھولے رہے

سر بہ پیش افگندہ اکثر میکدہ کی راہ سے
یوں چلا جاتا ہے خدمت سے گویا معزول ہے

خشک رہنے سے ہمارا دیدۂ تر پاک ہے
جوں حباب اس گھر میں جب دیکھو ہو نمناک ہے

منہ پساری کیا پھرے ہے ای فلک سمجھے ہیں ہم
ایکدن تیرا دہن اور اپنی مشت خاک ہے

تنگ دلی سے تری اتنا بھرے ہے دادخواہ
جسجگہ دیکھوں ہوں شعلہ گو گریبان چاک ہے

رہنمائی خلق کی چاہے تو راہ کج نہ چل
شیخ ہونے سے عصا محروم چوب تاک ہے

گر چمن میں ہمصفیروں سے رہا ہے کچھ نشان
آشیان کا انکی آوارہ خس و خاشاک ہے

رات یوں کہتا تھا ظالم مجھسے جلاد فلک
یا رہیں تیری ہی سب خوبی یہ ٹک سفاک ہے

فتنہ [illegible] دی زمین آنکھوں کا ہے تیرے غلام
خادم غمزوں کی انکے گردش افلاک ہے

مت سمجھ بیقدر پامالوں کی گر رکھتا ہے فہم
توتیائی چشم نقش پا ہماری خاک ہے

کیا لکھوں حال تباہ اپنا کہ سودا وہ جو لوگ
چاہتے تھے یہ دن انکی بلا سے وان تک [illegible] ہے

حیران ہوں شمع کسکے لیے سوزناک ہے
پروانہ کسکے شعلہ خو کا ہلاک ہے

زاہد مجھے تھا نجس تری ہونے پہ یقین
لیکن جو چیز خشک ہوئی پھر وہ پاک ہے

قاتل سے کیوں جھگڑتے ہو کیا مجھسے بیر ہے
جای خطر نہیں ہے مرا زخم خیر ہے

[illegible]

کس ستی موہوم پہ نازان ہی تو ای یار	کچھ اپنے شب و روز کی ہی تجکو خبر بھی
تنہا ترے ماتم مین نہین شام سیہ پوش	رہتا ہی سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تری فریاد سی آنکھون مین کٹی رات
آئی ہی سحر ہونے کو ٹک تو کہین مر بھی

نہ سمجھے کہ کر چمن مین بہار آئی ہے	یہ مرغ کشتنی کب قابل رہائی ہے
نہ چھوڑ پنجہ مژگان تو دست طفل سرشک	ابھی زمین پہ گرے ہے تو رائی کائی ہے
اثر کیا ترے دل مین مجھ اشک نے تو کیا	ڈبا کے خلق کو کشتی مری ترائی ہے
تری نکالی سی تجھ گھر سے کون جاتا ہے	وہی تو جائیگا پیارے کہ جسکی آئی ہے
غرور تقوی سے کتنی تھی شیخ جی سرکش	پر اب عمامہ نے گردن تنک نوائی ہے
گئے تھے آپ خداوند سیر باغ کہ گل	جہان کھلے ہین وہان بوے کبریائی ہے
کرین ہین در پہ ترے شیخ و برہمن سجدہ	تہوں کے حسن و ادا تیری یان خدائی ہے
جہان سی کندن دل سخت کا ہی فرہاد	وگرنہ کوہ کنی زور آزمائی ہے

تن گداز مین دل کیونکی تئین رکھا سودا
یہ آگ پانی مین کس سحر سے چھپائی ہے

بہار بے سپر جام یار گذرے ہے	نسیم تیر سی چھاتی کے پار گذرے ہے

[illegible]

سب سحر کہی سوتا ہوں یہ کہدین کہ پھر آنا
بالین پہ مری شور قیامت اگر آوی

بیخوابی سے مرتا ہی شب ہجر مین سودا
اب سننے کو افسانہ کوئی نوحہ گر آوے

اتنی کہو یہ طاقت ہی کہ اس سی بسر آوی
وہ زلف سیہ اپنی اگر لہر پہ آوے

شیشہ نہ سکے راز مری دل کا تو اے جام
سرگوشی سی اوسکی نہ تری چشم بھر آوی

کیا ہو جو قفس تک مری اب صحن چمن سے
دو برگ لیے گل کے نسیم سحر آوی

سب کام نکلتے ہین فلک تجھسی پہ لیکن
میرے دل ناشاد کی امید بر آوی

جب پھوسکے ہی ناقوس صنم خانۂ دل شیخ
کعبے کا ترے وجد مین دیوار و در آوی

نامی کا جواب آنا تو معلوم ہی اب کاش
قاصد کے بد و نیک کی مجھ تک خبر آوی

مین بھی ہون ضعیف اسقدر ای مور کہ وہ آ
گذری مرے سر سی جو ترے تا کمر آوی

دیتا جو کوئی مرغ دل اس شوخ کو سودا
کیا قہر کیا تو نے غضب تیری پر آوی

اب لے تو لیا ہی پر اسے دیکھیو نادان
پل مین نہ اڑا تا وہ اگر بال و پر آوے

نسیم گر قدم دوستی بجا لاوے
یہ مغتنم ہی قفس مین چمن کو لیجاوے

جفا دہر جو خاطر مین اب تری آوے
وہی ہی خوب مری حق مین جو تجھی بھاوے

۳۹۹ سودا

جگ میں شراب خوار کی تشہیر کے لیے
سودا جو محتسب ہو تو زاہد کو خر کرے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے ‌ ‌ ‌ اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے
قاتل ہماری نعش کو تشہیر ہے ضرور ‌ ‌ ‌ آئندہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے
اتنا لکھا ئیو مرے لوح مزار پر ‌ ‌ ‌ یاں تک نہ ذی حیات کو کوئی خفا کرے
بلبل کو خون گل میں لٹایا کرون مجھے ‌ ‌ ‌ نالے کی گر چمن میں تو رخصت دیا کرے
فکر معاش عشق بتان یاد رفتگان ‌ ‌ ‌ اس زندگی میں اب کوئی کیا کیا کیا کرے
عالم سے بیچ کھیر رہے رسم عاشقی ‌ ‌ ‌ گر نیم لب کوئی ترے شکوے میں وا کرے
گر ہو شراب و خلوت محبوب خوب رو ‌ ‌ ‌ زاہد تجھے قسم ہے جو تو ہو تو کیا کرے
تعلیم گریہ دون اگر ابر بہار کو ‌ ‌ ‌ جز لخت دل صدف میں نہ گوہر بندھا کرے

تنہا نہ روز ہجر ہے **سودا** پہ ہے ستم
پروانہ ساں وصال میں ہر شب جلا کرے

ساق سیمین تری شب دیکھی گوری گوری ‌ ‌ ‌ شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تھوڑی تھوڑی
نیشکر نے کہیں تجھ لب سے کیا تھا دعویٰ ‌ ‌ ‌ آج تک اسکی پڑی گٹھی میں پوری پوری
آگیا رات میں جوں دزد حنا تیری ہاتھ ‌ ‌ ‌ ورنہ جا پانؤں کو لاگا ہی تھا چوری چوری

معشوق کی الفت ہی بندکری عاشق کو
کب شمع مجالس کی فانوس مین چھپتی ہی
دلکو تئین اک عالم کہتا ہے خدا کا گھر
پانی بھی نہ مانگ اُس سی جو ہو دی تنک مایہ
تین دا دستدا ہی دل دیکھی نہ زمانہ کی
دی دا دمری دلکی سوزن کہ جب آہن کا
سودا سی کہا مینے کل سیر گلستان مین ق
سنتے ہی غرض اسکے یہ شعر پڑھا اُن نے

کس گل نے خریدا ہی بلبل کو تئین برد ے
جو حسن ہو بازاری مت اُسکو بہا پر دے
ای عشق اسی آتش دی ہی تو سمجھکر دے
کانسہ کو تئین گل کی شبنم نہ کبھو بھر دے
خاتم لی سلیمان سی چیونٹی کو تئین پر دے
رشتے کی گرفتاری سی اپنی جگر کردے
یہ وقت خموشی ہے ظالم غزلی فرد ے
جس شعر کا ہر مصرع آہ دل پر درد ے

کھلنے تو لگا ہے دل جون غنچہ ہمارا ابھی
لیکن نہ صبا تجسے گا ہی بدم سر دے

سینہ کو ستمون سے نگہ تیری تو ڑ دے
آیا ہی تنگ دام مین زلفون کی مرغ دل
آنکھون کی ہر پلک صف محشر کو موڑ دے
سر تا قدم سودا کے صدقی مین چھوڑ دے

جسدم وہ صنم سوار ہووے
جو اٹھ نہ سکے تری گلی سے
محکم تو رواق بن سکے ہے
تا صید حرم شکار ہووے
رہنے دی کہ تا غبار ہووے
گو عمر کہ پائدار ہووے

۱۴۰۱

۱۹۰

سودا چمن دہر سے یہ چشم نہ رکھیو | وہ گل نظر آوے کہ جسے خار نہووے

جز لخت دل اپنے تو نہ دیکھے گل بے خار
سو بھی کہ جو مژگان پہ نمودار نہووے

پھر نظر تجکو نہ دیکھا کبھو ڈرتے ڈرتے
حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے

کھینچتے کیا ہو میاں تیغ کہ یاں تشنۂ عمر
صرف سینہ پہ ہوا ملنے کے بھرتے بھرتے

پھر گلگشت عدم سے جو کوئی ہو نکلا ہے
سمت اس باغ کی طی منزلین کرتے کرتے

پھل جوانی سے نہ پایا کبھو جون طفل شکر
مل گیا خاک مین یان پانون کی دھرتے دھرتے

کیا ہمین فائدہ آنکھون سے بقول سودا
پھر نظر تجکو نہ دیکھا کبھی ڈرتے ڈرتے

کیا کہیے کہی کچھ بات نہین بن آتی
اب سنگ تجھ گلی کے یہ سر ہاد ہماتی

دیوانگی ہماری کیا کیا مچاتی دھومین
زنجیر پڑے پانون کر اپنے گھر نہ لاتی

اے آہ تری قدر اثر نے تو نجانی
گو تجکو لقب ہمنے دیا عرش مکانی

اک خلق کی نظرون مین ہلکا ہو گیا لیکن
کرتا ہون مین اب تک تری خاطر یہ گرانی

ٹک دیدۂ تحقیق سے تو دیکھ زلیخا
ہر چاہ مین آتا ہے نظر یوسف ثانی

معمور ہے جس روز سے ویرانۂ دنیا
ہر جنس کے انسان کی پائی گئی چھانی

انصاف کچھ بھی یارو ہی عشق کی نگر مین
دل غم سے آب ہو دی اور چشم موتی رولے

دہقان سپر وہ ہمسی یون صلح کب کرے ہی
بوٹون سے کھیت او پہ جبتک نہ جنگ ہولے

وہ تو بچے کا ہرگز ہمکو لکھے نہ مانا
گدڑی مین جا کبوتر لیتا ہی مول گولے

کل یار سے کہا مین سنتا ہی آج سودا
بکتا ہی اک نگہ پر اسکے تئین کو جو لے

کہنے لگا کہ نادان یہ حیف ہی کہ کوئی
اسپند کرنے کو بھی ایسی سیاہ کو لے

ہو شاد اس غزل سی روح آبرو کی سودا
تو اس زمین مین نادان طور اپنا کیون نہ بولا

جون غنچہ تو چمن مین بند قبا کو کھولے
پھر گل سے ای پیاری بلبل کبھو نہ بولے

آوے گا وہ چمن مین تڑکی ہی سرکشی کو
شبنم سے کہدے بلبل پانو گلونکے دھولے

باغ جہان مین آکر کچھ پہ ہمنے پھل نہ پایا
اک دل ملا کہ جسمین ہین سیکڑون پھپھولے

ایسا ہی جاؤن جاؤن کرتے ہو تو سدھارو
اس دل پہ کل جو ہوئی سو آج ہی وہ ہولے

کم بولنا ادا ہی ہرچند پر نہ اتنا
مونڈھا ہی چشم عاشق آبھی وہ لب نہ کھولے

چشم پر آب ہون مین جون آئینہ حبابی
رگ رگ سے [illegible]

کون ایسا اب کہے یہ سودا اگلی مین اسکی
آنکھوں سے چلین ہم دل کھو لکے رو لے

زلف سیہ مین ای دل بکھرا نہ مانیہ خاک
خون جگر کا کھانا دل پہ نہین گوارا
آئینہ کہہ رہا تھا خو تو بھی صاف منہ پر
کیا پست فطرتون کو بخشی ہی سربلندی

یہ جنس تیرہ شب مین مشکل ہی پھر سمٹنی
اٹھتی شراب دونکی جب تک نہو دی چھٹنی
ہی ایک سن یہ شکلین سب خاک بیچ اٹنی
دنیا کے شعبدی سی تعلیم ہووی نٹنی

تو نے تمہارے **سودا** یہ قافیہ و گرنہ
پائے قلم کو کیسر ہی یہ زمین رٹنی

مطلعات

اعجاز منتظر تکے ہی ترے لب کی کام کا
بساط اپنی مین تھا جو ایک دل سو دل بھی کھو بیٹھا
یا رہی بقید حب ہوا آشنا دس بیس کا
خط مرغ نامہ بر سے تجھے کون سا دیا
غنچون کو گو شگفتہ چمن مین صبا کیا
کیا جانیے نگہ نے ترے کیا بلا کیا
کسو نے روم کی قسمت مین کوئی شام ڈ آیا

کیا ذکر ہے مسیح علیہ السلام کا
مجھے مدت ہوئی پیاری یہ اُس سے ہاتھ دھو بیٹھا
مثل ماہ عید کے پورا جو ہووی تیس کا
مضمون تو نے سنکی نہ جس کا اثر دیا
لیکن ہمارے غنچہ دل کو نہ وا کیا
مجھسے کے دل کو اپنی طرف مبتلا کیا
ہمین سے کچھ نہ آیا ایک تیرا نام ڈ آیا

۴۰۵

سنکے یہ کہتا ہی میرے نالۂ جانکاہ کو — کیون مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو

عشق کے کوچے مین جلوہ ہی بتانکا سنگ راہ — خضر بھی بچکر چلا پا دیکھا جو انکا رنگ راہ

وہ سمندر ہی کہ جسکا نہ کہین پاٹ لگے — کشتی عمر مری دیکھیے کس گھاٹ لگے

تبسم دیکھ تیرا کیون نہ دل بیتاب ہو جاوے — اگر بجلی اسے دیکھے تو زہرا آب ہو جاوے

اس دل پہ تجھے رحم جفا کار نہین ہی — جس دل سی دل مور کو آزار نہین ہے

مسیحا اس سے اٹھ جاوی جو کچھ کبھی دوا کیجے — محبت سخت بیماری ہی یار و آہ کیا کیجے

مین کہتا ہون دل اپنے سے اے ننگ و نام سی گذری — نہو یہ بات گر اس مین تو کیا آرام سی گذری

کہون کیا عشق کی آتش سی یار و مجھپہ جو گذری — سنی جو شمع نے بھی سرگذشت اپنی تو رو گذری

کہا مین داغ مری دل کا جون چراغ جلے — دیا جواب مجھے ترک شوخ نے کہ بلے

چمن مین بلبلون نے جب بنائی عشق کے چکلے — لگی سارے چمن کو آگ جتنے تھے کنول دہکے

کل جو بیٹھا پاس مین اک جا تری ہم نام کے — رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے

قاصد یہی پیام تو جا کہیو یار سے — اک شخص جان بلب ہی تری انتظار سے

اشراف یا کمینہ طلبگار ہو کوئی — دونگا اسی کو دل جو خریدار ہو کوئی

تو ٹک جگر تو مرے مرغ نامہ بر کا دیکھ
کہ وان اڑی ہی دھجیان پہ جلین تیر شستہ کے

جب سے چمن حسن مین تو در آیا
مخفی مین رکھا داغ کو دو لالہ نے
حسن چشم مژہ سے دل دیا تھا اسکا
یہ خانہ خراب عشق جس نے یارو
تیشہ سے جو کوہکن نے سر کو پٹکا
دے درد کی داد کیا ہمارے کوئی
اس آتشی خو سے دل یہ کیونکر اٹکا
طاقت نہین نالہ کی اب اسکو تیرا
مین دیر و حرم ڈھونڈھ کے یارو ہارا
دل داغ سے روشن ہوا جب دم ہون شمع
ہر زیر فلک جتنی کہ یہ موجودات
ای شیخ کیا خوب یہ ہمنے تحقیق
باریک و طویل اتنا ہوا کیسکے پوت

عصمت نے تری خلق مین شہو پایا
چھاتی کو کہ وہ سکے تئین دکھلایا
اب لا سر زلف سے دیا ہے لٹکا
پہونچا کے فلک پہ پھر زمین سے پٹکا
شیرین کا یہ سنکے جان تن سے بھٹکا
ناخن کا جگر پہ کب سنے سے کھٹکا
جس مین کہ رہا نہ زندگی کا کھٹکا
کچھ ذکر ہوا تو کہ ملا سا چٹکا
دونون مین نہ پایا اسے جز اندھیارا
اپنا تن و جان اسکے قدم پہ وارا
ہر ایک کی اک طرح سے کٹے ہی اوقات
شیخی و کرامت ہی ہون آپ کی بات
جز باپ کے تیری کہ وہ ہی پڑ کا بھوت

یون قافلہ نے تمکو نکالا وان سے
جون بھان متی ناک سی نکلے ہی سوت

۴۰۶

کتنون کا جہان مین زر و مال ہی شکر
کتنون کا ہی با دولت و اقبال ہی شکر
یون شکر تو سب کرتے ہین لیکن سودا
شاکر ہی وہی جسکو بحال ہی شکر

کیا جانے بساط ہے آپ کس کے جا کر
آتی نہین ہے پسند مجکو تنہا پاکر
جی مین ہی ہر اٹھیے تا صبح محشر
اس رات کو سویئے کچھ ایسا کھا کر

کل آ کے جنھون نے بے وفا سے پاکر
مین ترک کیا تھا عشق قسمین کھا کر
سن آج کی بات کیا کہین گے مجکو
کس منہ سے دکھاؤنگا منہ انکو جا کر

ای صورت انسان و حقیقت مین خر
دی سفلہ تو قید طلب پوچ و لچر
زر سے ہی تو کہ وہ ہے خریطے کی قدر
سے پوچ خریطہ جو نکل جاوے زر

ای داب قوانین جہان سے دستور
ہم چشم کی حرمت سے تجھے سب کی نظور
الطاف و کرم کا ہی جہان مین ہے کام
ایزد نے کیا اسپہ تجھی کو مامور

دنیا ہمین کہتی ہی کہ دل مجھسے موڑ
مجھ فاحشہ پہ تو نہ یہ جی جانے تو توڑ
داڑھی کی سیاہی پہ سپیدی دوڑی
اب رات نہین صبح ہوئی ہی بس چھوڑ

ای نفس دنی حرف کو میری کر گوش
دنیا کی طلب مین جو ترا ہو ہمدوش
اس جیفہ پہ غرا نہ اسے دیکھ کے سگ
تیرا تو ہم جنس ہی وہ بھی خاموش

ای منبع فیض و ملجای خاص و عوام
جاری ہے ہند مین ترا ہی احکام

تو دام رہے دل سی تیری شادی و سرور
تجھ کو بجہان ہو جشن نوروز مدام

شاہا تری طرف سے ہے نگاہ عالم
از بس تری ذات سے ہے پناہ عالم

قائم رہے تا حشر ترا جاہ و جلال
روشن جون آفتاب شاہ عالم

مولا کا اگر عبد ہو کیسا ہی ہے بیم
یون چاہیے افزون کہو امید سے بیم

تہدید گنہ گرچہ ہے لازم لیکن
ہے عفو بہ از قصاص از بہر کریم

منہ پھیرے ہی گو دیکھ کے ہمکو عالم
قدر اس سے کچھ اپنی نہین ہوتی ہے کم

اتنا ہے بڑا ہمکو کیا خالق نے
خلقت کی نظر مین نہین آ سکتے ہم

مظہر کا ہوا جو قاتل اک مرتد شوم
اور اُسکی ہوئی خبر شہادت کی عموم

تاریخ وفات کہی از روے درد
سودا نے کہ ہای جان جانان مظلوم

کیونکر کہون تجھسے یہ کہ مجھسے مل تو
مین شیشہ ہوا جہان مین ظالم سل تو

جانےگا تب ہی تو اس محبت کی قدر
تیرا دل مین ہون اور میرا دل تو

دکھ تعزیۂ یارون کا کچھ مت پوچھو
جب شکل ملاقات کی باہم یون ہے

دیکھین ہین لب زخم کہین سیتے وقت
آپس مین جو ملتے ہین تو لو ہو رو رو

پاہی تھی تبھون کی آشنائی ہمنے
پر عقل کی مانی رہنمائی ہمنے

اس دل سے کنارے ہماری یارو
کچھ آگ لگی تھی سو بجھائی ہمنے

سودا بجہان اپنی زبانی تو ہے
آفاق مین خاقانی ثانی تو ہے

دے نطق کا ہر چند نہین تو خالق
پر نطق کا خلاق معانی تو ہے

خاوند وہ ایسا ہے کہ عالم کو دے
دارا کو نہ تنہا نہ فقط جم کو دے

پہونچا کے بہم دیکھ تو کیا کیا نعمت
کھاوے نہ اسے آپ وہ اور ہم کو دے

جینا یہ ترا وہم کا اک ریشہ ہے
اور فکر معیشت کی ترا پیشہ ہے

مرتا نہ تو کیا جانیے کیا کرتا تو
ای خانہ خراب اسپہ یہ اندیشہ ہے

آنکھون سے پڑا اشک مری ڈھلتا ہے
سرکب سے تری پانون تلے ملتا ہے

ای غنچہ دہن پیار سے ٹک ہنسکے بول
کیا دل سے بھرا تو کہ نہین کھلتا ہے

کوتاہ نہ عمر کی پرستی کیجے
زلفون سے تری دراز دستی کیجے

ساقی جو نہو شراب ہی آج دو ابر
پانی پی پی کے فاقہ مستی کیجے

آنکھین کہین بھوون سے کہ حسرت کیجے
ہر ایک پلک چاہے کہ آپ ہی لیجے

آتی ہے مجھے شرم میان یہ دل ہے
جو اسکی ہو قسمت سو اسے کر دیجے

گر ہجو مری کہنے سے اس پر ہونگا د
سو وہ ہم تمہارا ہی میں اور آپ کی ہجو
پیٹ اپنا ہر طرح سے ساجد پالے
مینڈک چھوڑے نہ چھپکلی نے سابا

تا یہ کہ کہے جاتے ہیں مجھے خلق اللہ
لاحول ولا قوۃ الا باللہ
کوا وہ چیل وہ گاہری کھائے
اسکے پھری ہین ڈھونڈھتی لڑکی بالے

رباعیات مستزاد

دنیا کی طلب مین دین کھو کر بیٹھے
ہو کر گم راہ
کرنا ہی نہ تھا جو کام سو کر بیٹھے
ای عقل تباہ
ہی عاریتی خانہ جسم سا کی سودا
بر شیشہ و شک
سو مالک ہی اسکے آپ ہو کر بیٹھے
سبحان اللہ

طاقت نہیں رونے کی بہت ہجر تیری
کو دل مین یہ غم ہی
کوئی دم کی رہتی ہے اب تن مین جی
سو چشم مین نم ہی
بھولے ہی نہین یان کبھو پھر آتا ہی اپیار
اور جائی نہ سب جا
کیا سب مجھے تراجرم ہوا سانجھ سویرے
جو اتنا ستم ہی

ہر چند جہان مین کم ہین وافر ہم ہین
گر دیکھو گناہ
منزل بھی نہین ہین اور مسافر ہم ہین
ہر شام و پگاہ

[illegible]

فدوی پنجابی

۱۱۹۳

شاعر ہوا ہی فدوی کی شاعرون کا [illegible]

مادہ وہ زن تخلص یارون کا [illegible]

[illegible]

قطعہ خوش طبعانہ

دیکھ بلند کتہ قلندر ہین آپس مین تینون ایک
منتر جنتر اونکا فرجا دو مین سب پر سبقتی ہین
ہرن مین بدنام اُنھونکی باغ جہان مین نہین ہی فرق
کس سی کہ بھی خباثت انکی ظاہر ہی سب عالم پر

بکرا ریچھ جہان مین بندر ہین آپس مین تینون ایک
گور کھ گوپی چھند مچھندر ہین آپس مین تینون ایک
کدو ڈھینڈس اور چقندر ہین آپس مین تینون ایک
لوطی ور لوند قلندر ہین آپس مین تینون ایک

قطعہ بطریق طنز شاعری گفتہ

بوقت صبح مری بلبل طبیعت سے
تری ہی جنس کا گلشن مین ایک طائر اوک
کہا یہ ہے تری دوستی سی اُسکی تئین
جو گلستان جہان مین ہی آسمان پرداز
دیا جواب جو مینے بھی بد کہا تو کہا
مین اوسکے نالہ کو بدگاہ گاہ کہتا ہون
کہا یہ سنکے مری بلبل طبیعت نے

ہر ایک مرغ چمن آن کر لگا کہنے
ترے ترانہ کو نوع دگر لگا کہنے
یہ کسکی حق مین تو ہی بخبر لگا کہنے
تو اُسکی حق مین یہ بال و پر لگا کہنے
اب اُسکا نالہ جہان بی اثر لگا کہنے
ہر ایک بد اُسے شام و سحر لگا کہنے
بُرا مجھے وہ اگر سر بسر لگا کہنے

قطعہ در سوال بادشاہ و جواب

[illegible]

یون سنا ہے کہ خسرو اک عصر ایک درویش کے گیا تھا گھر
دیکھا درویش کو جو خسرو نے آیا اس حال مین وہ اسکو نظر
رو کیے آخرت کو بیٹھا تھا پشت دنیا سے دون طرف دیگر
دست مطلب کو کھینچ عالم سے پاؤن ازا اپنے بوریا اوپر
بادشہ نے کیا جب اسکو سلام سرسری سا ہوا وہ دست بسر
اور بعد از تامل بسیار کی اشارت کہ جا کے بیٹھ ادھر
دیکھ کر یہ سلوک سلطان نے ہو کے چین ابرو اور غصہ کر
کہا درویش سے کہ ای احمق کچھ بھی تجکو شعور سے ہی خبر
مجھ سے خسرو کے تئین نہ کی تعظیم باج دیتا ہے جسکو اسکندر
کون دنیا مین آج ہے مجھ سا مالک تخت و صاحب افسر
کون ایسا ہوا جہان مین کہ وہ زور و زر ساتھ مجھ سے ہو ہمسر
مجکو سمجتا ہے جا نہ نخوت نہ کہ تجھسے کو ہو دی زیب آور
کہ تو کس چیز سے تجھے ہے دماغ کلاہ و بوریا یہ اپنے مگر
جب سنا یہ گدا نے خسرو سے کہا اے بادشاہ زور آور
یہ تو روشن ہے آفتاب کی طرح پر و بون مین نہ تجھسے زور آور

قطعہ در مدح نواب عماد الملک آصف جاہ

اس زمانی کا جو دیکھا تو ہی الٹا انصاف	اگر گ آزاد رہین اور ہون شبان پہری مین
سب جگہ قید گنہگار پہ ہوتی ہی دوسلے	بکنا ہون کے تئین دیکھا یہان پہری مین
ہاتھ خالی پڑے پھرتے ہین سپاہی بیکار	ڈھال تلوار گرو تیر وکمان پہری مین
کیا کرین بیٹھین نہ بیمار سے دلی ہاتھ پہ ہاتھ	جابجا بند ہے بازار دکان پہری مین
بیم وامید سے ہی اہل تجارت فارغ	پڑ گئے ایک جگہ سود و زیان پہری مین
نہین مقدور کوئی کھائے سی باہر نکلے	بسکہ ہی شہر کا ہر خرد و کلان پہری مین
الغرض جبکوئی اسوقت مین ٹک دور چلا	اسکی حق مین یہی حکم کہ ہان پہری مین

آگے اب بولنا کچھ خوب نہین ہی **سودا**
کہ یہان بوسہ لیتے پڑتی ہی زبان پہری مین

قطعہ در مدح

خدا تیرے خاتم پہ جب تیرا نام	سند اس سے پانے لگے خاص و عام
ہوا ایک عالم کو کاغذ سے فیض	لگی جب سے ہونے تری مہر وبند
جہان مین خلائق کا ہو مہربان	کیا کام مہر اپنی سے تین روان
سراپا تو فیاض سے ای جناب	نہین اپنی قسمت سی مین کامیاب

۴۱۳

قطعہ مبارکباد وزارت نواب آصف الدولہ بہادر

ولہ

باغ دلی مین جو اک روز ہوا میرا گذار — شہ دہ گل ہی نظر آیا نہ وہ گلشن نہ بہار
نخل سب بار پڑی سوکھی پڑی ہین ویرانے — خاک اڑتی ہی ہر اک طرف پڑی ہین خس و خار
مسکراتا تھا جہان غنچہ و گل ہنستا تھا — اشک شبنم کی بھی قطرہ کا نہین وان آثار
جس جگہ جلوہ نما رہتے تھے سرو و شمشاد — مشت پر قمری کی اس جا نظر آئی اک بار
دیکھتا کیا ہون مگر سوکھی ہی اک شاخ اوپر — عندلیب ایک ہی بال و پر و دل افگار
بدم سرد و بصد حسرت و صد سوز جگر — دیکھکر سوی چمن کہتی ہی با نالہ و زار

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

قطعہ مبارکباد عید در مدح عالمگیر بادشاہ ثانی خلد اللہ ملکہ

نوید زیر فلک یون ہوئی ہی شہرۂ عالم — ہلال عید ہوا اور گیا یہ ماہ صیام
دہل بجا کے منادی کا دی انھون کو خبر — جہان کے بیچ یہ مشہور ہی جنھون کا نام
نشاط و جشن و طرب خرمی و امن امان — خوشی و خوشدلی و عیش عشرت و آرام
صباح عید یہ حاضر ہی تہنیت کے لیے — اس آستان پہ کہ ہیگا وہ سجدہ گاہ انام

دگرنہ تیری بخشش کا بیان مین	کرون کیا ہے ادھر از حد تعداد
نگاہ کیمیا تاثیر تیری ہے	طلا معدن مین کر دیتی ہے فولاد
کیا مستاصل انکو پل مین جو سمجھتے	غرور کبر مین ثانی شداد
سمجھتے تھے وہ قوم عاد سب کو	اور اپنی تیغ کو سب قوم برباد
ہر اک اپنے تئین مردانگی مین	گہے رستم سمجھتا گاہ پیلاد
ندان آئی جو میدان مین صفین باندھ	طلب کر روح در دیزہ سے امداد
مقابل ہوتے ہی افواج دین کی	انھون سے آگی بھاگی انکے ہمزاد
بہت سے دست و پا مارے انھون نے	نہ پہونچی روح در دیزہ بفریاد
غرض اس فتح فیروزی سے جس دم	ہوا دل دوستون کا خرم و شاد

تو مین ہاتف سے پوچھا سال تاریخ
وہ بولا ہے یہ فتح نو خدا داد

قطعہ مبارکباد عید در مدح نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر

ہر روز عید ہر آفاق مین ہے رسم قدیم	موالی چاہیے مولا کو نذر دین زر و سیم

آصف الدولہ بہادر

۱۱۸۵

مبارکباد ورود نواب وزیر الممالک [illegible] الدولہ بہادر

سہی تاریخ مین تولد کی	اعتقادسے اپنے لائق انعام
لیک بعد از حساب کی آمین	پایا اک سال کی کمی کا قیام
بیا اندیشہ نے کہ کیونکر اسے	پڑھے جاکر حضور مین یہ غلام
تھا اسی فکر و سوچ مین کہ مجھی	ہوا حق کی طرف سے یہ الہام
تاج اقبال سر پہ ہو اسکے	کہ کرے ہے فخر مادر ایام

۱۲۹۲ھ

قطعہ مبارکباد نوروز

تری محفل مین شمع دولت افروز	ہوا یہ سال نو فرخندہ فیروز
تری طبع مبارک کو جہان مین	ہوا اس سال کی ہی فرحت آموز
فروغ فیض سے تیرے ہی روشن	بسان شمع جو تیرا ہے دل سوز
نگہ ترک فلک کی بازگشتی	ترے اعدا کو ہے تیر جگر سوز
تفضل سے جناب مرتضےٰ کے	تجھے ہر روز ہووے عید نوروز

قطعہ مبارکباد عید اضحیٰ

یارب جبتک کہ عید قربان ہووے	ہر دوست ترا خرم و شاداں ہووے
جون دیدۂ مذبوح سدا چشم حسود	دیکھے وہ ترا جاہ اور حیران ہووے

دیا جواب کہ مین اس جناب عالی کو
چلا ہون دینے کو اب عید کی مبارکباد
کہ جسکا حشمت و جاہ و جلال کو مرکز
وزیر اعظم ہند و شہ دین جس کا
سمجھو نہ پوچھے دارا بھی سر کا جو تابعداد
ہمیشہ کرے سب قلم و سیف کی بنیاد

قطعہ سالگرہ

رہے فلک پہ درخشندہ گین مہ میران ہر ایک سالگرہ مین تو موتیون سی تلے
گھٹا دی ہی جو اب اقبال و بخت مین تیرے الٰہی تا بدم حشر یہ گرہ نہ کھلے
عروج ہو ترے اعدا کا اسطرح کم کم کہ جیسے مہر کی تابش سی کوہ برف گھلے

قطعہ مبارکباد سالگرہ نواب شجاع الدولہ بہادر

پی شمار ترے عمر سال عالم کے عروس دہر کی چاہے ہی بال بال گرہ
زمین پہ وہم مین تعداد ایک سی افزود فلک پہ زیادہ تر انجم سے ہو خیال گرہ
پڑا کرے یہ گرہ رشتہ مین بلاغ جہان شجر سے تا ہو درختون مین ڈال ڈال گرہ
جہان مین ابر کرم کی ہو قطرہ نسی جو فیض کری سے مہتر و کہتر کو یون نہال گرہ
تونگر آج کے دن ہر گدا کو کرتے ہین کلید قفل در فیض کی مثال گرہ
عجب یہ ماہ عجب روز آج ہی جسمین بسان ناخن قدرت رکھے کمال گرہ
الٰہی جب تئین دنیا ہو تو ہو دنیا مین کشاد کار خلایق ہو تیری سال گرہ

مبارکباد سالگرہ نواب احمد خان

قطعہ مبارکباد عید ضحیٰ
نواب شجاع الدولہ بہادر

قطعہ مبارکباد عید در مدح نواب وزیر الممالک نواب عماد الملک بہادر

فلک جناب تری بارگاہ پہ ہیں سب سے
ہمیشہ آن کے حاضر ہوں انبساط عید

پھر آکے سب تری محفل میں وہ عشرت و عیش
صباح و شام پیئں از بادۂ نشاط عید

دلوں سے انکے جو خدام اس جناب کے ہیں
ہر ایک سال ہوا فزود اختلاط عید

الٰہی مسند دولت کی تیری یا اللہ
بچھے قیام قیامت تلک بساط عید

قطعہ مبارکباد غسل صحت نواب احمد خان غالب جنگ بہادر

جہاں میں آب و ہوا کی موافقت تجھکو
رہے قیام تلک صحیح و درست

جو کچھ کہ جنس ہوا الیہ سے ہی عالم میں
کسل ہی تیری طبیعت کی تھی نہایت سست

پر اب خوشی ہے یہ خلقت کو تیری صحت سے
کہ آج تک نہوئی ہوویگی زر و زرنخست

برنگ گل کوئی پھولا نہیں سماتا ہے
بسان غنچہ قبا سے کسی کی تن ہے چست

غرض دعا یہ ہے سودا کی تو سلامت رہ
سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست

یہ وہ در ہے کہ جسکے جون حرم	ہوتے ہین اقوام ساجد صف بصف
اپنے دل مین جو رکھے تیری ولا	دل نہین وہ پر زگوہر ہی صدف
دوستی رکھین وہ کسکی تجھ سوا	ہین جو سگہاے در شاہ نجف
آن مین گنتا ہی یہ سودا آپکو	گر قبول افتد زہے عز و شرف

قطعہ

برای نذر جو مرزا حسن رضا خان ہے	ہوئی علم کی محرم مین اس برس تجدید
بحسب امر مین تاریخ کہنے کو سودا	کیا تھا فکر مین شب حق سی مانگ کر تائید
تو مجکو روی بشارت سی یون ہوا معلوم	قبول ہی یہ علم در جناب شاہ شہید

قطعہ

ترے جویا ہین اس چمن مین ہم	ڈھونڈتے ہی گل کو عندلیب ای دوست
تو برا مان مت مضائقہ کیا	فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

قطعہ مبارکباد عید اضحی در مدح حسن رضا خان

خوشی جہان مین ہی عید الضحی کی آج کے روز	طرب ہی سینون مین لبریز و دل ہی شاد از شادی
ہر ایک نذر دی آیا ہی اس جناب کی بیچ	ملازمون مین کہ وہ بقدر استعداد

قطعہ مبارکباد عید اضحی در مدح حسن رضا خان

۱۲۱۹

قطعہ

چل قلم کہ حسن رضا خان سے
ہی عجب طرح کی زیارت گاہ
یان علم نذر حضرت عباس
اس سبب گل زمین اس گھر کی
ہی خوشا حال وہ کہ اس سے نذر
شادرہ آفتاب محشر کے
سال تاریخ اس علم کی ہے

در دولت سرا جو تیرا ہے
جس سے تحصیل دین و دنیا ہی
صدق دل سے ترا جو برپا ہی
یہ نظیر سر عرش اعلے ہے
تھامی آخرت کی سمجھا ہے
کیا تمازت سے تجکو پروا ہی
سر ترا سایہ اس علم کا ہی

قطعہ عامل خیرآباد

حضور مین جو کوئی ہی مقرب آن
کوئی قلم سے کوئی ہاتھ سے کوئی [illegible]
خدا کے واسطے [illegible]

[illegible] لطف و کرم [illegible] عنوان
[illegible] تا ہون تری ذات سے ہی احسان
[illegible] نیست شعر [illegible]

قطعہ عامل شادی

بسان گل کسو نے جیب کی چاک — کرے تھا جون صبا سر پر کوئی گرد
عجب گلشن ہی یہ لیکن کسو سے — نہ حرا اُسکی رکھی ہے ساز نے برد
گئے یان سے وہ محبوبان رعنا — گل نو رستہ آگے جنکے تھا گرد
لگا مت دل کو بلبل اس چمن سے — نظر جو آج سبز آوے سو کل زرد
لگی ہی اُسکے دیوارون مین جو خشت — حقیقت کی ہی وہ ہر ایک کی فرد
لب جو پر سی جسکی کھلتی ہے آنکھ — حباب اُٹھ جای ہے بھر کر دم سرد
تماشہ غرض اس بے وفا کے — جنھون نے موند لین آنکھین وہ ہین مرد

قطعہ

لے کے جب جبھے سی وزارت جب — عالی گہر کو شاہ شاہان دے
پھر تاریخ عزل و نصب اُسکے — یہ سمجھ کیون نہ فیض یزدان سے
خان خانان نے بیل سے لے کر — شتر کے بچے کو قلمدان دے

قطعہ مبارکباد کد خدائی مہربان خان

صبا اُس دوست کو جا تہنیت سے — جو عاشق سے ہے محبت پروری کا
یہ کہیو پڑھ کہ بہجت نامہ تحریر — کرے ہی خامہ یون صنعت گری کا

۴۲۱

قطعہ مبارکباد تولد فرزند آصف الدولہ بہادر

مبارک باشد این فرزند دلبند

[illegible]

قطعہ تعریف چاہ

[illegible]

جب اس شادی کو اس شاعر نے دیکھا	جہان مین وہ جو ہی رشک انوری کا
کہی ای مہربان صاحب یہ تاریخ	ہوا ہے وصل ماہ و مشتری کا

قطعہ تاریخ باغ بناکردہ ٹکیت رای

ٹکیت رای مہاراجہ ساخت بستانے	چنانچہ گلشن فردوسی ہم بوی رسید
چو امر گشت مرا بہر سال تاریخش	خوشی رسید کہ او را سرور می نرسید
سر عدوے بہارش بریدم و گفتم	بگلشن تو الٰہی گزند وے نرسید

قطعہ تعریف چاہ

چشمہ از حکم آصف الدولہ	آنکہ در ہند اشرف الوزراست
بچنین حسن و لطف وشد تعمیر	کہ خضر گفت ہیچ چشمہ کجاست
کار فرمائش راجہ جھاؤ لال	چہ بخوبی درو نقش آراست
بشنو اے تشنہ حرف من زہوس	زیست منظور تا ابد چہ تراست

بہر دوستی ہمین گویم
آب این را بنوش آب بقاست

قطعہ وصف آصف الدولہ

[illegible]

[illegible]

قطعہ

[illegible]

ساخت اورا بصدق قائم خان | گرد حاصل سعادت دوسرا
از سر سعی بیش چو پرسیدند | گفت فی الفور این سخن سودا
سال تاریخ او ز روی بنا | یافتیم فخر مسجد اقصیٰ

قطعہ تعریف مسجد

مسجد نو برائے صوم و صلوٰۃ | ساخت چون مولوی فضل عظیم
گفت سودا بحسب ایمائش | سال تاریخ او بذہن سلیم
سر بیت در این خجستہ سرائے | انّ ہذا مقام ابراہیم

قطعہ

کہا کلام یہ سودا سے ایک عاقل نے | کسو سے ربط کوئی زیر آسمان نہ کرے
کیا ہے تجربہ ان دو ستون کو یہ پایا | بدی کا جن پہ کسیطرح دل گمان نہ کرے
چکھا انھوں کی جدائی یا بر دوستی کا شہد | وہ تلخ کام کہو زہر دشمنان نہ کرے
بغیر بخل و حسد چاہیے کوئی مذکور | انھونکا مہر و مروت کے درمیان نہ کرے
ہیں جس سے ملکے ندان اختیار غرت کی | دو چار انھوں سے خدا مجکو در جہان نہ کرے

[illegible]

چنانچہ خسرو و فیضی و آرزو و فقیر — سخن انھون کا مثل کے ہی قابل تحسین
سوای انکے کوئی اور بھی ہو پر شاعر — سواد ہند مین وہ ہی ہی بامزہ نمکین

قطعہ بطور پند

ایک عاقل نے یہ سودا سی کہا از رہ پند — دل مین پاتا ہون تری الفت سگ ہا بوفور
نجس العین جنہون نے انہین لکھا ہی — انسے جو ہود مسلمان اسی دوری ہی ضرور
صحبت انسے تو نہ رکھ اتنی وگرنہ ای بلا — حشر کو دن بھی تو ہووینگا انہین سی محشور
سُنکے بولا کہ تو ای دوست یہ سچ کہتا ہی — پر جواب اسکا تجھی تو دن ہن مین یہ عرض کہ بو
مسح سی انکی نجس ہو بدن مین جو عضو — دھونے سی پانی کی وہ پاک ہو ای اہل شعور
ایسے کہ گیا ہی نجاست وہ گلہ میرا ترا — پاک کرنے پہ کسیطرح نہووے مقدور
میرے نزدیک ہی یون یہ جو ہین ای ذی حسب — حق نجاست سی رکھی انکی سگ نفس کو دور
غیر خوناب جگر بار ملوث اس کا — پانی سے چاہیے ہو پاک سو یہ کیا مذکور
اور جو اس سے کسی جی کو اذیت پہونچے — عافیت پالنے والے کی تب آوی نظہور
سو تو یہ سگ نہ جدا تجسے ہوا نہ ہوگا — اس نصیحت سی مگر دل شکنی تھی منظور
کاٹ بی کا نا ترے سگ نے مجھے واے یا — سگ مرا ابھی جو تجھے کاٹی مجھے رکھ معذور

ہر ورق پر ہے میر کے اصلاح	لوگ کہتے ہین سہو کاتب ہے

قطعہ

جس بزرگی سے وہ گئے یا لئے	ماجرا اُس کا مجھ سے مت پوچھو
کیا کہون مین غرض خدا نہ کرے	ایسی غیرت کسی بشر کو ہو
جو ہین اپنے قدم کو اُس گھر سے	رکھا باہر برابر سر مو
یون ہوئی اہل آسمان سے ندا	جتنے ساکن زمین کے تھے اُنکو
جاے لاحول اب ہے یہ تاریخ	دفع کرنے کو اُنکے پڑھنے کو
ہوکے بے آبرو نعین ابلیس	آج نکلا بہشت سے یارو

قطعہ در تعریف مرغ سبزواری

نہین کلنگ مین حسن آگ سبزواری کو	جو میرے پاس ہو تو مین بکاؤن بھی ہنڈا
لڑائی مین بھی اسی کو ہے اُسپہ فوقیت	کہ اُسکا بچہ ہے جیسے اور اُسکا ہی انڈا

پہیلی پستان

دیکھے سہم دو ٹوپی دیے	مرد استری اُنسے جیے

تب سے کچھ باہر ہے جانون مین	بدلے سر کے رانون مین
ہوئی کھائے جو دسے ہے تک موتی	چھوڑ لینے کو وہ کرے چھوتی
چھوٹ جائے تو پھر ہاتھ نہ آئے	پکڑو ہی پکڑو باؤ سے اڑ جائے

پہیلی

ایک پرکھ دو نار کہاوین	بن جی کی جی تن کو بہاوین
پانی مین جب ڈوبے ایک	تبھی دوسری سے ملکے بیک
کہے پرکھ سون بیک پکار	پھر او چھر سے تو ڈوبے نار

پہیلی

دو اسمون کی ہے اک چیز	سمجھے جسے ہو فہم و تمیز
ایک چرند اور ایک پرند	حرمت حلت مین پابند
صورت سیرت مین بھی ایک	کھاوین انکو بد اور نیک
نام مین باہم یہ سنجوگ	فرق سے لیوین کبھو نہ لوگ
خلقت مین تو وہ ہے نبات	اسم بمعنے ہین حیوانات

کرتا نہیں سے کام قیاس	ہووے گی کچھ یاد بتاس

پہیلی شمشیر

سر پہ تھنی مکھ پہ بار	اس نار کا ہے یہی بچار
جیتے خصم کرے وہ وار	جب وہ ناری پیاری ہو

پہیلی سپر

ایک نار بھونرا سی کالی	کان نہیں وہ پہنے بالی
ناک نہیں وہ سونگھے پھول	جتنا عرض اتنا ہے طول

پہیلی جاروب

نیزہ بازوں کا ایک ہے لشکر	ایک سے نکلے ہے سب وہ باندھ کمر
رو کریں جس طرف برای مصاف	گھر کے گھر کر دیں ایک پل میں صاف

پہیلی

پہیلی

تین پانوں اور پانوں نہ ایک
بیٹھی رہے چلے نہیں نیک
جو چاہے سو لے اٹھا
ہے وہ ناری دیوتا سے

پہیلی

ایک نار رنگ سہاوت
ساون بھادوں ...

پہیلی

ایک

پہیلی خط

ایک ناری سب ناری مین پیاری
آدھی گوری آدھی کاری

ایک پنچھی سو ہانہ ہرا جب چوسے کے پردسے منھ ڈال	پیالے مین اُسکے چوکا دھرا سامنے سو ہو اُس کا کال

پہیلی

ایک ناری کے انچھر چار ہر انچھر بن وہ فورن + تریا ہے یا جادو گر پہلے انچھر بن ہو یار تیسرے انچھر بن ہو بیر	کیا ہے وہ بتلا اے یار بدلے ہے ایک ادر برن ہر دم ہو ناری سے نر دوسرے انچھر بن ہو مار چوتھے انچھر بن ہو طیر

پہیلی

ایک نار دیکھی ادھل سے جاتے جگ مین وہ پانی کو	سر کا کر کا کر پر کل سے جو برسات لگا دے جی کو

پہیلی انبہ

بابا سر کا مین وارا کھ
ہیرا چنہ پہناوی ریاکھ

پہیلی جام

سر سے سکھی کا نہ
پہین پیٹ ان آر سر کنڈ درلیان
سر سے کمچیا دی اوار سے پان

پہیلی پاری

پہیلی پاپوش
سے کی لو ہا دیکھا
سو کی بان ودیکھا

پہیلی آئر نباری

رات سمین اک ہیڑہ آر
پہیلوں پاٹون سب رکھا
سر ورہ ہیڑہ رکھ

	پہیلی مستی	
زناری پان کوئی کوئی بنا لگاوے بیچ پیر		لوہی کی وہ ناربنائی تا بنز کردہ کہنی ہین
	پہیلی ارگجا	
آدھا ارنا سارا ہاتھی		جن دیکھا اُن لایا چھاتی سے
	پہیلی شمع	
سرپر آ مقیش کا اور گوری بن گات		کھڑی کھڑی رو وے ہنسے اور کنتھ نہ پوچھے بات
	پہیلی گلگیر	
گال پھولائے لینا تاسکے		جب منہ کھولے سر کو کاٹے
	پہیلی شمع	
چڑھ چوکی پر بیٹھے رانی		سر پر آگ بدن پر پانی

پانی دیے دہ چادر سے سوکھ

پہیلی گھڑیال

ایک سجی راجا کے گھر میں لال
سنیری پیوسے پانی
لا جون مارے ڈوبی جاسے
تا گی جوٹ پر دیسی کھاسے

پہیلی پیکہ

ایک پر ٹھین اس و بیچ
سے وا کا ایکھ
بوجھو پہیلی شاہ وکرا مین
کا پچھاتو کا ذون

پہیلی ارچھیم

جالو لالا کا
بارہ سال کا ایک لمبا دیکھ
دھاجھا و تول

پہیلی ماہی

پہیلی جونکر

زناری سب ایک سی کرین

پہیلی پھنہ

ایک پہیلا ... زندگی مین ... مردہ

پہیلی اچار

توں تال سے کیا پورا جو کوئی ہم کو لا دکھاوے	اس بن جگ کا کام ادھورا وہ سے آخر چپ کھاوے

پہیلی خوبکلان

اتنک سی مین دیکھی نار بھلی بڑی سے واکا ناؤن	جیت ہے واکو سب سنسار بوجھو پہیلی یا چھانڈو گاؤن

پہیلی باز

نار ایک سو پر کھاوے واکی آنکھین تیس دکھاؤن	نت اٹھ بھور مہینا کھاوے پھر بن اسکا ناؤن بتاؤن

پہیلی پالکی

ایک نار وہ چھیل چھبیلی لوگونسے وہ اڑتی ہے	اور پانچ مرد چھپاوے مردون پردہ چھپتی ہے

پہیلی دشنام

پہیلی ... ۳۰۰

پہیلی پیچ

پہیلی ...

پہیلی ناچ برچھی	
بن پھولا پھل ہے لگے سو کون برچھ کہو نام	بن تھل جڑ ڈوبی ہے واکی پات نہ ڈالہ
پہیلی ہٹ پھول	
یہ ترور وہ پھول ہے سو اچرج دیکھو آئے	جاکی پات نہ کونپل پھل سدی دیکھو جائے
پہیلی لالہ	
ناہیں ناہیں واکو ناؤں ن	رکت برن اور رہو میں میں ٹھانون
پہیلی شبنم	
ستاری برچھ پھنگ تک ڈوبی چڑیاں پیاسی جاتین	نہیں کھات کہد نہیں ڈوبی ہاتھی کھڑی نہاتین
پہیلی پوست بار	
ستاری ہو نیاری ہے جو گیواں کی سنگ	سب تن واکی ہوک کی نکہ سکھ سیر کرو ڈھنگ

پہیلی [illegible]
[illegible]

پہیلی [illegible]
[illegible]

پہیلی آئینہ
[illegible]

پہیلی [illegible]
[illegible]

پہیلی (۱۳۴)
[illegible]

پہیلی نگین
[illegible]

پہیلی پاپڑ
[illegible]

پہیلی نقارہ
[illegible]

پہیلی نشان عمل

لکھا ناری کا لکھا ما مورت جیسی چڑا
آرتی دو دو پیو اگر دو الون کی ابھ جڑا
تس ہو دل ہی وہ ما بک دوا و با ون
جو بوجھے سو ارت بیوی بوجھ بتاوری نا ون

پہیلی ترکش

جو آئے اور پاس پچھ کا ان
جو بوجھے سو چتر سجان

ایک نہاے ایک تاپن ہارا		نا مٹی نا اینٹ نہ گارا

پہیلی طاق

وا ہن مو کو بھون سہباوے		جفت نہین پے طاق کہاوے

پہیلی کاغذ

وہ نا کشتی نا وہ لڑھا جیتا لادو ہیٹھ پر سے		سدا رہے خشکی بین پڑا کبھون پاتون پانی مین نہ دسے

پہیلی سنگھاڑا

ماس سیت رنگ سانور سینگ ہیں وہ تام		ہار و نا ہر سب کہین اچبت ہی جل باتھ

پہیلی طبلہ مردنگ

	مارے سے وہ جی اُٹھے بن مارے مرجای بن پاتون جگ جگ پھرے ہاتھون ہاتھ بکای	

پہیلی چھت

پہیلی پان

بھاوے کہین اور واکو کھاوین

پہیلی مقراض

پہیلی بندوق

کارا منھ اور کاری گات	بن بھوجن وہ کرے نہ بات
نت اُٹھ مار جو رسے کھاسے	بول بول سب سہمار جھاسے

پہیلی بندوق

ایک نار دوائین کھائے	پیٹ مین واسکے ہاتھی جائے
اس نار کا یہی سبھاؤ	جن دیکھا تن چھاتی لاؤ

پہیلی دھوتی

ایک نار دیکھی اردھنگی	راکھے ہے وہ ٹانگین ننگی
جو دھوبن کرتی ہے کام	سو ہے دا تریا کا نام

پہیلی آئینہ

ایک نار پیا کو بھانی	تن وہا کو سگرا جن پانی

پہیلی ہینگ

[illegible]

الضاً

[illegible]

پہیلی قبلہ نما

[illegible]

الضاً

[illegible]

۴۳۳

ایک نار اس ... داہی ... [illegible]

پہیلی غربال

ایک نار تریا ... [illegible]

پہیلی دودھ دہی

ایک نار کا ... [illegible]

ایک نار دو ساتھ ہی ... [illegible]

پہیلی بادکش

ایک پرکھا وہ سب کو بھاوے

بن پیمن کوئی ہاتھ نہ لاوے [illegible]

پہیلی جھونرکی

پہیلی شمع

پہیلی پریم

پہیلی ایضاً

بین کہہ دیا دا کا ناؤن	بوجھ پہیلی یا چھانڈو گانون

پہیلی عرق

دھوپ لگی سوکھی نہیں او چھانؤن لگے کمہلائے	مین تجھ پوچھوں ای سکھی پون لگی مرجائے

پہیلی چوپڑ

چار دسا کی سولہ رانی	تین پرکھ کے ہاتھ بکانی
مرنا جینا اسکے ہاتھ	کبھی نہ سوئی پی کے ساتھ

پہیلی قندیل

سہرا باندھا پانون پر اور سنگ ہوئے سب ساتھی	پیٹ مین وا کے آگ لگا دی گلے مین اسکے ڈالی پھانسی

پہیلی بندوق

اک متواری ہے ہتیاری پر پر طوطا پالے
الٹا ہاتھی اپنے بھیتر ڈالے اور نکالے

پہیلی تیر و کمان

پہیلی کمان

پہیلی کسب

پہیلی بندوق

۳۴۳

[illegible] نار ی کا [illegible] چلا [illegible] حکم [illegible] سر کی [illegible]

پہیلی لیج طفلان

ایک نار [illegible] دیکھی [illegible] سب [illegible] ان

ایک [illegible] تن [illegible] جس میں [illegible] سے نشان

[illegible] میں [illegible] آ [illegible]

[illegible] پہیلی [illegible] نار

پہیلی [illegible] رسی یعنی [illegible]

[illegible] نار [illegible] اٹاری [illegible]

[illegible] سے [illegible]

[illegible] جان جاتی [illegible]

جو پیڑی سو ہی جری چلت رہی بن پانو	پران ہرن وہ ہو ی ہی سوچ بچار دنانون

پہیلی

ایک نار کے ساج گھنیرے جو کی ناتہ اور سینکے پورے	او کھد را سکے گن بہتیرے ایک آنکہ سو چھپ چھپ گھورے

پہیلی بانسری

پہیلی سیدھی ہی نپٹ پھونکت اٹھی پکار	تان بان مارے سدا لی بنسی یہ بچار

پہیلی چاکو

بہت کام کا ہے اک نر کبڑا ہو کر گھر مین بیٹھے	آدھے دھڑ مین اسکا گھر کام کرے نہین ٹھالا بیٹھے

پہیلی دوات قلم

ایک پرکھ اک تیہ سون کالا	کالا منہ کر وا سون بھا گا

ایضاً

[illegible]

[illegible] جھلمل [illegible] کری جاڑ نبر سنار

[illegible] بید تا سے پڑی اک نار

پہیلی مہر چھاپ

ناری ایک دھنی کے ہاتھ

[illegible] چھاتے [illegible] واکو ساتھ

کار و منہ کر ناؤن اچھا ہے

تب وا کے جگ منہ پر ہے

ترجیع بند در ہجو [illegible] صاحب

[illegible] بعد از سلام

[illegible] ہجو خاص و عام

[illegible] خیر الانام

[illegible] ہجو مین

[illegible] رسالت کا کلام

انتہی

انکی تو امت پہ اوقات شریف
گذری ہی خلق و کرم ہی مین مدام

کون ہی تیری سیادت کا مقر
جانتے ہین خاص سے یہ تا عوام

تیرے والد کو ہوئی تب ایک سال
تب حکیمون نے یہ تشخیص تمام

دق سمجھکر یہ دوا تجویز کی
شیر خر یا قرص کافور ایک دام

مول لے اک مادہ خر پینے لگا
ہر سحر اس شیر کا اک بھر کے جام

عمر باقی تھی غرض پائی شفا
پھر ہوا سوزاک ہو بند احتلام

آخر کار اس مرض سے بھی سے لیے
وہ جو مادہ خر تھی اسکے آئی کام

ریم سوزاک پدر ہی تو شریر
رحم مادر مین الٹ نکلا ہو میر

سن تو ٹک ای نصف انسان نصف خر
ہمنے کیا سید نہین دیکھے مگر

قتل حرمت پر خدا کی خلق سے
کب کسی سید نے باندھی ہی کمر

ریزہ چین جس جس کے ہی تو خوان کا
ہجو گر اس اس کی ہر شام و سحر

رات دن پھرتا پھری ہی ای لعین
اسکے اسکے گھر مین اسکے اسکے گھر

بیش و کم تجھ مین یہ دیکھا عقل حمق
نطفے کی ترکیب کا ہے یہ اثر

گھر سے اپنے کھا کے جاوے جسکے پان
جاتی ہی مانگے ہی آس سی ماحضر

بھیجے تو ناموس جن کا تا بہ اسپ
دے بھی پھر ابھیجین فیل و خر تلک

خشک تنکا نہین سماوی جس جگہ
وان گھسیٹے خلق چوب تر تلک

جس گھر مین ہو نہ رشتے کی جگہ
بار کش بھیجے گا اس گوہر تلک

یہ ترا موتی کا ہے قیمت شکن
پھر بہا کب اسکا سیم و زر تلک

مرغ ہو دے حیدرآبادی ترا خلق
دیکھ اسے اسکے بال و پر تلک

گر اصالت کے نشان پر ہو خلاف
پہونچے ہے وہ کو دکش کے گھر تلک

اب نسب تیرا جو ہے اس وضع پر
پہونچے کب پیغمبر و حیدر تلک

ریم سو زاک پدر ہی تو شریر
رحم مادر مین اگٹ نکلا ہو سیر

تو نہین سید کیا مین امتحان
آل پیغمبر کی کب ہے یہ زبان

جگ مین اب تیری سیادت کا نسب
بھیجے ہین ہوی تلک پیر و جوان

وضع کو تیری نہین اب فائدہ
کیجیے گر قصد بے تیر و کمان

بل اگر پاتے برآمد کا ترے
ایک گز کے پیچ پھر تو تھا کہان

آہ نبی ہول ترا روز ازل
خاک آدم مین اگر ہوتا نشان

ہجر کرتا ہون تو ان اشخاص کی
وہ جو ہین ممتاز زیر آسمان

۴۳۷

۴۳۸

جو تو سید ہووے تو دیوؤن تجھے
یہ روپے تو وہ نہین جیسے کہ تو
کہ معالج خان نے تیر اکیا لیا
میر نواب اور اُنکے بھائی کی
مین یہ سمجھون ہون کہ تو اس وضع کی
میرزا ابہلو سے تا مرزا علی
اور نام اُنکا تو لے سکتا نہین
تجھ سوا کس میر کی ایسی ہے شکل
تو جتا دے اپنی میری جس گھڑی

خمس کے پیسے تو ہین گھر مین دھرے
رنڈیان لیجانے کے کھوٹے کھرے
تو جو اُنکا منھ مین اپنے گہ سے بھرے
ہجو تو کرتا ہے وہ ہین منگرے
آج اگر جیتا بچے تو کل مرے
نظم مین آوے تری سب سی برے
جتنے ہین یہ شخص رتبہ مین ورے
جسکی صورت دیکھکر شیطان ڈرے
گو بدیت این حرف ہر دانشورے

ریم سوزاک پدر ہی تو شریر
رحم مادر مین اکٹ نکلا ہے میر

یہ تو سے ممکن جہان سے تو اُٹھے
جس زمین پر لوہو کھانیکی تو کب
شل سگ ہر جرع سے نیزے محال
ہاتھ سی کہنے مین ہی اٹھنے سے حرف

دو دا اٹھے جس گھر نہ وانسی تو اُٹھے
گردش ہفت آسمان سے تو ٹھے
گوشت کھا کر استخوان سے تو اُٹھے
یہ تو کیا معنے زبان سے تو اُٹھے

فدویا بولے ہے مین ہون استاد
مین کیا فن شاعری ایجاد

آکے شیدا جو ہو مرا شاگرد
گوش دل سے سُنے مرا ارشاد

مرتبہ اسکے شعر کا ہو یہ
سخن اُسکا سخن کے ہو استاد

رفتہ رفتہ سنا یہ شیدا نے
کہا اُس نے کہ خانمان برباد

معنی کے گھر کو تونے ویران کر
پھینک دی اُسکی کھود کر بنیاد

کس طرح سے مین ہون ترا شاگرد
بیت سعدی کی یہ مجھے ہے یاد

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ور ہما از جہان شود معدوم

ہان میر الکہا خدا سے ڈر
اپنا شاگرد تو کسیکو نہ کر

بولی تیری جو کوئی بولے گا
تیری بولی کا ہوگا اُسمین اثر

آگے کو دیکھیے خدا جانے
اُٹھے اُسکی صدا سی کسکا گھر

جس جگہ تجھکو وہ بولے گا
تیر گولی سے چلیے گی وان اُس پر

مار کر جب کوئی گرا دے اُسے
ورثا لو تجھ اُسکی کھاٹ پہ دھر

چلین کاندھے پہ دھر تو پیٹین گے
یہی کہہ کہہ کے اپنا سینہ و سر

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ور ہما از جہان شود معدوم

صورتون مین پڑینگے رنگا رنگ | لال طوسی سفید اور کالے
چاہے اُلو ہی تو رہے بن کر | خلق شاگرد اپنے کر ڈالے

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ور ہما از جہان شود معدوم

تیری جس باغ تک صدا جاوے | پھر کوئی خار و خس نہ وان پاوے
تجکو اس گل زمین سے جلد کوئی | کچھ تصدق دے راہ بتلاوے
اُس محلے کو تو اُجاڑ رہے | آپ کو جس محلے پہونچاوے
ٹوئیان طوطے کے بچے اس قابل | ہین جو بولی تو اپنی سکھلاوے
گر نہ شاعر جہان مین ہو کوئی | تجکو سودا نہ شعر دکھلاوے
شومی قسمت اپنی سے تجھ تک | کوئی ناکس ہی آوی تو آوے

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ور ہما از جہان شود معدوم

ای بیابان نحوست کے غول | بستیون کو نہ کر تو ڈانوا ڈول
فرخ آباد کے محلون مین | حد سے باہر تو کر چکا ہی کلول
جلد یان سے نکل وگرنہ ترا | بھرم مین اس طرح سے فونگا کھول

اسقدر ہمت ہو تو تا دان تجھے کہتا تھا کیون تو لیتا ہی مری جان تجھے کہتا تھا	دردِ فرقت نہین آسان تجھے کہتا تھا دیکھ تو ہوگا پشیمان تجھے کہتا تھا

آنچہ کردی تو دلا با تو و با جان من
کس نہ کرد است چنین کار گہی با دشمن

مفت مین مجکو بھی لیجا کے بلا مین ڈالا کیون رے دل کہ تو بھلا مین ترا کیا ڈھالا ہای رے ہای مین دشمن کو بغل مین پالا	تجکو اس شوخ سے تنہا نہ پڑا ہی پالا ملکے آنکھو نسے دوانی تو مرا گھر گھالا کیون جو اہی تو مری جان کا لینے والا

این زمان چارہ ندارم وچہ تدبیر کنیم
کردۂ خود بکہ گوییم وچہ تقریر کنیم

کب تلک دل سے مین اس کا ویش بیجا کو کرون آتش غم سے طرح شمع کے در در کے جلون کیونکہ احوال دل اس شوخ سے جا کر کہون	کیا کرے دل بھی پڑھا ہی محبت کا فسون اس غم و درد و بلا پیچ کہانتک مین مرون اب نہین تاب زبان کو جو مین خاموش کرون

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این راز نہفتن تا کے

تیرے دیدار کا جون آینہ حیران ہی دل	یار تجھ زلف کے سودا مین پریشان ہی دل

در رہ خوبان مین نہ کرتا تھا کوئی تجکو شمار
بلکہ پھرتا تھا تو ہر ایک سے گھر گھر سو سو بار
اپنی مجلس مین نہ دیتا تھا کوئی تجکو بار
این زمان جای تو در دیدۂ مردم شدہ است
دوست زیبای تو از دیدۂ من گم شدہ است

پیچ ہای دل کو درست کیا کس عنوان
اب جھڑکتے ہو مجھے دیکھ کے تم جو ہیں تان
یہ معلوم کیا ہی غرض اس تن کا جان
دلکو تم لیکے کیا چاہتے ہو میری جان
پیچ سے پیچھی دل لیکے مین نہ رکھے ارمان
لیکن ہوتا نہیں مجھ سے کیا مین نے جان

نوبت ہاے غم عاشق ز ارت باشد
آنچہ وفا کی بران قال گذارت باشد

واہ وا ایسی ہی دیکھی مین وفا تجھ یار
کوئی ایدھر ادا ایک سا اب تجھ یار
غمزہ سا واسطے جو مجھ ہوا تجھ یار
مین تو تنہا ہو مون بس کے کا خدا تجھ یار

میں جہت غیر کا شکوہ یہ کیا تجھسے یار
دیکھ لینا تھا جو کچھ دیکھ لیا تجھسے یار

گر نظر بکسی خلق نکو خدا ہی کرد
شوخ با ما تو چہ کردی کہ بجا ہی کرد

شیشہ دل کو مرے سنگ ستم سے پھوڑا
تم نے کچھ ساتھ کیا میری نہیں وہ تھوڑا
خو بر و یوں کا جہان بیچ نہیں کچھ توڑا

دل سنے میری بھی منھ اب تیری طرف سے موڑا
مجکو بھاتا نہیں ہر دم کا ترا اکتوڑا
شعر وحشی کا دل اپنے یہ میں لکھ چھوڑا

امید ہم جای دگر دل بدل آرا ہی دگر
چشم خود فرش کنم زیر کف پای دگر

صحبت بد میں تمھیں آٹھ پہر صحبت ہی
دیکھکر طرز تمھاری مجھے حسرت سے ہے
واہ وا چاہیے امرد کو یوں ہی حرمت ہی

غیر کے ساتھ شب و روز تمھیں خلوت ہی
گر ہو تم آدمی زادی تو یہ کیا غیرت ہی
ایسی برداشت کی اب کسکو میاں طاقت ہی

گر چنین ست کہ دائم بملامت باشد
ما بخیریم و شما نیز سلامت باشد

چشم بد دور میاں خوب نکالی ہو ڈھنگ
بیٹھکر خندوں میں سیکھے ہو بجانا منھ چنگ

جا پچھوڑ دن میں قدح بھر کی لگی پینے بنگ
اسقدر آپ سے اب تمنے اٹھایا ہی ننگ

ای دل غمگین ... دست و گوشت و ریش
گر دو ... آبد پیش

اب تو کہتے ہیں حریفان و غا باز مدام
ہوگا معلوم تمھیں لوگے جو خط انکی کلام
پھر تو رسوا کرینگے ملک میں خاص و عام

ای میان تجھ سے محبت کی تری ہم ہیں غلام
سب چلے جائینگے آخر یہ تمھیں کرکے تمام
دیکھ اب بھی سمجھ ای یار نہ کر ایسا کام

زان ہمہ پیش کہ از کردہ پشیمان باشی
جمع تا جمع نباشی تو پریشان باشی

کاش لگے تجھسے مری مہر کے شیشے ٹوٹین
غیر سے لگکے کبھو ہمکو نہ پوچھو تو ہمین
کسی تک نہ رہے گی کوئی تو ٹکھا ہم ہین

تب تو اے یار جلے دل کے پھپھولے پھوٹین
ہم ترستے ہی رہین غیر مزے یون لوٹین
ہمکو بھی ڈالو بلا سے تو بلا سے چھوٹین

آنقدر زندگی خویش مراد شوارست
گر تو ناوک بکشی جز تو برین بارست

یا کوئی تجھسا اری یار نہ تھا دنیا مین
کیا کسی کو کسو سے پیار نہ تھا دنیا مین
عشق سے کسکو سروکار نہ تھا دنیا مین

کیا کوئی اور طرحدار نہ تھا دنیا مین
کیا کہین اور گرفتار نہ تھا دنیا مین
یہ ستم اور یہ آزار نہ تھا دنیا مین

مسدس

مسدس در ہجو دختر مولوی ندرت کشمیری

رکھتی ہے مولوی دختر کہ دریغ ال نیاز او	فضیلت نور باشی کی کشیدہ کار ساز او
مطول کو کرے ہے مختصر زلف دراز او	اشارات نگاہ چشم جادو طراز او
بدقت میتوان فہمید معنیہای ناز او	
کہ شرح حکمت العینست مژگان دراز او	
کتابی چہرہ پہ یوں اسکی وہ عینک کا جلوہ کی کھیلی ہے	کہ لوہدی جسکی اب ہر سطر انداز سہیلی ہے
کبھ اسکی میٹھی تیوری کی گرہ کرڈی کسیلی ہے	غرض اسکی ادا کا بوجھنا مشکل پہیلی ہے
بدقت میتوان فہمید معنیہای ناز او	
کہ شرح حکمت العینست مژگان دراز او	
بجا ہے گر کہے علامۂ وقت اسکو ای یارو	رسالہ علم مین عمرہ کی حرف نو ایسا لکھا ہے
اگر اک ورق اسکا ہاتھ مین جا مولوی کے دو	کہین رکھ ناک پر عینک مطالعہ کر کے وہ شاگرد
بدقت میتوان فہمید معنیہای ناز او	
کہ شرح حکمت العینست مژگان دراز او	
جو کوئی شعر مشکل مولوی جی کو سناتا ہے	تو معنی کہکے یون بولا ہین مجکو خوب بہکاتا ہے

مخمس ۴۴۵

خسروا تجھ سا کوئی دوران ہم پہونچا نہ تو
تجھ در دولت پہ یون بولی سلیمان آئی تو
باب تخت سلطنت ایسا ہمین دکھلائی تو
ای قبای پادشاہی راست بربالای تو
زینت تاج نگین از گوہر والای تو

دیکھ تجھ شاہ بلند اختر کو یون نیک و بد
ذات سی ہی تیری نورانی نسب تیری کی جد
آسمان جا ہا رہے تیرا طلوع تا ابد
آفتاب صبح را ہر دم فروغی میدہد
از کلاہ خسروی رخسارہ سیمای تو

آسمان تک گر کوئی پہونچے زمین سی کر کی جست
فیض کو تیری قدم کی کسکا پہونچی فیض دست
گر درہ تیری کے آگے مرتبہ اسکا ہی پست
گرچہ خورشید فلک چشم و چراغ عالمست
روشنائی بخش چشم اوست خاک پای تو

مردمک ہی چشم تیری کی مہوس خسروا
اوج دولت کو نہ پہونچا کوئی بن تیری عطا
خاک کو جسکی نگہ کردے طلائی کیمیا
جلوہ گاہ طائر اقبال باشد ہر کجا
سایہ انداز ہما از چتر گردون سای تو

علم کی بحث میں باہیات جو کی تو نے صاف
حاشیہ تصنیف کا تیری نہ لکھین بے خلاف
آس سی رکھ سکتا ہی کب منقول و معقول انحراف
در علوم شرع و حکمت با ہزاران اختلاف
نکتۂ گاہی نشد فوت از دل دانای تو

غزل ایضاً

مخمس سوم تضمین

جو چاہے تو کہ گرفتار ہوں میں تیری پہ	بلطف و خلق توان کرد صید اہل نظر
بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را	
ترا سا حسن نہیں جگ میں ہے تو ہی ارباب جو شگفتہ صبح میں اب سے گریباں ای سو جیب	دلی نہیں ہیں معلوم سر عالم غیب بجز این قدر نتوان گفت در جمال تو عیب
کہ خال مہر و وفا نیست روی زیبا را	
لبوں کو گرد جب اس نوجوان نے خط کو رکھا ہر ایک مرغ نے دی باغ باغ ہو کے دعا	چمن چمن میں پڑا شور ہر طرف غوغا شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا
تفقدی نکند طوطی شکرخا را	
نصیب کر کے سعادت کا تیری ہے ... گذشتگان کی طرف سے نہ رکھ تو ...	... جام جم اور کیقباد کا تخت ... صحبت احباب آشنا بخت
بیاد آر محبان دشت پیما را	
الٰہی ربط محبت کریں خدائی نیست کریگی ہستی کو انکی تو بیوفائی نیست	بتان سے ناکری خلق کو جدائی نیست ندانم از چہ سبب رنگ آشنائی نیست
سہی قدان سیہ چشم ماہ سیما را	
کھلے ہے سودا پہ از نغمۂ حافظ	کہ سنکے تو نے ہی شعر شگفتۂ حافظ

ایک دل جلوہ دنیا سے یہ دل درگذری دل
[illegible]

غزل ۳۴۶

[illegible]

[illegible]

دل کو دھو ڈال مری نعش تری اجام بدست	مذہب بندہ و آزاد ہمین یک حرف است

چیست آسائش کونین سبکساری دل

چشم نہا تنگ آرام ہی ایسی ہی کہ بس دل کو بہا تری کوچہ مین ہی نالے کی ہوس	صبر کی ضبس سے [illegible] مژگان [illegible] [illegible] را [illegible] زفریاد و جرس

ترک [illegible] ہی دل

[illegible] سودا وہی بات [illegible] کون [illegible] دل مین [illegible] یاد کرتے [illegible]	داغ اس ہنت [illegible] کہ [illegible] دو نیم عشق چون تیغ کشد بر دل صد پارہ کلیم

کیست جز داغ کہ آید بسپرداری دل

مخمس چہارم

نہ بلبل ہون کہ اس گلشن مین سیر گل مجھے بہائے مین ہون طاؤس آتشبازی کیسی ہی بہار آئے	نہ طوطی ہون کہ دل میرا فضا سے باغ لیجائے نہ با صحرا سری دارم نہ با گلزار سودائے

بہر جا می روم از خویش می بالد تماشائے

تسلی اس سے ہوتی ہی نہین مجھ کو یہان ہی چل اٹھا اب یہان ای ساقی ہوس کو ہمچو تمکین	گرانی اسقدر پاؤن پہ سر ہی اسقدر سنگین چہ گل چیند دماغ آرزو از تشنہ تسکین

[illegible]

جو انکھیوں میں تو ہر قطرہ سی شبنم کی ہو ریشن	دریں گلشن میسر نیست ترک احولی کردن

که در هر برگ گل آئینه دارد حسن رعنائی

کیا میں فرض ہے رتبہ میں ہم تو عشق کو زاہد	نگاه دیده تحقیق تو او را شک ہم زاہد
نہ ہووی پیروی سودا سی تیری ایکدم زاہد	من و بیدل حریف سعی بیجا نیستم زاہد

تو و قطع مسافتها من و یک لغزش پائی

مخمس پنجم

وہ کون سی گھڑی تھی جب میں لگن لگائی	تن چھوڑتی نہیں ہی یکشب تپ جدائی
اور وصل مانگتا ہی جی مجھ سی منہ دکھائی	من شمع جان گدازم تو صبح دل کشائی

سوزم گرت نه بینم میرم چو رخ نمائی

دوری سی تیری مکھڑا ای آفتاب عالم	روتی ہی روتی گذریں راتیں مثال شبنم
جسدم تو منہ دکھاوے توہوں فنا میں اسدم	نزدیک ہمچنینم دور آنچنان که گفتم

نه تاب وصل دارم نه طاقت جدائی

مخمس ششم تضمین غزل امیر خسرو

۴۴۹

پہر تو یہ ولولے تھے دل پہ جنون کی مارے
خبر گذری کہ لے آئی کشش دل بارے

پہاڑ کر پہینک دون مین کپڑے بدن کی سارے
پیشم آمد بسر کوچہ پری رخسار سے

کافرے عشوہ گری زلف چو زنار بدوش

بسکہ اس دل کو تہی اُس آفت دین کی درخواست
ہو کے بے صبر مین جا سامنے اُسکی اک رات

اپنے احوال پہ مین رہ نہ سکا بی کم و کاست
گفتم این کوی چہ کوئیست ترا خانہ کجاست

اے سر نو خم ابروے ترا حلقہ بگوش

کہینچ لایا ہے ادہر عشق مجہے مار کمند
سنکے یہ عرض مری ہو متامل یک چند

شیخ و زاہد کی مین کا فرہون جو مانون اب پند
گفت تسبیح بخاک افگن و زنار ببند

سنگ بر شیشۂ تقوی زن و پیمانہ بنوش

الفت دین کو دل اپنے سے تو اب کر کے بری
شوق حیدم ترا تجہ مین سے تجہے دور کری

دی مری امر کو جا کہ تو یہ درجے ہی ورے
بعد ازین پیش من آیا تو گویم خبرے

راہ بنمایم اگر سخنم داری گوش

دی پٹک سر سے یہ عمامہ پڑی اسپہ غضب
ساغر حور سے رکھ دور ہوس اپنے لب

پہونچا اس لوجہ سے تو منزل مقصود کو کب
بگذر از صومعہ در راہ میخانہ طلب

خرقہ بیرون فگن و کسوت رندانہ بپوش

از دم شیخ ازل تا بقیامت مدهوش

نہ تو یان دیر و حرم کی سی مکان مین تنگی | خانقاہ و مدرسہ کی طرح نہ صحبت جنگی
دل مین سودا انکو خیالات نہ کر جون بنگی | گر ترا ہست درین کوچہ نہ سر بنگی
درین دو دنیا بیکی جرعۂ عصمت نفروش

مخمس ہشتم تضمین غزل شاہ ناصر علی

پسر بعد از پدر گر نیک و نام آور شود پیدا | بدان ماند کہ تخم نخل شیرین تر شود پیدا
بوصفش از زبانہا این سخن اکثر شود پیدا | گہر گر رود زین بحر نیکو تر شود پیدا
چو گیرد قطرہ راہ عدم گوہر شود پیدا

ہوا ہی کس بضاعت پر تو ملک عشق کا راہی | نہ خون اشک نی لخت جگر نہ رنگ کاہی
خودی اور کبر نے رکھا ہی تجکو دور از آگاہی | بضاعت کوش گر عشق بلا انگیز میخواہی
متاعی جمع کن شاید کہ غارتگر شود پیدا

شباب اپنی کی ہستی سی جو کھویا اختیار از دست | تو وقت شیب گو ناوان کھو تو زنہار از دست
ندی اتنا بھی اب تو دامن ہمت کو تو از دست | بہ پیری سعی کن گر در جوانی رفت کار از دست
زر گم گشتہ در آتش ز خاکستر شود پیدا

۴۵۰

تخمیس غزل طالب کلیم

پاس ناموس محبت ہی مین ہی عاشق کو سود	گو جراحت ہوی تیغ عشق کی ہر دم فزود
اپنی بالین پر نہ مین جراح کا چاہون ورود	کے بہر نامحرمے چاک جگر خواہم نمود

من کہ زخمش را نہان از چشم سوزن داشتم

دل غبار آلودہ مین تجھ سی جو نکلا صبحدم	قتل پر راضی تھا دردی جرعۂ بیش و کم
یک بیک ہو بچا مجھے جام لب ہیگون ہم	ابر زلال خضر اکنون صد تغافل میزنم

منکہ چشم از تشنگی بر آب آہن داشتم

کون میری طرح عشرت سی ہوا ہی کامیاب	کسنے اس خوبی سی بیٹھ احباب مین پی ہی شراب
ساقی گلفام کی چہری سے اوٹھتی ہی نقاب	روشنی از بزم من دریوزہ میکرد آفتاب

در چراغ عیش تا از بادہ روغن داشتم

عشق رنگ روپہ میری جب لگا کرنے نمود	جو ہوئے مانع مجھے سمجھا انھین نے ہی یہ سود
دوستی سی لالہ رویان کی ہوا آخر یہ سود	ہمچو ماہی غیر داغم پوششی دیگر نبود

تا کفن آید ہمین یکجامہ بر تن داشتم

صاحب دیوان تھا جب شام سی تا وقت چاشت	کل زمین شعر مین کی تخم معنی کی جو کاشت
پرورش کی ہر سخندان سی رکھی تھا چشمداشت	ہیچگہ ذوق طلب از جستجو بازم نداشت

خوشہ چین بودم من آنروز کہ خرمن داشتم

از بہر چہ سر بریده در آغوش نشستی

پیمان ترا اے یار نہ دیکھا کبھی محکم
ہو عہد ترا ہم سے وفا غیر سے اُس دم
اس وعده خلافی سے جگر خون کرے غم
برخاست ز دل نالہ و بیہوش فتادم
با غیر چرا ای وعده فراموش نشستی

دیدار کا شوق اپنی مری چشم سے کھویا
دید اپنے کا گوہر مرے کانون مین پرویا
بینا سے برون کا ہون تری اندنون جو یا
سازیم ز دیدار بہ پیغام تو گویا
برخاستی از دیده و در گوش نشستی

صائب کا ہے اشعار کا ہر ایک ثنا خوان
کہتے ہین فصیحی سے نہین ہے وہ زبان دان
فیضی و ابو الفضل کو طوطی کہین نادان
از ہوش ربو د زندکین ہمہ زه درایان
خیر ست چرا این ہمہ بیہوش نشستی

شوکت جو کبوتر ہے تو نجار یکا سوده باغ
بیدل زغن ہندی و ناصر علی ہے زاغ
تمکین نے کیا تیری جون لالہ مجھے داغ
شور زغن و زاغ بلند ست درین باغ
ای بلبل خوش لہجہ تو خاموش نشستی

مخمس دوازدہم

مخمس

سمندر کو وہ آتش گل گلزار سی بھائی

محبت جب دکان عشق مین آتی ہی ہمت پر
اگر تو عاشق صادق ہی کہو یہ سخن باور
کہ دیکھو مول لیتی ہی خزف کو نقد دل دیکر
محبت ہی وہ مشاطہ کہ جن نے شکل زشت کر

باز یوسف بنا کر چشم مین خوبی دکھائی

محبت مین نہین خوبی کی و ناخوبی کی کچھ پروا
نظر مین عشق کے لگتے ہین دونون ایک سی پیارے
محبت ہو تو ہوتی زنگی پر کی لب شکر پارے
جواہر سرمہ چشم مرغ کو ہین صبح کی تارے

ہی ظلمت شام کی شپپر کی انکھون مین بینائی

نہیں آنکھیں کہاں پایر شرار عشق ہی بے پی
سمجھنا غیر حرف راستی اپنا نہیں ہی ذی
وہ ہی خوب اسکی آنکھ مین جسے چاہے کسیکا جی
کشش دل کی ہی ایسی شی کہ ہی حسن وبتی تمیز

نظر مین حسن طوبی سی کہی حسن سرو بالائی

دل فرہاد و مجنون لیلی و شیرین پہ شیدا تھا
و زلیخا ان تھا حال انکا انھو نسے یہ تو دیدہ تھا
حسین ان دنون مین بھی تھی لیکن انہ کیس پہ پیدا تھا
جمال یار دونو کی دلون مین جون سویدا تھا

محبت مین نہ خوب و زشت مین کی نکتہ پیرائی

تمیز نیک و بد وان کب تھی الفت کی جہان تھی
نہ تھی وہ چیز جو تفریق کی دونو کی درپے تھی
خرد بیہوش تھی جس دم مقام عشق مین تھی
سنا ہی ربط محمود و ایاز آخر وہ کیا شی تھی

مخمس چہارم

حسن دیکھا ہی اک ایسا کہ نہ دیدہ نہ شنید	ہر گل و صبح کا جلوہ بشب تار سپید
گرچہ یہ بات ہی فہمید خلائق سی بعید	دیکھیا میں دو زلف اسکی رخ سرخ و سفید
جن نی تجھی نہ دیکھا یار و شبستان گل و صبح	
کچھ بہار آگی خزان سی بھی ہوئی رسوا تر	دیکھتا کوئی نہیں صحن چمن بھر کی نظر
موجب کا بھی کچھ ہو دیگا اسی باور کر	جبسی دستار سفید اسکی ہی چہری پر
جلوہ نظروں میں نہیں دیتی چنداں گل و صبح	
آج شادی ہی اگر وہ ہی گل ماتم ہے	خوشی رحمت سی عیش بغم سی پیا غم ہے
پہ وہی سمجھے ہی جو تحقیق سی کچھ محرم ہے	باغ دنیا میں سدا شادی و غم توام ہے
روی شبنم نہ چمن ہو وین جو خنداں گل و صبح	
ہر نفس گردی ہی فقط ہو نہ اگر شیشہ و جام	کرنی گلگشت چمن لیوی ساقی کس کام
ہو میسر جو یہ سامان تو ہی پھر عیش تمام	پینے سودا سی کہا ہو سیکو ناحق بدنام
دیکھتے باغ میں کیوں جاکی ہی ناداں گل و صبح	
میں کہوں تجھسے سن گوش سے دل کی تو اگر	عیش دنیا نہیں موقوف دیوانہ اس پر
گر چمن ہو و بن پر از گل نہ دامان سحر	ہو جہان بادہ گلنار بلورین ساغر
اپنے نزدیک تو ہی جلوہ کناں واں گل و صبح	

اب بون غرض میں محو ز مصیبت میں مبتلا | کس سی کرون مین دعوی دل ہائ گدای خدا

دل نزادہ ہا زلف رخ دلبر ندیدہ ام

آیا نہ رحم تجکو مرے حال پر کبھو | پوچھا نہ تو نے آگری چشم سے لہو
دیویگا کیا جواب خدا کے تو روبرو | کرتا ہی جاکے گل کی تسلی چمن مین تو

خون جگر سے مین بھی تو دامن کشیدہ ہون

بسمل صفت نہین ہے مجھے آرام ایک پل | ہمدم گ سیری دم سی نہایت ہی متصل
ملنا اگر ہے مجھسے تو ظالم شتاب مل | غافل ہے کیون تو لہری فرقت سی گوشۂ دل

ای بی خبر مین نالۂ حلق بریدہ ہون

پوچھا نہ یون کبھو کہ ترا رنگ کیون ہی زرد | کہتا نہ تو کبھو یہ مجھے بھر کے آہ سرد
تو کون ہی کہ ملتا ہی چہرے سے اپنے گرد | مین کیا کہون کہ کون ہون سودا القول

جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

مخمس پانزدہم

کوئی اگر کسیکو اذیت دیا کرے | فکر اسکی ہر طرح وہ مکافات کیا کرے
تیرا ستم رسیدہ یہ رو رو کہا کرے | بدلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے

فرصت چمن کی سیر کی لیکن ہمین کہان	فکر معاش و عشق بتان یاد رفتگان

اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کیا کرے

ہو جسکو اس جہان مین راحت بھی بیش و کم	سمجھا کرے وہ یار کو ہر آن مغتنم
اسکی جدائی کا ہی ہر اک شخص پر الم	تنہا نہ روز ہجر ہے سودا پہ ہی ستم

پروانہ سان وصال مین ہر شب بلا کرے

مخمس شانزدہم

نہ کہہ عاشقون مین صحبت کہان ہے	سدا ایک سی نکلی الفت کہان ہے
تجھے ویسے لوگون سے صحبت کہان ہے	ترے پاس عاشق کی عزت کہان ہے

تجھے بے مروت مروت کہان ہے

مجھے آرزو ہے زمانے مین اپنی	کہون تیرے آگے کہانی مین اپنی
سناؤن تجھے جان فشانی مین اپنی	بیان کیا کرون ناتوانی مین اپنی

مجھے بات کہنے کی طاقت کہان ہے

کہے ہی مجھے کھینچکر تیغ سر دن	نہین رہتے میرا گلا تم سے کٹ بن
سمجھتا نہین اسقدر نیک باطن	مین شکوہ کرون جور ظالم سی لیکن

مت پوچھ مرے دل کا سر پر سی مری ٹلنا	منہ کرکے سیگھر سے ہر صبح نکل چلنا
جب رات کہوتی ہی پھر شمع نمط گلنا	ہر روز کا وہ مرنا ہر رات کا یہ جلنا

کیا کام کیا دل نے دیوانیکو کیا کہیے

تقدیر کے سے لکھے کو امکان نہیں دھونا	تقصیر نہیں دل کی قسمت کا برا ہونا
ہر چند مسلم ہے اب جی کی نہیں کھونا	لیکن مجھے آتا ہی پھر پھر کہی رونا

کیا کام کیا دل نے دیوانیکو کیا کہیے

اس جینے سے بہتر ہے اب موت پڑا دہرے	جل بجھیے کہیں جا کر یا ڈوب کہیں مریے
کس طور کٹیں راتیں کس طرح سی دن بھریے	کچھ بن نہیں آتی ہی حیران ہوں کیا کریے

کیا کام کیا دل نے دیوانیکو کیا کہیے

گلشن میں رہائی کے یوں عمر کٹی ساری	ہر ایک طرف پھرنا کرتے ہوئے میخواری
آزادگی میری بھی سر دار ہے بھاری	انصاف کرو یارو میں اور گرفتاری

کیا کام کیا دل نے دیوانیکو کیا کہیے

جو مجھپہ یہ گذرتی ہی مقدور نہیں سہنا	خون جگر آنکھوں سی داماں تلک بہنا
جو بات کوئی پوچھے منہ دیکھ کے تک رہنا	دینا نہ جواب اسکو کنا تو یہی کہنا

کیا کام کیا دل نے دیوانیکو کیا کہیے

آواز سالتی ہے جگر مین ہزار کی
ساقی خبر شتاب سلے میرے خمار کی

طاقت نہین رہی ہی مجھے انتظار کی

مژگان برنگ دیدۂ تصویر روز و شب
آپس مین آشنا نہین کیسا ہی یہ تعب
حیران ہون زندگانی کا میری ہی کیا سبب
ظالم پہونچ شتاب کہ اس سی زیادہ اب

طاقت نہین رہی ہی مجھی انتظار کی

گر عاشقون کی گھر تجھی آنا ہی ننگ و عار
اپنی ہی پشت بام پہ آکر سے ایکبار
ابرو ہلال عید کے مانند تجکو یار
ٹک دور سی دکھا دو کہ جون طفل روزہ دار

طاقت نہین رہی ہی مجھے انتظار کی

ظالم شتاب چل کہ تغافل ہی مجھپہ جبر
اُمڈا ہی کس بہار سی مژگان کا میری ابر
کافر ہون مین جو تجکو نجانون یہود و گبر
ایوب بھی نہین ہون کہانتک کرون مین صبر

طاقت نہین رہی ہی مجھے انتظار کی

گذری ہی بات وعدی کی اب وقت ہی مدان
کوئی گھڑی سی اور ہون دنیا مین میہمان
اُسکا کی تن سی پہونچی ہی میری لبون پہ جان
جاتی تشہد اُسکو ہی یہ ذکر آن آن

طاقت نہین رہی ہی مجھی انتظار کی

حیران ہون کیا کریگا ترا وعدہ و پیام
اس مجھلی سکی پیچ مرا کام ہے تمام

مخمس بست ویکم

وہ مہر وہ وفا وہ عنایات ہوگئی
وہ مہربان سگئے وہ مدارات ہوگئی
صحبت تو رفتہ رفتہ یہ ہیہات ہوگئی
جہڑکی تو مدتون سی مساوات ہوگئی
گالی کبھو ندی تھی سوا بات ہوگئی

کہنا یہ آن آن مری گھر سے تو نکل
دشنام دینی شرط محل خواہ بے محل
حرمت مین سب طرح سے غرض آچکا خلل
باقی ہی مار کھانی اب آگے سو آجکل
اُسن لوگے تم اسی کبھی یہ اوقات ہوگئی

رسوای خلق خوار جہان اب مین ہو چکا
بے شرم و بے حیا بھی آفاق نی کہا
ہرگز نہین ہی پند و نصیحت سی فائدا
اب تو مین چہوڑنیکا نہین اُسکو ناصحا
ہونی جو کچھ تھی قبلہ حاجات ہوگئی

رکھنا بچشم خلق مجھے خوار تا کجا
رہنا ہمیشہ درپئے آزار تا کجا
نت اٹھکے جور و ظلم جفا کار تا کجا
بس اب ستم سے درگذرا ای یار تا کجا
آمال دل مریکی مکافات ہوگئی

وعدہ بھی تھا یہی کہ مین آؤنگا دن ڈھلے
لیکن نہ بعد شام کے پیش از دیے جلے

مخمس بست ودوم

پھر نبیے گردش سے کے شب تار رہ گئے

فرہاد و قیس کی ہی مجھے عہد کی خبر
مجھ خوش نصیب کا ہی قدم سنبر اسقدر
کیا کیا تجھے چوروچاؤ محبت کے یکدگر
تیری گلی مین کرسکے مرے حال پہ نظر

جانبیے مرغ بھی ہوئی گلزار رہ گئے

عاشق کے سر پہ جور تو ہوتا ہی بیش و کم
تونے تو عشق ہی کو اُٹھا کر دیا عدم
لیکن ادھر تو دیکھ جفاکار یہ ستم
معشوق کو بھی جب سے سنا کھتی ہین صنم

بت پوجنے سے بت کی پرستار رہ گئی

شہرت سے تیری مرغ چمن چھوڑ کر چلے
رہنے کا اسکی سایۂ دیوار کے تلے
پروانہ بولے شمع سے کیون اب کوئی جلے
آنے کا قصد اُنکے مصمم ہی تھا ولے

ان خوبیون سے ہو کی خبر دار رہ گئے

اک خلق کو غرور نے تیرے کیا ہلاک
کہتے ہین تجھ گلی مین باآواز دردناک
کتنے ہی مجھسے کرکے گریبان کو اپنے چاک
آئینہ سان نہ کیونکہ ملین اپنے منھ کو خاک

رو دینے سے ہین یہ طرحدار رہ گئے

کرنے لگا ہی سبزہ خط اُسکی تری سے سارا
پڑھ پڑھ ہر ایک ورد کو ہی بیت جانگداز
ہی سرو قد بھی نسبت سابق کے کچھ دراز
اس گل مین اب تلک تو وہی ہی غرور ناز

[illegible]

سو آرزو تھی دل مین تو یہ بھی رہی ہی	پر غم ہی یہ تمھین نہوئی ہم سے آگہی

ہر چند کر کے تم سے ہم اظہار رہ گئے

ذلی ہی کیا رقیب مین جو تجکو بھا گیا	دلال کون سا تجھے اُس سے ملا گیا
توکوڑیون کے مول اُسی ہاتھ آگیا	قیمت پہ ایک دل کے تو ظالم اڑا گیا

یوسف کے ہاتھ ملتے خریدار رہ گئی

شب جن مین کی تھی بادہ خوری تمنے ٹھیک	کہتے پھرین ہین تمکو وہ کیا کیا جدھر تدھر
پیاری غضب خدا کا پڑی آنکھ چھوٹھ پر	اتنا تو سوچ ہی کر کے تمھین مست دیکھ کر

عیار گی سے اپنے وہ ہوشیار رہ گئی

کہتے تھے ہم زمانے کو کیا جانتی ہو تم	دنیا کا نیک و بد کہان پہچانتے ہو تم
صندل کو اپنے ماتھے سی کیون سانتی ہو تم	لیکن ہماری بات کوئی مانتے ہو تم

اپنا سا ہم تو لگتا ہی سر مار رہ گئے

ملنے کو تیرے غیر سے ہم سن کے رہ گئی	دیکھا جو اپنی آنکھون تو سر دھنکے رہ گئی
آتش کے بیچ رشک سی جل بھُن کے رہ گئی	دیوانے ہوکے تنکون تلک چنکے رہ گئی

کیا کیا ستم نہ سہکے ہم ای یار رہ گئی

ہو راستی تو یہ کہ وہ ہین لائق جفا	یہ بے حرمتی تو اپنی سمجھتے ہین جو وفا

[illegible]

[illegible]

مخمس بست و سوم

ایک تاریخ جو دیکھی تو پڑھا کیا کیا کچھ — کیا کہوں میں کہ مورخ نے لکھا کیا کیا کچھ
وہ تو وہ زیر فلک اب ہو چکا کیا کیا کچھ — ہمسے اب آگے زمانے میں ہوا کیا کیا کچھ
تو بھی ہم غافلوں نے آگے کیا کیا کیا کچھ

کیا کہوں تجھسے میں نقصان کی اپنی باتیں — پانی پہونچا نہ سکے جا کی انکھوں تک آنکھیں
راہ بیچاروں نے پائی نہ کہ وان سے نکلیں — دل جگر جان یہ پیوستہ ہوئی سینہ میں
گھر کو آتش دی محبت نے جلا کیا کیا کچھ

کیا کہوں میں کہ تری عشق میں کیا کچھ ہوا — جیسے کہتا ہے کوئی ہو ترا صفا صفا
زندگی کے غرض اسباب سے اب کچھ نہ رہا — دل گیا صبر گیا ہوش گیا جی بھی گیا
شغل میں غم کے تری ہمسے گیا کیا کیا کچھ

ناصحا گرچہ میں چاہا بہت ای بدگفتار — نہ رہے عشق کی مجھ پاس متاع بازار
شکر صد شکر بدرگاہ خدا بلکہ ہزار — حسرت وصل و غم ہجر و خیال آزار
مر گیا میں پہ مری جی میں رہا کیا کیا کچھ

عشق بازوں میں مرا کیونکہ نہو جانا شاق — کوئی جگ میں نہ رہا پیچھے رفیق عشاق

جیسے ہم آزردۂ سودا ہیں دنیا سے گئے
دور افلاک میں یان نشو و نما دی نہ گئے
لائق اس جا ہیں کسی چیز کے گویا نہ رہے
ایک محروم چلے سیر ہیں دنیا سے
ورنہ عالم کو زمانے نے دیا کیا کچھ کچھ

مخمس بست و چہارم

مے کشو بخشو ہو کیوں مجھ دل افگار کے ساتھ
جو رکھو ذوق ملاقات ہیں خمار کے ساتھ
کچھ مجھے کام نہیں بادۂ گلنار کے ساتھ
جی میں چلیں تھیں مری سو گئیں یار کے ساتھ
سر شکستہ ہوں پڑا اب در و دیوار کے ساتھ

کیا کیا وعدے کیے تھے تم نے کہو ہے وہاں
سو تو ان چیزوں میں اک چیز نہ دیکھی تو یہاں
کہ شگفتہ ہے چمن جلوہ گر اور آب رواں
یار رکھتی تھی جو ہم لائے وہ گل ہیں سو کہاں
سر شکستہ تو نہ آیا تھا میں کہسار کے ساتھ

ہمکو تو قید قفس کی نہ تھی کچھ تم سے امید
فصل گل حیف ہے جاتی ہے چمن سے بن دید
کہ ہمیں دام میں لا کر دیوں ظلم شدید
ہای صیاد یہ انصاف سے تیری تھا بعید
اسقدر ظلم و ستم اپنی گرفتار کے ساتھ

عندلیبوں سے لگی زمزمہ عالم کو بھلے
قمری کو سرو چمن لیتے ہیں سایہ کے تلے

مخمس بست و پنجم

آگے ہی دھول دھپا مین تمکو کہ سنا یا

ضاحک نے تب کہا یون مجھ پاس کب ہین کوڑی — گڑھے کو تو گلے ہین اور تیل کے پکوڑے
بیٹھا کرو جو منھ کو دھیلے کے ہین گندوڑی — تب شیخ سدو بولا استا ہی ای نگوڑے

بھینسا ہی لیکے چھوڑ دن خاطر مین کیا تو لایا

دمڑی مین منھ کو میٹھا تجکو ہمارے کرنا — دو تیل کے پکوڑے آگے ہمارے دھرنا
گاڑی اپنے پر نہ دیکھا جس کا ہماری بھرنا — بکرا نہ لون نہ بھینسا لون اگر گدھی تو ارنا

تب جانیگا تو بھڑوی پیر دن کو مین منایا

مخمس بست و ششم

سنتی ہی ای دولھن یہ ترا کیا سبھاو ہی — یون کہدے اپنے باپ سی اسوقت داو ہی
بابل بساطیون کے نگر کا تو راو ہی — نوشہ مرے کو آرسی مصحف کا چاو ہی

عینک کی جوڑی ساتھ منگاتی ہین شیخ جی

دولھن شتاب آکی پہونچ اب نگر تو ڈھیل — سرمہ نہین ہی آنکھ کو نمین شہ کی ڈھلا ہی نیل
باقی نہین کچھ انمین فقط ہاڑ ہی اصیل — چوکی دی آنکی بیٹھ کی کہتا ہی یان وکیل

طعمہ ابھی اسی کا ہو جاتی ہین شیخ جی

۴۶۵

تحت الثرا کو پھر چلے جاتے ہین شیخ جی

یہ تو ہین بوڑھی خرس وہ ہی شوخ اچپلی
آنکو تو جانتی ہی کہ ہین شیخون مین ولی

ماری کبھو تو دھول کبھی داڑھی نوچ لی
کھلتی ہی انکے جورو کی تب اس طرح کلی

پھولے نہین بدن مین سماتی ہین شیخ جی

جب دیکھتی ہی وہ کہ ہی برسات کی ہوا
آتی ہی اسکے پاس لیے تیل اور توا

دس بیس ان بچھڑی کو مہ کی بیٹھ نہین بھلا
کہتی ہی یہ نہ مانیے گا آپ اب برا

ہم تم کو شیخ ڈھونڈو بناتی ہین شیخ جی

جب گھنگرو وہ پہنکے چلے ہی لٹکتی چال
عمامہ سر سی چھینک کی ہو جاتی ہین نڈھال

آتا ہی شیخ جی کی تئین اس صدا پہ حال
تب مہر بانگی سے یہ کہتی ہی وہ چھنال

اب ہمکو اپنی چاہ جتاتی ہین شیخ جی

ایک روز شیخ جی کو جو دیسی جاڑا ری
اسباب ڈھیپی رکھو کہین جی پکا نہ گر پڑی

کہنے لگی کہ تم ہو بڑون کو رسے بڑے
ڈرتا نہین ہی مجھسے تو ای بھڑ وی منھ سڑی

کہدون ابھی دواسی ستاتی ہین شیخ جی

البستی جو دادر نے خدا سی بھی وہ ڈرے
شانہ کو اپنی داڑھی کی بالون مین کرے

آ کر کے شیخ جی کے منھ پہ ہک بھرے
یارب کہ وہ چھنال شتابی سی اب مرے

زن مریدی کا دکھ اس امر مین ہی یون بھرنا	پیر سے آکے جو ن پیر کا گھوڑا کرنا
بیاہ کے روز یہ عمامہ سر اوپر دھرنا	زین پر ہوگئی گردن تری جھک کر ہرنا
شکل خوگیر کے داڑھی تری جو گو رہنی	
کہتی ہین پاس تری بیٹھی ہوئی سمدھنیان	داڑھی بیٹھی ہے تری شانہ گھر یرا ہی میان
عیب شرعی تری پانچون نہین عالم پہ نہان	دی ہے اندھیاری تری آنکھو نپہ مقنع کی ہان
نہین یہ ہار گلے بیچ ہے گل خدبنی	
کاڑھی ہے زہد کو ایسا ہی تو ہی دندان گیر	کہنہ لنگی ہے کیا گوشہ عزلت مین پیر
گمری ہے یہ کہ کبھو اٹھ نہ سکے چھوڑ حصیر	مارے کم خوری کے کھاتا نہین کچھ غیر از شیر
تس پہ ہی تجھکو رتوند امری شکو رہنی	
سہرا جب منھ پہ تری دیکھنے بازار لگا	لوگون کی چشم گمان مین تو طرحدار لگا
یان کھون بی بی کے کھانیکو تو ہر بار لگا	کوئی کرنے سے تری آگے ہی انبار لگا
بوڑھے گھوڑے کی نہین تھان پہ آخور بہنی	
کام کا دیو تری پیٹھ پہ جس دم لاگا	ماری مستی کی تجھ سوجھا نہ پیچھا آگا
جا پڑا ابنری پہ تو بہن کے سوہا باگا	چھانٹی جب آن زی دولتی تو پھر ایسا بھاگا
جتنا تھا بھانہ تھنبا اہی مری تھوز رہنی	

لفظ بے ربط تلازم کی لیے جسمین بهرین	چشم کو آہو سے بن شاخ یہ نسبت نہ کرین
ابرو کو تیغ سے تشبیہ نہ دین بے صیقل	
ریش با باجر سنی ہے کوئی قسم انگور	شانہ و وسمہ بن اسکا وہ نہ لادین مذکور
ربط الفاظ کو معنی سے نہ دین تا مقدور	لف و نشر انکو مرتب جو ہو کرنا منظور
رام پور کی یہ کٹاری لکھین اور سیتا پهل	
لفظون سے انکا معنی نہو مفہوم کہین	آفرین کرنے مین وقفہ ہو تو ہون صد تحسین
گو رعرفی سے مطلب کرتے ہین جا تحسین	زلف و عارض کو جو سلامین کرین یہ تضمین
شب شود نیمرخ و روز شود مستقبل	
ہو عبارت مین کہین انکی جو لفظ در گوش	آستین لا کے نکالین بن تجنیس سے گوش
معنی پوچھو تو یہ جھنجلائین کہ محفل ہو خموش	یاوہ مطلب نہ کبھی قدر کہ صاحب ہوش
لفظ لفظ انکا اگر ڈھونڈھیے وہ لیکر شعل	
یان تلک باک نہین ماہ کو گر ساتھ ہو شبہ	زلف کی واسطے بندھ جای کہین سانپ کی لہ
چشم کے وصف مین گو ہووے تو ہو گردش دہر	نہ تلاش انکی سخن کا سا کہ جسمین یہ قہر
باندھین لب کو جو یہ انگر تو دین کو منقل	
عالم ربط مین تھا انسے تو میرا یہ معاش	جای دشنام کہا شعر سن انکا شاباش

۴۶۷

جنکی زبان سے ہجو کی سادات کی قبول
انکو تو فن شعر سے کیا ہے سیدھا اصول
اس سے زیادہ کیا ہو ان مین جہل وای جہول
در طعنت اون پس ست کہ با عترت رسول

لعنت خدا کی بھیجدی تف اس منھ پہ قلتبان	حلقے کہ سودہ لعل لب خود نبی بران
آزردہ اش ز غصہ بیداد کردہ	
الکرم ترے چچا کو نہ دیتی تھی خلق چین	دار الامارہ آکے یہ کہتی تھی دن و رین
پھٹکار تجھ پہ واجب و لعنت ہی فرض عین	کام یزید دادہ از کشتن حسین
بنگر آن فعل کہ دل شاد کردہ	
نانا ترے نے پاے کعب الحرم پہ دست	یون کربلا کی بن سی بھرا جون شتر مست
ہر اک ستائے اس لعین سی کہا ای شکم پرست	بہر خسے کہ خار درخت شقاوت است
در باغ دین چہ با گل و شمشاد کردہ	
ہوگا فرشتگان معذب کا جب ورود	جتنا کہیگا تو کہ مین شیعہ ہون ای یہود
دینگے وہ یہ جواب چلا کر ترے عمود	چندین ز شیعہ بودنت ای بدنگہ سپرد
آخر عمل بہ سنت اجداد کردہ	
لعنت بڑون کو اپنے جو کرتا ہی ای لعین	ہی مومنون کی سب یہ خوشامد پاس دین
ایمان ہو تری تو نہ سادات سی ہو کین	از زادہای طبع تو معلوم شد چنین
دنیا و دین تو ہر دو برافتاد کردہ	
جیسی یہ ہجو تو نے کی باللہ کا نیست	شاعر چھپٹ اسکا شعر نہ دیکھا مین ناپسند

پان تک بھی ہوس کی ہم نہ فقط تری زبان
بوسا تو شوم شام کو اور جون محل جان
چھو بیٹے والدہ تری والد بہار فان
آقا بمرگ من تو ازین ہر دو مہربان
این ہجو را بگو کہ ز استاد کردہ
شیرازی گھانہ بای مزا اور نہ آگلی
دو خر مس گر مغل کوئی ہوگا تو کاملی
کونان کو کو نون لکھی ہی تری زبان چھلی
ہر گز نہ کی مدد ... آغا علی قلی

[illegible]

[illegible]

۴۶۹

جب ملعون کو باپ ترا منع کر چکا | سمجھا کہ اس شکست نہ ہو یکسں جدا
جھنجھلاکے اس غریب نے تب مجھسے یون کہا | آخر بگو بدا ؎ اسے پسر این وضع تا کجا

کون را مگرد کانچہ قضا کردہ

میدان مین بگہ بجری تہا تو بہر دی نہ تیغ | قالب تہی کرے تھا بہ تن نارسید تیغ
کرتا تہا غش تو دیکھی تہا جب خون چکید تیغ | تا نعمہ گیر لیشہ ز دستت بہ ید تیغ

فی الفور قصد رستم دہیلاد کردہ

کم ظرف کس قدر ہے تو ای ہمزدہ حیلہ جو | مارے اگر سیش تو لگی کہنے آپ کو
ہین وہ سپاہی جو ہن لڑون رستم سی روبرو | ور یغہ ات کز ید و راشنا سے گفتگو

شاعر شدی و مرثیہ ایجاد کردہ

مرکب نہین ہی اسپ ترا بلکہ ہی دہنک | بے آب یون رہی ہی وہ جو بن کہتی ہی شک
کھینچو تو ڈول ہی وہ جو چاہو چھوٹو شک | ور گرم کردنش چہ نفس سوختی جو مشک

خرکرۂ را تو کرہ جدا کردہ

ای زر نخلج پوچھو پھر ہو وا سحر رستہ | کتون کر اب بنائی تجہ منہ کو ملک راست
پھر کہ جو کہا یا تو ذ منہ اسکی باز خواست | ما ننہ شمع سوختن و کشتنت روا است

ممدوح خلق را تو بذم یاد کرہ

[illegible]

سیہ پہنچا عرش تک اُنکو ہی اک بات کی بات	ملکی وہم مین ہی انکی یہ تسورات کی بات
	کہ ازین ہر دو دگر را بسوے عرش نبرد
جلوہ گر رات کوان دونون نے دیکھا مہتاب	کرکے یہ ضد سے کہ پی ہوگی فلانی نے شراب
ماںگا قاضی سے جو اعلام دیا اوسنے جواب	زاہد خشک ہوا غم کے انگارون پہ کباب
	عابد پاک بجز خون جگر ہیچ نخورد
شیخ جا گاہے جو کرے جرم مرے گننے کو	زاہد خشک کے ٹپکا کرے آنکھو سے لہو
عابد پاک بجز غم کے نہ کچھ کھاے کبھو	بہتر آنست ازین کار بگردانم رو
	ورنہ زین غصۂ بیہودہ بسی خواہد مرد
سودا اس قوم سے کہ بھاگین اپنے عشق سے کر	رکھدین فرہاد صفت سر پہ مرے تیشہ سے
دل کو اپنے نہ رکھین دور اس اندیشہ سے	مین بھی ہر ایک کو واقف ہون رگ و ریشہ سے
	خاطر ہیچ من باز نیاید ارزد

مخمس سی و یکم در ہجو مولوی ندرت کشمیری

شعر ناموزون سے تو بہتر ہے کہنا ریختہ	اب کہا مین نقل مضمون کسی کا ریختہ
بیحیائی ہے یہ کہنا سنکے میرا ریختہ	خون معنی تا رفیع باد سیمارا ریختہ

مخمس سی دوم در ہجو مولوی ندرت کشمیری

مین مدلل یہ سخن کہتا ہون اس سی بحث کر	ہم شتر دندانش ہم شتر لبست این جانور
طرح نشخوارش ز جا و یدن بہر جا ریختہ	
ناک کشمیری کی ہی خرطوم سی ای ذوفنون	لب سی باہر تیری دندان طمع کو دیکھو ہون
جو کوئی پوچھے نشان تجھ شکل کا مین کیا کہون	بینیش خرطوم و دندانش چو پیل از لب برون
بر سر خود خاک زین رہ پیل بالا ریختہ	
ناک تو خرطوم سی ہاتھی کی تیری کم نہین	پکڑی گہ جورو کا دامن اس سی کہہ تو آستین
دیکھکر تیرا تلون یہ کہی وہ نازنین	ہست سودای مجسم این سیہ رو دی یقین
پیکرش استاد قدرت پیل آسا ریختہ	
راہ کو تج کر چلا جب گھر مین اپنی تو گراہ	بد دعا یون تجھکو تب دینی لگی وہ رشک ماہ
میری زلفونکی طرح سی اب ہمیشہ یا آلہ	ہم زبان و ہم دلش ہم روی او باشد سیاہ
طرح ایجادت تو از این زشت سیما ریختہ	
جب تو مسجد مین اذان دیوی با واز شدید	یار کا جورو کی تیری خواب ہو دی ناپدید
سی چھری بولے وہ ملا کو کرین نجایہ شہید	چون خروس بی محل باید گلو سے او برید
خون خود این خشک نی از شور بیجا ریختہ	
عشق کی تپ سی تری جورو کا تن ہی تافت	اور عارض بھی ہوئی تھی جوشش سودای زفت

۱۷۲ سودا

[illegible] گھوڑے کو دو نہ دو لگام منھ کو تنگ لگام دو [illegible]

[illegible] اپنی زبان مین وہ [illegible] گفتاری [illegible]

[illegible] مولوی [illegible] کی بات [illegible]

[illegible] فارسی [illegible]

گھوڑے کو دو نہ دو لگام منھ کو تنگ لگام دو

پڑھتے ہو تم جو یہ غزل آگی جوان و پیر کے	دیکھو تمھاری اون تمھین ہر ایک انگلی سے آنکھ چیرکے
کیا کرون اسکو مین جو آپ ان گدھی کا شہر کے	کہہ رہا مین اشارون سے واسطی اپنی پیر کے

گھوڑے کو دو نہ دو لگام منھ کو تنگ لگام دو

وضع کو شعر خوانی کی آپ کی کر بتا سبے	کیجی مین ڈال کنکری اسکی تئین ہلایئے
بزم مین شاعرونکی آپ ہو دین جو وہان نکالیے	جایئے بھی تو آپ کی منھ پہ یہ کہکے آیئے

گھوڑے کو دو نہ دو لگام منھ کو تنگ لگام دو

فاضلون کی گروہ مین ہو آپ ہی جا کے شعر خوان	شاعرون پاس آپکو کہتی ہین نحو و صرف دان
دونون ہون جمع جس جگہ ہو وہی اون جگہ کہان	بولو جو وان تم آنکر سب کہین ہمکو مہربان

گھوڑے کو دو نہ دو لگام منھ کو تنگ لگام دو

اتنا بھی جھوٹ بول بول جہان کی دیری مت گنواؤ	بولو ہو جسکو تم ہو کہتے ہین وہ سکو دہ جلاؤ
کانا کچھو سمجھ کے تم فارسی اپنی مت بتاؤ	مغلون کی آگے سخرا کر نہ تم آپ کو بتاؤ

گھوڑے کو دو نہ دو لگام منھ کو تنگ لگام دو

مستو کرو نہ لو بینگی گاہ وہ فیل و اسپ کو	انکی زبان مین شانہ کو کاہیکو کہتی ہین کنگو
سنکے ہنسے نہ کیون غل ایسی بچر یہ گفتگو	مغلون کی آگی مولوی اب ہی اہی ہین آبرو

گھوڑے کو دو نہ دو لگام منھ کو تنگ لگام دو

[illegible]

[illegible]

۴۷۳

لشکر سے کچھ آج یہی قیل و قال ہے	کھانیکی چیز کھانیکا سبکو خیال ہے
یون دخل امر و نہی مین کرنا محال ہے	جو فقہ دان ہین سبکا یہ اُنسے سوال ہے
اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے	
حامی انغوث قول کا ہووے ہی چاندخان	اور دوسری مین کیا کہون اک اپنی مہربان
کچھ شک نہ ہی کوتری کی حلت سے درمیان	ہمسے جو کوئی پوچھے تو ہم بھی کہین کہ ہان
اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے	
یارو بسو ہم اسی دیر خراب مین	بیٹھا اٹھا کرو ہو سدا شیخ و شاب مین
حلت رکھے ہی زاغ کسو بھی کتاب مین	جتنی کتب ہین فقہ کی اُنکے جواب مین
اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے	
بگڑا ہے آج مجتہد دین بیچ کیا یہ نیل	ملا لطیف بولے کہ کھانا روا ہی چیل
کہتا ہے چاندخان کیا کن ز حرام فیل	حلت پہ بینڈکی کی میانجی کو سو دلیل
اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے	
ہوگا اگر حلال تو کوا پہاڑ کا	لیکن نہ یہ غضب کہ کتا ہی کی جھاڑ کا
لازم ہی کیا چھوڑنا ہر ایک ہاڑ کا	زور آوری سمجھ کے مزا اپنی دھاڑ کا
اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے	

اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے	
جسوقت پڑی غرض آپسمین وہ وقت دات	ایدھر سے دھول چلنی لگی اور ادھر سے لات
پگڑی اُنھونکی ان کے نجیب انکی انکی بات	مبدا ہوا اس فساد کا پوچھو تو اتنی بات
اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے	
لوگون نے مار مار کے انکو دیا ہٹا	چیرا اٹھا زمین سے یہ سچ کر کے لٹ گیا
بوسے مین پاجیون سے دبون تو نہین گھٹا	لیکن مین کیا کرون کہ دل اس بات سے کٹا
اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے	
انفار بھی سب انکے اس بات پر اڑے	ہم کو ریان طلب کی تو لینگے گھڑی گھڑی
یہ بوسے مین لڑونگا وہ بولی کہ بس لڑے	وے لڑ چکے جنھین کہین نفری سڑی سڑی
اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے	
تنخواہ دینے کو نہ درم اُن کنے نہ دام	ناچار ہوا انھون نے کیا صلح کا پیام
سنکر لگے وہ کہنے کہ اپنا نہیں یہ کام	رہنا انھونکی گھر جنھین یہ بین ہین خاص و عام
اک مسخرا یہ کہتا ہی کوا حلال ہے	
گذران ہمتو کرتے تھی کھا کھا کی پان چنے	انکی زبان کی چسکون سی لیکن نہ اب بنے
کوا تو انکی دل مین غذا آ نکر سے ٹھنے	یون ہے وہ کہین یہ ہمین جس سے کنے

اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے

اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے

کوے کو جو حلال کہے اسکو یہ سنا بیٹھین

اک مسخرا یہ کہتا ہی کوا حلال ہے

القصہ کتنی دیر ہوئی جب یہ بات چیت

اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے

حلت کو زاغ کی ہی سا نزدیک دور مین

اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے

مخمس سید ... فدوی شاعر

[illegible]

مخمس ... شہر آشوب

سنہ ۱۲۷۵

[illegible]

کیا ہی خرچ بنانے مین اوسکی مین یہ ہنر	نہین ہی اصلی و نقلی مین فرق ذرہ بھر
جو اور لوم ہو سو مادہ یہ سے لگے وہ نر	جو راہ باٹ مین آتا ہی صبح و شام نظر
کہے ہی خلق وہ جاتا ہی الو بنیے کا	
نظر کرو تو کہ ذرہ بھی بھر طوی مین ہی شعور	جو ملنے سے کس و ناکس کی ہووی ہی مغرور
کسیکو صحبت شعر اُس سی کچھ نہین منظور	ہوئی ہی بسکہ یہ صنعت گری مری مشہور
ہر ایک دیکھنے آتا ہی الو بنیے کا	
فہیم ہو مری صنعت پہ چاہیے یہ قربان	رکھی ہی طوطی کی مین چونچ بیچ اسکی زبان
کہ جو کہے ہی اسی کچھ نہین ہی اُسپر دھیان	جسے سمجھ ہی وہ ہوتا ہی اسکو سن حیران
سخن جب اپنے سناتا ہی الو بنیے کا	
کیا ہی کام مین وہ ہے جو لائق انعام	قبول خاطر دانا پسند خاص و عام
سو مجکو دیکھ کے آئینہ دی ہی یہ دشنام	نہ پوچھ گر اُسے جو کچھ کیا ہے مین نے کام
مرے ہنر کو مٹاتا ہے الو بنیے کا	
مین کاریگر ہون اٹاوہ کا سب پہ ہی ظاہر	جو کچھ کہے کوئی کرتا ہون پیٹ کی خاطر
وہ لوم بنیے مین گر نقص سی ہو کچھ ماہر	تو اسکی شکل کرون اور جانور کی پھر
عبث یہ شور مچاتا ہے الو بنیے کا	

[illegible]

رہی فقط عربی باجے پر انھون کی شان
جو چاہیں اسکو نہ بجوادین یہ تو کیا امکان
پر انکا فکر ہے تخفیف خرچ پر ہر آن
رہیگا حال اگر ملک کا یہی تو ندان

گلی مین طاشا کہار و نکی پالکی مین ڈھول

انھین ہے اپنی امارت سے اب یہی منظور
کہ ہون دو مو چھیل اور ایک ہاتھی مور
نہ رسم صلح کی سمجھین نہ جنگ کا دستور
جو انمین قاعدہ دان تھے ہوے وہ انسے دور

قماش انکی طبیعت کا سب ہے جیسے ٹھول

امیر اب جو ہین دانا انھونکی ہے یہ چال
ہوے ہین خانہ نشین دیکھکر زمانیکا حال
کبھی ہے سوزنی خوجا کھڑے اچھلے ہے رومال
حضور بیٹھے ہین اک دو ندیم اہل کمال

دھری ہے سامنے اک پیکدان و اک تنبول

جو کوئی سے ملنے کو انکے انھونکی گھر آیا
ملے یہ اس سے کر اپنا دماغ خوش پایا
جو ذکر سلطنت اسمین وہ درمیان لایا
انھون نے پھیر کے ادھر سے منھ یہ فرمایا

خدا کے واسطے بھائی کچھ اور باتین بول

جو مصلحت کے لیے جمع ہون صغیر و کبیر
تو ملک و مال کا فکر اسطرح کرین ہین مشیر
وطن پہونچنے کی سوجھی ہے بخشی کو تدبیر
کھڑا یہ انکے دیوان خاص بیچ وزیر

کہ شامیانہ کے بانسونپہ نقرئی ہین خول

	اسی خیال مین رہتی ہے عقل ڈانوان ڈول	
اور اب جو زعم مین آقا کے فیلخانا ہے نہ ٹھئو چاری کا راتب کا نے ٹھکانا ہے		جو ہتنی اندھی ہے اُسمین تو ہاتھی کانا ہے ہر ایک بھوک سے سوے عدم روانا ہے
	اب اُسکو خواہ وہ پائل کہین خواہ جھول	
کر رہی بھوک سے شاگرد پیشہ اب یہ معاش کرین قناتون مین دسبان بیٹھی پردہ فاش		کہین بکاؤ تو باورچی وان بکاوین آش تلے سے کھینچ لے مسند کو آنکر فراش
	اگر کہین کہ مشالچی چاندنی کا جھول	
یہ خادمان محل کی ہے اندنون صورت نہ اُٹھ کے ملنے کی ہرگز نہ رونی مین طاقت		نہ خوان دھونے کا کشمیرنی مین باقی ست بنی ہے بھوک سے درباریونکی منھ کی گت
	کہ بور ہی بیٹھ کے جسطرح بیٹھ جاے گیول	
مچا رکھی ہے سلاطینون نے یہ تو یہ دھاڑ کوئی در اپنے یہ آدے دے مارتا ہے کواڑ		کوئی تو گھر سے نکل آئے ہین گریبان پھاڑ کوئی کہے جو ہم ایسی ہین چھاے ہیگی پہاڑ
	تو چاہیے کہ ہمین سکو زہر دیجیے گھول	
غرض مآل ہے اس گفتگو سے یہ میرا تو کوئی قصد کرے نوکری کا بہتیرا		کہ بے زری نے جب ایسا گھر آنکر گھیرا نہین یہ فائدہ کچھ تا وہ چھوڑ کر ڈیرا

اوراب جو دیکھو تو دل ہووی زندگی سی اداس	بجای گل چمنون مین کمر کمر سے گھاس
کہین ستون پڑا ہی کہین پڑی ہی غول	
یہ باغ کھا گئی کسکی نظر نہین معلوم	نجانے کن نی رکھا یان قدم وہ کون تھا شوم
جہان تھی سرو و صنوبر وہان اوگی ہی زقوم	مچی ہی زاغ و زغن سی اب اُس چمن مین دھوم
گلوں کی ساتھ جہان بلبلین کرین تھین کلول	
رکھین تھی سر پہ پنگھٹ کی گرد کی دیہات	کہ لب جہانکی تھے پنہاریون کے آب حیات
اور اُن درختوں کی وی چھائین وہ گھنی سی پات	نہ وی درخت ہین اب وان نہ آدمی کی ذات
کوئین مین مردی پڑی مین نہ رسیان ہی نہ ڈول	
جہان آباد تو کب اس ستم کے قابل تھا	مگر کبھو کسی عاشق کا یہ نگر دل تھا
کہ یون اٹھا دیا گویا کہ نقش باطل تھا	عجب طرح کا یہ بحر جہان مین ساحل تھا
کہ جسکی خاک سی لیتی تھی خلق موتی رول	
دیا بھی وان نہین روشن تھی جس جگہ فانوس	پڑی ہین کھنڈرون مین آئینہ خانون کی ناموس
کرور دل پراز امید ہو گئے مایوس	گھرون سی یون نجباکی نکل گئی ناموس
ملی نہ ڈولی انھین جو تھی صاحب چوڈول	
نجیب زادیون کا اندنون ہی یہ معمول	وہ برقع سر پہ ہی جسکا قدم تلک ہی طول

(۷۸۴)

تخمیس سید محمد تقی

ہی کیا سبب اس خبث کا جز یہ کہ حماقت
حرز ونکا نہ عاشق ہوں کہ موجب ہو رقابت
دلکش بت ہندی مری حسرین تری دلخواہ

یہ فرض کیا بد ہون مین سچا ہی ترا قول
پر بد سے مجھے کسطرح تو نظرون مین لیا تول
صحبت مری تیری کا تو اتنا ہی رہا ڈول
تین دیکھ مجھے حرز پڑھا مین پڑھا لاحول
سو بھی کسی کوچے مین گلی مین کہ وبیگاہ

اکثر تو مرے خبث مین کہتا ہی یہی بات
کتو نمین فلانی کی شب و روز ہی اوقات
خود اسکی نجاست کا نہین کتے پہ اثبات
لازم ہی مسلمان نہ کری اس سی ملاقات
یہ چاہیے صحبت سی رکھے ایسی کی اکراہ

یہ سچ ہے جو کہتا ہے تو مجھپر بھی یقین ہی
کتے کو کہے پاک سو وہ دشمن دین ہی
لیکن وہ سگ نفس نجس اس سی کہین ہی
تجھ پر جو ہر اک لحظہ و ہر آن تعین ہے
تو اسکا نہ کہنا کرے تب پاک ہے واللہ

دنیا کی بھی جیفے کا سگ نفس ہی طالب
شیرون پہ جو گیدڑ کو یہ کرواتی ہی غالب
وہ مرد ہی جو اسمین کری فوت مطالب
نے خر ہے وہ گو اسپہ ہوا مرد کا قالب
اس حرف مین کچھ شک عقلا کو ہی نہ اشباہ

سمجھا ہی سگ نفس کو تو اپنے شکاری
اسواسطے اس ساتھ تجھی دل ہی سی یاری

مسدس دیگر در باب حجو

مرزا علی

اک قصہ مین سنا تھا مردم سے یہ قصدا ر ا
بیت الخلا گیا تھا مرزا علی پیا ر ا
ناگاہ گھڈی اور پر گیدڑ نے جا پچھاڑا
تب رو کے اس جگہ پر ونڈی کی تین پکارا
دل پیہود ز د سنم ما چند لان گذا ر ا
درد آ کر ر ا ز پنہان خواہد شد آشکار
وہ دوڑ کر پچھاڑی بیت الخلا تک آکر
پھر کہتی ہے گی بھاگی اس بات کو بنا کر

رات آیا وہ صنم سنگدل مجھ زار و نزار
شور وغل مین پہچان کے بولا ایک بار
کون سے بہار کے لگا دولت لیتی ہے یار
مین کہا خبر نہ اس بات کو ما تو زنہار
دولت ما کشت کہ بی خون دل آید بکنار
ورنہ باسعی عمل باغ جنان این ہمہ نیست

	نہوگا پھر کبھو اے تند خو ہوا سو ہوا	

کیئے ہین جن نے دیوانے کئی ملک یارو	دکھا کے چہرے کی اپنے تنک اک جھلک یار و
ہوا ہی میرا ہی قاتل وہ تنک پلک یارو	پہونچ چکا ہے سر زخم دل تلک یار و

	کوئی سیئو کوئی مرہم کرو ہوا سو ہوا	

دیا ہی آپ سی تمنے جو دل کو اپنے کبھو	تو چاہیے کہ رہو ہاتھ اُس سیتی تم دھو
عبث ہی یہ کہ جو باتین کرو ہو تم رو رو	یہ کون حال ہی احوال تم یہ ای آنکھو

	نہ پھوٹ کی اتنا بہو ہوا سو ہوا	

دلون کے قتل کے تئین الامان ہی سودا	جنون کی فوج کا یارو نشان ہی سودا
کیا جب اُن نے قلندر رندان ہے سودا	دیا اُسی دل و دین اب یہ جان ہی سودا

	پھر آگے دیکھیے جو کچھ کہ ہو ہوا سو ہوا	

مسدس

صبحدم کو جو چمن مین ہوا سودا کا گذار	کہا اک بلبل نالان سی کہ ای عاشق زار
دیکھنا گل کا تنک آٹھ پہر کا وسش خار	کہہ تو کیا لطف میسر ہو جو یون فصل بہار
دولت ما قست کہ بی خون دل آید بکنار	ورنہ با سعی عمل باغ جنان این ہمہ نیست

۴۸۰

مخمس

کریں ظاہر میں حیدر مصطفیٰ کی یہ ثنا خوانی	خدا کی ہر گھڑی طاعت میں گھسیں اپنی پیشانی
قیامت ہے کہ ہو دین سید دنکی دشمن جانی	رہے ایمان انکا اور رہے انکی مسلمانی

اگر قحط الرجال افتد از ینہا انس کم گیری

اب ان تشمیریوں میں جو کہ اب علما ہیں ہینگے	سمجھتے ہیں وہ اپنی تئیں جو کچھ ہینگے ہمیں ہینگے
اشد بیرحم ظالم نزد رب العالمین ہینگے	خدا عالم ہے سب موذی ہیں مار آستین ہینگے

اگر قحط الرجال افتد از ینہا انس کم گیری

کمائی واسطے کیا مسخروں نے جہاں ہے ڈالا	پھلا نوان مل کی پیشانی کو سارا کر دیا کالا
سبھی مکار ہیں انکو انگا ادنی سے تا اعلا	یدان اپنا خلائق میں انھوں نے نام ڈالا

اگر قحط الرجال افتد از ینہا انس کم گیری

سمائی ہے یہ انکی دل میں یا یہ اب ریاکاری	خدع سے جھوٹ مکر سے کرتے ہینگے گریہ و زاری
بچاویگی وہاں محشر میں انکی پیش مکاری	نہیں دیکھی ندرا ایسے کریں جو خلق دنیاری

اگر قحط الرجال افتد از ینہا انس کم گیری

جو انمیں اب بڑا عالم بہت اچھا عمل ہیگا	وہ اسکا علم گر دیکھو تو سارا بے عمل ہیگا
یہ ڈالا سید نکی حق میں سب اسکا خلل ہیگا	زیادہ سب سے ہے ناصب اور ظالم بے بدل ہیگا

اگر قحط الرجال افتد از ینہا انس کم گیری

اگر قحط الرجال افتد ازینها انس کم گیری

بہت سیپی سے یہ اغلب حقیقت کہتے ہیں

جو تم یہ کلام اس کا تو نہیں سیاد یں کہتے ہیں

آفت وہ جو سرکار کو غلیں کہتے ہیں

تو یوں جو سے بڑھی انکی سختی کہتے ہیں

اگر قحط الرجال افتد ازینها انس کم گیری

دیباچہ

وہ سب سب مجھوں کا جو افتخار

کیا میں یہ اس سے سن اسے تو حار

یہ لازم ہے مجھکو ری پیٹ مار

نہو وسے یہ مشہور یوں ہر دیار

پر اس کا رزادہ نت

اگرچہ یہ بود زادہ شہریار

نہ لکھوا مراسے جیا تو دہن

تر سے حق میں بہتر یہی ہے سخن

سمجھے چھوڑنا پھر اپنے کا وطن

تمت

(۱۲۷۴ھ

اگر قحط الرجال افتد ازینها انس کم گیری	
خصوصاً اس زمانے میں جو وہ مرزا علی ہیگا	جہاں کی اہل خطہ کو جو پوچھو تو وہ جی ہیگا
زلیس کی غاصبی حق آل احمد کیا شقی ہیگا	کہوں کیا میں غرض اسکو برا وہ آدمی ہیگا
اگر قحط الرجال افتد ازینها انس کم گیری	
دوم مرزا سعادت پادشہ سب کا کہاتا ہے	وہ غاصب حق جدا سادات کا سب آپ کھاتا ہے
جو جاوے خمس کو سید تو پھر اسکو دھراتا ہے	وہ یہ کہتا ہوا دلگیر اپنے گھر پھر آتا ہے
اگر قحط الرجال افتد ازینها انس کم گیری	
جہاں ایسے ہی یار دشمن آل عبا ہو وین	محبت میں وہ اس دنیا دونکی عاقبت کھو دین
اور اپنا پیٹ بھر نعمت سے گھر میں چین سے سو دین	تو پھر کرین سید کیوں نہ انکی جان کو رو دین
اگر قحط الرجال افتد ازینها انس کم گیری	
لعین ابلیس نے ایسے مومنو گھوڑا اپنا یا ہے	اور ان پر اپنا آسن جست اور قائم جمایا ہے
کہ اپنی راہ میں سب اہل خطہ کو لگایا ہے	یہاں ہر ایک کو لا کر کے یہ مصرع بنایا ہے
اگر قحط الرجال افتد ازینها انس کم گیری	
یہ ایسے کیا کہوں بدنام ہیں روی زمین اوپر	بدی ثابت ہے انکی سب جہاں کی اہل دین اوپر
یہودی اور نصاری ہیں انکا سب ہمسر کمین اوپر	کہیں ہیں طایران قدسیاں عرش برین اوپر

سبب لعین [illegible] ترقیمہ میرزا

پس [illegible] زادہ [illegible]

اگرچہ [illegible]

تمام شد دیوان ریختہ

مشتمل بر مثنویات و مخمسات و رباعیات

وغیرہ

آغاز دیوان مرثیه

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بلیغی که عندلیب طبع یک گل شگفته چمن ابداع اوست و طاوس نطق یک گلدسته پریده رنگ باغ اختراع اوست طوطی شکرخای ناطقه در محاذی آئینه عرائس معانی سرگرم ادای دلکشای و ساغر تفکر را بوی جرعه تحقیقش دماغ آسمان پیمای شور عشق یک نمکدان خوان کرم و شیرینی شکرخواب راحت مضامین یک انگشت ازمائده نعم قادری که عقل کل یک پروانه پرتو شمع جمالش قهاری که علم الملکوت شرر جهیده مجمر جلالش بهشت یک گل بیرون طلیده دیوار گلزار مهرش سقر یک گرم دود بست برخاسته از مطبخ قهرش محیطی که دریای بیکران فیضان باین موج زنی قطره ایست از قلزم اسرارش جمیلی که مرآت خیالات دو عالم مشتاق تجلوه دیدارش کاتب حکمش نوشتن دیباچه نون کن ناتمام گذاشته و دوره افلاک و مرکز خاک

نه سپهر در روی کش جام جان بخشش دو عالم جرعه نوش جام وحدت آشنایش طرنگهای باده
خیالات سرخوشیست از ساغر هوش ربایش ساغر گل امید کونین متوقع قطره وامانده
از جام مستانه او بلبل عالم علم الطیور بی وقفه بجستن طلب مدح خوان او وصلوٰة الله علیه
و آله و اولاده دائماً ابداً فی المدح المتکلم والکلام الملام طبع اگر کلام خواهی انصاف را از دست
مده و بیا بوصف سلطان المعانی نهنگ بحر سخندانی ابلغ البلغا و افصح الفصحا میرزا
محمد رفیع سودا که حالا اقلیم سخن با انصاف زیر نگین حکم ایشان است و کلام
ایشان منصفان عالم را عزیزتر از جان است علی الخصوص شرح این مرثیه و سلام
که مسمی بسبیل هدایت است تحفه بر بلاغت روزگار میزند محض از برای ترحیب این جمعیت
نه برای مخالفت سرانجام شده متفق علیه بلبل طبع منصفان عالم توصیفش نغمه سرهست شیرین
مضمونش اگر مورچه از کاغذ پیدا کند رواست افسون ملاحتش گر راجون گل سراپا گوش
گرداند شکر خوابی معنیش هر کس را از ملاحظه بیهوش سازد از مطلعش مطلع آفتاب
پامال حیرت میشود اگر تو تسجیع الفاظش بر خاک مرده بگو خنده هماندم قیامت میشود
هر مصرعش چون سرو آزاد است از ظلل سنگ بی انصافان هر بیتش باج گیرنده
از بیت ابروی خوبان بر بیاض بین السطورش داله صد صبح صادق و مقابله در
مصرع مقابل طاق ابروی مهوشان عاشق ده بیتش رشک چهار ابروی دلبران

مرثیون کے سنے جو کتنے بند
معنی اُنکے تب آوین فہم کے ہاتھ
جب بتکرار ہین سنے یہ سخن
ہوئیگا فن شعر سے ماہر
اسکا آگاہ جو کوئی ہو خوب
ماہر اس فن کے جب کیے ہین غور
اپ کے مرثیون کو تب اکثر
ہاتھ آیا مرے سبھی تمام
فہم میرا جب اُن مین در آیا
مرثیہ کہنے کا ہے جو آئین
بلکہ وہ چیز جس سے شعر ہو رد
مطلب اس کام کی جدی ہی راہ
ضد کے ماری تو یون وہ کچھ ہی کہی
شعر کے قاعدے کے موجب ہم
سوزبانی تمھاری اے مخدوم

بندش اُنکی نہ آوے اپنے پسند
شرح لکھدے جو مرثیے کے ساتھ
دل مین گذرا کہ مرثیے کا فن
میر کی گفتگو ہے دال اسپر
سیکھیے اُس سے کہنے کا اسلوب
دل مین تمنا کوئی نہ ٹھہرا اور
ڈھونڈھنے مین لگا ہر اک گھر
غرض اک مرثیہ اور اک سلام
وہم اپنا بہت بجا پایا
واقعی فن شاعری مین نہین
مرثیے مین روا رکھے ہے جسکو
شاعر اس راہ سے نہین آگاہ
چاہیے ایسا کہے تو کہہ نہ سکے
کہنے لاگے مجھے مرثیہ کم کم
ہوا اسپنے تئین کو یون معلوم

۴۸۵

متن

شرح

پہلے یہ کہیے اے کرم منبر ما ۔ باطنی رتبہ سے ہے نبی کا کیا
آپ پر جسطرح سے ہو تحقیق ۔ اپنے مخلص سے بھی کہو تحقیق
دوسری بات یہ جو کہ ڈالی ۔ ہو تم اک نوع اُنسے بھی عالی
اور اس نوع کو بیان کیجیے ۔ مجکو آگاہ اُس سے کر دیجیے
یا وہ جس طرح مجھپہ ہے اثبات ۔ کہو تو عرض مین کرون وہ بات
گرچہ وہ شخص ہے امام حسینؑ ۔ ایکدن جسکو سید الثقلین
لگے فرمانے مجکو بتلا تو ۔ مرتبے مین بڑا ہون مین یا تو
تب یہ چھاتی پہ لوٹ کر بولا ۔ کیون یہ سررشتہ بات کا کھولا
عرض کرتا ہون مجکو کیجو معاف ۔ دل مین کر لیجو سنکے یہ انصاف
مان مری فاطمہؓ علیؑ ہے باپ ۔ والدین اپنے اب بتا دین آپ
اور جس شخص کا نواسا ہون ۔ امر ہو تو اُسے بھی بتلادون
حق مین جسکے ہے آیۂ لولاک ۔ یہ بیانی ہی خالق افلاک
سب نبی جان اُسکو مانتے ہین ۔ اپنے نانا کو آپ جانتے ہین
نور چشم اپنے سے عرض سنکر ۔ یہ لطیفہ ہوئے خوش آن سرور
متبسم ہو تب یہ فرمایا ۔ سخن راست حق کو بھی بھایا

گر نہین جانتے تو سن لو اب	ساتھ اوسکے ہے جسکا نام و نسب
گر تعلق کمال کا ہوتا	پسر نوح باپ سا ہوتا
سخن کچھ نہین نسب پہ کمال	حسب پہ ہو فضل ایزد متعال
بندش الفاظ کی غلط اسکی	بری ہے معنی کی نمط اسکی
پیش مصرع مین لفظ بہ سے مراد	آپ کو ہے بزرگی اجداد
پر نکلتا ہے اس سے یون بکد	نسب تصدق پدر سے تا جد

متن

لامکان بھی ایک بازیگاہ طفلی ہے ترا	کوئی مکان تم سے نہین پاتا ہے خالی السلام

شرح

عوض کوئی مکان جو لفظ فصیح	بولتے کوئی جا تو تھا یہ صحیح

متن

ہے گریبان گیر گردون تیر لشکر کا لہو	تا قیامت کم نہین ہوتی ہے لالی السلام

شرح

خون سوا ایسی جا مین لفظ لہو	نہین آیا محاورے مین کبھو
اور لالی کا حرف کرد و حک	ہو نشانہ شفق سے یہ جب تک

تو بلاشک ہے احمد بے میم — لی مع اللہ میں ہر زمان ہی مقیم

ہے تصوف کی راہ سب یہ درست — بندش الفاظ کی پر اتنی سست

نہیں لفظوں سے معنی کو کچھ ربط — سمجھے وہ ہی جسے ہو کچھ ساخبط

اور ہے راہ جو شریعت کی — وان خدا ہے خدا ہی ہی نبی

کلمہ ہے جو کہ دین کی بنیاد — مسلین کا ہے صبح و شام اوراد

وہ نبی نے جسے پڑھایا ہے — آپ کو عبد کہہ جتایا ہے

آنا بشر ہے آیۂ قرآن — وحی سہر پیمبر دو جہان

مشکلم جزو ہے اس آیت کا — منفصل باندھنا نہیں سمجھا

کس سے اسکا بیان ہو شان نزول — جسطرح چاہیے سوائے رسول

علما وہ جنھیں ہے عقل معاد — یون زبانی ہے اسکے مجکو یاد

دعوت دین جب احمد مختار — لگے کرنے تو بولے یون کفار

دل چھپاتے ہیں اپنے ہم اس سے — ای محمد جو تجھ سے کہے ہے تو

نہیں سنتے ہمارے گوش ہیں کر — اپنے آئین کی بات ہمسے نہ کر

تب یہ آیت غرض بران سرور — ہوئی نازل ز خالق اکبر

عالموں سے ہیں گوش دل کو دے — سے ہیں معنی یون اس آیت کی

مضمون سینہ مین پیش از مرغ اسیر نہین کہ ہیچ قفس کے جسوقت زبان پر آیا فریاد
بلبل ہو واسطے گوش داد رس کے غرض جب اہل سخن کا در منصفی زینت لب ہی
سر رشتہ حسن معانی کا اس کلام کی اُس سے انصاف طلب ہے اگر حق تعالی نے صبح
کاغذ سپید کے مانند شام سیہ کرنیکو خاکسار خلق کیا ہی تو ہر انسان کی فانوس
دماغ مین چراغ ہوش نہ یاہی چاہیے کہ دیکھا نکتہ چینی کرے ورنہ گزند زہر آلود سے
بے اجل کا ہیکو مرے ہر چند کلام اُستادان سلف پر بھی غلطی کا گمان ہی کسواسطی کہ
الانسان مرکب من الخطاء والنسیان ہے لیکن خدای تعالی نے جنھین شعور کرامت کیا ہی
انھون نے اگر کسی کی ہدری ہی دیکھی زہر قلب نکل آوے تو اُسے اسکو حوض و غور سنین اور
طبیعت طرفت سے الیسا کچھ پائے تو اوسے کہین شعور نہین پس لازم ہی دہوش کو ربط
الفاظ مین کہ بھلے ہونا وبال فیضان ناطقہ اپنی گردن پر نہ لے چنانچہ شیخ سعدی
علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ؎ اول اندیش وانگہی گفتار ٭ پای پیش آمدست و
پس دیوار ٭ انسان کہ جس فن سے آپکو کماینبغی ماہر نہ کرے چاہیے کہ اپنی
اپنی حد سے سخن باہر نہ کرے گفتگوی جاہل پہلوی عالم مورد انفعال بلکہ خموشی
ہی اُسکی برابر صد فضل و کمال ؎ بات گر آوے تو چپ رہ کہ گمان کے نزدیک
سو طرح کا ہی سخن پردۂ خاموشی مین ٭ اگر نا آگاہ جب فن کا آگاہ سے اُس فن کے

غرض کیا کہون گسر دش کا غضب ہے	حسین علی کی شہادت کی شب ہے

مرثیہ عن شرح

یہ مطلع ہوئے آپ کا تو عجب ہے دلے فیض کا ناطقہ کی سبب ہے	کہ یہ ریختے کہنے والون کا ڈھب ہے نہیں تو کہ یہ مرثیہ تو نہین سب ہے

متن

محبون نے دل سے خوشی سب تجی ہی عجب طرح کی وائے ویلا مچی ہے	ہر اک گھر مین ماتم کی مجلس رچی ہے کہ روز قیامت کی گویا یہ شب ہی

شرح

تجی کا رچی قافیہ شائگان ہے رچی اور مچی قافیہ جب کہان ہے	سو وہ ہر سہ مصرع مین صورت کہان ہے تو یہ قافیہ ہر طرح سے کہ ڈھب ہے

متن

کوئی دل نہین جسکو ماتم نہوئے گا یہ دن کچھ قیامت سے بھی کم نہوئی گا	وہ دل دیر ہی جس مین یہ غم نہوئے گا قیامت مین یہ کچھ نہوئی گا جواب ہی

شرح

حسینون نے اسکو وطن سے بلایا | بیچ اقربا لا کے بن مین لسایا
پھر اس جور سے اسکو مارا ہی پیاسا | کہ بس غم سے خورشید کی تپن تب ہی

شرح

ان اقربا نے زا فزونی با | کیا غیر موزون مصرع سرایا
نہین اسمین ہر گز مرا حرف بیجا | کہ اوزان اشعار میری بلب ہی

متن

غرض وہ جفا اسکو دکھلائی ظالم | کہ جسکا وہی آپ رب ہیگا عالم
لینے دیے اسکو اکدم بھی سالم | دیے اسکو کیا کیا تعب پہ تعب ہی

شرح

دیے مین دیا سے یہ کہنا روا ہی | زبان جمع و واحد سے یون آشنا ہی
عجب مین حیران ہون کس ملک کا ہی | دیے اسکو کیا کیا تعب پر تعب ہی

متن

دونون رات و دن لوٹکی ہر طرح مین | بظاہر مصیبت پہ باطن فرح مین
سحر پر ہوا خون قضا کے قدح مین | کہا پی سے شبیر تو خشک لب ہی

شرح

نصب اس سوا قسم ہے یا حصہ کی	تو اس معنی سے بھی ہوا ...
جگہ آپ نی جس ارادی کو راہ دی تی	سوا قطعون ہی اسکا نکلنا ...
کہو مرثیہ یہ رولا دیے گا کسکو	روتے گا سر اپنا کوئی سنکی اسکو
رولانیکی خاطر سناو یہ جسکو	اٹھو کیا جو دیے چھپے وہ لیا شو قصہ ہو

متن

کہا شاہ دین نی ای میری غمزہ ہو	فرمایے سے ساری ہم ...
خزان دل باغ کی عندلیبو	عجب طرح کا تم اوپر فضل سب پر

شرح

خزان دل باغ کب گوش زد ہی	خزان باغ دل کی کہو تو سند ست
غلط گوئی کتنی غرض بیان یکدہی	اگر فرض واجب نہین مستحب ہی

متن

ثواب ہاتھ سے تم رضا کو نہ دینا	جو آدمی سر وچشم پر اسکو لینا
ای میرے عیال اور مری بیٹی بہینا	تمہیں مینے اللہ کو سونپا ہے

شرح

عیال ای ملا ذان سی کب یا سوا ہی	جنہین ... خسترو خواہر اس ...

... تھیں ... یون بامر آئی ۔۔۔ لگی ہر بہن کہنے کوٹ اپنی چھاتی
نہیں ... فرقت ... جاتی ۔۔۔ چلا تو بھی بھائی مرا کدن اسے
[illegible] کی ... جاتی ہے اگر یہ ۔۔۔ کہوں کیا میں یہ مرثیہ ہے کہ ...
... اگ ... بیشک ہے لیکن اڑی ۔۔۔ فقط قافیہ کے لیے یاں جلب ہے

متن

ای بھائی تیج آج گویا سدھارا ۔۔۔ علی کا ہے ادا غم تازہ دوبارا
ای بھائی پھرین گے کہاں ہم آوارہ ۔۔۔ نگر نے کا جو ہے میں کیا سبب ہے

شرح

سر عیب اس بحر میں یہ نجانا ۔۔۔ کہ ای کا نہیں اسمیں ہرگز کھپانا
انھیں اس جگہ ان نے موزون نمانا ۔۔۔ جسے شعر تقطیع کرنیکا ڈھب ہے
اوارا فقط تمسے سننے میں آیا ۔۔۔ کسی میر و مرزا کو کہتے سنا یا
بلا مد اسے تمکو کن نے پڑھایا ۔۔۔ کہو اہل خط ہے وہ یا عرب ہے

متن

ہمیں اپنے ہاتھوں سے تم مار جاؤ ۔۔۔ زمین کھود ہم سب کو یاں گاڑ جاؤ
لگا ہمکو ایک ایک تلوار جاؤ ۔۔۔ ہماری بھی آخر شہادت نسب ہے

اُدھر بیٹیون کی ہر دامن کو پکڑا	گریبان اپنے ہی دونون نے پھاڑا
ای باباجی ہمکو یہ جینا سے کھاتا	کھلادو اگر زہر کی گولی حب ہی

شرح

کوئی لطف مین ہی کہ اتنا ہی دریے	کیا تمنے بیان ہی کوئی دوست کا
کرون منع ہی ہے کہ نیکو ستاکے	تمھین تو ہی پیٹنا جب نہ تب ہی
نہ اودھر ہی کہ لفظ کا ڈھب ہی اسمین	نہ صحت قوافی ہی کی اب ہی اسمین
نہ باباہی جی کا مخاطب ہی اسمین	بجز ربط بے ربط جو چاہو سب ہی

متن

ای باباجی ہم پر بُرا دن پڑیگا	ہمین اب عمر نحس بندی کریگا
دکھاتا ہوا جگ مین لتے پھریگا	یہ جینا ہی سر پر ہمارے غضب ہے

شرح

لیے کو مسند جو تمنے کیا ہے	سبق حاجی مونس سے شاید لیا ہی
پڑے گا پھرے گا جو یہ کہدیا ہی	بھلا کہیے یون قافیہ ٹھیک کب ہی

متن

ای بابا مدینے مین ہمکو بھجا دو	ہمین گور پر فاطمہ کے بٹھادو

بین اصغر کو بھی اس گھڑی بھولگئی ہون
کہ شب جسکو ساری ہلاتی رہی ہون

بین اسدم تو فانوس سی جل اٹھی ہون
مرا تن بدن شمع سان ملتہب ہے

اتنے مین اودھر عابدین نے پکارا
سر اپنے کے تئین چار پائی سے مارا

کہ بابا جی مین کیا کرونگا بچارا
مرا دل عجب طرح سے مضطرب ہے

اے بابا اکیلا مین اب کیا کرونگا
یہ ناموس کیدھر مین لیکے پھرونگا

اے بابا مصیبت مین کیا کیا بھرونگا
مین کیا جانون قسمت مین کیا کیا لکھا ہے

مین تم بعد احوال کسکو کہونگا
یتیمون کا بلکنا مین کیونکر سہونگا

اس آتش کدے مین مین کبتک رہونگا
مرا دل تو تشنہ [illegible] سا ملتہب ہے

اب مجھسے کیسے ناموس کیدھر لیجاؤن
یہی چاہتا ہون کہ سر کو کٹاؤن

کہان جاکے عورات کو مین چھپاؤن
کرون کیا مصیبت [illegible]

ولیکن مین اب انکو کیدھر لیجاؤن
مین چھپنے کو انکے کہان گھر بناؤن

کہان سے مین اب یان مدینے کو لاؤن
یہ تنہا الٹو بیرن [illegible] ہے

کہا شہ نے ہر اک کو چھاتی لگا کر
کہ اے بیکسو صبر [illegible] ابتلا ہے

بوقت مصیبت ز آیات اطہر
قصیرا جمیلا ہمین منتخب ہے

یہ فرما کے شبیر ان کو سدھارے
کھڑے ہو مخالف کے منہ پر پکارے

۴۹۵

مرے یار جو چاہے سو مجکو کہنا	یہ کیا تو ہے حاجی یونس کا لہجا
کہا مین زبان سے کہ خاموش رہنا	زیادہ نہ یک آگے جای ادب ہے
درست اور تو سب ہے معنی کی رو سے	تمہارا جو ہے طور اس گفتگو سے
اسے مین نہ سمجھا یہ پوچھون کسو سے	محبت کا قربان ہونا سبب ہے

متن

پھر آئی جو اولاد حیدر کی باری	تو کیا تھے ہر ایک نے کیا سنواری
ہزارون ہی مارے دوہی اور ناری	پڑا شکر کا قران مین شغب ہے

شرح

دل و جان سے قائل مین اس نظم کا ہون	کہ ہر ایک مصرع تمہارا ہے موزون
مگر لفظ ہی جو تھے مصرع مین بیرون	بڑا معنی ہے اور تو ٹھیک سب ہے

متن

غرض آخرش سب نے پائی شہادت	پچھا صغر و اکبر گئے سوئے جنت
رہے شاہ تنہا بمیدان ہمت	کہ یکبار گی ذکر اچہ کیا ادب ہے

شرح

نہین ہر ایک مصرع مین یان بھی قباحت	دو جی ہی رہیگی لیکن فصاحت

اسے تم سناؤگے جس اہل دین کو	کہیگا تمھین آفرین اس لقین کو
ہونگا نجات کہتے ہو اس لعین کو	زبانی بھر ایسے کی یہ کیا غضب ہے
ملی نا اگر بوہب ہوئے قاتل	رکھے تب یہ تشبیہ اک نوع حاصل
فقط قافیے کے لیے حرف باطل	جناب ایسی ہین کہیے دراز دست

متن

تجھی کو مراحق نے قاتل کیا ہی	یہ ابلیس کا تجکو حصہ ملا ہے
بھلا کہ تو کیا تیرا مینے کیا ہی	کہ میرا لہو تجکو شہد و رطب ہے

شرح

بقول آپ کی شہ نے جو یہین کہا ہی	جو پہلے دو مصرع مین مضمون بندھا
تو یون کیون کہین ہین تیرا کیا کیا ہی	کہ میرا لہو تجکو شہد و رطب ہے

متن

یہ سنکر شمر آکے بیٹھا سرھانے	لگا ڈھونڈھنے مارنیکے بہانے
کہا شہ نے اسکو کہ سن اے دیوانے	مجھے اپنے نانا کا اسدم ادب ہے

شرح

زبانی تمھارے فقط یہ ہے انشا	کچھ آیا نہ تھا شمر نانا کا کھیچا

که سجده بهی کرنیکی پائی نه فرصت	تناقض سخن مین هوا اتنا غضب هے

متن

وه گهر حسن مین یه وای ویلا مچا تها	که عرش اس گهڑی خوف سے هل رها تها
تو اس گهر مین غارت کا وه غل پڑا تها	که جسکو بیان وار کهنا ادب هے

شرح

یهی حسن مطلع مین هے وای ویلا	مچا وای ویلا یهان تمنے باندها
مذکر مونث مین کهیے ملا ذا	اسی شترک کهنے کا کیا سبب هے
حقیقت سنو جو تهی مصرع کی صاحب	که معنی هین الفاظ سے اسکی غائب
جو یون کهتے اسکو تو تها یه مناسب	بیان وار کهیے تو سوء ادب هے

متن

وه جیسے کو یل مارتے مین چلایا	جو کچھ پایا زر و مال تک بهی چهنایا
پهر آهن کا هار اک گو کهنا پهنایا	نه پوچها که تو کون هے کیا نسب هے
نه چهوڑا که کوئی اپنے منهه کو چهپاوے	نه چهوڑا که مفلون په دامن اڑهاوے
نه چهوڑا که اک هوش بیمار پاوے	نه دیکها که اسهال هے یا که تب هے
وه سب مبتلا اشترون پر بٹهائے	مهار انکا اس ناتوان کو دلائے

[illegible]

اس عابد کی بندی بھی آہ وقت آکر	چھوڑا اُڑ کہ یہ بھی بڑا کارِ رب ہے
آے شاہ نجف تمنے بیر العلم مین	مسلمان کیہ لاکھون جن اکدم مین
ہم آئے ہین جنات کے اب ستم مین	یہ کیا قوم ہی جن کا امت لقب ہی
اس امت نے ہمپر بڑا دن ہی ڈالا	کسی وقت کا بغض ہم سے نکالا
ای حضرت علی شیر باری تعالی	ہماری حمایت کا پھر وقت کب ہی
آے میر اس حکایت کو کوئی کیا کہیگا	یہ دو حرف ہین اسکی جو مین ہون بولا
کوئی مہربان ہوسکے کربلا جا	کہ وان جاکی مرنیکی دلکو طلب ہے
مین اسکو جو اک طول دیکر ہے لکھا	غزل نہین ہی دی مرثیہ نام اسکا
ذرا مضمون سی ہی اب اسکا دعوا	بیان شہادت کا یہ میری ڈھب ہی

شرح

تمھین خواہش انصاف کی میرجی ہی	سنا منصفون نے تو یہ داد دی ہی
طلب یان نہ منصف کو انصاف کی ہی	پر اسکا ہر اک بند معنی طلب ہی
غرض مرثیہ یہ جو تمنے کہا ہے	عجب بحر بے ربطی اسمین بہا ہی
بلاغت کا جی ناک مین آرہا ہی	فصاحت کو دیکھو تو وہ جان بلب ہی

مرثیہ چاندرات ماہ محرم

دن سی محشر کی نہین عالم مین کم یہ چاندرات	کہہ نہین سکتا جو کر گذری ستم یہ چاندرات
صفحۂ اوراق دین پر تھی جو وہ مطلس کی حرف	کر گئی حک انکو وان سی یکقلم یہ چاندرات

(۴۹۹)

لائی تھی ... مین کیا ... یہ چاندرات
تن چاک ... فلک و خون مین ... ل
گری ہی سر ... علم یہ چاندرات
ہمزہ ... غم سبط رسول
از سر نو ہر برس ... ہی ختم یہ چاندرات
مرثیہ اہل بیت ... گذرا ہی پچھے ظلم دہر
یاد دلوا دی ہی اسکو دم بدم یہ چاندرات
ضبط کر ... سودا ...
دی ہی شاہ شہیدان کی قسم یہ چاندرات

سلام

ہر ایک بھیجتی ہی بچپنی علی الدوام سلام
درود بھیجتے ہین رات دن ولی ودود و آدمی و جن و ملک صبح و شام سلام
تو وہ امام ہی جسپہ کہ روح نبیون کی ... سلام
قبول ہو تری خدمت مین یا امام سلام
ادب سے بھیجتا ہے یہ ترا غلام سلام

۹۰

جو عرش پر ہے مخاطب یہ جبرئیل امین
ہمیشہ بھیجے ہے تیرا وہ لیکے نام سلام

تو وہ امام ہے جسبپر نماز کے بعداز
جو مقتدی ہو سو بھیجا کرے مدام سلام

قبول ہو نہ عبادات روزہ دارونکی
نہ تجھپہ جب تئین بھیجے مہ صیام سلام

جناب اقدس خالق سے روح کو تیری
ہمیشہ بھیجے ہے ای شاہ دین پیام سلام

رکھیں ہیں یاں سے تیری یہ آرزو ملکوت
کہ سرنگوں ہو کریں لیکے اُس سے جام سلام

غرض زمین سے تا آسمان کی خلقت تک
سبھوں پہ دین تری بندگی ہے دوام سلام

تری وہ ذات مکرم ہے ای امام شہید
کہ تجھپہ بھیجیں گے تا حشر خاص و عام سلام

یہ سودا عرض بعجز و نیاز کرتا ہے
شروع مرثیہ ہونیکو اب تمام سلام

سلام دیگر

حسین تجکو یہ عرش برین کرے ہے سلام
وہانسے آن کے روح الامین کرے ہے سلام

فقط نہ گردون ہی تسلیم مین ہے تیری خم
تجھی تو عیسی گردون نشین کرے ہے سلام

وحوش خاک پہ جتنے ہین اور ہوا مین طیور
جہان ہے جو کوئی تجکو وہین کرے ہے سلام

فلک پہ جو ہے سو کرتا ہے بندگی تیری
ہر ایک ساکن روی زمین کرے ہے سلام

تجھپہ روز جب کھوا ابر سیہ پوش السلام
بولی اسکی ساتھ برق شعلہ بر دوش السلام

مہ ادھر دیکھا محرم کا کہ ایدھر غم ترا
بولتا ہی ہو کی ہر دل سی ہم آغوش السلام

دیکھکر ہر آن تیری اہل ماتم کی تیئن
درد سینے مین کھوی مار کر جوش السلام

غم دلون مین رات دن تسلیم کرتا ہی تجھی
بولتی ہی شادی خاطر فراموش السلام

طوطی و غنچہ یہ گلشن کی نہین مین قوت کچھ
بولی تجکو دیکھہ ہر گویا و خاموش السلام

کچھ نہ تنہا دیکھکر تجکو طواف کعبہ مین
بولتا ہی زاہد سجادہ بردوش السلام

یاد کر تیرا جمال ای ساقی کوثر کے پور
میکدی مین کہتی ہین سب مست و مدہوش السلام

اس چمن مین جب پڑھی سودا نی تجھہ اوپر صلواۃ
بولا اُس آواز کو کر گل نی در گوش السلام

سلام

نبی کے نور بصر پر کہو درود سلام
علی کے لخت جگر پر کہو درود سلام

کہے ہے عرش کے سکان سی جبرئیل سدا
امام حسن و شبیر پر کہو درود سلام

شجر جو باغ نبی مین ہی بہتر از اشجار
اب اس شجر کی ثمر پر کہو درود سلام

خدا کا امر ہی یے آدمی سی تا بملک
سحاب بین کی گہر پر کہو درود سلام

سلام

نظم اس جزو مصطفے پہ سلام

متقی ہووے جسکی یاد سی خلق | کہہ تو اُس شاہ اتقیا پہ سلام
صورت شمر دیکھ شرمایا | کہہ تو اُس صاحب حیا پہ سلام
کہتے ہین ساکنان باغ بہشت | گل و گلزار مرتضیٰ پہ سلام

صدق دل سے یہ کہتا ہی سودا
ہر دم اُس شاہ انبیا پہ سلام

سلام

ادب سے دور ہی اُٹھجا یہ اے محرم سلام اپنا | خطا اس مین ہی کہتا ہی جو وان عالم سلام اپنا
خدا بھیجی ہی جن اشخاص کو ہر دم سلام اپنا | کرین جز بندگی وان عرض کس منہہ ہم سلام اپنا
دو عالم مین یہ کچھ رتبہ وہ ذات پاک رکھتی ہین | کہ سر در پر انھین کے سجدہ کیوا افلاک رکھتی ہین
اگر سجدے کے بھی وان ہم تو حکم خاک رکھتی ہین | یہ بھیجین چاہیی وان حضرت آدم سلام اپنا
بچشم فہم ٹک دیکھو کہ اُنکا رتبہ ہی کیا کچھ | انھین کیونکہ سلطی ہی یہ دو عالم مین ہی ضدنا کچھ
انھون کو رتبی کے آگی سلام اپنا ہی ایسا کچھ | کہ بھیجی بحر بے پایان کو بھیجی نم سلام اپنا
جہان ہی سید اُنکی جھلکی مین کورنش کا عالم ہی | جو پھل ہی شاخ پر سر اُسکا وان سجدے مین ہر دم ہی
جدھر دیکھو گی ٹہنی گل کی وہ تسلیم مین خم ہے | کیا باغ جہان نے انکو کس موسم سلام اپنا

سلام

اُس بنت حبیب خدا کو خدا کا سلام
اُس معدن سخا کو خدا کا سلام
اُس راہی رضا کو خدا کا سلام

۵۰۲

[illegible]

نانا ہے جس کا حضرت پیغمبر خدا
اور باپ ہی علی ولی شاہ مرتضی

ماں جسکی ہووے حضرت خاتون کبریا
اس شاہ قل کفا کو خدا کا سلام ہے

جسکے پدر کو لحمک لحمی کہا نبی
نازل ہے اسکے [illegible] علیاً سنبلی

حضرت حسین تمکو کہیں ہیں سبھی ولی
اس لافتی لافتا کو خدا کا سلام ہے

جن نے خدا کی راہ میں اسطرح سر دیا
گزرا جو اسکے تن پہ اسی صبر سے لیا

غیر از رضا ہی حق نہ لیا ان نے جو کیا
اس حامل بلا کو خدا کا سلام ہے

سودا خموش اب کہ جگر آب ہو بہا
اشک فقط بھی آنکھوں میں باقی نہیں رہا

جس شاہ اولیا کا لکھا تو نے ماجرا
اس رمز آشنا کو خدا کا سلام ہے

سلام

حسنین کی جناب کا جو کوئی غلام ہے
انکے غلام کا یہ غلام اب مدام ہے

وان عرض بندگی کا مری صبح و شام ہے
جنکے جناب بیچ خدا کا سلام ہے

کہتا ہے جبرئیل انھونکو بصد یقین
حق کی طرف سے ان کے سو بار آفرین

من بعد اسکے ہی یون با دل حزین
یا شاہ تمکو ارض و سما کا سلام ہے

پیدا ہوا تمھارے لیے جنت النعیم
اللہ نے کیا ہے وہاں کا تمھیں مقیم

۵۰۳

اس چرخ کی ہی اہل ولا کا سلام ہے

سلام

بعد از ان ہو جائیو جاکر تو ... میرا سلام

حضرت جعفر کو باصدق و صفا میرا سلام

آئے حضرت امام حسین علیہ السلام

موسی کاظم امام رہنما ہین گی جو وہ	جا لگی انکی بندگی مین کرادا امیر اسلام
بعد اُسکی پہونچ کے شہر خراسان کیطرف	کہیو جا کر جانب موسی رضا امیر اسلام
بعدہ حضرت تقی کو کہہ باآداب تمام	وہ برحق ہین سگے شاہ انقیا امیر اسلام
عرض کیجو پھر نقی سے باخشوع و باخضوع	ہر دو عالم کا ہی جو وہ پیشوا امیر اسلام
اُسکی بعد از کہنے کو جا نزد حسن العسکری	دو جہان کا ہی جو وہ اک رہنما امیر اسلام

تجھسے کہتا ہی یہ سودا اس سخن کو دمبدم
مہدی ہادی سی کہہ صبح و مسا امیر اسلام

سلام

اسی محمد کی دو عالم مین نشانی السلام	وہی امام رہنما حیدر کے ثانی السلام
کہتے ہین قرآن ناطق شیر حق کی ذات کو	اُس کلام اللہ کی تم ہو معانی السلام
فخر ہی آدم کی خلقت کو تمھاری ذات سی	ای خدا کے مظہر راز نہانی السلام
بضعۃ منی کہا خیر النسا کو مصطفے انی	اُس سرور سینہ احمد کی جانی السلام
کہتے ہین جسکو شہادت رتبۂ اعلی ہی	ای امام رتبۂ اعلی کے بانی السلام
عرصۂ دنیا پہ ہے سایا ترا تا روز حشر	نور چشم شاہباز لامکانی السلام

یہ ظلم کسی زبان کو ہو کہنے کا یارا | نبی کا قتل کیا ظالموں نے گھر سارا
جو انمیں طفل تھا شش ماہہ اسکو بھی مارا | کیا نہ عمر نے کچھ فرق زائد و کم کا

قضا کی تیغ کا جب سبکو کھا چکا جوہر | رہا نہ اس شہ مظلوم کا کوئی یاور
زبان نکال کے بولا یہ شمر کا خنجر | کہ میں ہی ہاتھ ہوں اک آشنا ترو دم کا

کہو جو تو تجھے جد کے گھر میں لیجاؤں | جو مرضی ہو دے تو والد کے پاس پہنچاؤں
ترا اخی جو ہے کہ اسکی ساتھ ملواؤں | ملاپ چاہے جو تو اس شہ مکرم کا

سخن یہ سنکے لگا کہنے وہ شہ آفاق | انھوں نکا دل کو مرے اسقدر نہیں ہے فراق
رضای حق کی ملاقات کا ہوں مشتاق | جو ہووے ایسے میں تو ہو ملاپ باہم کا

خدا کی مرضی سے دل کو مرے محبت ہے | جو آب تجھ میں ہے مجھ تشنہ لب کو شربت ہے
جنھوں کو ذائقہ سے دور اسکی لذت ہے | اثر مزاج پہ انکے رکھے ہے یہ سم کا

ہمیں یہ مرتبہ پشتوں سے چلا آیا | مرے پدر کو بھی حق نے یہ جام پلوایا
اور اب جو تجھ تلک اسی تیر ہاتھ بھجوایا | ہمارے واسطے احسان ہے یہ پیہم کا

خنجر حسن اسکو گلے شہ کے لگ لہو رویا | غبار تن پہ جو تھا اپنے اشک سے دھویا
شہ اس سے ملکے فراغت سے اسطرح سویا | کہ تا ابد نہ کھلے پردہ چشم برہم کا

حرم کی اور کھون پھیر کیا نصیبوں کو | گرینگے لخت جگر چشم سے جبینوں کے

مرثیہ امام قاسم

یہ وہ حسین ہے بے سر پڑا ہے جسکا تن
یہ وہ حسین ہے جسکو ملا نہ گور و کفن
چمٹ کی اُس سی گیے آبدیدہ ہر دو تھا
ہر ایک زخم سے یون منھ لگا کی رو دیتھا
کہا یہ روکی نہین سر جوائی پہ ر تیرا
علم پہ سر ہی تن اس جا دنے گھر تیرا
برہنہ اونٹون پہ ہی جان خواہر و مادر
چلے ہین شام کو یون چھوڑ کر نبی کا گھر
عمل یہ کیا کیا ان اشقیا ہی ست
کہ فائدہ نہ کیا کچھ تری نصیحت سنے
غرض وہ نعش پہ سر یہ حرف کہتا تھا
شفیق اس کنے ایسا وہ کون رہتا تھا
اگر خوشی سی کہی غم نے یہ حکایت سب
ہر ایک رو ویگا تا روز حشر روز و شب
تر ہے نصیب جو سودا ار دلا وی یار روئے

یہ وہ حسین ہے جس پر پھٹا ہے پیرہن
کہ جس حسین کا تو غمگسار رہے دم کا
کہ اپنے اشک سے اُسکا غبار دھو دیتا
کہ جسطرح سے گری گل پہ دانہ شبنم
مین سر کی تیری تصدق کہان ہے سر تیرا
مجھے نظر نہین آتا ملاپ باہم کا
گلی مین اُسکی نہ گرتا نہ اُسکی سر چادر
بیان اُنھونکی ہے یہ صورت مجسم کا
اُنھونکو یان تئین گھیرا ہے انکی شامت لی
تجھے نواسا نہ سمجھے رسول اکرم کا
اور اُسکا خون دل آنکھونکی راہ بہتا تھا
لہو جو پاک کر دے اوسکے دیدۂ نم کا
تو پھر جہان مین یار و خوشی رہیگی کب
بجا کریگا دما مہ حسین کے غم کا
جز اشک نامۂ اعمال کسطرح دھوئے

معلوم ہوا تب جو برائی ہین کئی غور
کاٹا ہوا وہ سر تھا جو ساچق کا جتاوا
دولھن نی لیی آستین دولھا کی چڑھاوا
جو خوان کہ دولھن کی لیی منھدی کا آیا
دولھا کا لہو ہاتھ مین دولھن نی لگایا
دولھن کو شب عقد جو ہین ملکی سنوارا
جسکے لیے سب کچھ تھا گیا رن مین وہ مارا
نتھ کو تو اتارا اُس ہی کردم بری حوالے
لونگ آتی ہی اُسکی ہین کہان چھٹنی والی
کیا شکی سواری کی کوئی قصر کو باندھی
سہری کی تین سہرے سی کھاٹ کی باندھی
گرد اُسکی برائی سرو صورت سی ملی خاک
فریاد و فغان اُنکی سی بر گنبد افلاک
کہتا تھا ہر اک دیکھکر دولھا کی یہ سنگت
مان باپ کی لڑکی کی گئی ہائی کدھر مت

رنگ کھیلنے کی جا انھین ملا تھا رن کا
گردن کا خط زخم تھا مٹکے کا کلاوا
ساچق کا یہ دستور ہی کہ کسکے وطن کا
تھا خسر و خسر پورہ کا خون اسمین جمایا
یہ رنگ ہی شادی مین زمانی کی چلن کا
بولا یہ رنڈاپا کہ خدا سے نہین جاپا
کیا فائدہ اب اُسکی سنگار اور بدن کا
اور خاک کہو اسکو سر اپنی مین ڈالی
اب وقت نہین اور کسی حرف و سخن کا
بن سر لیی آتے ہین اُسی چار کی کاندھے
اسطرح چڑھا بیاہ سے شہزادہ مدن کا
سب چاک گریبان کیی با دیدۂ نمناک
نی اشک تھما مرد کا دیکھ نہ زن کا
اس گبرو کی شاید ہوئی ہی گور سی نسبت
چھوٹیگا سہاگ اُسکا نشان اسکی تن کا

بولی کوئی بہن کیا کہوں شادی کا یہ گون	کہہ کھوج رسالت کی مٹا سرو سمن کا
چھیدے ہین کلیجے کو مرے خلق کی تانین	سن سنکے گذرتی ہین مجھے پہ بیتی راتین
اور خلق سمجھتی نہین یہ دہر کی گہاتین	کیا فکر کرون انکی زبان اور دہن کا
بیٹی کا جلاپا جو ہی کیونکر وہ بتاؤن	بن سر تن داماد مین کس کسکو دکھاؤن
آنکھین یہ کسطرح سے بین مین سے ملاؤن	اس شادی سے جب لوٹ گیا اسکی بہن کا
منھ دیکھنا بیٹی کا مری اسکو ہوا ننگ	اس بیاہ مین اب زندگی اپنی سی ہے وہ تنگ
شیشے سے فلک کی یہ شب عقد گرا سنگ	تن ٹکڑے کیا جن نے کہ یون اسکی رتن کا
کرتے تھی جہان مین غرض اب مادر و دختر	اسجا پہ نظر آئی تھا ہنگامہ محشر
چھٹ اسکی کہوں کیا کہین ان باتونکو آکر	ہوتا تھا جگر آب زمین اور زمن کا
سودا نہ لرز اپنے تو اعمال سے جون بید	اس مرثیہ کی کہنی سے رکھ دل مین امید
جس روز تمازت پہ قیامت کا ہو خورشید	سایہ ہو تری سر پہ شہیدونکے چرن کا

مرثیہ

احوال روزگار سوخ لکھا کیا	کوئی پڑھا کیا اسے کوئی سنا کیا
تحریر جب سے واقعۂ کربلا کیا	ملحد کہین ہین پڑھکی ملاعین ڈر کیا

اب گھیر لاؤ جا کے اسیر و نکو تم شتاب
لا نیکو جب حرم کی گئے سب وہ نابکار
بولے حرم کہ ماری تم اپنے گنہگار
کاسے تے ہمارے دار ثو نکی تمنے اب تلک
اب یان سی تم بتاؤ کدھر ہمکو لیچلے
گذری ہین ذارثون کی ہوئی آج تین دن
کانٹی ہماری حلق مین پڑ گئی ہین تیر بن
پانی سی بھی نہ تمنے کیا آج تک سلوک
آئی ہی منہ پہ بولنے مین لوہو کی ہلوک
سمجھو جو یہ گناہ کہ جتنے ہین آج تک
مرنیکو تو مرینگے بچھا اسمین کیا ہی شک
لوتھین ہم اپنی گاڑ لین فرصت تم آتی دو
آل نبی پہ اتنی تو اب مہر تم کرو
اس سی زیادہ ہمکو تم اب نا ذراست کرو
رسوای شہر و کوچہ و بازار مت کرو

ہین قصد اس مکان سی اب کوچ کا کیا
اونٹون پہ بار بار کے کرنے لگی سوار
ہمنے نہین تمھارا گناہ و خطا کیا
لوٹی لٹائے راہ کہ پہ بیٹھی ہین گھر جلا
چھوڑ دو ہمین کہ اپنا تم اب مدعا کیا
آنسو نہین ہماری تھمتی اسمین ایکھین
جنگل کا چار پایہ بھی پانی پیا کیے
قطرہ تمھاری ہاتھ کا ہی ہمکو خون خوک
اس غم مین بسکہ سینہ ہمارا کٹا کیا
جگ مین کوئی ہوا نہین بن موت تا ہلاک
مرتو نہ گئی پر آپ کو ہم ادھ موا کیا
جیدھر کو چاہو پھیر ہمین اودھر کو لیچلو
جو کچھ کہ کر چلی ہو سو تمنے بھلا کیا
چڑھو لکے اشترون پہ نہ سو دار ست کرو
کم ہی یہ جور تمنے جو ہم پر روا کیا

بولے وہ عابدین ہے بیٹا حسین کا
سن اسکو عابدین سے ہنسکر کیا خطاب
اکثر لڑائیوں میں وہی وہ فتحیاب
بھائی ترے بھی آنکے میدان میں لڑے
مرنیکو یکدگر سے ندیکھا کبھی کھڑے
عابد نے یون جواب دیا سُنکے وہ کلام
مرضی بغیر حق کے نہو ہے اور کام
دنیا میں گو ہین سے طمع کی دلق کو
معلوم روز حشر یہ ہو ویگا خلق کو
سنکر لعین یہ کہنے لگا ہو کے زہر خند
تم ہیں سے ہوئی ہین سدا ہم تو بہرہ مند
عابد یہ سُنکے بولے کہ سمجھے ہو جسکو سود
یان جس طرح سے چاہے کرلیجے نمود
اتنا ہی اس کلام سے لکھنے ہین یا ادیان
تو بھی تو اُسکا پوتا ہی آخری نوجوان

ان سب کی اس لیے ہم اسی پیشوا کیا
دادا ترا کہ کہتے ہین سب جسکو بوتراب
تیرا پدر بھی تا دم آخر لڑا کیا
ہو کر رفیق باپ کی سب نکڑی ہوئے پر
تو نے نزد آکے لڑائی ہین کیا کیا
مین بھی امام اور مرا باپ بھی امام
جو کچھ کیا ہے ہمنے سو حق کی رضا کیا
کاٹا ہی گو کہ باپ ہمارے کی حلق کو
کن نے عمل بھلا کیا کن نے برا کیا
تقدیر اور رضا کے نہایت ہو پابند
جس نے تمھارے باپ کی سر کو جدا کیا
آتی ہے اس سے نار جہنم کی بو ردود
نقصان ہے وہ جن نے تمھین فائدا کیا
بولا یزید تھا ترا دادا بھی پہلوان
کشتی سے تو بھی آپکو کچھ آشنا کیا

بیٹے سے تیرے کشتی کی نسبت مجھی کیا | کیجے وہ کام تا کہ کوئی بھلا کیا
خاموش ہو رہا یہ سخن کہہ کے عابدین | تاثیر حرف اسکی سے روئی حاضرین
دیوان سے اٹھا وہ لعین ہو کے شرمگین | عابد کے حق میں پھر نہیں معلوم کیا کیا
سودا خموش ہو کہ یہ ہے نظم دل فگار | روئی بہت سا عاقل و مجذوب و ہوشیار
محشر میں اسکی دیوے جزا تجکو کردگار | حق مرثیہ کے کہنے کا تو نے ادا کیا

مرثیہ حضرت امام حسین

فلک نے کربلا میں ابر جب ظلم کا چھایا | کمان جور کو قوس قزح کی طرح چڑھوایا
سوا پیکان کے اک قطرہ نہ ان ظالم نے برسایا | لہو ن کیا تیر باران سے نبی کے گھر کو ڈبوایا
صدای العطش فریاد سے موروں کی تھی کیا کم | زمین پر عنکبوت سرخ خونکی بوندھی ہر دم
کیا تھا پانی پہ چلنے وہاں تیروں کی یہ عالم | گھٹا میں وار کر پلکونکی پر کیسی کو دکھلایا
نظر کر کو کلا کو سے تھی اوس سا دنکی اندھیاری | بھری ہیں جل تھل اور یہ پانی جہاں دیکھو وہاں جاری
دفو آب پر اتنی فلک ایسی جفا کاری | جگر گوشہ کو پیغمبر کے پیاسا ذبح کروایا
یہ موسم وہ ہے جس میں ہر کوئی چھپر چھوا تا ہے | بکھیر و تنکے چن چن گھونسلا اپنا بناتا ہے
کوئی اسوقت چھوٹی سی بھی ظالم گھر چھپر لٹاتا ہے | پڑا ہے سرور دین وان جہاں نہ سر پہ نہ سایا

رکھا جن نے قدم تک آگے اپنا چھوڑ کر لشکر
جہنم کو اسی دم وہ اجل کے ہاتھ بھجوایا

جگہ سے اپنی کوئی خوف کے مارے نہ ہلتا تھا
چلی تھی نیزہ اس جا سے جہاں سے تیر چلتا تھا

کوئی دیکھ آنکی حربونکو وہ ایذ وان سے ملتا تھا
لب دریا تلک اپنے تئیں ہر طرح پہونچایا

جو تین چار پیاسے چلو مین پانی بشر کم بھر کر
بیاد تشنگان وہ رہگیا پھر سرد دم بھر کر

چلا پیاسا ہی وہ انسے مشک کو سوے عدو بھر کر
عنان کو پھیر کر مرکب کے دریا سے نکل آیا

یہ ماری بانگ تب لشکر پہ ابن سعد ملعون نے
کہ یہ تنہا چلا کر خانۂ زین سیکڑون سونے

جو پہونچا مشک لیکر تو ماری جاؤ گے دونے
اسے بھجنے دیا تمنے تو سبکو قتل کروایا

یہ سنکر فوج شام اس پر گھٹا سی چھا گئی گر کر
برا انہی علم کر تیغ اسکے سامنے جا کر

کیا جون رعد یہ نعرہ طرح بجلی کے بل کھا کر
کہ پہتون کا جگر چھلکا لہو آنکھوں سے تر آیا

کہا اتمام حجت کے لیے عباس نے اس دم
سنو بیر اسخت اے بد ترین خلقت آدم

جو اس پانیکو تم دوگے تو کیا دریا سے ہو گا کم
دو اب اپنی کو بھر پانی سے تمنے سیر کروایا

حرم سب پیچ مستورات میری آہ تلکتی ہین
زبانین تشنگی سے آ نکی تالو سے چھٹکتی ہین

نبی کی دختریں اک بوند کی خاطر بلکتی ہین
آنکھیں پانی بے کو آج یہ دن تیسرا آیا

کیا ہے بند فرزند و نپہ آب از جا سو تمنے
جگہ رکھی نہ پینے کے دکھلانیکو درد تمنے

سخن بیر الیقین ہے جان لو اس مشک کو تمنے
جو خالی آب سے کی گور کو آتش سے بھروایا

[illegible]

کہا اسارڑھ نے یون جلیٹھ کے مہینے سے
کیا ہی بادیہ پیما فلک نگینے سے
جو چار پایہ ہی جنگل میں ہپ ہپاتا ہی
گھر اندنون کوئی چیونٹی سے بھی چھپاتا ہی
بتان آگ کی تپتا ہی کوہ اور ہامون
سوار گھوڑی پہ با چند کس دل محزون
کجاوی اہل حرم کے لگے ہوی دنبال
نڈھال شدت گرما سی انمین وہ اطفال
غبار راہ سے چہرہ تمام گرد آلود
ہوا ہی سوچ مین دونون جہان کا وہ مسجود
تمام روز ہی اُس پر تمازت خورشید
جہان ہو شام تو منزل کی پھر نہین ہے قید
غرض مین کیا کہون اس شکل سی شہ مظلوم
وہ رو رو دان گیا آخر جہان رہا محروم
ادا ہی شکر کیا جب وہ کربلا پہونچا

طپش یہ پوچھ نبی کے سرور سینے سے
جسے نکال سکے اس دھوپ مین مدینے سے
پنکھیرو پاتو نہین یہ دکھو نکہ منہ چھپاتا ہی
ہوا ہی کیا یہ عمل سرزد اس کمینے سے
زیادہ آنچ سے ہی گرم اندنونکی لون
چلا وہ جاتا ہی منہ لو چھپا پسینے سے
مخدرات سراسیما اور پریشان حال
کہ دل جھونکی ہین نازک تر آبگینے سے
شعاع مہر سے سانولا کی ہو گیا ہی کبود
نہ اس جا بی ہی چھوٹی بڑی کی جینے سے
جو جا ہی چھانو نہین ٹھہری تو روکھ ہی نہیں ہے پیدا
سحر اُسی وہین ہو جا ہی ہے شبینے سے
کری تھا قطع منازل کٹا نیکو حلقوم
تن اُس غریب کا چالیس دن دفینے سے
کہ امر حق کا وہ لینے کو پیشوا پہونچا

[illegible]

بعیت کری ہی تو پانی کی واسطی منت
اگر یہ نہین نہ چلے شام کرنیکو بیعت
سخن یہ سنکے لعینون سی شاہ خلق پناہ
اجل کو اپنی جو کچھ خویش و قوم تھی ہمراہ
آپ آگے کیا ہی کہون آمین آہ والہلا
برای آب بدریای خون ہمیت از شاہ
خبر ہی یون وہ لعین بعد قتل آن سرور
زمین پہ ڈال گئی دھوپ مین تن بی سر
علی نے سجدہ مین لوہو سراہی کا چاٹا
حسین تشنہ دہان کا گلے لہو چاٹا
جفا جو گذری ہی آگی سو اب کہون کس سے
پڑا وہ سوکھی ہی عریان دھوپ مین جسکی
فلک زی کرتے تو کی سودا اگر یہ بیداد
سمجھ نہ مہر کو بالاے چرخ بدبنیاد
تھا تو دی مجھی توفیق گریہ وزاری

بغیر اسکے تو ہرگز نہ بنتی نہ یہ صورت
کہ جسطرح سے تو آیا ہی یان مدینے سے
خموش ہو رہی کر آسمان کی سمت نگاہ
وہین سمجھ گئے اس بات کے قرینے سے
سوائے عابد بیمار جتنے تھے ہمراہ
ہر ایک کو دٹپا جب کے سفینے سے
بسوے شام چلے رکھ کے سر کو نیزے پہ
دیا کفن نہ اسی چادر گزینے سے
حسن کا ریزۂ الماس سے جگر پھاٹا
چڑھا ہی نیزے پہ سر اس ستم کے زینے سی
خموشی خوب ہی اظہار کرنی سی اسکے
خوشی تھی فاطمہ کو پیرہن کے سینے سے
پر اس گلی پہ چلا جب سے خنجر فولاد
یہ رہگیا ہی ٹھٹک ہاتھ مار سینے سی
اور اسکی ساتھ کسی مملکت کی سرداری

القصہ زمین اوپر گر قتل امام دین
کہنے لگے پھر باہم غارت بھی چلو کرلین
نیزونپہ اور اونٹون پہ آگی اٹھو نکو دھرین
یہ مشورہ کر ملعون پھر آئے جو خیمے پہ
اسوقت ہوا برپا ہنگامۂ صد محشر
چادر سی حرم مین جو چہرہ کو چھپاوی تھا
شمشیر برہنہ کر اور اسکو ڈراوی تھا
ہاتھ ایک لعین ور دوسرا اپنی پہ مارتی تھا
کہ یہ عمل کرنا قسمت مین ہماری تھا
زینب نی کہا اس سی گر تو یہ سمجھتا ہے
بولا کہ نہین رہنی تم پاس تو اب یہ شی
اسطرح کیا غارت گھر اپنے پیمبر کا
چھوڑا نہ لعینون نی کپڑا بھی بدن پر کا
نکلا کے حرم ساری اور آگ دی خیمے کو
مقتل کی طرف لاکر کہنے لگے اب مل لو

سب شکر کی سجدی مین گھسنی لگی پیشانی
تھا سب کچھ اسی خاطر اب سیم اور زر لین
سر کاٹ کی مردون کا کر زندونکو زندانی
تیغون سی سر اہپر دونکو بچاڑا وسی اندر
جسمانی سی دل لرزا تا عالم روحانی
ہر ایک لعین اس سی چادر وہ چھناوی تھا
کی اپنی پیمبر کے گھر پر یہ ستمرانی
اور پانؤن سی زینب کی خلخال اتاری تھا
نزدیک خدا جس سی کھینچین گے پشیمانی
خلخال چھینانی کے ہے تو کس لیے درپے
بہتر ہی کہ مین ہی لون تجسی تو ہی بہ جانی
زیور کی جگہ ہرگز چھلا نہ رہا زر کا
لٹنے سے بچا وہ کچھ جیسے جسی عریانی
ایک ایک شترا اور پر بٹھلا کی انھین دو دو
نعشین تجھین اپنونکی جاتی ہین جو پہچانی

٥١٦

نیزون پہ ہمارے بھی سر شام کو لیجا
حیران ہون کہ محشر مین کس طور سے آؤگے
افعال یہ پوچھین تو کیا بات بناؤگے
یہ حرف سُن اکثر کے آنسو چلے تر اکر
کتنے ہی شقی انمین اس بات سے جھنجھلا کر
چاہا یہ لعینون نے وان گھوڑونکو گراوین
عترت کے تئین اُسکی یہ ظلم بھی دکھلاوین
یہ ٹھان کر وہ ملعون گھوڑونپہ چڑھے جس دم
اک شیر ہوا پیدا ہیبت مین یہ از رستم
من بعد کہ وان انکی جتنے تھے گئے مارے
اور آل محمد کے تھے قتال جو بیچارے
اس کام سے ہو فارغ پھر لیکے وہ ملعونان
گذری جو غریبون پر دن رات مصیبت وان
گر سمجھو کہ یہ قصہ کچھ ہمنے بنایا ہے
سنکر اسے اپنی تو خاطر مین یہ آیا ہے

خوش ہوینگے ہم تم سے یہ بات جو تم جانی
عقبے مین محمد کو منھ کیونکہ دکھاؤگے
لعنت کہینگے تمکو کیا انسے کیا جانی
خاموش ہوئے بعضے دل اپنے مین یہ کھا کر
خاطر مین لگی لانے یہ وسوسہ شیطانی
اُس نعش مطہر کو سمون سے کچلواوین
جس ظلم کو دنیا مین کہیے کہ ہے لاثانی
نزدیک یہ تھا ہو وین اوراق فلک برہم
اُس نعش مطہر کی کرنے کو نگہبانی
دی غسل و جنازہ پڑھ سونپے بزمین سارے
بے دفن و کفن چھوڑی انکی تن نورانی
عترت کو محمد کی کرتے ہوئے سرگردان
اُسکی تئین کیا کہیے قصہ ہے یہ طولانی
تو دیکھو کتب اپنی وان کس نے لکھا یا ہے
کچھ یہ بھی عمل ہوگا مشروط مسلمانی

کیا چرخ واژگون کا ستم اب کرون بیان
تاریک کر دیا ہے محمد کا خاندان
سونا ہوا ہے مکین مدینے کا ہر مکان
پیٹتے ہین سر کو آج یہی کہ کے انس و جان
خورشید آسمان و زمین نور مشرقین
پروردۂ کنار رسول خدا حسین

کاری رہی تھی رات کی گھڑی بہت اداس
جنگل مین جا سوی رہی کو وا آس پاس

جب رن مین آ گیا تھا ردہ سالار دین ہا
یون پیک غم نے سکے وہین گھر مگھر کہا
آل نبی نے ہای یہ کیسا ستم سہا
اہل حرم پہ پھیری ہے یہ کہتا بہا بہا
کشتی شکست خوردۂ طوفان کربلا
در خاک و خون فتادہ بمیدان کربلا

وہ بھی یا ابن نیر بن کہو بٹا کو مار
بیری بھیجے یا نالہ کی زیج ٹیک کر دھار

جب زیر تیغ آ چکو دشت بلا میں سب
ہیہات کیا بیان کرون اسوقت کا غضب
جز عابدین رہا نہ کوئی زینت نسب
جسوقت گرد خیمے کے پہونچے وہ بے ادب
آن دم فلک بر آتش غیرت سپند شد
کز بیم خصم در حرم افغان بلند شد

بیری پہونچی آ کے بیتری دہلی پاس
بیگ خبر گویا نبی اسپت کی نہیں آس

نے پیرہن ہمین نہ انکھو نکو کفن دیا | چھوٹین جو اس لعین سی تو سوپچین ہی ذمدن

یا بضعۃ الرسول زابن زیاد داد | کو خاک اہلبیت رسالت بباد داد

جیت دیس کی سو پہنچو دشمن ہی ہاکی ہاتھ
ہتو سنگھالی مار کے بیری دینی ہاتھ

زہرا کا غم مجھے ہی او ہی تھا غم نبی | عابد کو غم حسین کا اسکو غم علی
پشتین سی ہمین تو مصیبت نصیب کی | روز ازل سی ہمکو مصیبت ہی دی گئی

برخوان غم چو عالمیان را صلا زنداد | اول صلا بہ سلسلۂ انبیا زوند

منتر پڑھی بیت کہی کہیوند لکھیو سکھ
بھرتے آئی ہین ہمین جنم جنم کو دکھ

اس دشت پر بلا میں تہ تیغ آبدار | لیکر ہوی جوان سی تا طفل شیرخوار
پالان نہین ہی جنکی ان اونٹونپہ ہم سوار | عابد برہنہ پانؤنکی ہی ہاتھ میں مہار

تا چرخ سفلہ بود خطای چنین نہ کرد | بر ہیچ آفرید جفای چنین نہ کرد

دیکھین نی سنسا کی ہہو دن لکھ لکھی
کن نی جگ مین آ کی ایسی بپت سہی

گو کوفیان ستم سی ہمارا بہی جان لین | ظلم انکا اس جگہ تو کسی سی نہ ہم کہین

حضرت امام حسین

ہوئی تھی ایک شادی اب سو گنتی سو برس گے
اگر کیجے بیان اسکا فلک نالہ ہیں سکے

نہو مریخ کو قتل و قمع کی پھر ہوس آگے
عجب کیا ہے کہیں ور و کی وہ ای یاربّا گے

فلک پہ جائیگا پانی ہو اسی کو پہیم سے

تھی اس شادی کی جو جو کارکن سو کیا بتاؤں میں
غضب آفت بلا رنج و تعب ہوں تو دکھاؤں میں

دگر نہ منکر و نکمی یاس کاذب کیوں کہاؤں میں
کہیگا ہر کوئی یہ بات کب خاطر میں لاؤں میں

اٹھی کب بیاہ ایسا خلقت نسانہیں باہم سے

وہ شادی کیا کہوں اک نغمہ جو انکی کہ خدائی تھی
نہ تھی وہ شادی یارو بلکہ اک آفت سمائی تھی

قضا مشاطہ ہو نسبت کا اسکو تعلّلائی تھی
مصیبت بہر تحقیق نسب ساتھ اسکی آئی تھی

لگی دکھ درد و غم کہنی نسبتیں لیچھی لے ہم سے

نسب نامہ ہے یہ اسکا اٹھی ہے جسکی شادی
حسن ہے باپ اور دادا علی اور فاطمہ دادی

وہ عبداللہ عمّ گردن پہ جسکے خط آزادی
یہ نوشہ چاہتا ہے گور کے گھر خانہ آبادی

کرتا چھوٹی زمانیکی جفا و جور ہر دم سے

مصیبت نے سنا جب یہ تو از راہ وفاداری
یہ بولی کام اس شادی کا آنکھ نسی کروں جاری

کہا غم سے دل عالم یہ کر مہندی کی تیاری
لگن لہو سے رکھ بھر کر بزیر چرخ زنگاری

وہ رونق کر نہوئی ہو جو ابتک عہد آدم سے

که لرزی تهی زمین هر آن سینونکی دهما دهم سی

دلون کی آه آتشبار چهپتا تها انارون کا	جو قطره اشک کا تها گنج تها سو ده ستارونکا
هوای نار تها هر یک اُن غربت کی ماری دل کا	بیان کس منه سی کیجی اور حال اُن بیقرارونکا

جو رهوار ... سی زیاده ترجهونی کی تهی ره ... سی

سواری چلنی کا اسلوب یعنی حشر کا ساتها	سر دن مین جهومتا نیزه په سر دولها کا جاتا تها
غبار اور گرد اُس ره کا بچها ورشه کی سر کا تها	نه تها کچه بیاه وه آفاق مین اک فتنه برپا تها

که ... کی شادی بدتر تهی الم سی غم سی ماتم سی

کوئی تن دیکهتا کهوجتا دولها کا کهان سر هی	کوئی کهتا تها اُس سی دیکهو وه جاتا هی نیزی پر
کوئی سر دیکهتا ... کدهر تن اس سر کا هی کیدهر	کوئی اُس سی کهی یان ڈهونڈهو هو گا خاک اوپر

کوئی سوچی جدا اشه کا سر دن تن کیون هی باهم سی

کهون مین کس زبان سی حال اُس شادی کی مجلس کا	مشابه ... بغیر از مسلخ قصاب هو کس کا
پڑا تها ٹکڑی ٹکڑی وا انسین سر ایک بیکس کا	زمین پر هر طرف بہتا تها خون حلق جس تس کا

یه مجلس اور وه مسلخ تهی آپس مین بهم هم سی

جو شربت بزم مین پوچهو تو آب تیغ قاتل تها	غنا آواز تهی مذبوح کی رقاص بسمل تها
گلی مین هار سب کی زخم شمشیر حمایل تها	پر از خون جو دهن تها یان پیالی کی مقابل تها

٥٢٠

خوشی کو رات دن کر غم کر تو پامال ای سودا | الم سی اپنی رکھ سینے کو مالا مال ای سودا

بچاتا ہی اگر تو آپ کو نار جہنم سے

مرثیہ بجناب حضرت امام حسین علیہ السلام

جو مجھسے کہتے ہین کہ مرثیے سوا کچھ اور | وہ چاہتی ہین زبان سی مری سنا کچھ اور
کبھو نہین تو کہون اسکی ماورا کچھ اور | الم سے آل محمدؐ کے ہے بھلا کچھ اور
حدیث آتی ہی جب من بکی کی مجکو یاد | بغیر مرثیہ سمجھو نہون لو ایجاد
اس امر مین جو ہوا ہو نبی سی یون ارشاد | ممانعت ہی بھلا اسکی کفر یا کچھ اور
پہ از عزا ای زمانہ ہوا ہی جب سی خلق | وہ دل نہین نہوا ہو الم سی جسکو فرق
پر اس ستم کو تو دیکھو کہ کاٹا کسکا حلق | عزا ہی لاکھ طرح کی پہ یہ عزا کچھ اور
سمجھتے ہو کہ یہ ماتم ہی واسطی کس کے | علے و فاطمہ ہین مادر و پدر جس کے
کہانی سنے جسے ہین سو والدین اسکی | مری حسین کو مجھسے نہ جاننا کچھ اور
یہ گفتگوی محمد کی اس سخن پہ دال | رسول کا ہی وہ قاتل جو ہی کشندۂ آل
گلا یہ کاٹ نبی کا کیا ہی خون سی لال | مین اس گلے سے گلا وہ نسمجھون گا کچھ اور
حدیث لحمک لحمی سی یون ہوا مفہوم | دو ولی جو چاہو نبی اور علی مین سو معلوم

۵۲۱

قصاص میں تمہیں اپنے نہ جیتا چھوڑینگے / نہ منہ کو قتل سے زین العبا کے موڑینگے
تمہارے خون سے دامن کو سب نچوڑینگے / نہیں تسلی دل اپنی اس سوا کچھ اور
نہ کی حرم کی انھون نے یہ تشنگی پہ نظر / کہ قطرہ آب سے ہو حلق خشک انکا تر
غذا کا ذکر تو کیا ہے بغیر خون جگر / ملی نہ عابد بیمار کو دوا کچھ اور
نہ تھا کہ پیاس سے اسکا بدن گیا تھا سوکھ / بغیر پانی کے ہو جاے خشک جیسے روکھ
لگی تھی بس گھڑی غربت میں اس غریب کو بھوکھ / غم پدر کے سوا اسکو نہ تھی غذا کچھ اور
ہر ایک لعنتی کیا نہ اس سے بکتا تھا / جو کچھ کہے تھا کوئی منہ وہ اسکا تکتا تھا
نہ نکلی اس سے وہ از بس نہ بول سکتا تھا / بغیر پانوں کی زنجیر کے صدا کچھ اور
نہ کوئی محرم حال اسکا نہ کوئی ہمراز / سخن دلاسے کا اس سے کرے نہ وہ دمساز
کہیں سے گوش تلک اسکے پہنچے یہ آواز / نہ ان کے طعن و تعرض سوا سنا کچھ اور
سوال کر کے ردا انکا غرض وہ دشمن دین / کشاں کشاں گئے لیکر سوے یزید لعین
نہ لیگئے وہ نکال انسے اپنے دل کا کین / سوائے لعن کے دنیا سے بھیجنا کچھ اور
نہ کر بس آگے تو سودا یہ ذکر رہ خاموش / فلک کی پشت سے گذرا ہے ساموں کا خروش
لہو ہر اک کی جگر کا یہ مارتا ہے جوش / کہ انکی چشم سے ہے خون جگر بہا کچھ اور

آگے بھی ہوتے دیکھی ہین لوگونکی گھر بیاہ برات
کوئی دُلھن چھُٹ اس دولھن کی قضا ڈالا گلکی آت
شادی مین اور ونکو باہم بیٹھ کھلادین شیر و شکر
لوگ کہتم کر پیٹ سراپا انکے اوپر کر نظر
لوگونکی گھر منڈھی کی نیچے بیٹھ شہانا گاتی ہین
کسکے بھی دولھن کو گھر سے یون لیکر کے جاتی ہین
کہتی ہے یون دولھن کی ماں اب کٹ گئی انہیں سینے کو
شربت مین دولھ کی ہاں گی کہانسی لاؤن پینے کو
کیا کہتی ہوگی وہ جسنے مجھہ گھر بیاہا اپنا پوت
داں دہیز آکر جو پوچھو ملا نہیں یاں کچا سوت
مائیون علی دولھ کی اب لو ہو کر انسوان بہتی ہین
سانجھ پڑی جنگل کو پنکھیرو چک آگھر رہتی ہین
تر و ٹہہ کیا ہے نہ اتیرا کہتی ہین سب بی سکنے
کہی ہے یون سر پیٹ کے اپنا لوگون نی پیاری بیٹے
کیا جانی کس گھڑی پڑی ہو کونسی ہے وہ پیاری کٹھانو

اس شادی کی ہمنے یا رب جو دیکھی سو الٹی بات
مائیون بدلی دولھ کی ماتم مین لا بٹھلائی ہے
اسکی آگے طبقہ نعمت یان کٹی ہوئی آگے ہین سر
کوئی کہے یہ بابا ہے مرا کوئی کہے یہ بھائی ہے
نوحہ گر و نکو یاں بلوا کر شہ کو تل چڑھاتی ہین
پشت شتر بیاس کر پیچھے محمل پر بٹھلائی ہے
یہ بھی ہے کوئی نسبت ہماری حیف ہماری جینے کو
آ خنجر زد دولھن کی بابا کی پیاس بجھائی ہے
جوڑیکی جا پہنی ہے کفنی گھوڑیکی بدلی تابوت
سر دولہا کا تس پر دھنگانا جیورا انکھ دکھلائی ہے
بنا بنی آپسمین کیسی یہ دو ریکر دکھ سہتی ہین
پھر تم نے منھ کیا نہ ادھر جب سے پیٹھ دکھائی ہے
لیکن وہ یہ سمجھ چکی ہے یون جو رو ٹھی ہے سنو نکو
بہلانیکو مجھے دکھیا کی کیا بات بنائی ہے
دھونا تھا ریت تن پر سے یا جنگل کی دھونکی چھانو کو

مرثیہ جناب حضرت امام حسین

دیکھکر ہمکو بہی آپسمین یو بینگے وہ لوگ
کیا دلونکو لگا ہی انھون نی غم کا روگ

کربلا جا کر بھتیجے بھائیون کا ہی سوگ
تحفجات اہل وطن کیواسطے لی آئیان

تشنہ لب بھائی کو جسدن ذبح دریا کیا
اور بھتیجونی تڑپ کر آنکھون آگی جی دیا

رات پانی تمنے اسدن جینیکی خاطر پیا
حیف یہ کچھ دیکھ جینیے سی نہ تم شرمائیان

جبکہ دلبندونکی لاشین تمنی دیکھین خاک پر
اور نظر آئی گئی تمکو جگر گوشون کے سر

کیونکہ تم جیتی رہین وہ گل سی شکلین دیکھکر
نیزون اوپر تابش خورشید سی مرجھائیان

کیا جواب اسکا کوئی دے جب کسو نے یہ کہی
رن مین تن سی جو ہی خون ایسی عزیزونکی بہی

اب تلک آنکھو نمین تمھاری کیونکہ بینائی رہی
جب فلک نے ہو تین اسطرح وہ دکھلائیان

طعن اگر وہ یہ کرین ہمپر تو ہم بولین سو کیا
بہین جیتی آئین سر بھائی بھتیجونکا کٹا

منہ تمھارا دیکھنا ہمکو نہین یان تک روا
بچ چلین وانسی تمھاری ہو جہان پرچھائیان

طعن انکی سب درست ہمپر ولیکن یہ ہی سچ
کھو کر وارث سب کی اک عابد ہی کرتبنے کی بچ

وہ ستمکش زندگی اپنی ہی سی آیا ہے بچ
ورنہ وہ کب جیتی یہ ایذائین جن نے پائیان

کب یقین تھا ہمکو یون جیتا پھریگا عابد
مرا اجل اسکی حفاظت کو ہوئی اوسپر تعین

لیگئے کربل سی جون تا شام اسکو اہل کین
چرخ کو کیا جانیے کیون وہ جفائین بھائیان

دیکھ لے کوئی رکھی ہی آج تک وہ ناتوان
گردن اور پانؤن نے اپنی طوق و بیڑی کا نشان

۵۲۴

کیا کہوں آگے غرض رکھے سر انکے نیزوں پر
اور تو تھیں ڈال ساری خاک و خوں میں ڈالکر
ظالموں نے یوں ستم سب کے عزیزوں پر کیے
طعنہ زن کا جرم کیا گر ایسی کو طعنہ دیے
ہیں سزاوار اسکی ہم جو دیں وہ طعنہ بار بار
مرگ کو ڈھونڈھا کیے پتھروں سے ہم سر مار مار
اسطرح باہم وہ کہتی تھیں بچشم خونفشان
سامعو نہیں تاب میں سودا کہ کرآگے بیان

حضرت خیر البشر کے جو تھے دلبند جگر
اپنے خویش و اقربا کی لاشیں سب بے فنائیان
کچھ یہ تھا اور وہ دنیای فانی میں چھپے
زیست نے باتیں تعرض کی ہمیں سنوائیان
مرنے جینے میں نہیں پر کچھ کسی کا اختیار
تن سے جی نکلا نہ اور لاکھوں بلا پڑیں چھائیان
جو جو سنتا تھا یہ باتیں اشک تھے اسکے روان
ابر مژگان نے تو لوندیں خون کی برسائیان

مرثیہ حضرت امام حسین رض

بانو کہتی تھیں کہ رن کا قصد مت کر سائیان
ایک تو تنہا رہا جاتا ہے کیدھر سائیان
تو چلا مرنے ہیں کسکی حوالے کر چلا
کیونکہ تجھ بن ہمکو اس جینے سے مرنا ہے بھلا
تجھ سوا کسکا ہے اس جنگل میں ہمکو آسرا

مر چکے تیرے تو سب خویش و برادر سائیان
تجھ بن آفت آئیگی ہم سب کے سر سائیان
کاٹ پہلے ہاتھ سے اپنے ہمارا بھی گلا
لوٹ لیوینگے ہمیں یاں سب ستمگر سائیان
کون ہے حامی ہمارا یاں بجز ذات خدا

۵۲۵

[illegible]

وہ شباہت اسکی ثانی اور ہمین لٹ گئی | ہای تن پر سے یکایک گردن اسکی کٹ گئی
اسکی حالت دیکھکر میری تو چھاتی پھٹ گئی | رات دن ہون اسکی غم مین خاک بر سر سائیان
پھول سا کھڑا یکایک اسکا یون کھملا گیا | بند بند اسکا برنگ شاخ گل کاٹا گیا
کیا ستم اون ہای مجھ ماں کی سینے دکھلا گیا | ہای یون مارا گیا جب سے وہ دلبر سائیان
دیکھیں آکر اپنے پوتے شیر خوار کیطرف | دیکھیں حلق اسکی مین کیہہ ری کی گذار کیطرف
دیکھیں اس معصوم بی تقصیر پیارے کیطرف | دیکھیں اور کہ کہ کرو دین ہی سے خبر سائیان
ہای اب جھولی مین مین لیکر جھلاؤنگی کسے | ہای مین ٹوپی شلوکا سی پنھاؤنگی کسے
ہای مین دودھ پلا انکو جگاؤنگی کسے | ہای کسکو کہ پکار ون جان مادر سائیان
دیکھیں اسکی ننھی سی گردن کی ڈھلجانیکو ہای | دیکھیں اس بچہ کی لوہو مین نہا انیکو ہای
دیکھیں آکر میری پھر چھاتی کی پھٹ جانیکو ہای | پار ہوگیا ہی اسکی تیر کا سر سائیان
ہای وہ بالی سکینہ پیاس سی ہی جان بلب | مرتی ہی پانی کی خاطر یہ ستم ہی یہ غضب
جیبھ پر اسکی ہین کانٹے پڑگئی یکلخت سب | ہی کوئی ساعت کی مہمان آپ کی دختر سائیان
اک طرف شانی کٹا عباس ہی خیمے کے بیچ | لاشہ اکبر کا ہی اسکی پاس ہی خیمے کے بیچ
سخت دہشت ہی غضب وسواس ہی خیمے کے بیچ | ایسی جینے سی تو اب بہتر ہے مرنا سائیان
مشک لیکر کیون گیا پانی کی خاطر ہی غضب | کیون نہ آیا وان سی وہ جیتا ہوا پھر ہی غضب

کوئی دم مین جان سی بیجان دونون ہوتی ہین
زینب و کلثوم ہر ایک تڑپتی ... سائیان
[illegible]

526

[illegible]

سجدہ کرنیکی بھی دین فرصت نہ تجکو اہل کین — چڑھکی چھاتی پر ترا سر کاٹ لی شمر لعین
خون ترا اسقدر جاری ہو پر ردی زمین — جسمین بال و پر ڈبو نکلے کبوتر سائیان
جب کرین وہ قوم ظالم سر ترا تن سی جدا — تب کرین دل مین نماز جمعہ کا قصدا دا
رکھکے نیزی پہ تری سر کو کرین قبلہ نما — پھر کہین تکبیر سب اللہ اکبر سائیان
داد اس ظلم و تعدی کی خدا دلوائیگا — یا رسول پاک اُسکا مصطفا دلوائیگا
یا وصی اُسکا علی مرتضی دلوائیگا — فاطمہ لکھوائیگی اس خون کا محضر سائیان
مرحبا ہی تجکو سودا مرثیہ ایسا کہا — سنکی پتھر بھی جسی یکبار پانی ہو بہا
دین و دنیا کی تری بر لائین ساری مدعا — حضرت شبیر شاہ بندہ پرور سائیان

مرثیہ بجناب حضرت امام حسین علیہ السلام

آج وہ دن ہی کہ سب اہل جہان روتی ہین — جتنی ہین زیر فلک پیر و جوان روتی ہین
خاک مین مور جہان دیکھیو تو وہ روتی ہین — مرغ ہو کر جہان بال فشان روتی ہین
اولیا کو نہین جز اس اور نہ نبیون مین جوش — طاقت نالہ نہ انکو نہ انھین تاب خروش
سرنگون گرد محمد کی بہم دوش بدوش — چپکی بیٹھی ہوی سب خرد و کلان روتی ہین
غش سی حورین تو دبی بیٹھین ہین دیوار کی پشت — سینے کو اپنے ملک کوٹتی ہین باندھکی مشت

مرثیہ جناب حضرت امام حسین ع

بدن پہ زخم ستم رن مین جب اٹھائی حسین
گری بروی زمین پشت زین سی ہای حسین
چھپا کی ... تیری رضا ہو سو ہی رضای حسین
چنانچہ یون ہی روایت ہی بعد قتل امام
دیا یہ نعش کو روح الامین نی آ کر پیام
کہا ہی حق نی سو کہتا ہون تجکو بعد سلام

خنجر اُس پیاسی کی گردن پہ وہ ظالم پھیری
حال یون دست تظلم سی ہمارا پہونچا
نہ رمق باقی ہی اصغر مین نہ اکبر مین دم
رن مین بیجان پڑی اُنکی تن نازک درہم
اقربا آپکی جتنی تھی تہ تیغ و شمشیر
سو بچھ دیکھ اُنکی پڑی خاک مین یون ہین ہم آہ
بسکہ اس دشت مین آ گروہ جفا پیشہ لڑی
ہم مصیبت زدگان قتلگہ اُنکی مین کھڑی
چرخ کی ہمسی عداوت کی تئین کہیے سیر
اور فرزند تمھاری جو ہین سو آب بغیر
دین کا جسکی خلائق کی تئین دعوا ہے
پوچھتا ہو جو کوئی تمپہ مصیبت کیا ہی
کربلا سی ہمین جاتی ہین لیی شام لعین
کرتی ہین خاک کبھی سر پہ اُتر کر زمین
غرض اب کہتی ہین اس طرح سی دکھ اہل حرم

پانی میٹھا نہ اُسی اور نہ کھارا پہونچا
دیکھ جنگل کی ہمین جانوران روتی ہین
اور قاسم کی کہین کیا جو ہوا اُسپہ ستم
دیکھکر زخمی شمشیر و سنان روتی ہین
نہ رہا ایک کبیر اُنمین سی نہ ایک صغیر
ابر کی طرح بفریاد و فغان روتی ہین
جو زخمی ہو بدن خاک مین بیسر ہین پڑی
تن پہ ہر ایک کی جون نوحہ گران روتی ہین
وحش سیراب ہین جنگل مین ہوا مین ہین طیر
لب دریا وہ کھڑی تشنہ لبان روتی ہین
اُسکی اولاد کی سر پہ یہ ستم برپا ہے
دشت غربت مین پڑی بیوطنان روتی ہین
ہاتھ سی ہمکو ستم کیشونکی آرام نہین
گاہ ہم چڑھ کی پہ پشت شتران روتی ہین
تھرتھراتی ہین پڑی سنکی جسی لوح و قلم

مجھے ہی یاد کرا کہ دو زمین اور ابراہیم
نبی کی گود مین بیٹھے تھے کرکے جا تقسیم
تو دیکھ دونو نکو کہنے لگے رسول کریم
یہ دونوں آنکھین ہین میری یہین ہین حسین
کہ آئین تم تھے لے آئی پیام کرکے نزول
خدا کہے ہے کہ مرگ انہین ہے کسکو قبول
تو دل مین سوچ کی اسدم خدا کا وہ مقبول
کہا کہ ای حبیب چاہے تو مار اے حسین
جگر مرا ہی جلاویگا داغ ابراہیم
کریگا دل کو علی کے غم حسین دو نیم
پھٹے گی چھاتی حسن کی شینکی رب کریم
کہیگی فاطمہ یون چھاتی پیٹ کر وای حسین
امور مرتبہ بس مجھ پہ ہوگئے ہین تمام
کہ مین ہون سرو علن مین امام ابن امام
ولی ہے میری تئین اپنی بندگی سی کام
کچھ اس تعب سی کیا معنی ولین بابا حسین
جو مجھسی پوچھی ہو روح الامین بیت کی سخن
ہر ایک عبہ کہی جاونگا یہی مین سخن
کہ خلق گر کری مجھ روم روم پر گردن
یہی ہی امر اسیطرح سے لٹای حسین
یہ جو کہ راہ خدا مین ہوا جدا تو ہوا
گلوی تشنہ سے میری لہو چوا تو چوا
لب فرات پہ عباس جا موا تو موا
کہا کہا کہ دم آب از برای حسین
کبھی نہ پانی سی تر کرکی لب کیا نہ کیا
کہو تو پانی بھی کچھ چیز ہے دیا نہ دیا
کری ہی پیاس سی شکوہ کوئی پیا نہ پیا
رہی رہی کوئی دن تشنہ اقربای حسین
غریب بس ہی وطن کی حرم چھٹا تو چھٹا
رہینگے دھوپ ہی مین خیمہ گو لٹا تو لٹا

۵۲۹

امام حسین ابن حضرت

غرض کہ ایسی ہی لذت اُٹھائی ہو کہ شہید
یقین ہی جانیو روح الامین نہیں بعید

نہی جو داس اگر لوٹ کر کے تیغ یزید
بجای سبزہ اُگے خاک سی قفای حسین

مری طرف سی کرو جا کے جبرئیل یہ عرض
ذبیح تیری کا مین نے ادا کیا ہی قرض

ادای دین پدر ہی پسر پہ کرنا فرض
دیت لی تب کی سر اپنی کو جب کٹای حسین

کہا امام سی روح الامین نی اسے سُر
جو عرض مین کرون ارشاد ہوی بار دگر

دیت یہ اُنکی تئین دیوے خالق اکبر
شہید تیغ ستم وہ جو ہی سوای حسین

کہا امام سی روح الامین نی پھر اُس دم
دیت کی دینی مین اُنکی مجھی نہ شادی و غم

خدا کی راہ مین اگر قتیل تیغ ستم
اگر ہوئی تو ہوئی خویش و اقربای حسین

نہ درد بیٹی کا مجکو نہ دکھ ہی بھائی کا
نہ فکر بیٹی کا دل مین نہ غم جمائی کا

یہ روم روم تصدق ہی کبریائی کا
حسین اُسپہ فدا ہی یہ سب فدای حسین

تجھی تو مین ہی راحت ہوا یہ رنج تعب
دیت ہی دینی مین حق کی اگر خوشی ہی اب

پر اس عطا سی بھی منہ پھیرنا ہی ہو بی ادب
تو ہو یہ امر کہ امت کو بخشوای حسین

یہ سن امام سی روح الامین نی پھر دم سرد
چلا یہ عرش کو کہتا ہوا بروز نبرد

حسین جان گرامی فدای امت کرد
روا است امت اگر جان کند فدای حسین

بحق شاہ شہیدان ذبیح تیغ ستم
الٰہی غم نہو سودا کو چھٹ حسین کے غم

تیر جو بیٹھا سینے اوپر جور و جفا کی چڑھ کمان
تیغ و تبر کے زخمونکا مین حال کہون کیا ہای ستم
خنجر کا کیا زخم بتاؤن ہای مصیبت وا ویلا
فاطمہ لیکر جسکو سوتین کہتی کیا قسمت کی بلا
دودھ سی منھ دھو دھو پالا جسکو فاطمہ نے تا سال
اسی تو دو دن بیکس کرمار الکھر کو کیا ہی یون تاراج
برگ سی گل کی تلوؤ نازک تر ہین سو ہیہات
اُسکے سوا اک در مصیبت و سطی اُسکی کام کلام
نہین گذرتا اتنا ہر گز جی مین اہل شقاوت کی
جاتی ہین خوار و نزار اونٹونکی پشت پہ بے محمل
جنھون کی جانب پاس ادب سی نہ کی ملک نے بھی نگاہ
شام لیی جاتی ہین اُنکو اس صورت سی ہای ستم
پہری چلو چتنا وی پکارین تک ہسی اہل عناد
کون ہی ایسا رحم کری جو حال پہ اُنکی آج کر دن
غرض جو کچھ گذری اُسپر تاب کسی ہی سننے کی

ایدھر تو سو فار ہی اُسکا بھال سری سب اودھر ہا
سر سی لیکر تا القدم سب ٹکڑی ٹکڑی پیکر ہے
قہر کیا ایسا کچھ اُن نی جسکے سبب وہ بے سر ہے
سو وہ خاک پہ یون اب بی بالش بی بستر ہی
سو پر چم اب تیری کا وہ ہر گیسوی معنبر ہے
نہ بیٹے کے سر چہرہ نہ بیٹی پر چادر ہے
پای برہنہ جاتا ہی ہر خار جنگل کا نشتر ہی
دھوپ کی شدت سی ہر کنکر روی زمین پر اخگر ہی
قتل کیے سب ہی باقی ایک یہ سبط پیمبر ہی
کوئی ماں اُنمین ہی اُسکی کوئی اُسکی خواہر ہی
صورت و سر اُون لوگونکی نی مقنع نی چادر ہی
کوئی نہ اب مونس ہی اُنکا کوئی نہ اُنکا یاور ہی
نی تاثیر ہی اُنکی نالی مین نے فریاد موثر ہے
کس سی کہین وہ درد کو اپنی دادرس اُنکا داور ہی
تب تو اب خاموش ہو سودا حالت صبر کی بہتر ہی

مرثیہ (۵۳۲)

راوی لکھتا ہے کہ جیتے جو رہو وکمان مین اٹھا
امر پر خالق اکبر کے ہو راضی برضا
جسطرح سے ہو رضا حق کی تو راضی رہیو
گاہ تین حرف شکایت نہ زبان سی کہیو
تابع مرضی حق میرے الم مین رہیو
اور دعا دوستونکو میری وطن مین کہیو
جانا قسمت سی اگر ہووی مدینی کے تئین
سب حبیبونکو کیا کشتۂ اعدای دین
پوچھے گر تجھ سے سکینہ کہ نہ بابا آیا
پھر یہ کہیو جو نہ مانے وہ ترا بتلایا
کہیو زینب سے سکینہ کو کیا کیجو پیار
تم سوا اور کوئی اسکا نہین اب غمخوار
اس وصیت کے ہوا بعد جو مقتول وہ شاہ
یون زبان اپنی مین کہنی لگا وہ بھر کر آہ
ہو گیا دیکھ اسے محشر کا حرم مین آئین

کہا گھوڑی سی کہ جا کہ یہ سوی زین عبا
کر گیا جان فدا آج حسین مظلوم
گذری جو سر پہ تری بیخ و محن سب کہیو
یون تجھے کہ کے گیا آج حسین مظلوم
جو تعدی ہو ترے سر پہ اسے تو سہیو
یہ سخن کہ کے موا آج حسین مظلوم
یار اور دوست سی کہیو تو مری پاس عزیز
کہ سلام اور دعا آج حسین مظلوم
کہیو مین منزل مقصد مین اسی ہو پہنچا پایا
رن مین جا چھوڑ رہا آج حسین مظلوم
اسکی تم در پہ دلداری ہی رہیو ہر بار
اس سیتی دور پڑا آج حسین مظلوم
پھر جبین لوہو سی لی گھوڑی نے خیمے کی راہ
گیا کٹوا کے گلا آج حسین مظلوم
کر نظر لوہو سی گھوڑی کی بھری ہوئی یہ زین

اور دیکھتی ہین حرم اس کی یادو زخ زین
پھر کہان جا کے چھوڑ آئی حسین مظلوم
ہوئی زینب حسین ہم ہوئے تیرے خون کی سا
جلد کہدی تو مجھے اب یہ لہو ہے کس کا
بولا گھوڑا کہ نشان خاک مین دون اور کہا
پشت سی پیاری گرا آج حسین مظلوم
عیان سر کے تئین اسکا جو بہا خون روان
پیشانی پہ یہ داغی لہو کا ہے نشان
گھوڑی نے کہا سو وصیت کرین اے جان جہان
بس گیا گھوڑے سے آج حسین مظلوم
ہو گیا روز قیامت کا سا اس دم غوغا
تاب اک نہین سو وار سے تجھے یون سو کہا
جیت یون جگ سی گیا آج حسین مظلوم

[illegible]

نہ آہ گلشن میں سرو ہی کہ جگر کو تنہا کرے ہوس | جو نعرہ قمری کا جا کے سنیے تو وہ بھی ایک ہو تو آتا ہے
بندھی ہے نرگس کی ٹکٹکی یوں طرف ہزار کی ہے چمن میں | کہ جیسے خون ناحق کی ہو کے حیران کوئی نہارے
صبا کھلاتی ہے جن گلونکو تو ہونگے زخمونکی منہ میں | ہے اور غنچہ کہ ادھ کھلی ہیں کٹی گلونکی ہیں وہ انبارے
ادھر جو دیکھو تو صحن گلشن میں ڈھاڑ مار آبشار روتے ہیں | ادھر کنارے سے موج جو کی حباب پر ایک پیٹ مارے
نہیں ہے یہ جب کچھ یہ حالت خبر لب علقمی کی آج کوئی | ہوا ہے پیاسا ستم کے خنجر سے ذبح دریا کے جا کنارے
مجھے تو معلوم ہوتی ہے یوں یہ شخص وہ ہے کہ جسکو جب | رسول کہتی ہیں کہ دلبر تری تصدق حسین پیارے
سو اسکی تن پر جو تھے شمشیر و تیر و نیزوں کے زخم ہیں یہ | قیاس کیجے تو نہ فلک پر نہ ہونگے اسقدر ستارے
کنارے دریا کے یہ ہوا ظلم پر ساقی کوثر اوپر | کہ دھار پانی کی حلق اسکی گئی نہ غیر از خنجر دودھارے
جگر کا پیوند فاطمہ کا پڑا ہے یوں آج حوض خون میں | کہ اسکی رگ رگ سے چھٹ رہی ہیں لہو کی تا سر قدم پچکارے
پڑی ہیں گرد اسکی ٹکڑے ٹکڑے جو خویش و فرزند خاک و خون میں | نہ گور انکو ہے نہ کفن اب نہ انکو تابوت نہ گہوارے
سر اسکا ان گیسوؤں سے باندھا ہے ظالموں نے سنان کے اوپر | کہ جنکو دھو دھو کے شانہ کر کر مدام نسبت نبی سنوارے
وہ انکو ساتھ اسکے سر کے نیزوں پہ آگے رکھے چلی ہیں ظالم | اسیر و مظلوم نہ اسکے پیچھے ہیں اہل بیت اسکے سب بچارے
جو ایک فرزند تیغ کین سے عزیز و بیمار اسکے بچ رہا ہے | کوئی ڈراتا ہے اسکو برچھی سے کوئی کوئی تازیانہ مارے
یہ حال اسکا ہے تشنگی سے بغیر پانی تقدم بہ ہے | کہ ایک قطرے کے واسطے جان ہے چھوڑ دیا
نہ ساتھ ایسا رفیق کوئی سنبھالے جو ناتوانکو گر کر | نہ ہاتھ اسکی عصا ہے ایسا چلے وہ جسکے فدا سہارے

تمام ۵۲۳

مرثیہ منفردہ

سننے والے اس سخن کی شرط ایمانی ہین دور
پیکر آب سرور کرانکو نہ آوی انفعال

روز عاشورہ بھی کچھ کم روز محشر سے نہین
دین کا خورشید دنیا سے گیا بخت سوال

گوش تک ہیہات کب پہونچی نہ تھی جنکی صدا
آج رو رو کر یون پکارین ہین سر برہنہ خاک ڈال

یا رسول اللہ وہ گیسو بخون آغشتہ ہین
دیکھنا جنکا غبار آلودہ تھا تجھ پر وبال

شامیان کہتے ہین سر نیزہ پر رکھ از راہ طنز
بار لایا شاخ بر باغ رسالت کا نہال

اسپ خلعت لینے کی امید پر پیش یزید
لیچلے ہین آج ہم اس باغ کا ... سال

داد دو دادی ہماری اب کہ نزدیک خدا
ناقہ صالح سے تو بہتر کہین ہی تیری آل

ناقہ جو مرکب تھا صالح کا سو اُسکے واسطے
اُسکی امت پر خدا کی امر سے آیا زوال

یہ تو اک ادنی ... تھا جسکے سر کو آج
کاٹ نیزی پر رکھا اور تن لیا لوہو مین ڈال

اہل بیت اُسکے جو ہم باقی رہی سو اب ہین
لے چلے ہین شام کو زنجیر کر یہ بد سگال

لکھتے ہین اکثر کتب مین راویان معتبر
جس گھڑی وہ قافلہ دار دہوا جای قتال

جا پڑی نعش برادر پر جو زینب کی نگہ
منہ بقیہ کی طرف کر یون لگی کرنی مقال

یہ جگر گوشہ وہ نیر ہی نہ لاتی تھی جسے
آسمان نیچی نظر لگجانے کا کر احتمال

تا لبش خورشید سے سوکھی ہے گرد و خاک مین
آج تک اسکی نہین دفن و کفن کا کچھ خیال

خلد مین کیا فارغ البال اُسکی حالت سے ہی تو
آج رن مین آکے دیکھ اُسکو کہ ہی اُسکا یہ حال

جلد بھولی بھی چھوڑا ان ظالمون کی قید سے
رات دن ہم پر اسیری مین صعوبت ہی کمال

مرثیہ دیگر سوم

۵۲۳

۵۳۵

اب آب وہاں سے اپنی آنکھیں نہ باز رکھو — کہ فاقہ تیسرا سبھا ہیں اُن اوپر ہے آج
کہا ہے اس لیے تم سے یہ تا نہ مرجاوین — ہم اُنکو جیتے تو پیش یزید پہونچا دین
جو پہونچیں جیتے یہ انعام تو تو ہم پاوین — جو یاں مریں یہ تو قصہ ہی مختصر ہے آج
زیادہ اس سے لشکر بھوک پیاس سہتا ہے — کچھ اُنکی دوستی سے مین یہ بات کہتا نہین
تمھاری نفع کی یہ پن کبھی مین رہتا نہین — سخن مرا تو یہ قابل ہر آب زر سے ہے آج
غرض کہ لیگئے پانی حرم مین ملعونان — پڑی تھی غش ہو کر سب تشنگی سے خردہ سال
لگے یہ کہنے اُنھون پانی تم پیو یہان — کرم خلیفہ کی نائب کا تم اوپر ہے آج
یہ سنکے عابد بیمار نے دیا یہ جواب — کرم ہی یہ جو پلاؤ تم اب ہمین وہ آب
ہماری باپ کو جس آب سے کیا سیراب — یہ آب ہمکو تو خونابۂ جگر ہے آج
ہمارے باپ کی مرنیکو تیسرا ہی روز — بریدہ حلق سے جاری ہے اُسکی خون ہنوز
ہمین جو پوچھو تو یہ آب ہی نیش جانسوز — ہمارے دل پہ ہر اک قطرہ جون شرر ہے آج
پھر آگے اسکی مفصل خبر نہین معلوم — ہوا کہ یا نہوا اُسدن اُنکا تر حلقوم
غریب و بیکس و بیچارے وہ جو تھی مظلوم — کہین بھی پانی ہمین زہر سے بتر ہے آج
نداں جتنے وہ مظلوم تھی کر اُنکو اسیر — جدا جدا کیا ہر ایک کی تئین زنجیر
سوار کر اُنھیں اُشتر پہ بولے وہ بے پیر — چلو شتاب ہمین عزم بیشتر ہے آج

کیا کہون یہ جانتے کا اہل حرم کہین اصول
پوچھتے تھا جو راہ مین یہ کیا ہی فرزند رسول
دیکھکر پانی کہی تھا روکی یون زین العباد
لیکن اتنی تشنگی سے مین ہون خرم وہ ہی شاد
پیاسے مرنیکے فوائد پوچھو اس مظلوم سے
قطرۂ خون جو گرا ماٹی پہ اس حلقوم سے
جب ہوا اس کاروانکا حرب گہ پر سے گذار
یون پڑا ہی خاک پر تیغ ستم سے بیشمار
ہو اگر فرصت دھوؤن اشکون سے تیری تنکی خاک
کیا کرون پر بس نہین چلتا مرا ای جان پاک
ہای بھائی تجھ بن اب پھرتی ہین سب ہم دربدر
کربلا سے آج سید انہین مع خویش و پسر
غرق یہ خون مین بدن تیرا ہی ابن بوتراب
تجھ سوا تھی اس جابھنی کی کسکو دل کو تاب
جو کہ خون حلقوم سے آ کر گرا ای بھائی یہی

یہ ادب سے دور ہی گر دیجیے اس قصے کو طول
یون کہے تھا عابد بیمار امت کے لیے
کیونکہ پیتے ہین پیاسے بابا کی مجھے آتی ہے یاد
جام کوثر کا ہوا تیار امت کے لیے
حلق تر جسکا ہوا ہی آب تیغ شوم سے
خلد مین ہوگا گل گلزار امت کے لیے
دیکھکر نعش برادر بولین زینب آہ مار
اس تن نازک پہ کھا کر وار امت کے لیے
سوزن مژگان سے مین اسکا سیون ہر ایک چاک
یون رہا یان تج کے تو گھربار امت کے لیے
کون ہی ایسا کہ دیوے مصطفےٰ کو یہ خبر
جو مرا دین کا سپہ سالار امت کے لیے
یا شفق لیکر زمین پر گر پڑا ہی آفتاب
تو ہی سمجھا سہل یہ دشوار امت کے لیے
گود خالی شہر بانو کی بن اصغر کے رہی

۵۳۷

مصیبت اولیا و انبیا کی سب نی کیا دیکھا ولی دیکھا نہ وہ جو ماجرا سے کربلا دیکھا

تعجب آدم نی کیا کھینچی ہی حوا کی جدائی سی عداوت بھائیون نی کی ہر کیا یوسف سی بھائی کی

پڑی ہین تن مین کرم ایوب سی صبر آزمائی سی بلا کی آری سی تن زکریا کا بھی جدا دیکھا

غم فرقت سی حوا کی یہ آدم زار و گریان تھی کر آب چشم سی آنکی سدا اسیر ار حیوان تھے

اور ایسا ہجر مین یوسف کی روتی پیر کنعان تھی کہ انکی چشم مین نور نظر کم ہونے رہا دیکھا

سنا ہوگا جو کچھ فرعون سر موسی کے لایا تھا بظاہر دار پر عیسی کو امت نی چڑھایا تھا

ستم کی تیغ سی صالح کا ناقہ پی مین آیا تھا تن یحیی اسی سے ہر اک عضو عالم نے جدا دیکھا

نبی جو تھا رہا ہر آن مرضی الٰہی مین مصیبت کھینچی کیا یونس نی جا کر بطن ماہی مین

پڑی طوفان کی باعث نوح کی کشتی تباہی مین جو گذری ان پہ سو اہل جہان نے برملا دیکھا

خیال آتے ہین دل پر اپنی لاکھون تا و ر دو نہین کہ سختی کی زمانی کا ورود آکر ہوا کن مین

یہ سب کچھ دیکھتی پر ایک نی دیکھا نہ وہ انین نبی کی آل نے جو اپنی سر پر بار وا دیکھا

تعجب اس طرح کا ہر ایک پر عالم مین گذرا کوئی فرزند کی خاطر کوئی ماں باپ ان کو نہ گذرا

نہین کچھ سننی کے قابل مصطفی کے گھر پہ جو گذرا نہ کانون سنا نی آنکھون نی وہ ماجرا دیکھا

انھون نین کا ہی کو گذری کسی کی یہ خلل سر پہ کہ ہر اک لوتھ پر بھائی کی جا اپنا کٹا دیکھا

پسر کا تن نظر آیا پدر کو خاک و خون اندر پدر کا سر پسر نے نوک نیزہ پر دھرا دیکھا

بجای پان وہان پھل کا کٹھا ریکی جوالا تھا
مقام پاندان کا کی سر و نکو وان پھر اودیکھا

کہون کیا آہ ای یار وہ نشست ان جاہن مجلس کی
جدا سری پڑی تھی خاک و خون میں لاش جسکی

جو کچھ صورت تھی دولہا کی مصیبت میں سجا کہون کسکی
کہ پایا ادھر نظر آیا تو دست اودھر پڑا دیکھا

ستھنی نکی شادی یہ کچھ ہو تو انکی غم کو کیا کہیے
جبین ہم سنکی ایسا کچھ تو یارو ہمکو کیا کہیے

پھر انکی عشق میں ہین بین دم اُس دم کو کیا کہیے
کیا جو غور ہم اپنی سیتین دو رازو فا دیکھا

پپیہا جگر گوشہ برای آب دو دن تک رہے
بیٹھیں ہم آب سرد اُسجا رکھیں امید کوثر کی

شفاعت پھر طلب کیجیگا عقبے میں پیمبر سے
نہایت شرم دین سے ہم دل نیز کو جدا دیکھا

سونتیں فرزندانکی خاک و خون میں ہم خیالی پر
حرم خاک سیہ پر بیٹھیں اور ہم فرش قالی پر

مسلمان پھر کھاتی ہین ہم اس بے انفعالی پر
مروت سے نہایت آپکو نا آشنا دیکھا

نہو ناموس پیغمبر کو زیر چرخ جب پردا
بٹھاوین اپنی ہم ناموس کو پردے میں وا دردا

بجا نہین کیا جواب اس بات کا دیوینگے ہم فردا
کہ ہم اس امر میں ہا ایک کو دور از حیا دیکھا

ملی انکو نہ نان خشک وے بھوکھ کونسی دکھ پاوین
اور اپنے واسطے ہم اطعمہ اقسام پکواوین

رہی پھر صبح کا خطرہ جو بعد از شام ہم کھاوین
غرض اسطرح کی جینے کو اپنے بے مزا دیکھا

محبو شبیر تو وہی ہی جو اس دکھ کو سن رو دے
جہان میں دل اسے کہتے ہیں جسمیں درد یہ ہو وے

مسلمان وہ ہی عمر اپنی اسی غم میں جو کھو دے
نہ یہ دین اسطرح کا ہار اسا کہ کفر اس سے بھلا دیکھا

جب سکینہ نے سنے ہم جی بیکس | ہو گئے سب طرح سے اور ناچار
سب چلے جاتے ہین اشترون پہ سبھی | قید مین شامیون کے زار و نزار
جنکا خادم تھا جبرئیل امین | گھیرے جاتے ہین انکو یون کفار
حیف صد حیف آج طوق گران | عابدین کے ہوا گلے کا ہار
اور وہ پابرہنہ جاتا ہے | آج اُس دشت مین جو ہی پرخار
تسپہ اب کھینچنے کو صد افسوس | ہاتھ مین دی ہی اشترون کی مہار
ہای اس بیکسی و غربت مین | کون اسکا ہے مونس و غمخوار
طعن و تشنیع سے لعین ہر دم | کرتے جاتے ہین اسکے دل کو فگار
باپ کے غم مین ہی وہ اتنا غرق | نہین رونے سوا اُسے سروکار
دن اُسے چین ہی نہ شب آرام | یونہین گذری ہی اسکو لیل و نہار
تاب آگی نہین ہی سننے کی ہو | خون اشکون سے روتے ہین جھار
سودا اب تعزیے مین اُسکے تو | عمر طبعی تلک ہو ماتم دار

۵۳۹

مرثیۂ مسدس حضرت امام در زبان پنجاب مع دوہرہ

۵۴۰

ہک دکھ تیندی مرن دا بھاوے میندی نال
دوجے سادے سر پیا بنتر دا جنجال ہے

پتر تھا جو نیکا جیہا اصغر تیندا پیارا	اس نوں بھی گودی وچ تیندی پیاسا تیں پالیں
اکبر دی گل کی آکھاں میں سد اسیں نتارا	کس کس نوں میں ہر دو ان شالا مار گنبا سا

دل نوں ملے پچھائیاں مارے سپے وہ لوگ
ہک ہک کم ملے جو باغ مٹے جنہم نہ کشتی لوگ

بین میں بالو اصغر دی ہن لعل پیو لاکر کے	کیوں انکھیاں ہن تیندی منسی میں ہن گم گھیاں ہے چردی
گرم میں کیوں چھاتی تیندی وسے وچ کیوں ٹھہر دی	کہندی ہے پر روگر او ٹھنڈی سیانیں چھری

پتیو نوں سانوں کے گیا چنگا جیہا نال ہے
متھوں وچ پل مارتے بلا کھاتین لال

جاندی میں جو کافر لینگے عہد نبی دا اپنا	چھدنی دیندی کاہی تیندو بیرا شہر مدینا
بچی تیندی پالدی سیکر زور دی اپنا	عمر دا باقی کٹے جاندا دان لوہیں بھی سال مہینا

یہ تو قسمت نہ دیکھدی اس بن میں سالے بیر
اکبر دی گل ہو چہرے حلق اصغر دی تیر

پاک وطن والا کی سر کٹ کربل وچ بکایا	دریایاں ہعطا تسپر پانی نادلوایا

تتمہ مسدس

دوہڑہ نمبر ۱۵۴۱

آرسی

بہن توسانو چھپدی بھائی تینوں کی ہویا	جو تو منجھی چھاڈ کھڑ اوا ماثی اوپر سو یا
جاما توسی یہ لال جو کینداکاہی وچ ڈبویا	تن نیندا بے سیس جاہی سر توں کتوں کھویا

چھپدے ہون کیکی گھڑی ادر وتنیندی گول
مان جائے سے بھائیا صد کی تنیندے بول

چھاڈ کی تینوکتوں جانواں سراہن گھر کھوئی	غم وچ تنیدی جنم جنم ہن وونگی اور روئی
تنہائی ذتنیندی برچھی سادی جگر چھوئی	ناہین کسیدا سچ ہر مکوچ وقت مرجی گوئی

ایسا تجھیر تفر کا پیا سرگ دے ہاتھ
سر تنیدا اتن چھانڈ کے چلا ہی تیری ساتھ

ہوتا تنیدی قسمت وا جو وطن ہی وچ ہوتا	خاصی وانہ کفن ملدا تو کاڑھا دھوتر چھوتا
یان تو پیا اسانوں تنیدی گور گڈھی وا دانانا	مینو بھی ہن چھانڈ کھڑ اوا اہپو تنیدی سونا

سکھ وچ تنیدی بھائیا گیتی تنیدی سنگ
کیکر چھپدے دکھ یئی جنم جنم وا سنگ

موت کا تنیدی ہن نی دیکھیا جگ ہی جلن نرالا	نی بھائی نوں کفن ملی نی بھا وچ لوں شدسالا
ایسا قہر کسی دی سر پر دیکھا کتھے ستالا	گور بنا تنیدی ہنبھیون گی کر جگہ اسہ کالا

جھاڑ و تنیدی گور دی کرونگی اپنی کیس

آرسی مصحف دیکھ کر ٹوٹی اُس کی آس
روویگی جبتک ہے سانس نند کی پاس

کون ہی ایسا جو کوئی اب تن سی تیرا سیس لگاوے
سوال کی میرا جی تن مین پہلو اُسکی تجکو بٹھاوے

درس ترا تیری بنی کو رن سی لیجا کر دکھلاوے
کبتک دیکھون بہو کا یہ ٹھکانا مجھ کو بھی موت آوے

بیسنا تھا یہ سنگار سب پل مین دلہن کا
چادر اوڑھے ملگجی بیٹھی [illegible]

موت کی نیند آئی ہی تجکو کیونکر تو اب آنکھین کھولے
چپکے ہو جانیسی تیری ہین مجھ دل مین لاکھ پھپھولے

بیٹھکی دیکھ سبزی کی اپنی رن تھا یون کسطرح سی ہووے
چھاتی مین اُس شوخ بانشاغ کی اگن سی تڑپ کے جی کھووے

قاسم کس سی روس کر رہا ہی بن مین سو
گھونگھٹ مین بنری تیری جی دیوے رو رو

روتے رو تری یاد مین تیری آنکھیں ہی بنرے کا غم
اُسکی صورت دیکھ لگی ہی میری دلبر رجھی ہم

لکڑی جگ ہے گود مین اپنی ڈالی ہی اُسکی چشم پر نم
ہی میرا بھی تن سی میری کاشکی لیجاوی اب یہ غم

بیٹیا تو بیجان ہے یہ بہو کا حال
کیا اب جی کر مین کرون ہی زیست وبال

تیری بہن پوچھی ہی اُس سی بھابھی اکیلی رن ہو
بتلا دی تو اُسکو مجھ بھی معلوم اُسکا اگر نشان ہو

٥٤٢٦

دشمن بھی بیاہی کی ہیں جس نے کی گھسی کوئی چاؤ میں شادی کی میں تیری رات کو بھر نیند نہ سوئی	دولھا کی ماں چاہ میں خوش ہو لوہو کے آنسو میں ہوئی قسمت کا جو لکھا ہو پیاری میٹ سکے کب اسکو کوئی

بیاہ کی شب سارا کنبہ سر پڑا ای ڈھول
دولھا کی چوتھی کے دن تیجے کے ہوں پھول

ایسی کس نے بھی دیکھی ہے کہیں نوشہ کی گت آرسی مصحف بھی تک دیکھیں دی نہ فلک نے مہلت	ماری پڑی ہیں گرد براتی لوہو پی اپنا جائے شربت دیکھی نئی یہ دولھا دولھن وصل ہو روز قیامت

دولھا کی قسمت میں مرنا بیاہ کے روز
جیوے دولھن جب تلک دولھا کا ہو سوز

کوئی بھی ماں دیکھی ہے ایسی بیٹے کو جو بیاہنے جائے کھانا جو اس بیاہ میں چاہیے خون جگر وہ اپنا کھلائے	بدلے بہو کے گھر میں اپنے بیٹے کے تابوت کو لائے پانی تک تو نہ ہو میسر حلق میں جو مہندی چڑھائے

یہ شادی دیکھی نہیں کتنے ہوں گے لوگ
جس شادی کی رسم میں لوہو ہو رس بھوگ

جو دم جو اس دولھا سا ہی کو رن میں یاد آتا ہوگا آتش غم سے شادی میں اسکی دل عالم کا جلتا ہوگا	کس نوشہ کی آٹھ پہر یوں تن سے لوہو بہتا ہوگا پوچھا ہوگا جو نام اسکا سننے والا کہتا ہوگا
بیٹا تھا حسن کا قاسم اسکا ناؤں	بھائی میں جو سر اپنا چھوڑ مدینہ گاؤں

۵۴۳

مسدس

خانم ام

خامہ ام حرفے حکایت می کند	غم بدلہا کار آفت می کند
ملے را ابر غارت می کند	گریہ بے حد و نہایت می کند

برق چشمک زن اشارت می کند
بشنو از نے چون حکایت می کند

شاہ دین نے جب مدینہ چھوڑ کر	کربلا کے عزم پر باندھی کمر
تب کہا ہر دوست سے باچشم تر	حق نے یون چاہا نہ تھا قصد سفر

سب سے یہ بندہ چلا شاکر مگر
از جدائیہا شکایت می کند

میرے جینے کی خبر جب تک سنو	در گذر خط لکھنے سے مت کیجیو
بھول جانا تم نہ دور افتادون کو	پر اُٹھا کر جب قلم لکھنے لگو

بھر کے آہ سرد کہیو یہ لکھو
بشنو از نے چون حکایت میکند

جد کے جام قدپہ بولا پسر امام	دل میں تھا زیر قدم ہون میں تمام
دہر نے چاہا نہ یان میرا قیام	شکوہ ہر چند اس سے کرنا ہے حرام
پر یہ دل آزردہ ای خیر الانام	از جدائیہا شکایت می کند

ڈالتے تھے خاک سر پر خاص و عام	مقتدی سنتے تھے رو رو کر تمام

آکے پیغمبر کے ای یار و امام
از جدائیہا شکایت می کند

جب چلا رخصت ہو وہ عالی نسب	یون کہے تھا بھر کے آہ سرد تب
دیکھیے یہ اے دل محنت طلب	سر کٹے ہے دوست بن تار و روز و شب

خامۂ تقدیر کیا کہتا ہے اب
بشنو از نے چون حکایت میکند

آخرش جس جا نہ پایا قطرہ آب	ڈالی وان بستی مدینہ کر خراب
تشنگی سے جب ہوا سینہ کباب	تب کیا رو کر محمد کو خطاب

سب طرح شاکر ہے بندہ بے حساب
از جدائیہا شکایت می کند

آہ جس صورت سے ابن مصطفے	کربلا کے بن مین با چندین جفا
ظالمون کے ہاتھ سے مارا پڑا	ہین مفصل کیا کہون وہ ماجرا

دیکھ سمجھ کے خامہ اب کہتا ہے کیا
بشنو از نے چون حکایت میکند

ہی کرون شادی قاسم کا مین احوال رقم
واسطے جس کے ازین سعف جلد قلم
گھڑی پاہ کی رات کھڑی ہی پہ نوشہ ذرقدم
قاسم ارکی جوانانہ مبارک باشد
جلوہ شمع پہ پروانہ مبارک باشد
ہوئی ہے بزم جہان کو اور فزائیش [illegible]
ازشہادت بعضا جلدی سی چل [illegible]
جام شربت سی بھر ادہر [illegible] ساقی و شیشہ و پیمانہ مبارک باشد
[illegible]

	بولے کی آگے قلم ہو سینہ چاک بشنو از نے چون حکایت میکند	
تیغ گردن پر مری جب دم چلی مین یہ سمجھا ہے رضای حق ملی		سر کے کٹنے تک نہ جاگہ سی ہلی سانس بھی اس واسطے ذرہ نہ لی
	تا کہے کوئی نہ یہ ابن علی از جدائیہا شکایت می کند	
فاطمہ سن کے ہوے بے اختیار دل مین آخر صبر کو دے کر قرار		روتین اس تن کے گلے لگ زار زار پھر سدھارین ہو کے محمل پر سوار
	خامہ ہی خستم سخن پر اکبی بار بشنو از نے چون حکایت میکند	
سودا تو خاموش ہو اب ایک تل اشک سی تنہا نہین ہی خاک گل		کہ قلم کو اپنے کاغذ سے نہ مل آب سے اس حرف سی تیھر کی سل
	حال ہی اب یہ کہ دل ہی لخت دل از جدائیہا شکایت میکند	

مرثیہ حضرت قاسم مسدس ترکیب بند

[illegible]

تتمۂ مسدس ۵۴۷

جب گھر سی چلا اکبر مہ رو کو لیا ساتھ
رکھا پسر حسن نی کہ ہاتھ پہ ہاتھ
گر بیعت نیست دولہن کو یان ماتم مبارک
ایوبہ کہ یہی قسمت کی لکھی مری ہے

[illegible]

بتو این همت مردانہ مبارک باشد
بکفت جود کریمانہ مبارک باشد

پاس دولھن کو بٹھایا تھا ابھی لا کے جہان	دیکھکر خصلت دوران نی وہ ترین مکان
یون لگی کہنے کہ اٹھ جلد ہو تو بیٹھی نہ یان	عیش و ماتم کی یہی تیری جگہ دون مین نشان

حجلہ ات گور غریبانہ مبارک باشد
تا قیامت بتو آن خانہ مبارک باشد

تیری نوبت کا ابی لاڈلے کسیلین جینا	دیکھ دیکھ اور نبی کے تئین سرکار جینا
دمبدم غم کے انگارونپہ جگر کا سہنا	تسپہ ہر ایک کہو منہ سے سہیلے سنا

بدلت حسرت جانانہ مبارک باشد
آشناے ز تو بیگانہ مبارک باشد

چاہنا کھانیکا اس بیاہ مین ہی نادانی	جز کباب دل مہمان نہین یان بریانی
چلو بھر مانگی ہی نوشہ جو کسی سے پانی	کہتی ہی بیاہ کی یون سامنے آہ مہانی

ناو نوش غم جانانہ مبارک باشد
بتو این خوردن شکرانہ مبارک باشد

آخر کار کہون کیا مین نہ مانیگے کھوڑ	دیکھ اس جہیز کو یہ بد رسی رکھتا تھا گھوڑ

[illegible]

اہل بیت اور سکے جو باقی ہین سو ہین آوارے	قید مین کوفیون کی جاتی ہین وہ بیچارے

نہ انھین چین ہے دن کو نہ انھین رات آرام
اس مصیبت مین چلی جاتے ہین کربل سے شام

لیے جاتی ہین وہ جس راہ سے ہے خارستان	نہین تالاب و کوئین کا کسی منزل مین نشان
پا برہنہ چلے دان زین عبا تشنہ دہان	سر کھلے اور وہ اشخاص بہ پشت شتران

جنکے محمل کیطرف دیکھ نہ سکتا تھا فلک
مہر و مہ کی نہ پڑی جن پہ نظر آج تلک

اسطرح جاتی ہین کہ ڈراتی چلے وہ کفار	کسیکے ہاتھ مین ہے دف کسیکے ہاتھ ستار
مست و سرشار ہر اک کیف مین کھینچے تلوار	عابدین کی تئین جاتی تھی ڈراتی ہر بار

کیا کرے ہائے وہ اسکا کوئی غمخوار نہین
اب سوارونکی کچھ اسکو سروکار نہین

لیے جاتی ہے جو اسکو سپہ ظلم کی صف	کوئی ایسا نہین ایسا جو کرے انکی طرف
بیٹ کر منھ کو یہ کہتا ہے کہ یا شاہ نجف	سر بنایا ہے مرے باپ کا نیزے پہ ہدف

گھوڑے دوڑاتی اسے مارتے جاتی ہین تیر
جو کماندار تھے اس فوج ستم مین بے پیر

ایک بیمار سا لڑکا ہی کوئی عابد نام
طوق و زنجیر مین رہتا ہی وہ اب صبح و شام

سو وہ اس حال سی البتہ نہین جینے کا
کہان مقدور رہی اب اُسکو دوا پینے کا
جینے دیتا ہی کوئی داغ اُسی سینے کا
کیا ہی وسواس تجھی ایسے کی اب کینے کا

وہ بھی حاضر ہی جو حق اُسکی مین جلدی سو کر
جسطرح جانی ہمین مزد مین دی خلعت زر

سُن اُسی عابد بیمار کو باخیل حرم
رو برو اپنے طلب کرینگا وہ ظلم
کیا کہون جیسی مصیبت سی وہ آئی اس سم
تاب عابد کو نہ اُس آن تھی رکھنیکی قدم

سر سی وہ پانون تلک ضعف سی وہ لرزان تھا
دیکھ یہ نیرنگی گردون کی تئین حیران تھا

اُس لعین نے یہ کیا دیکھکی عابد کو خطاب
کیون ترا باپ لڑا گر نہ تھی لڑنیکی تاب
رد بیعت سی مری گھر کو کیا اپنے خراب
آپ تو جی سی گیا تجھپہ یہ ڈالا ہی عذاب

ہی گلے طوق تری پانؤن مین تیری زنجیر
دیکھتے ہین تجھے اس حال سی برنا و پیر

سنتے ہی اسکو وہ سرور یہ زبان پر لایا
کیا ہوا گردش دوران سے جو مین دکھ پایا

یہ حال دیکھ شہ دین نے آہ بھر کر تب
کیا خطاب زاہل حرم سوے زینب

کوئی نہین ہی کہ بیمار عابدین کی اب
کہ پر وہ حلق مین پانی چوانیکی تدبیر

نہین رہا کوئی باقی کہ وہ کری یاری
سبھونکو مار قضا لائی ہی مری باری

سلاح دو کہ اب اپنی کرون مین تیاری
مجھے نظر نہین آتا بغیر اسکے گزیر

مین جاکی رن مین شہادتکا اب پیون ہون جام
سکینہ ہی مری شفقت تم اپنی رکھیو مدام

تمھین مین سونپ چلا ہون یتیم اپنی تمام
نہو یہ یون کہ مرے بعد یہ رہین دلگیر

دیا جواب یہ زینب نی رو کی ای بھائی
ہمین بھی آج کے دن ہائی کیون نہ موت آئی

کہ تیری بعد نہ ہم کھینچتے یہ رسوائی
خدا ہی جانی کہ کس کسکی ہاتھ ہونگی اسیر

تب اُس گھڑی یہ پکار و کی شاہ نی جون ابر
کہ میری بعد ہو کیسا ہی تم پہ جور و جبر

بجز اور چارہ نہ تم ڈھونڈھیو بغیر از صبر
تمھاری حق مین یونہین چاہیے ہی اب تدبیر

منگا کی پھر رکھا عمامۂ رسول بسر
زرہ پہن سے حمائل کی ذوالفقار سپر

امیر حمزہ کی پشت اپنی سی لگا کی سپر
چلے جو حرب کا کر قصد حضرت شبیر

کہ شور آہ و فغان خیمی سے اُٹھا ناگاہ
وہ شور سنکے لگی کہنے یون حرم سی شاہ

ابھی تو بس کرو اتنی فغان و وا ویلاہ
سبب یہ کیا ہی کہ روتی ہین ملکی جمع کثیر

کہا کہ دودھ بن اب جان لب ہی اصغر کا
ہوا ہی خشک گلو طفل نازپرور کا

۵۵۰

کہا سکینہ نے اُس لاش کو لگا کے گلے | بہت شتاب تم اے بھائی ہمکو چھوڑ چلے
نہ مان کی گود مین شہ شاہ سے زیادہ پلے | تمہین نہ دیکھ سکا ہاے یہ فلک پیر
بیان یہ کرتی تھی رو رو سکینہ باد ل زار | سنے تھا جو کوئی اُسکی بھی چشم تھی خونبار
جگر ہر ایک کا مجروح اور سینہ فگار | گری تھی دمبدم اُسکی زبان کی تقریر
زیادہ اس سے نہ کر اب تو سوداؔ طول کلام | درود بھیج شہیدون پہ کر سخن کو تمام
جزا ہر دو جہان اسکی بخشدینگے امام | سخن ترا تو رُلاتا ہی مثل ابر مطیر

مرثیہ دیگر

کہتا ہی غم ہمین نہ کسی دم سے پوچھیے | یہ بات وہ نہین جسے عالم سے پوچھیے
گر پوچھنا ہی تو کسی محرم سے پوچھیے | گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
نوع بشر مین ہی بشریت کا یون اصول | جو دل ہی سو عزیز کے جانے سے ہو ملول
پر سے گئے جہان سے تشریف جب رسول | گذری جو فاطمہؑ پہ اُسی ہم سے پوچھیے
آدم نے جب فراق سے حوا کو رو دیا | اُسکے بھی دل کو گرچہ نہایت الم ہوا
پر جب علیؑ سے فاطمہؑ ہونے لگی جدا | گذری جو فاطمہؑ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
روح الامین نے جب بدر سید الانام | آکر دیا شہادت حسنین کا پیام
گریان سب اہلبیت تھی سنکے یہ کلام | گذری جو فاطمہؑ پہ اُسے ہم سے پوچھیے

جب پاؤن بیچ اسکی لگا خار راہ مین | گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
از بسکہ ناتوانی سے کانپے تھا اُسکا تن | چلنا تھا اُسکو راہ کا ہر یک قدم کٹھن
چلنے کو جب کسو نے کہا سخت اُسسے سخن | گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
جسوقت تشنگی سے ہوئے خشک اُسکے لب | مانگا جو اُن نے پینے کو پانی کسو سے جب
اور کوزہ دیکے ہاتھ لیا چھین اُس سے جب | گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
اُس محنت وصعوبت وسختی سے وہ لعین | زین العبا کو لیکے گیا پیش عدوے دین
جب بول اُٹھا وہ قتل کرو اُسکو بھی نہین | گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
حور و ملک یہ سُنکے لگی رونے شکل میغ | نکلی صدا یہ سنگ کے بھی منہ سے وا دریغ
پر جسگھڑی بٹھانے لگا اُسکو زیر تیغ | گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
جسدم سر حسین کو مجلس مین وہ پلید | لائے تو دیکھکر متبسم ہوا یزید
اور چھیڑنے جب اُسکو لگا لیکے چوب بید | گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
یہ حال دیکھ زینب وکلثوم نے فغان | جسوقت کی تو کانپے زمین او آسمان
جو کچھ کہو درست ہے پر سُنکے وہ فغان | گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
اے مہربان خبر نہین مجکو بھی من وعن | بیتی جو فاطمہ پہ ہے آگاہ ذو المنن
دعوا مرا غلط ہے جو کہتا ہون یہ سخن | گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے

ذرہ دیکھا حشر کا روز وہ جو کیا آب طلب
پیاس سے ہونٹ خشک اگرچہ جان تھا ہی پر لب
گود کا طفل طرح پھول کی مرجھاتا تھا
آب کو انہیں سے دی رحم کسے آتا تھا
ان غریبوں پہ تپش دزیر تھا آب
اسکو وہ تری جبین تر کو گرم ایسا آب
رتبہ تھا زین عبا کا جو چھوں سے مافوق
گرم یہ دھوپ کی تابش سے گئی بہن تھا طاق
وہ جبین پر پڑی اندلیتے سراک جا اسکی
تھی یہ شدت سے تپ اسکو کہ ہوا تھا اسکی
تھی نظر چار طرف اسکی بچشم پرنم
جوش خونناب دل اسکی نے یہ مارا اسدم
بھر کے اک آہ جگر سوز کہا وای پدر
تجھ تری حال سے میرا ہی نہیں داغ جگر
اندکون کی لیے خلاف نے کیا اے شہ دین

تو وہ تاری ہی کہنے لگی ہنس ہنس کہ سبب
ہم تو دین آب تجھیں پر ہیں گو دامن آتش
سینے میں اسکو دل ماں کا جلا جاتا تھا
وہی رسالت کی شہزادی تھی تن آتش
تشنگی ہی وہ گھوڑوں میں کرلی سینہ بیتاب
جوش میں سینے کی اسرار دیدان آتش
پیادہ وہ جاتی تھا اور گرد سوار وجوش
گر اسی طوق کھون پا گریبان آتش
کرتے جاتی تھے ستم سر پہ وہ کیا کیا اسکی
خون کف پا کا ہی خار مغیلان آتش
ناگہان باپ کا سر نیزے پہ دیکھا جو علم
گر برسنے لگی از دیدہ گریان آتش
ای میں قربان تری سر کی تن سے کر کہ
گرتی ہے غم کی دل فاطمہ پہ یان آتش
سبطین پیغمبر فاطمہ کے شلوک کیا شہ تن

۵۵۲

چپ ہو سودا کہ شعر آب سے اچھے ہیں — اجر اس شعر کا دیوے گا خدا محشر میں
جب مجمع ماتم کے پڑھیگا گھر میں — ہوگی اس مرثیہ کے سوز پہ قربان آتش

مرثیہ دیگر

بنی قاسم کو مہندی کی لگانیکی نہ دی فرصت — سوا اک عقد سر سہرا بندھانیکی نہ دی فرصت
سنے کو وہ اسکی بنانیکی نہ دی فرصت — غرض اک آن گردش نے زمانیکی نہ دی فرصت
بنا یہ نہ رہا ای یارو لگن کی رات کا مارا — پڑا جو دشت غربت میں وطن سے ہو کے آوارا
کہ دولہا اسکی شادی میں ہل رہا او پکارا — فلک نے عیش و سینہ بچانیکی نہ دی فرصت
چلا جب جان جہان سے آگئی پیغام دو نامہ — نشان آستین دینے لگا وہ کپڑا گرجامہ
اجل نے یہ کیا دیکھ اسکو دولہا ساتھ ہنگامہ — کہ جلتی دقت چھاتی بھی لگانیکی نہ دی فرصت
کروں کیا ذکر اس نوشہ کے گھر شادی آنیکا — بغیر از زخم کیا مذکور تھا وان آب کھانیکا
وہ جھوٹا ہی کریگا جو بیان شربت پلانیکا — کسو کے حلق میں پانی چوانیکی نہ دی فرصت
نہ تھی شادی نبی کی آل کی خانہ خرابی تھی — جو آیا اسمیں منگنی سے اسی شتابی تھی
نجانے کس لیے اتنی اجل کو اضطرابی تھی — کہ دولہا کو دلہن گھر بیاہ لانیکی نہ دی فرصت
جو مہمان آئی تھی اس بیاہ میں کھانے کو مہمانی — تڑپ کر پیاس کی ماری دیا جی سب نے بن پانی

غرض اس شادی کی غم نے جگر آفاق کا پھوڑا تا — کرون مذکور خلعت کا جو شہ کی [illegible] دوتا
گئی اور ذرہ ذرہ گوشت تیری سی وہ ٹلہ ہوتا — کفن بھی اُسکی میت کو نہ پہنانیکی نہ دی فرصت
برات اور بیاہ ہوتی دیکھتی بنا کر کس مین — یہی دلھا و دلھن ہمکو نظر آئی نہ [illegible] مین
رہی حسرت دیکھنی کی آرزو دونونکو آپس مین — قضائی آہ اُسی مصحف دکھانیکی نہ دی فرصت
رہے شادی کہ جسکی نقل سن آفاق مین ہے [illegible] — گریبان چاک ہے ہر مرد و ہر زن ہے پریشان
سنا اے سودا اب یہ مرثیہ حسین تو پھر اکو — الہی غم نے خوشی سے دل لگانیکی نہ دی فرصت

مرثیہ

لگا وطن ہی جو ہونی روان حسین غریب — پیام دی تھا سوی دوستان حسین غریب
ملو تو ملو کوئی دم ہی یہان حسین غریب — پھر اسکی بعد کدھر تم کہان حسین غریب
گھرون سے آئے یہ سنتے ہی سوزناک پیام — اکابران مدینہ باضطراب تمام
ہوئے جو داخل مجلس لگا یہ کرنی کلام — انھونکے ساتھ بآہ و فغان حسین غریب
تمھین مین اس لیے ملنے کو اپنی بلوایا — کہ یہ سفر سفر آخرت نظر آیا
گیا جو وان کو پھر اسکا نشان نہ کچھ پایا — چلا ہے تمسے ہو رخصت جہان حسین غریب
سبھون سے تم مین یہ بندہ ہے راضی و خرسند — کسیکے حق مین جو اس سے ہوا ہے پست و بلند
کرے معاف اُسے اُس نبی کی ہے سوگند — کہ جسکی آل ہے اے مومنان حسین غریب

کہا یہ شہ نے بھی دیکر دعا کہ بشر رسول
لکھا ہے راوی ذیون بھی کہ انمین ایک اصحاب
نبی جو خانہ خدا ہو یہ پوچھے دو گی جواب
تب اس سے ہو کر رخصت تم اسکو جا کر دو
کہیں جو فاطمہ اپنے محبون مین دیکھو
کہ اسکا قطع سخن ہوا اٹھا شہ مظلوم
نہ لیوین خستہ بدن کاٹ کر گلا وہ شوم
عبث یہ فکر کرو ہو نہیں کچھ اسکا سود
کسیکے لاش کو تکفین کرین جو وہ مردود
کبیدہ تم سے کبھو ہو نہ سرور عالم
قضا اٹھا لی ہے جب سے بنا و تیغ ستم
غرض محبون نے ہر طرح اسکو سمجھایا
وداں دشت بلا مین بافسر با آیا
اب اس سے آگے جو گذرا ہے اسپہ رنج و تعب
بغیر دفن و کفن یہ تو جانتے ہین سب

کریگا شکر تمھارا بیان حسین غریب
یہ ہم نشینون سے کہنے لگا بچشم پر آب
ہوا رضا سے تمھاری وان حسین غریب
جو روز حشر یہ بدنامی اپنے سر پر لو
کھڑا ہے با کفن خون چکان حسین غریب
یہ حال محض ہے ملنا مجھے کفن معلوم
انھون سے یہ نہیں رکھتا گمان حسین غریب
کفن تو حشر مین تب ہو بدن خون آلود
کہان کفن کدھر ہے ہمدمان حسین غریب
ہے اسمین جرم تمھارا جو تم سے ہو برہم
بنا ہے اسکی دل امتحان حسین غریب
دل کسو کا نہ خاطر مین وہ سخن لایا
اسیر دشمنی آسمان حسین غریب
بیان کو اسکی نوکر تا ہے منع حد ادب
کہ خاک و خون رہا درمیان حسین غریب

قافلہ اس مین چلا جلد قضارا ناگاہ
ہوگئی صبح تو اک نخل مین لائی وہ پناہ
وارد اس جا ہوئی آکر زن حارث کی کنیز
پانی مین دیکھ کے جو عکس کیا ان نے تمیز
دیکھکر انسے کہا ان نے کہ صاحبزادو
کس لیے آن کے اس نخل تلے بیٹھے ہو
سنکے بولے کہ دو فرزند ہین مسلم کے ہم
نہ کوئی دوست ہی اسجا نہ کوئی ہے ہمدم
تب کہا ان نے کہ تمپر سے مین جاؤن قربان
چلکے تم گھر مین رہو اسکے کوئی دم مہمان
غرض اس جا مین جو وہ خادمہ کرتی تھی سخن
لیگئی بی بی کنے انکو بتزیر دامن
پوچھا خاتون نے یہ ہین کون جو آئے ہین یہان
سنتے ہی بی بی قدم پر گری ہو گریان
پھر لگی کہنے کرون آپ کو مین تمپہ فدا

رہ گئے پیچھے وہ معصوم گم اسنے ہوئی راہ
نیچے اس نخل کے اک آب کا چشمہ تھا قدیم
اسکی بی بی رکھتی تھی آل محمد کو عزیز
آئی وان اسکو نظر شکل دو خورشید عدیم
ہوگئی تم کون نشان اپنے گھرانے کا دو
کونسی تمپہ کہو ایسی مصیبت ہے عظیم
باپ کوفے مین موا آکے تہ تیغ ستم
آسرا ہمکو کسیکا نہین جز رب کریم
ایک بی بی ہے مری تمپہ فدا دل و جان
رکھیگی تمکو نہایت بتواضع تکریم
گویا آئی تھی قضا ان کنے ہو صورت زن
کہا اس سے یہ معزز ہین کر انکی تعظیم
تب کیا جاریہ نے صورت احوال بیان
پاس لے بیٹھی انھین کرکے سلام و تسلیم
ہوئی حاجت کچھ اگر تمکو تو دیجے فرما

آگے یون راوی جانسوز کرے ہی گفتار
ایک اُنمین سے جگا دوسرے کو رو کر زار
خواب مین دیکھو ہون مین یہ کہ رسول مقبول
کیون کیا یہ کہ دو فرزند دل و جانسے ملول
یہ سخن سنکے سراسیمہ ہو اُس نے بھی کہا
ایک سے ایک گلے لگ کے رو دیے پھر ایسا
ہو بر آشفتہ زن اپنے سے لگا کرنے سخن
تا کہ معلوم کرون مرد کوئی ہی یا زن
زن بیچارہ نے اُسکو نہ دیا اسکی جواب
حجرے مین دیکھے تو دو طفل ہین رشک مہتاب
دیکھکر اُسنے کیا حارث ملعون نے سوال
اُس لعین کو بھی اُنھون نے جو کیا دست خیال
قہقہا مار لگا کہنے سنا یہ حسید م
آخرش دونون کے گیسو مین گرہ دے ملہم
در کو اُس حجرے کی محکم کیا دے کر زنجیر

دونون بھائی جو وہ سوتے تھے بیک حجرہ تمام
کہا آتا ہی نظر صبح پہ گردون ہو دونیم
کہتے ہین باپ ہمارے بھی تری دل زقبول
پھرین حیران و پریشان بد بہات غنیم
خواب مین بھی یہی اے جان برادر دیکھا
کہ ہوا خواب سے بیدار وہ ملعون لئیم
اے دغلیا ز چراغ اٹھکے تو کر لا روشن
کسکی آتی صدا کون ہی اس گھر مین مقیم
لایا اُٹھکر وہ چراغ آپ ہی با چشم عتاب
اشک آنکھون سے روان اُنکی مثال تسنیم
کون ہو تم جو دیا رحل اقامت یان ڈال
بولے ہم دونون ہین مسلم کے ستم دیدہ یتیم
یار در خانہ و من گرد جہان میگردم
مارا ایک ایک طمانچہ نہ خدا کا کر بیم
سو رہا اپنی جگہ آن کے پھر وہ بے پیر

آگے کیا اسکی ستم گوہی کہون واویلا	جسطرح دونون یتیمونکے تئین قتل کیا
جسکا تھا نام محمد اسے پہلے مارا	پھر جدا تن سی کیا اُن سنے سر ابراہیم
راوی کہتاہی کہ جب کاٹ لیے اُنکے سر	وہ وہین دریا مین دیا ڈال تنونکو لیکر
بیٹھ گئی چھاتی سے چھاتی کو ملا یکدیگر	آخر الامر تہ آب وہ مظلوم یتیم
آج سودا ہین تو خوب رُلایا تونے	دل سی ہر ایک کے شادی کو بھلایا تونے
کہ کے یہ مرثیہ جیسا کہ ٹپایا تونے	حشر مین اسکی جزا دیوے تجھے رب کریم

مرثیہ دیگر

گردون پر از خروش و فغان وا مصیبتا	شیون درون کون و مکان وا مصیبتا
آفاق بزم ماتمیان وا مصیبتا	عالم تمام گریہ کنان وا مصیبتا
خلقت ز شکل جون مسنو خاک سی ملی	دنیا کی جیب چاک ہی جون گل کی ہو کلی
ہر شہر کوچہ کوچہ و ہر دہ گلی گلی	واحسرتا جو یہان ہی تو وان وا مصیبتا
کرتے ہین سر پہ خاک اُٹھاتی ہین یہ ملک	زیر زمین عجب نہین آجاوی گر فلک
روح الامین سے خونسی ہی آغشتہ ہر پلک	حورون کی ہی یہ ورد زبان وا مصیبتا
افلاک ہی درون و برون سی پر از ملال	سے فرش تا بعرش کیا غم نی پائمال

اس کام سے عجب نہیں امت نے جو کیا
ایسے چراغ دین کو جو ٹھنڈا کر دیا
حیران ہون مین یہ قوم بد اعمال و زشت خو
جن نے کیا یزید کے اجرای کار کو
محشر مین آہ فاطمہ جب یون قدم دھرے
اور گود مین جگر کے وہ ٹکڑے ہری بھرے
پوچھے جو مسلمین سے نبی کے وہ نور عین
ایمان کا پھر جو فہم ہو جیسے مشرقین
جس پہ دی کی ملک نہ ہوئے محرمان راز
ان اشتر و شتر پشت پہ جنکی نہین حجاز
خورشید سوی ابر چلا دیکھ وہ گروہ
لرزا تمام عرش باین شوکت و شکوہ
مقتل سے اس گروہ نے جسدم کیا گذر
تب جبرئیل زانوی غم سے لگا کے سر
جنت کی ہے فضا سے دل اسکا نہ پٹ گیا

بیٹھے ہون سر بجیب نبی پیش انبیا
عالم بچشم عالمیان وا مصیبتا
عقبے مین ہو گی کیونکہ محمد کے روبرو
خون اسکی لو سے گر ہے روان وا مصیبتا
سر ہاتھ مین ہو دوش پہ پگڑی لہو بھرے
تب کیا کرین یہ بیخبران وا مصیبتا
مارا ہے کس گناہ پہ تمنے مرا حسین
اس حرف کا جواب کہان وا مصیبتا
دیکھا نہ مہر و مہ نے ادھر چشم کر کے باز
بیٹھی ہین اسکی پردگیان وا مصیبتا
کی خاک سر پہ دشت نے رو دیا ہر ایک کوہ
آئی ندا ز راز نہان وا مصیبتا
آواز ہای ہای گئی عرش کے ادھر
بولا کہ ای امام زمان وا مصیبتا
صورت ہے تیری حال کی ہر آن اسکی پاس

شاہا ہمیشہ اشک مری چشم نم مین رکھ — سب اپنے عزا کے تا بقیامت الم مین رکھ
اس روسیہ کو یان تبین اپنے تو غم مین رکھ — نکلے بدن سی کہتی یہ جان و مصیبتا

مرثیہ دیگر

ہاے وہ ناقی تمھارا یا نبی — فاطمہ کے من کا پیارا یا نبی
ظالمون نے کر بیچارا یا نبی — کیا کہون کس طرح مارا یا نبی
وان موا پیاسا ترا لخت جگر — تھے جہان سیراب حیوان سر بسر
گرچہ تھا اک نہر کے پرتاب پر — وان سے دریا کا کنارا یا نبی
گوسفندون کا جو کاٹین ہین گلا — انکو بھی دیتے ہین پانی اوّلا
ذبح کرنے وقت ایسے کو بھلا — نیر نہ میٹھا نہ کھارا یا نبی
شاخ سی کوئی اگر توڑی ہی پھول — دیکھنے والے کا دل ہووی ملول
اُس تن نازک سی کہہ تو کس اصول — ظالمون نے سر اُتارا یا نبی
فاطمہ سی کہ ہو دین دادخواہ — قتل یون شبیر ہووی بے گناہ
وہ گلو جو تھا ترا نت بوسہ گاہ — وان چلا خنجر دودھارا یا نبی
گر کہین مر جاے کوئی بے وطن — اُسکو بھی ملتا ہی دس گز کا کفن

سو بر کے سر کا برچھی پردہ جال
تیر کی تھی حلق مین چھوٹی کی بھال

باپ نے جب کھینچکر ڈالی نکال
خون کا اچھلا پھوارا یا نبی

تر و تازہ ہے جہان پانی سے خلق
پیاس سے بچونکو میرے بھایا قلق

پانی کا کرتے وان وہ تشنہ حلق
ہچکیان لے لے اشارا یا نبی

ڈس گیا داماد کو نیزہ ہو ناگ
ملگیا ماٹی مین دولھن کا سہاگ

اقربا مین ہین عجب میری بھی بھاگ
نحس اتنا بھی ستارا یا نبی

بخت بد کی کیا کہون مین نوک چوک
لگ گئی کسکی بچانے مجکو ٹوک

گھر کا گھر میرا دیا آفت مین جھوک
لون مین جا کسکا سہارا یا نبی

ہو وے جس دن عرصۂ یوم التناد
لیجے ہر مظلوم کی ظالم سے داد

حال فرزندون کا اپنے رکھیو یاد
بیکسون کا تم ہو چارا یا نبی

الغرض بانو یہ جب کرتی تھی بین
ہر طرف خوناب دل روتی تھی نین

ایک دل کو وان نہ تھا اک لحظہ چین
آب تھا ہر سنگ خارا یا نبی

سودا مجرم ہی بڑا اے شاہ دین
رو نہیں ہے حشر مین جسکے تئین

اور کسی جا گہ مفر اسکو نہین
ہے یہ اور دامن تمھارا یا نبی

مرثیہ منفرد

جہان بیٹھے تو ہے لوہو کا تھالا | عجب اُسکے لیے مسند بچھائی
زمین آسمان گر کوئی چھپا نے | نہ ان رسمون کے وہ پاوے ٹھکائی
کہین دیکھا کر دولھا کی قضا نے | لیا ہو نیگ سر سہرا بندھائی
گل آرائش کے یان زخم بدن ہین | کنول کے پھول چاک پیرہن ہین
برنگ لالہ خون سی سرخ تن ہین | اسے کہیے غضب یا کہ خدائی
چڑھے جب بیل بنے نبری سی بر کو | لٹا یا چرخ نے دونون کے گھر کو
کوئی کوٹے ہے سینہ کوئی سر کو | جو نوبت ہے تو یہ نوبت دھرائی
نہی شادی کہ جسمین تخت کی رات | انگارے ہو گئی جسمین نوبات
کہون کیا آرسی مصحف کی ہین بات | نہ پھر دولھا نے شکل اپنی دکھائی
کہین یون بیاہ مین گائے بدھاوے | رہا اک نوحہ گر نوحے کو آوے
وہ باہم سمدھیانے کو ٹیا دے | الاہر ایک سے لیوے بدھائی
کسی نے کھائی گر اس بیاہ کی پان | اجل کے سرخ ہین لوہو سی دندان
دیے ہین سمدھنونکو ہار حریان | سو زنجیر انگی گردن مین پنھائی
زہے یہ بیاہ جسکی حشر تک دھوم | مرین پیاسے براتی ہو کے مظلوم
بچاری سمدھنون کو کھانا معلوم | سبھون نے روہی رو جان اپنی کھائی

دھر تڑا رن مین آہ تڑپے ہے | سر ہنوک سنان وا ویلا
خون مین ڈوبا پڑا ہے گرد ترے | رشک مہ ہر جوان وا ویلا
کہتے ہین تجکو رو رو اہل حرم | اے کس بے کسان وا ویلا
وارث اب عابدین بن کوئی | نرہا درمیان وا ویلا
منھ پر اس طفل کے برستی ہے | کیا یتیمی کی شان وا ویلا
ہاتھ مین اسکے بجتیون کی مہار | صورت ساربان وا ویلا
آج قاسم بنے کا سرخ دہن | خون سے ہے بجاے پان وا ویلا
سر سے تا پا علی اکبر کا | تن سے ہے لوہو لہان وا ویلا
علی اصغر کا آب پیکان سے | تر ہوا ہے دہان وا ویلا
اسکے ماتم مین شہر بانو کی | چشم سے ہے خون فشان وا ویلا
یاد کر کر وہ سب دم اسے اب وہ | یون کرے ہے بیان وا ویلا
کیا ہی تو داغ دے گیا دل مین | ہاے مادر کی جان وا ویلا
تیر تجھ حلق مین لگا کس کا | تھی وہ کس کی کمان وا ویلا
نہین چادر بھی مجھ کنے جس سے | پوچھون تیرا دہان وا ویلا
کاش لیجاتی مین مدینے تجھے | رن مین میرے پران وا ویلا

۵۶۵

پر کبھی روتی ہے ایسا ڈھاڑ مار — خون دل ہوتا ہو ہماری یا رسول
کہتی ہون ٹک چپ ہو بابا آئیگا — بی بی کی خاطر کھلونے لائیگا
ہاے کب بھول اسکے دل سے جائیگا — مین تو اب بہلا کے ہاری یا رسول
باپ کو دیکھے گی یہ روز جزا — جھوٹی باتین مین بناؤن تا کجا
دل ہوا ہے آس اس سے بھی مرا — دیکھ اسکی بے قراری یا رسول
اسکو تسکین دون مین کیا کر کدھر — رونے سے ذرہ بھی تھمتی ہو اگر
باپ کا اسکو دکھا دیتے ہین سر — لا کے یہ ملعون ناری یا رسول
جتنا کہتی ہون کہ اسکو مت دکھاؤ — سر کو اسکے باپ کے اس سے چھپاؤ
ڈر خدا کا بھی تو اپنے دل مین لاؤ — کون سنتا ہے ہماری یا رسول
چند روز اسکا رہیگا گر یہ حال — پھر نہین جینے کا اسکے احتمال
باپ کا غم جان کا اسکی ہو کال — اسکو ہے اب دم شماری یا رسول
اکبر و اصغر سے ہو بیٹھی نراس — عابد بیمار کی ہے کسکو آس
میرے سیامی کی یہی اک میرے پاس — رہ گئی ہے یادگاری یا رسول
یہ ستم اور ظلم مین کب تک سہون — جی مین آتا ہے کہین جا مر رہون
ایک دکھ ہو دل پہ تو اسکو کہون — زخم ہے کاری پہ کاری یا رسول

اس مصیبت پیچ کب ہوتی نہین ۔۔۔ حال ہی مجھپر یہ طاری یا رسول

مہربان کرتی تھی جب بانو یہ بین ۔۔۔ تھا عجب ارض وسما مین شور وشین

پیٹ سر گاہے کہے تھی وا حسین ۔۔۔ گاہ رو رو کر پکاری یا رسول

مرثیہ دیگر

غم ہی مجنون حسین و دل عالم زادی ۔۔۔ اشک کی فوج ہی زنجیرۂ از فولادی

چاک نے پیرہن خلق کی ہو کر ہادی ۔۔۔ چشم سے تا بقدم راہ اسی بتلادی

غم ہو سینے مین تو کیونکر نہ کری اشک ہجوم ۔۔۔ طفل و دیوانے چلے آتے ہین از ملزوم

مل کے باہم یہ محرم مین مچاتی ہین ہجوم ۔۔۔ جسکو دیکھون ہی سو ہاتھ اٹھا کے دے ہی فریادی

پھر ہی از سر نو جب سن ہجری کا سال ۔۔۔ شعلہ کر دے ہی اسی ماہ محرم کا ہلال

دیکھکر اسکو یہ ہو جاتی ہی اسکا احوال ۔۔۔ کہ نہ ویرانہ ہی چھوڑی ہی نہ پھر آبادی

آہ ہی اسکا علم اور سر شک اسکی فوج ۔۔۔ آتی ہر سینے سے وہ چشم نمکسار کی موج

گرچہ کو عشرت کی معاپست کری اسکا اوج ۔۔۔ تاب کیا رہ سکے دل مین جو سرور و شادی

ایکدن عیسیٰ خوشی سے یہ کہا سن ای غم ۔۔۔ تجھسے بے چین ہی تا لے حور و ملک تا آدم

کام دنیا کا تری ہاتھ رہے ہی درہم ۔۔۔ دل کو آفاق کی تین کس لیے یہ ایذا دی

٥٦٧

وہ جو فرزند محمد کے پڑے تھے بے سر ایک کی لاش زمین کھود نہ وان گڑوادی

تا چہل روز بہتر تن بیجان اُس ٹھانو یون پڑے رہتے کہ گہی دہوپ تھی اُنپر چھائی

ہای اسطرح کیا قتل نبی کا وہ گانو شہر اسلام مین تھی جسکے سبب آبادی

جن نے تخم ستم واسطے اُنکے بویا رہا اُس تخم کے پھل کھانیکو اُنکا جویا

تیغ کے واسطے تھا روز ازل سے گویا گردن آل محمد پہ خط آزادی

نہ تو سمجھے یہ لعین ذات خدا کو حاضر نہ کیا پاس علی کا نہ نبی کی خاطر

دین سے منہ موڑ کے دریا مین لہو کی آخر کشتی آل نبی شامیون نے ٹھہلادی

لوٹ کر لے چلے جب اہل حرم کو ہیہات اُس مصیبت کی کہان تاب جو کہہ سکتی بات

جو سوار اشترونکی پشت پہ تھین مستورات مان نہ بتول اُنہین کسوکی تھی کسوکی دادی

قصہ لیجانیکا آگے نہ کہے یہ ناکام ہی یہ ڈر سوی ادب پر نہوا اسکا انجام

اہل بیت نبوی شقیون نے پہونچا کر شام جا کی دی انپی خلیفہ کو مبارکبادی

غدر رہ آل نبی سے کیا شیطانون نے نہ جسی آنکھون ہی دیکھا نہ سنا کانون نے

حیف کفار کے نزدیک مسلمانون نے کر دیا خانۂ دین بیت یہو جون ابرادی

پس خوشی ازرہ انصاف کرا اسکو غور اشقیا جب کرین مولای دو عالم پہ جور

اندنون تجھ سی موالی رکھین صحبت کسطور دل مین کسطرح محبون کی ہو جای شادی

مرثیہ حضرت

بہن کب تک تری بن دکھ بھریگی — جو تو ہی نہین تو کیا جی کر کریگی
نہ بھائی ساتھ ہی تیرے مریگی — گئی ہے یہ بہت گھبرا کے اصغر

وہ قوم بے حیا دور از حمیت — ستم ہی کی اگر رکھتی تھی نیت
ہمین اے کاشکے دیتی اذیت — روا رکھتی نہ وہ ایذا اسے اصغر

چھٹ اسکے کیا تھی اس بچے کی تقصیر — کہ رو رو کر طلب کرتا تھا یہ شیر
بھلا اسپر اسی یون مارے تیر — کہ منہ کو کھول کر رہجائے اصغر

چھدا کر تیر سے پیاسا گلا تو — مجھے دکھیا کر اس جگ سے چلا تو
بلا لون بول تو منہ سے بھلا تو — تری مان ڈھگ ترے چلائے اصغر

لیے گودی مین اسکو شہربانو — کبھی پیٹے تھی سر اور گاہ زانو
کہے تھی ہاے یارب مین نہ مانو — نہ جب تک تو مجھے بلوائے اصغر

جہان اک بوند پانی کی نہووے — کرے کیا گر تری مان وان نہ رووے
ترے کرتے کا لوہو کیونکہ دھووے — تجھے کس چیز سے نہلائے اصغر

نہ یان کپڑیکا ٹکڑا اسے کفن ہے — نہ کوئی ساتھ اپنے گورکن ہے
اٹھانیکا ترے کہ کیا جتن ہے — کوئی کیونکر تجھے گڑوائے اصغر

جو روٹھا ہو تو مین اسکو مناؤن — اگر جاتا رہا ہو ڈھونڈھ لاؤن

کر تو پیاسا جہان سے جائے اصغر [illegible]
کوئی دم اس بچے کو ہو مئی تاب [illegible]
پلایا کس طرح کا اسکو تین آب
ہوا یہ جسکے ای بابا سے اصغر
وہ دن جسدن سے خطری مین جان ہے
زبان پر سب کی حرف الامان ہے
یہ اشدن آرزو سے مہربان ہے

[illegible]

دیوےگا کون اُسکو وان بھر کے جام پانی
سب خویش و اقربا تو اُسکی ہین پیارے
سیراب جسنے جگہ ہین وحوش و طیر سارے
سب مار ڈالے اور اُسکی مارے تڑپ رہی ہین
اندیشۂ تیغ کرو تو اپنا وہ کرچکا دل مین
جان برلب آرہا ہی دل زندگی سے مایوس
کوئی نہ پاس اُسکے تھا دے جو تسلی مایوس
نی دوست پاس اُسکے کوئی نہ آشنا ہی
اگر نہین ہے اُس سے کوئی مگر خدا ہی
تیغ ستم سے بھائی جا جسکے جگر ہوا ہی
بیٹا رہا سو دونون کی اوکھڑ پڑا ہی
صورت یہ کشت و خون کی ہے کربلا مین آئی
یون گردن اپنی کٹنے مع اقربا کٹائی
جو زیر تیغ آیا چھوٹا بڑا انھون مین
کوئی بھتیجا کوئی ہی بھانجا انھون مین

جسکو مین سوچتا ہون سو جسم حسین کا ہی
پانی سے آنکو وہ کسکی تیئن پکارے
ہونٹون پہ تشنگی سے وان دم حسین کا ہی
کوئی نہین ہے اُسکا اب بیکسی کے بن مین
غربت سوا کوئی بھی ہمدم حسین کا ہی
اندیشہ آبرو کا اور فکر پاس ناموس
مین کیا کہون کہ کچھ غم حسین کا ہی
ڈالی نہ دشمن اوپر ایسی فلک تباہی
اس حال مین محوِ محرم حسین کا ہی
اُسکا بھانج بھتیجا مار اوہین پڑا ہی
قتل اسطرح قبیلہ پیہم حسین کا ہی
تڑپی ہے یان بھتیجا وان لوٹتا ہی بھائی
کٹنے کا جسطرح سے عالم حسین کا ہے
کیا کیا عزیز اُسکا بیجان تھا انھون مین
بیٹا کوئی ہے اُسکا جو عم حسین کا ہی

مرثیہ حضرت

چرخ کی بدنسقی آج ہوئی ہے اثبات
دین کے راہ زنون نے ہو فراہم ہیہات
غارت اسطرح کیا ہے پیمبر کا گھر
مرنے والے تو موئے جی سے بچے جو اکثر
گھر کہ شادی کے عوض دشمنی کو آتش دے
دولہا دلہن کو عجب بھاگ ہین یار و جنگلے
دونون سمدھیانے یہ لوٹے گئے تج کر کے وطن
کس گھڑی بیاہ اٹھایا تھا کہ دولہا دلہن
صبح سے پیٹتے ہین سر اپنے براتی تا شام
دیکھکر حال یہ کہتے ہین کھڑے خاص و عام
کوئی روتا ہے کھڑا ڈال کے سر اپنے خاک
کسکا ماتم ہے یہ پوچھے ہے کوئی ہو غمناک
غیر زنجیر نہ سمدھن کے گلے دیکھا ہار
اور شربت جسے جب پوچھو تو گردن یہ گفتار
یہ عجب بیاہ ہے حسین نہ کہین رنگ نہ راگ

حال سے خلق کے غافل ہے نپٹ یہ بدذات
لوٹی کربل مین مدینے سے جو آئی تھی برات
نہ سر زن پہ ہے چادر نہ تن مرد پہ سپر
چاہتے ہین کرین پوشش کے لیے قطع حیات
در پہ سر پیٹنے سے خلق کے نوبت باجے
تخت کی رات کرے دن کو قیامت کی مات
عوض خلعت شادی نہ ملا شہ کو کفن
درد سے دل کے بہم کرنے نہ پائی دو بات
شام سے صبح تلک لے لیکے دولہا کا نام
بیاہ کا دن نہین دولہا کا یہ ہے روز وفات
سینہ کوٹے ہے کوئی کرتے گریبانکو چاک
شادی کے آج تلک دیکھی نہین یہ حالات
پان جو کھا دے سو ہے سمدھی کی تن مین سع ناک
تشنہ نوشہ کو کیا ذبح لب آب فرات
ورنہ ہر شادی مین سب گاتے ہین دولہن کے سہاگ

غرض اس شادی سے تا حشر رہینگے غم مین | جتنے مخلوق خدا کے ہین اس عالم مین
روز و شب خاک بسر ہوئین گے اس ماتم مین | آدم و دیو و پری حور و ملک اور جنات
طاقت اب سننے کی آگے نہین نظم بیان | خون دل ہر مژہ چشم سے کب تک ہو روان
سودا کہتے ہین تجھے بھی ہے اب خوف و گمان | ختم کر مرثیہ بھیج آل محمد پہ صلوات

مرثیہ حضرت

ہاے وے حیدر کے پیاری کیا ہوئی | کیا کہین رن کو سدھاری کیا ہوئے
تھے وہ شہزادی ہماری کیا ہوئے | کربلا مین کن نے ماری کیا ہوئے
فاطمہ کہتی ہین رو رو زار زار | کیا ہوئے فرزند میرے تاجدار
انکے بن دیکھے نہین مجکو قرار | کوئی اتنا جا پکارے کیا ہوئے
دلکے میرے چین اور نور نین | چاند سے مکھڑے تھے اور گل سے بدن
دھوتی تھی ہر دم مین جنکے پیرہن | سو مری آنکھونکی تارے کیا ہوئے
جنکو مین اتنا کیا تھا بر مین پال | شست و شو کرتی تھی جنکے سر کے بال
دیکھ نہین سکتی تھی بھوکا سو وہ لال | تشنہ لب دریا کنارے کیا ہوئے
گھر مین اب مجکو نظر آتے نہین | روتی روتی غم سے یہ آنکھین نہین
کوئی تو ڈھونڈھو بھلا جا کر کہین | بیوطن بیکس بچارے کیا ہوئے

صفدر دنیا کا رہبر سیاہ تاب
ہای وہ جگ کی اُجیاری کیا ہوئے

پانی جب چھپاتا حسین بلبل
پھر آمرزش تھی امت کے کفیل

باپ سے دلواتی کوثر کی سبیل
ہائے وہ حق کے سنواری کیا ہوئے

ہے دل عالم کو اُسکے غم کا روگ
ساکنان عرش تک ہی اُنکا سوگ

ہم چھٹے سب اقربا کتدے ہو بجگ
دین کے سالار ساری کیا ہوئے

ہائے جو تھی دین اور دنیا کے تاج
جن سے پائی ایمان نی پایا رواج

دھر پڑے ہیں خاک و خون میں آج
سر تن و خون سی ہو نیاری کیا ہوئے

آپ غرض زہرا کے کرتی ہین کلام
آنکھوں سی بہتے ہین نالے صبح و شام

رو رو کہتا ہی عالم ہائے امام
حق کی نظر دن کی نہاری کیا ہوئے

ہم سے اُنکی زار ہین سب انس و جان
سر کو اپنے پیٹے ہین کر دبیان

اُسکے ماتم میں سے کھوئی مہربان
ہای وہ حیدر کے پیارے کیا ہوئے

مرثیہ مربع

سن ای گردون اگر تو دون نہوتا
تری گردش سی شہ محزون نہوتا

ہاں سینے سے کبھی بیرون نہوتا
اور اُسکا کربلا میں خون نہوتا

شجاتی اسطرح کوفے کو حیدر
بلاتا تا ابن ملجم بھی سمجھ کر

٥٦٧

مرثیہ مربع

شام جب اہل حرم ہو کے گرفتار چلے
چشم گریان دل بریان جگر افگار چلے
دیکھ مقتل کی طرف کرتے یہ گفتار چلے
زینبکو تم جو چلے کیون نہ ہمین مار چلے

کس سبب کہنے بہی جو ہر ہمین تم منھ موڑا
خنجر و تیغ و تبر کا تو نہ تہا کچھ توڑا
مگر اس دن کے لیے تم ہمین جیتا چھوڑا
اس طرح لیکے ہمین تم ستمگار چلے

ہم سوار اونٹون پہ ایسی کہ نہین جنکی مہار
ہمسے نزدیک اجل اور سفر دور و دراز
ناتوان زین عبا جس سے نہ نکلی آواز
کھینچتا انکی مہار آگے وہ بیمار چلے

پا برہنہ ہے وہ اور رہ پر از خارستان
کانٹے چبھ چبھ کے ہر اک تلوے سے خون بار چلے
بسکہ ہاری ہے بدن اسکے تب و تاب و توان
گاہ بیہوش گرے ہو کے وہ ہشیار چلے

ظالمون نے یہ جفا اور ستم ہمسے کیے
سو طرح عابد بیمار کو آزار دیے
جسکی ہم آرزو مین کرتی تھی جینے کے لیے
سو وہ یون گریہ کنان زیست سے بیزار چلے

ہجر کا بسکہ تمھاری ہے الم اوسپہ ملال
وای افسوس ہے ہر دم بدم اُسکا ہی مقال
راہ چلنے مین یہ اُسکا ہے نقاہت سے حال
لڑکھڑاتا ہوا جون زخمی سرشار چلے

تن بدن اپنے سے اصلا نہین رکھتا ہے خبر
جا بجا خاک اڑاتا وہ چلے ہے سر پر
یاد کر تمکو وہ کہتا ہے یہ آہین بھر کر
مارین ظالم تمھین اُنپر نہ مرا وار چلے

شور انکی نے کیا شور قیامت کو بات
اس خرابی سی تری عترت اطہار چلے

نہیں سنتی ہیں یہ ملعون ہماری زاری
طعن و طنز انکی سی ہیں زخم دلوں پر کاری

حال دشمن کی بھی دشمن پہ نہو یہ طاری
جسطرح قید میں ہم سید ابرار چلے

تجھ بن اب کس سی کریں حال یہ اپنا اظہار
تیری آگی جو کہاتی تھی کہ ہم ہیں دیندار

دیکھکر دور سے تجھے دیکی دغا آخر کار
خانۂ دین کو تیئں کرکے یہ مسمار چلے

ظالمون نے ہمیں دکھلائی یہ اپنی کردار
صورت اس حال کی آنکھوں میں پھری ہی بار بار

حلق پیاسی پہ تیغ کھینچی ہیں چلے ہے تلوار
پانی کی آگ ہماری جو کہیں دھار چلے

اسی مقدور کہان آگی جو احوال پڑھی
نہ کفن لاشوں کو انکی نہ ملے گور گڑھی

خون ٹپکتی ہوئی سر لو کو نیزہ پر کی چڑھی
ہائی یوں شہر مدینے کی وہ سردار چلے

مطلب اسطرح محمد سی کہیں تھیں زینب
اہل بیت نبوی لٹتی جاتی تھی سب

کی زمین تا بہ زمین حشر کا عالم تھا جب
قتلگہ پر سی وہ با دیدۂ خونبار چلے

سودا چپ تو نہ کہہ آگی یہ کر احوال تمام
سنکے یہ مرثیہ بیتاب ہیں سب خاص و عام

پنجتن پاک کا تو اپنے تئیں کہیو غلام
تیری مذہب کی اگر بزم میں تکرار چلے

مرثیہ حضرت

بولی ہیں مرغ چمن آج کہ نالان ہیں ہم
کہتی ہیں گل کہ سدا چاک گریبان ہیں ہم

پانیکا جس سے کہ اس قوم کا کرتی ہیں سوال
سامنے لاکے زمیں پر وہ لعین دیتے ہیں ڈال
گو کہ نزدیک نہیں انکے محمد کی آل
لیکن اتنا تو یہ سمجھیں کہ مسلمان ہیں ہم

نہ خورش دن کو میسر نہ ہمیں رات کو خواب
کسی حیوان پہ زمانے میں نہ ہوگا یہ عذاب
کیا قیامت میں خدا کو یہ شقی دینگے جواب
دل میں انکے نہیں آتا ہے کہ انسان ہیں ہم

حق تعالیٰ انھیں نابود کرے جلد لعین
زیادتی اپنی پہ کیا غرہ ہے قوم لعین
ہمکو چیونٹی سے بھی کم جانتے ہیں اور اپنے تئین
سمجھے ہے ہر متنفس کہ سلیمان ہیں ہم

یا نبی کس سے کہیں جا کے ہم اپنی تب و تاب
اب ٹپکتا ہے جو آنکھوں سے ہمارے خوناب
اسقدر گرم ہے جس طرح سے ہوا اشک سحاب
یہ سلوکوں سے انھوں کے دل بریان ہیں ہم

زندگانی سے کیا سوختنی ہر دم کی تراس
آٹھ پہر آتش غم دلکو سلگتی ہے پاس
آہ بھرتے ہیں تو آتی ہے جلے گوشت کی باس
ہاتھ سے انکے زبس سینہ سوزان ہیں ہم

اس مصیبت سے ہر شام لیے جاتے ہیں
کبھو برچھی کی انی آن کے تبلاتے ہیں
کھینچکر تیغ کبھی سامنے آجاتے ہیں
ہیبت و خوف سے اب تا لب بیجان ہیں ہم

قید سے گر ہمیں آزاد کریں اب یہ لئیم
لیکے عابد کو ہوں مشتغل بہ شہ دین کی تفہیم
پوچھے جو کوئی کہ ہے کون یہ کسکا ہے یتیم
یوں کہیں مشغلہ گور غریبان ہیں ہم

بیٹا اسکا ہے جسے کہتے رسول الثقلین
بر میں آجا تو ہمارے بھی تری صدقے حسین

نیزی کی سہہ سینۂ اعدا نہی تھی بھال
اکثر چلانا تیر کا تو وی یہ تہہ صواب
تہمت منصفی سی دو مرے اسبا بکا جواب
دیکھا جہانمین کا فرو دیندار کا بھی سبھ
پینے دین آب اتس سی لے تا یہ وحش و طیر
امت ہی وہ کہ خانۂ دین کی ہو پاسبان
آتش برا ہی تخت و نیزا آئی تھی در جہان
راوی لکھی ہی خرد و کلان سن مین جب ہوا
شش ماہہ طفل اصغر معصوم تک ہوا
تنہا پھر اُس زمین پہ رہا شاہ کربلا
بعد اس ستم کے خیمہ ہوا مورد بلا
خیمہ مین جب دھسی وہ لعین چھانتیان تنی
کیا ہو وی اُن غریبون سی جن پر پڑ رہی بنی
تلوارین کھینچ کھینچ یہ بولی وہ بدخصال
گردن پہ اپنی جان کا اپنی نہ لو وبال

یا اُنکی سر کٹھانیکو ٹھو ٹھو کمیو واسطے
یا کیجے تو وہ سینۂ ابن ابو تراب
یا ر دینی کی روح مطہر کے واسطے
اُنکی سی پر قساوت قلبی کی مین سیر
مل نہ ہون ابن ساقی کوثر کے واسطے
یا لوٹ لیوی اپنی پیمبر کا خانمان
یا دینی کو وہ فاطمہ کے گھر کیو اسطی
نیزی سی اور تیغ سی سب کا لہو جیوا
طعمہ عقاب تیر ستمگر کے واسطے
اسکا بھی تیغ ظلم سے آخر کٹا گلا
غارت گرونکی ہاتھ سی زیور کے واسطے
بیٹی چھپی تھی مان کبھی مان بیٹی کے کنے
جز یہ کہ دین خدا و پیمبر کے واسطے
جلدی سی تم بتاؤ کدھر ہی متاع و مال
برباد زندگی کو نہ دو زر کیو اسطے

گر ہاتھ تھا درست کسی کا جدا تھا پانو
لوتھون پہ جا پڑی نظر اُنکی جو ناگہان
زینب پکاری ہوی تو ان لوتھون مین جہان
ای سکینا ہ کشتۂ و مذبوح بی سبب
مین کیونکہ اتنی لوتھون مین پاؤن تجھے کہ جب
تجھ سر کی شام جانیکا مین کیا کہون اصول
اس سر کی بالین سی سدا بچۂ رسول
نانا ردا کو اپنی رکھی تیرا فرش خواب
بابا کی کنیت کی سبب ابن بو تراب
کپڑونکو غم مین چاہیے رو رو کی مین ہون
ای نور چشم فاطمہؓ تبلا مین کیا کرون
زینب غرضکہ رو رو بآواز دردناک
یہ خون مین وہ پڑا ہی کہ جسکی قدم کی خاک
یا مرتضیٰ علی ولی حشر کا قیام
سودا کو بھی لیوے تو اپنے ز فیض عام

پیکل اور آل پیمبر کے واسطے
تاریک و تیرہ ہو گیا آنکھون مین دو جہان
بھائی جگہ دی اپنی بھی خواہر کیواسطے
پہونچی ہون تجھ تلک آن کی مین بھی بصد تعب
پہچاننے کو سر نہو پیکر کیواسطے
لٹکی تھا نوک نیزہ سی اور پڑ رہی تھی دھو
شانہ تھا گیسوان معنبر کیواسطے
مان ٹرنی دی نہ تن پہ کبھو عکس آفتاب
تین خاک اختیار کی بستر کیواسطے
کفنا کی کسطرح سی تجھے گور مین دھرون
سو تو نہین ہی چادر و معجر کیواسطے
کہتی تھین یہ کہ تیغ ستم سی ہوا ہلاک
سرمہ تھی چشم خسرو خاور کیواسطے
جس روز ہو عرض کیی رکھی ہی یہ غلام
دریای العطش کے شناور کیواسطے

عباس کے کر قطع ستم کیشون نے بازو | ڈالی بر دی خاک
جون خشکی مین ماہی ہو نظر آلی ہے مجکو | یون عابد غمناک
دل دیکھ سکینہ کے پریشان ہوئے گیسو | جون شانہ ہی صد چاک
جز مرگ علاج اسکا نہین کچھ ہے مرے ہمدم | ہو زخم جو تن پر

زینب نے غرض شاہ کو اس نظم بیان سے | سر پیٹ کے اکبار
بولین کہ رہا تو ہی ہے اب خرد و کلان سے | جا رن مین نہ زنہار
نکلا یہ سخن جس گھڑی زینب کی زبان سے | سنکر شہ ابرار
بولے کہ نہین ہے یہ جگہ مارنے کی دم | یہ نہین ہی مقدر

یہ کہہ کے ہوا شاہ کا میدان کو آہنگ | رخصت ہو بہن سے
اور راست کیے اپنے بدن پر سلح جنگ | ہم شکل کفن سے
اس آن حرم بیچ قیامت کا ہوا رنگ | فرقت کی محن سے
اکبار گیا شیون دلہا سے بپا از غم | افلاک سوا اودھر

کرتا تھا شہ دین کی کوئی منت و زاری | پڑتا تھا کوئی پانو
بیٹے تھا سر اپنے کے تئین وقت سواری | لے لیکے کوئی نانو
ڈھونڈھتے تھا کوئی مارنیکو اپنے کٹاری | ہر ٹھور سر اک ٹھانو

جب نذر خدا اسکے خلیل اپنے پسر کو
پایا نہ قبول اسکا خدائی نے کسی رو
گردن کا نبی زادی کی خنجر سے نہ یک مو
دینی کو دیا امر الٰہی نے پھر اسدم
یہ دیکھ کے احوال روی وہ نبی اللہ
تاریک ہوا نظروں میں لے ماہی سی تا ماہ
مقبول مرا ہونے پہ سر حق کے بدرگاہ
افسوس صد افسوس کہ شادی کی جگہ غم
اس سر کی سعادت ہی کہ جو راہ خدا میں
بندا ہے وہی خوب جو ہر رنج و بلا میں
تک غور کرو آپ کو دو جگ کی بنا میں
صابر برضا بیٹھو قدم گاڑ کے محکم
خنجر یہ وہی ہے جو گلے میری چلیگا
وقت اسکے گلا کٹنے کا ذرہ نہ ٹلے گا
سر دم تلی ہر گز نہ مرا اسکے سلے گا

کرنی لگی قربان
شان اپنی کو شاہا
کاٹا گیا اس آن
زیر دم خنجر
کر نالہ و فریاد
یہ غم ہوا رو داد
تم چاہیے ہو شاد
ہو تمسو نکو دل پہ
گردن سی جدا ہو
راضی برضا ہو
تم کون ہو کیا ہو
ای عترت اطہر
یہ تمکو یقین ہو
گو اب وہ کہیں ہو
لرزش نہ یہیں ہو

۵۷۹

بستر پہ جو بیماری کے ہی عابد بیمار
کیسا ہی جو ہو مرضی حق مین تجھے آزار
جو ظلم و ستم تجھ پہ کرین قوم جفا کار
تنہا نہ مصیبت مین گرفتار ہین کچھ اسم
جانا جو ہو قسمت سے مدینے کو تمھارا
کہیو کہ سلام ابن علی کہ کے سدھارا
جبتک کہ لعینون نے سر اسکا کو اُتارا
مشتاق ملاقات رہا مرگ سے تا دم
یہ کہکے شہ دین نے کیا گھوڑے کو رخصت
مین بعد نصیب اسکو ہوا جام شہادت
وان سے جو گیا اسپ سوی پردۂ عصمت
پھر کیا کہون تھا حق ہی اس احوال سے محرم
آیا جو نظر خانۂ زین شاہ سے خالی
وحشت ہوئی اک وحشت محشر سے نرالی
خاک اپنی سر و شکل پہ ہر ایک نے ڈالی

اُس سے تو یہ کہیو
راضی ہی تو رہیو
سر اپنے پہ سہیو
تھے سارے ہمدم
جا دیے مدد بری
ہر دوست کو ہم
تنہا یا دین تیرے
فرزند پیمبر
خیمے کی طرف کو
از دست جفا جو
ل پھری مین لہو م
گذرا جو انکھون پہ
مین کیا کہون اس آن
از نالہ و افغان
کربال پریشان

۵۰۰

۵۸۱

گر دا اُسکے گھر مین زینب و کلثوم و سکینہ
کہتی تھین کہ ویران ہوا آج مدینہ
کوئی نہ بچا آل کا ڈوبا یہ سفینہ
اس بحر تظلم سے کہو کیونکہ تر ین ہم
القصہ جو احوال حرم رکھتی تھی اُس آن
لو ہو گھڑی روتی تھی جو انسان و چہ حیوان
طاقت نہین سننے کی بس اب اگی مہربان
توفیق عزا کی تجھے ہر ماہ محرم

با دیدۂ خونبار
ای احمد مختار
جز عابد بیمار
اب ہو گی شنا
دیکھا اسکی تیتین کو
ہر جانب و ہر سو
خاموش ہوا
دہی خالق اکبر

مرثیہ حضرت

اشجار غم سے ہو گئی بی برگ و بر صبا
پھر کس خوشی سی کرتی ہی تو اب گذر صبا
ہی گلشن جہان مین قیامت کی اب سحر
جا دی عبیر ملتی ہین گل گرد منہ اوپر
گلزار فاطمہ کا مین احوال کیا کہون

گل شبنم الم سے ہوئی چشم تر صبا
سیر چمن کو آج سے موقوف کر صبا
غنچے ہوے خموش گریبان کو چاک کر
بلبل کا آہ نالہ سے تڑپے جگر صبا
ہر اک سخن سے دمبدم آتی ہی بو خون

لکھتا ہے اک کتاب میں راوی معتبر
نیزے سے لے گئے وہ لعین تب سنا نگر
اُس لعنتی نے سر کو چھوا بید کی چھڑی
صف تھی جو اہل بیت کی واں سامنے کھڑی
اے روسیہ تو کوڑھ سے ہو جائیگا
بے چینے سے اپنے جب کہا یہ ہوکی نا امید
اے بیوہ تو جو کرتی ہے مجھسے یہ گفتگو
راوی کہی ہے ایک فرنگی نیک خو
سن اے یزید ہم جو ہیں عیسے کے دین پر
تو نے نبی کی اپنی نہ حرمت رکھی نظر
اُس حرف سے یزید لعین نے غضب میں آ
دیکھا جو اُس فرنگی نے اُسدم یہ ماجرا
اے سر خدا کے واسطے ایمان کر عطا
القصہ سر نے شاہ کے کلمہ دیا پڑھا
آخر یزید لعنتی خلق سے کے سکھے

اُس قافلے کا شام میں جس دم ہوا گذر
پیش یزید طشت میں اس سر کو دھر صبا
کہنے لگا کہ دانت تو موتی کی ہیں لڑی
زینب یہ بولی اُنہیں سے سر پیٹ کر صبا
مارے ہے بوسہ گاہ نبی پر یہ چوب بید
بولا یزید پھیر کے منھ کو ادھر صبا
ہو خشک اے نہ چھپالی گئی اس زبان سے تو
کہنے لگا یزید کو وہ دیکھکر صبا
پوچھیں ہیں اس علاقے سے نت سم پا کی خبر
یہ کہہ کے اُن نے اپنی کیں چشم تر صبا
جلاد اُسکے قتل کو وہیں لیا بلا
بولا اٹھا کے طشت سے وہ شہ کا سر صبا
نانا کے اپنے دین میں مجکو تو جلد لا
راوی معتبر نے یہ دی ہے خبر صبا
نالی لہو کے تن سے فرنگی کے واں بہی

[illegible]

کس خوشی سیتی دکھاؤ گے محمد کو منھ
پوچھین گے حشر تمنا سی تو کیا دو گے جواب
اپنے نبیان سے کے نواسو نکو کیا پیاسا ذبح
ٹھور تمنا کی تئین نہین ہے کہین بن دوزخ
مہربان بولی ہے ای کافر و دنیا کے لیے

فاطمہ کے یہ دیا جان کو غم کیا کیتا
مصطفیٰ کو جو وہ تھا جسم کا دم کیا کیتا
ہو کے افسوس تمن خیر امم کیا کیتا
اپنے کر مین کا کمایا یہ کرم کیا کیتا
کر دیا دین کو تمن اپنے عدم کیا کیتا

دیگر مرثیہ مفردہ

دیکھیو چرخ کی بیدادی ہائے
ہو گئی دست ظلم سے حیف
اہل بیت نبوی بیٹھے ہین
رہنمائی کو چلے امت کی
شام کی فوج نے آ کر دیکھو
مارتا صید حرم کو نہ ڈرا
گرچہ ہے ظلم ترا کام وے
یا نبی تیری ہی امت نے آج
تخت کی رات ہے ماتم مین وطن

فاطمہ آج ہین فریادی ہائے
خانۂ دین کی بربادی ہائے
شہر کوچے کو سوے وادی ہائے
کربلا دین کو جو تھی ہادی ہائے
پل مین ویران کی یہ آبادی ہائے
کیا زمانے کی ہے صیادی ہائے
چرخ اتنی ستم ایجادی ہائے
یون تری آل کو ایذا دی ہائے
ہے یہ قاسم کی عجب شادی ہائے

۱۲۵۸

دین کی بستی کو لٹوا دی ہائے
صحن گلشن کو اک پل مین
صف ایمان کو الٹا دی آج
... اب تو حرم جاتے ہین
... آزادی ہائے
سودا ... نظم بیان
... کی شادی ہائے

دیگر مرثیہ مفردہ

ای باد صبا کہہ وہ سلطان کہاں ہے
اس بنت نبی فاطمہ کا جان کہاں ہے
فرزند ہوا جس کا یہ وہ شاہ شہنشہ مظلوم
... وہ ... زیبان کہاں ہے
فردوس ... جس کے دو جہان مین
اس ابن نبی کا ... کہاں ہے
... آل پیمبر وہ آن ...
ابن ... صاحب ... کہاں ہے

چھٹا

جسکا کہ ہوا لخت جگر ذبح پیاسا
وہ ساقی کوثر شہ مردان کہان ہے

پانی بھی روا شامیون نے جس پہ نہ رکھا
کربل کے بیابان کا وہ مہمان کہان ہے

یان پیاس کی ہاتھون سی ہوا گنج شہیدان
بے آبی کا دنیا مین یہ طوفان کہان ہے

جمشید سے تھے جسکے غلامان ہزارون
بتلا تو مجھے وہ شہ شاہان کہان ہے

اک نیزہ پہ آیا ہے یہ خورشید قیامت
برچھی پہ سر شاہ نمایان کہان ہے

جس سر کو لیے جاتی ہین نیزہ پہ لعینان
اُس سر کا بتاؤ تن بیجان کہان ہے

آتا ہے شفق بیچ نظر دین کا خورشید
غرق اُسکا لہو مین تن عریان کہان ہے

جس بن دو جہان چشم خلائق مین ہی تاریک
ہیہات کہ وہ مہر درخشان کہان ہے

جس جا پہ ہوا قتل امام دو جہان آج
پوچھون ہون مین تجھسی وہ میدان کہان ہے

جاتی ہین یتیم اُسکی گرفتار بہ زنجیر
یا رد کھو والی یتیمان کہان ہے

جاری ہی لہو اُسکے یتیمونکی نین سے
پوچھے جو وہ یہ دیدہ گریان کہان ہے

روتے ہین سبھی اہل حرم آج کے دن ہا
کہتے ہین ہمارا وہ نگہبان کہان ہے

کربل مین کہین جا کے کوئی ڈھونڈھی محبان
لو ہو مین پڑا دین کا ارکان کہان ہے

کے ویو دہری (?) جسکے لیے تالخ دمور (?)
سر پیٹے ہین اپنا وہ سلیمان کہان ہے

ہر چند کباب آتش غم سی ہی دل خلق
پر فاطمہ کا سا دل بریان کہان ہے

۵۸۵

یہ بنت فاطمہ ہی کہ جن کی بروی خاک
طعمہ مگس کا ہو دی وہ تن جسکا ایک عمر
جنگل مین کنکرون پہ وہ سوپا پڑا ہی آج
یہ ابن بوتراب ہی جسکا بغیر سر
بویا تھا فاطمہ نے جہان تخم صد امید
پانی جنھین دیا نہ کسینے جز آب تیغ
بے آب و دانہ تھی جو کئی روز سی حرم
کرتے تھے برگ گل پہ رکھی سی جو پانون دہر
پوچھو تو آسیا ہی فلک سی کوئی کہ تین
کسکا ہی یہ عیال کہ بے محمل و حجاز
زنجیر اسکے پانون تو اسکی گلی ہی طوق
یہ طفل بے گنہ تھا کسیکا کہ جسکے تیر
وہ مرتبہ سمجھ کہ جو کچھ تھا حسین کا
ایسے نبی کی لخت جگر قتل یون کیے
جو سر نبی کی دوش پہ تھا سو ہی نیزہ پہ

خون حسین خاک سی ملا ہای ہای ہای
رومال فاطمہ نے جھلا ہای ہای ہای
جو گود مین نبی کی پلا ہای ہای ہای
ماٹی مین تن پڑا ہی رلا ہای ہای ہای
وہ کھیت کسطرح سی پھلا ہای ہای ہای
سو تشنگان کرب و بلا ہای ہای ہای
دی انکو خوان غم پہ صلا ہای ہای ہای
ہر ایک خار اسمین کھلا ہای ہای ہای
کسکے یہ گھر کے گھر کو دلا ہای ہای ہای
جاتا ہی اشتر و نپہ چلا ہای ہای ہای
یہ کون ہین اسیر بلا ہای ہای ہای
الک کر گلا مین پھر نہ ہلا ہای ہای ہای
تاج انبیا کی سر سی ڈھلا ہای ہای ہای
کیا کر گیے عمل جہلا ہای ہای ہای
دیکھو زمانیکی یہ کلا ہای ہای ہای

یا رو کیا کہیے غرض ان مظلومون نے
تھا یہ زبان زد تجھ بن اب ای دای حسینا
روتی روتی سو گئی نادان سکینہ
کہتے تھے وہ لگ گلی کای میری سکینہ
پھوپھیان تیری سوگ مین بیٹھی ہین میری
ذکر دوا و غذا کا کیا ہر ایک سی اشکو
کرنیوالا جز خدا اس رنج و بلا مین
باتین یہ سنکر غرض چونکی جو سکینہ
دیکھ یہ حال اہل حرم سب رونے لاگے
بولا زاری کا سبب کیا جا کی خبر لو
بولی سکینہ خواب مین دیکھ اپنے پدر کو
تب ہی برپا حشر کا ہی عالم اس پر
سنکر کہا یزید نے سر اسکے پدر کا
اوس ملعون کی امر سی سر طشت مین رکھکر
لیجا کر حبیب رکھ دیا وہ آگی حرم کے

کاٹی شب آنکھون مین وان کرتی خونباری
کانٹے پر جون اوس ہے اب زیست ہماری
خواب مین دیکھا باپ کو ان ذاکباری
کون کریگا مجھ بن اب تیری غمخواری
عابد بھائی ہی تیرا تپ کو بیماری
چلو پانی کے لیے ہی نت داری
دل جو لگی کون اسکی اور تیری دلداری
بابا بابا کہہ کے وہ معصوم پکاری
سنکے وہ ملعون نیند سی چونکا یکباری
کس پہ آج ایسا پڑا ہی یہ دکھ بھاری
چونک اٹھی ہی بیک بیک روتی کھیاری
دیتی ہین تسکین اسی پھوپھیان بیچاری
دکھلا دو لیجا او سی تا بھولی زاری
کھانیکی جو قاب ہو یون کی تیاری
سمجھی قاب طعام سی یہ پہی ساری

بابا تجھ بن یہ الم سہنا جینا بھاری
پھوپھی زینب اب درکار نہین ہے
ہو کی وہ سر لگا بولی یہ سکینہ
اٹھا جب اوس قاب کو سر شہ کا دیکھا

لٹ گیا میرا چمن امید کا	وا دریغا وا دریغ
وہ مرا سرو و صنوبر کیا ہوا	ہی ہی اصغر لاڈلا
پالتی تھی جسکو مین جی کی طرح	وا دریغا وا دریغ
سو وہ میرا ناز پرور کیا ہوا	ہی ہی اصغر لاڈلا
ساتھ سے سوتی تھی اسکو ساری رات	وا دریغا وا دریغ
خالی بے اس بن ہی بستر کیا ہوا	ہی ہی اصغر لاڈلا.
رات دن کا تھا وہ میرا مشغلا	وا دریغا وا دریغ
تھا مرا دل جس سے خوگر کیا ہوا	ہی ہی اصغر لاڈلا
مرتدون نے بیستم مجھپر کیا	وا دریغا وا دریغ
سنتے ہوا دین سے رہبر کیا ہوا	ہی ہی اصغر لاڈلا
ہوگئی خالی بن اسکے میری گود	وا دریغا وا دریغ
مجھ صدف کا کہ وہ گوہر کیا ہوا	ہی ہی اصغر لاڈلا
فخر تھا مان ہونیسے جسکے سے مجھے	وا دریغا وا دریغ
سیس کا میری وہ افسر کیا ہوا	ہی ہی اصغر لاڈلا
دل مرا خون ہوگیا ہی جس بغیر	ہی ہی اصغر لاڈلا

سب سے دیکھا کا وہ دل کیا ہوا
ہی ہی اصغر لاڈلا
گود سے میری گیا جنگل بھلا
وا دریغا وا دریغ
آہ کیا ہوا
پیاسے کا مرے ہی پیاسا تھا ان مین
ہی ہی اصغر لاڈلا
وا دریغا وا دریغ
کاٹتے سب سے کیا وہ کیا ہوا
ہی ہی اصغر لاڈلا
وا دریغا وا دریغ

۵۸۲

ان بیغیرازون کی اب سنتا نہین
وا دریغا وا دریغ
خشک لب سوتا ہی میری گود مین
ہی ہی اصغر لاڈلا
وا دریغا وا دریغ
حلق اسکا خون سے تر کیا ہوا
ہی ہی اصغر لاڈلا
وا دریغا وا دریغ
تو چمن مجھ دل کا سراسر کیا ہوا
ہی ہی اصغر لاڈلا
دل لگی مجھ کو دنیا مین آرام سے
وا دریغا وا دریغ
ہی ہی اصغر لاڈلا
بستر بے مجھ ویرانہ مادر کیا ہوا

اور بس بغیر از کل نہین اک پل مجھے	وا دریغا وا دریغ
اب مرا وہ جان مادر کیا ہوا	ہی ہے اصغر لاڈلا
جب تلک جیتی رہونگی نت بلک	وا دریغا وا دریغ
یون پھرونگی کہتی گھر گھر کیا ہوا	ہی ہے اصغر لاڈلا
کیا کرونگی جی کو اپنے مین تو رکھ	وا دریغا وا دریغ
ظلم دل پر حد سے باہر کیا ہوا	ہی ہے اصغر لاڈلا
مہربان رو رو کے بانو جسگھڑی	وا دریغا وا دریغ
کہتی تھین یون آہ بھر کیا ہوا	ہی ہے اصغر لاڈلا
سامعون کچھ نہ تھے باقی حواس	وا دریغا وا دریغ
کہتے تھے سب پیٹ کر سر کیا ہوا	ہی ہے اصغر لاڈلا

مرثیہ مفردہ دوہرہ بند

کہتی ہین بنت پیمبر ہای سرور ہای ہای ای نبی کی ناز پرور ہای سرور ہای ہای

دیکھ خفا جسکو ذرا کہتی مجھی رسول
لال کو میری فاطمہ کیون تین کیا ملول

٥٠٩

دن دونے کے چاند کو مارین شامی گھیر	
جگ مین دیکھا ہی کہین ایسا بھی اندھیر	
بس نہین چلتا کسی بندی کا کچھ تقدیر کے	کیا کرون ای میری دلبر ہای سرور ہای ہای
بیکس تجکو دیکھکر روتی ہون جگ ماتھ	
کیا کرون ای لاڈلے میرا بس کچھ ناتھ	
دیکھکر تجھ لاش کو کہتی گئی ہی سوی شام	تیری یون ہر ایک خواہر ہای سرور ہای ہای
آنکھ مین جو کو لو پھری ہی جا سے ہی پیر	
پر دیکھا جاتا نہین پڑا ہوا یون بیر	
یون کیا غارت تری گھر کو کہ مستورات کی	سر کی بھی چھوڑی نہ چادر ہای سرور ہای ہای
نقد جنس سب ظلم سے بیدو نکا اک بار	
لوٹ کے لے گئے وہ شقی چھوڑا اک نہ تار	
ظلم جو گذرا ہی تجھپر ہونگی اُسکو یاد کر	نعرہ زن ہی تا بمحشر ہای سرور ہای ہای
اڑاتی ہی گا سے بھی تیر جو بچھڑا الھلے	
روئن نہ تجسا پوت جب ہوتی منھ جائے	
مطلب ان طرح نسی ہر دم حضرت خیر النسا	یہ سخن لائین زبان پر ہای سرور ہای ہای

کبھی جن جا کر مین تمھاری یہ منت اُتراؤنگی
ہی ہی اصغر میرے لال
آس یہ کرتی تھی لطفین یہ مین بیاہ کرونگی
ہی ہی اصغر میرے لال
مورتی بڑی ہو تمھاری ساتھ تھین سب سوی
ہی ہی اصغر تم کی لال
پہنچ تھی چپ یہ امی کی تن تھوڑی دیر بیاہ برات
ہی ہی اصغر میرے لال

حیف سوئی سو گئی تم مین جاگتی ہون رو رہی ہو	دودھ نہ پینے سے مین تمھارے گھونٹ لہو کی پیتی ہون
ہی ہی اصغر میرے لال	
ایسی نیند کہان سے آئی دودھ بھی مانگ نہ روئے تم	کاندھے سے لگ باپ کی اپنے سوئے سو سب دکھ تم
ہی ہی اصغر میری لال	
سونیکو مین نہین ہوتی اس سے بھی تو تہین سیر	اس کروٹ پر جو سویا مین سکو نہ کیا اُتر چھیر
ہی ہی اصغر میری لال	
چونکتی نیند آتی ہے آنکھوں مین ہر بارے کی	نیند جو ہو وی تو تم چونکو یہ تو ڈس سکی کی
ہی ہی اصغر میری لال	
تک تو پیارے کروٹ لیکر ماں کی طرف تو منہ کو پھیر	ایسا کیا مین کیا تمھارا روٹھے ہو جو اتنی دیر
ہی ہی اصغر میری لال	
حلق اپنا دکھلا سہو بیٹو تم کرینگا یون ارشاد	سو رہے کو مان نے اپنی دی ہو کی زیاد مساد
ہی ہی اصغر میری لال	
ایسا گر مین سمجھتی تم کو لگنی کب تو ری دینی	حلق کی اہ آنکھو مین تمھاری نیند آدمی کی جی لینی
ہی ہی اصغر میری لال	
کھولکی اب انکھیان تم اپنی کر غون غان اماں ہے	خاک کی جنت دلوا دو میری تم امید اور آس

پڑھتا طوطا جس کی کھیلا کا رکھا وی لونی عیش
یاد کرتی ماں بانو تو وہ مری نہ کیون تم سر کو پھوڑ
ہی ہی اصغر میری لال
مسکی جالی تار کی بھی تمھاری لوری سنکل ہو تی تھی
جس دم تک تم روتی تم مین تھی تب تک روتی تھی
ہی ہی اصغر میری لال
زینب سر پر چھی لی کہ بار کا تیر جس سے ادا
ہی ہی اصغر میری لال

دیگر ۵۹۰

[illegible]
ہی ہی اصغر میری لال
[illegible]
ہی ہی اصغر میری لال

مرثیہ مثلث

[illegible] ہائی حسینا وائی حسین
[illegible] ہائی حسینا وائی حسین
[illegible] ہائی حسینا وائی حسین
[illegible] ہائی حسینا وائی حسین
[illegible] ہائی حسینا وائی حسین
[illegible] ہائی حسینا وائی حسین

بابا تیرا آج ملول یان ڈالی ہی سر مین دھول | تیغ جفا سی تو مقتول تجھ بن ای فرزند رسول

ہوی یتیم سبھی اطفال ہای حسینا وای حسین

سر تا پاؤن مجروح رن مین پڑا ہی تو مذبوح | پیاسی گئی بدن سی روح شام تلک پڑ ا صبوح

دھوپ سی ہی تجھ تن پہ زوال ہای حسینا وای حسین

روتی ہی ہر ایک بہن بیٹی ہی کہہ یہ سخن | اگو رنہ تجکو ہی نہ کفن عریان ترا خاک مین تن

سر تیرے نیزی کی بھال ہای حسینا وای حسین

لیکی جوان تا طفل صغیر موی بفر ب تیغ و تیر | رہی جو ہم سو کر زنجیر لیکی چلی شامی بے پیر

تجھ بن ہمپر یہ احوال ہای حسینا وای حسین

عابد پیادہ ہم ہمراہ ہونٹونکی ہاتھ اسکی مہار | پای برہنہ وہ سالار اُس بن مین جو ہی پر خار

تلوی اُسکی لہو سی لال ہای حسینا وای حسین

پیاس کی ماری خشک دہان منھ کی باہر اسکی زبان | پانی جو چاہی سو کہان لشکر سارا دشمن جان

کس سی کری وہ جا کی سوال ہای حسینا وای حسین

دیکھ سکینہ اب اسکو یان سی کھینچی ہی یہ ہو رو | پیادہ چلنی اسکو نہ دو پاس تم اپنی بٹھلاؤ

تا بلجا یون کرین مقال ہای حسینا وای حسین

کس سی کہین یہ جا کر درد ہم بیکس ہر آہ سرد | عریان ہمکو زن او مرد دیکھین ہین اب فرد فرد

سر تا قدم وہ دلربا جسکی لگا رہے
کوئی لڑا ہی رن مین جسطرح یہ لڑے ہین
خالق سے زیادہ ہر سمت سر پڑے ہین
وہ شخص رن مین یارو یون بیخبر ہو سوئے
اور حال سے کچھ اپنے اسکو خبر نہوئے
چھاتی اپر نبی کی تھا لوٹے جو والا
جب تک جیے محمد نازو نعم سے پالا
گرد ملال اسکی کر بیٹھتی تھی رو پر
ہر دم جگہ تھی جسکو دوش نبی کے اوپر
کیا چرخ کی جفا کو دنیا مین کوئی کم تھا
ہر ایک فاطمہ کا آن بیچ ہوش و دم تھا
ہی کیا ستم جو ہو وین مقصود انس و جن کے
سو آب کنار دریا پیاسے بچے نکلے انکو
بازو نبی کہین تھے جس شخص کے پدر کو
تیغ جفا سے ظالم ایسے ہین کاٹ سر کو

ہو جائے یہ الگ کا یون ہر اک دلا کہو تو
کیا زخم تن پہ اپنے کھائے ہین اور جڑی ہین
اسطرح چھبت کسکا پھولا پھلا کہو تو
ہر اک مگس لہو مین اسکی شنہ ڈبوئے
رومال فاطمہ نے جسکو جھلا کہو تو
اور گود بیچ اپنی بیٹا کہ اسکو ڈرلا
تن اسکا خاک و خون مین کیونکر رلا کہو تو
روح الامین کی لرزا پڑتا تھا مو بمو پر
نوک سنان پہ وہ سر کیونکر چلا کہو تو
یہ خاندان عالی کب لائق ستم تھا
ایسون کے سر پہ یہ کچھ رنج و بلا کہو تو
کل وقت مسلمین ہے کوثر طفیل جنکے
پانی ملے نہ شیرین نے ملا کہو تو
کر تشنہ ذبح یارو اسطرح کے بشر کو
رہ جائے تن لہو یون تلملا کہو تو

فرزند کسکا ہوگا فرزند مرتضی سا
کس زن کا قدر و رتبہ ہی بنت مصطفی سا

ہی اقربا کسیکا احمد کے اقربا سا
انصاف سی سخن کا سری جواب دو تم

غم کھائیے کسو کا ایسونکی غم کی ہوتے
دلکو الم ہو کسکا ایسے الم کے ہوتے

روی ستم جنھون نے دیکھا حشم کی ہوتے
غمگین کسو کی خاطر انکے سوا نہو تم

اُس خاندان مین جو تھا سو مورد جفا تھا
جو گذری جسکے اوپر وہ تابع رضا تھا

سر تا قدم قد اُسکا اک آہ بے صدا تھا
بندی پھر ایسی پیدا ہونگی بھلا کہو تم

کیا چیز انکی آگی ہین اقربا ہمارے
گریا جنکو ہر دم ہم رو دین غم کے مارے

دنیا سی یون گئی ہین پیاسی نبی کے پیارے
احوال سن جنھونکا پانی نہ پھر پیو تم

نعمات جنکی خاطر دنیا مین خلق ہووین
اطفال انکی راتون خاطر غذا کے رو دین

جب خاک مین محبوّہ طفل بھوکے سو دین
نے پیٹ بھر کے کھاؤ نے نیند بھر کے سو تم

کسکا پدر رہے یا رو ساقی حوض کوثر
کسکے چلا ہے تم مین پیاسی گلے پہ خنجر

مر امر مین جو کوئی ایسونکے ہو برابر
تب بھی چھوڑا انکو غم اُسکی مین رو دو تم

تیغ ستم سے کسکا ہر اک کٹا ہے شانا
تیر جفا سے کسکے بھائی کا سینہ چھانا

احمد بھی گھر مین اس ظلم کا ٹھکانا
تم مین کسی پہ یہ کچھ گذرا ہو تو کہو تم

ایسونکے قتل پر کہ خویش و تبار رو دین
اور زخم تن پہ انکے جب وار پار ہو دین

مرثیہ دیگر

کس دن اس شادی نے پایا تھا قرار

محشر مین اسطرح سے آویگی مان کسو کی
گر فکر دان تمھین ہی کچھ اپنی آبرو کی
ڈالی ہوئی سر اوپر چادر بھری لہو کی
دامان و آستین پان رو رو کی تر کرو تم

کن نے کسی کا بیٹا اس حال مین ستایا
جو تھک گیا تو اسکو شمشیر سے ڈرایا
کب مار مار چابک یون تنز لین چلایا
اقرار گر کرو یہ تو ہو دروغ گو تم

میت پہ کب یہ جور چرخ کہن رہا ہی
گھر کسکے جسم موتی ورا از کفن رہا ہی
چالیس دن کسیکا بی دفن تن رہا ہی
تار مژہ مین دانہ دو اشک کا پرو تم

کسکا وبال کن ذکر دن پہ یون لیا ہی
گھوڑونکی قصد اوپر دوڑانیکا کیا ہی
سر کاٹ کر کسیکا تن ٹکڑے کر دیا ہی
افسوس جسم ایسی مظلوم پر رو تم

سر کاٹ تم مین کسکا رکھا تنور اندر
انصاف چاہتا ہی اس ماجری کو سنکر
تن پر پڑی ہین کس کی یہ تیر و تیغ و خنجر
خوناب دل مین رو رو آنکو ڈبو تم

سمجھو ہوای عزیز و احوال ہی یہ کسکا
رونا یہ وہ ہی یارو گر اجر سمجھو اسکا
حامی روز محشر نانا نبی ہی کس کا
بھر عمر چاہیے یون رو رو کے اب مرو تم

میری زبان پہ اسدم جنکا یہ ماجرا ہی
اس رونیکا فوائد و البتہ جزا ہی
اولاد ہی علی کی اور آل مصطفا ہی
رو رو کی اپنے دل سی انپونکی غم کو دھو تم

عوض مین فاطمہ جب روز جزا کو آوین
اور اشک سے تمھاری آنکھون تم نہاوین

[illegible]

اُلٹے آئی ہین کلیجے تا دہن
چلتی ہی ہر چشم سے لوہو کی دھار

بیاہ دیکھا سے غرض ایسا کہین
جسمین جز ماتم خوشی ذرہ نہین

غم سے یون ہر ایک کی آنکھین ہین
ہو گئے ہین سینے سنگ آبشار

سونے کو نوشہ خوش کی لحد تنگ
چھوڑ کر اپنی نویلی کا پلنگ

کھیلے ہی سارا کٹم لوہو سی رنگ
سمدھنین روتی ہین ڈھاڑین مار مار

کیا کرون آگے مین ساچق کا بیان
دل پر از خون رنگ کی شیشے ہین یان

لی ہین نیزون پر سرون کی مٹکیان
گل ہین آرایش کو زخم بے شمار

کیا کہون اب جو کٹی مہندی کی رات
صبح کی افسوس مین ملکر ہات

ایسی ہی پھر دھوم سی آئی برات
ہو گیا روز قیامت آشکار

جو براتی ہین گریبان چاک سب
خاک سر ڈالی ہوئے یکسک و جیب

شور لیکر اپنی لہو مین جان بلب
گرد شہ کی لوتھ کے زار و نزار

اسطرح لائے غرض و طن کی گھر
اک تن بے سر کو ڈالی کھاٹ پر

جب پڑی عورات کی اُسپر نظر
عرش کے آواز شیون ہوی پار

لگ کی اُس سے گلے دولھا کی مان
بولی ای نوشہ ترا سر ہی کہان

کیا دھنکا زمین دیا ای میری جان
سچ تو کہہ کن نے لیا تن سے اتار

۵۹۵

[illegible]

عابدین پیادہ جلو مین سینہ چاک
سیس ون دولھا کا نیزی پر سوار

ما آن غرض نوشہ کی کرتی تھی یہ بین
سامعو نکی دم بدم بھرتی تھی بین

ای زمین سی تا فلک تھا شور و شین
نالہ و فریاد مین تھے کوہسار

سودا اس مرثیہ کو اب اختتام
دیکھیے بھیج آل محمد پر سلام

ہونگے محشر مین ترے حامی امام
سب طرح بخشیگا تجکو کردگار

مرثیہ مربع

پہونچ ای ابر کرم چھای شجر حیدر کے
نیر بن جھرتے ہین بستان کی ثمر حیدر کے

پیاسی تڑپی ہین پڑی نور بصر حیدر کے
خشک لب دیکھ انکھین چشم ہین تر حیدر کے

گذر ای ابر تر آکہ تو نہین کس جا پر
گاہ تو کوہ پہ برسی ہے گہی صحرا پر

حیف صد حیف کہ تیسی مین لب دریا پر
بوند پانی کی لیے لخت جگر حیدر کے

ڈوبی ہے آب بغیر آل محمد کا گھر
یوں تجکو نہ کری غم سی جو چشم اپنی تر

اشک کی سیل گئی فاطمہ کے سر گذر
موج خون پہونچی ہے آتا بکمر حیدر کے

فیض سی نم کی زمین پر تر و تازہ ہے نبات
سبز و شاداب تھی سنگ چھای برسات

وای قسمت کہ جہان مین بلب آب فرات
آب بن ہوتی ہین پرآب گہر حیدر کے

خویش و فرزند وطن سی ہوئی آوارے
ظلم کی تیغ سی مارے گئے وہ بیچارے

نہ ہین قاسم کو نہ عباس کو دیکھون ہین آہ — نہ پڑی چشم اب اصغر پہ نہ اکبر پہ نگاہ

اسطرح مٹ گئی اک آن مین سبحان اللہ — گویا تھی ہی نہ کبھو نور بصر حیدر کے

نہ کوئی یار رہا اپنا نہ کوئی اب شفیق — نہ کوئی دوست ہی اسوقت نہ کوئی ہی رفیق

جو کوئی تھی سو ہوئی رحمت حق کی وہ غریق — کوئی دی جا کی یہ مرقد پہ خبر حیدر کے

ماسوا جبر کی اس قریہ مین ہی لاکھ گوا — قسمت اپنی کہ ہوا جو کوئی پیاسا ہی موا

آہ کیا جانیے تھی کونسی ساعت کہ ہوا — آکے فرزندون کا اس جا پہ گذر حیدر کے

سپہ شام نے کیا کیسے تعدی جور کی — خیمۂ اہل حرم کے تئین آگ آن مین دی

کہ وہ مہ سی نہ رکھا ایک کی اندام مین جی — قتل عام آکی مچایا ہی نگر حیدر کے

حق تعالی کرے اس قوم کو جلدی نابود — کہ یہ ہین زیر فلک ہر دو جہاں کی مردود

ان لعینون نے خدا جانے سمجھکر کیا سود — کر دیے جی کی عزیزون کی ضرر حیدر کے

یا نبی نیزے پہ ہر سر کو یہ دکھلاتے ہین — پھر ہمین باسم باسم ان کے بتلاتے ہین

یون عزیزون کو ترے شام لیے جاتے ہین — جلد ہو پہنچ کہ عجب قہر ہے گھر حیدر کے

راہ چلنے سے ہمین ایک پل آرام نہین — جس سے پوچھے ہین کہان بیکلی ہی دشمن دین

ہنسکے کہتا ہی وہ ملعون یہ سمجھ کر وہین — خویش و فرزند گئے اور کدھر حیدر کے

تھی غرض حضرت کلثوم کی یہ ان گفتار — ہر سخن آب کرے تھا دل سنگ و کہسار

سر کا وعدہ کر چکا ہین جو رکی شمشیر
جو کوئی تم مین سی باندھی مرنی پر اپنی کمر
اُس سے وہ راضی ہی طاقت دینی سی مین زیادہ تر
راوی کہتا ہی سن اسکو بولی یون حضرت حنیف
پر حرم کو ساتھ لیجانا ہی تدبیر ضعیف
ہی صلاح وقت یون اب کچھ چلوا انکو نہین
مین ترا بھائی ہون کہنی کو مری کہی یقین
یہ لگا کہنی وہ سرور سن کی بھائی کا کلام
حق کی مرضی بن کیا اپنک نہین کچھ بنتی کام
چاہیی یون سر مرا نیزی پہ ہووی پیش پیش
پاس انکی ہو جو عابد کوئی فرزند و خویش
اُسکی قسمت مین ہی یون اسیر رہوے تب اسکو
چشم تر ہون اشک سی اور تشنگی سی خشک لب
لیچلیں اسکو راہ ہمین ہو کی کانٹونکا فرش
اسطرح سجاد ابن معویہ کے حضور

اُسکی ابقا کو نہین سکتا ہین اپنی سر سی ٹال
سو چلی ہمراہ اوس جینے پہ ہو جسکی نظر
اُسکی جانب سی نہو ہرگز مری دل مین ملال
جائی آپ اقتضا کرتی ہی گر رای شریف
پاس رکھنی کا انھونکو مت کرو ہرگز خیال
انکی دلجمعی کی خاطر چھوڑ دیان سر زمین
ساتھ لیجانا انھونکا سخت ہی تم پر وبال
یون مقدر ہی شریک حال ہو عترت تمام
آپکی کہنی سی چھوڑون انکو یان ہی یہ محال
اشترون پر اسکی پیچھی ہو تمین سب سینہ ریش
سو اُسی اسطرح لیجاوین وہ قوم بدخصال
پیادہ چلنی سی ہر اک منزل مین وہ کھینچی تعب
وہ ندی قطرہ کری جس سے وہ پانی کا سوال
پا برہنہ تسپہ ہووی میری سینہ کا سرور
اسمین ای بھائی نہین ہی شک و ظن کا احتمال

۵۹۰

پر ترسے سر کو لیے پیش جناب کبریا　　کاندھے سو لیکر مری کیسان ہی تا نیزہ کی بھال
مطلقا اس امر مین یارا نہین جاتا ہی دم　　گو نبوت یا امامت کو سبب فائق ہین ہم
جس جگہ پر کھینچتا ہی سب بے نیازی کا علم　　رکھتی ہی اُس جا نبوت اور امامت کیا مجال
یہ زبانی فاطمہ کی تجکو دیتا ہون حساب　　اس سی بہتر ہی نہین حق مین تری رای صواب
جسطرح حاضر ہوا اون جای حاضر ہو شتاب　　تا بدرگاہ خدا ہو سرخرو تیرا احوال
یہ سخن کہکر لگے اپنے جگر گوشی کو مل　　یان تلک وہ کہ مژگان سی چلا خوناب دل
خاک تھی زیر قدم جتنی ہوئی لوہو سی گل　　یون محمد سی ہوا رخصت کا اُسکی انفصال
دیکھکر یہ خواب جو چونکا شہ دنیا و دین　　پونچھتا آنکھین سوی اہل حرم آیا وہین
یون کہا خدام سی کس کر شلیتو کو تئین　　ہو جو اسباب سفر دو بیٹھو لیکر شوق وصال
نا قل جانسوز یون کرتا ہی اب آگی بیان　　لی حرم کو ساتھ اپنی جب لگی ہونی رواں
جبکہ چھوڑا تھا مدینی مین وہ با آہ و فغان　　اُس شہ دنیا و دین سی یون لگی کرنی سوال
چھوڑ کر ہمکو کیا ہی تم نے جو عزم سفر　　کیونکی ہوئیگی تمہاری حال کی ہمکو خبر
یہ سخن سن شہ نی انکو خاک دی کچھ مشت بھر　　اور فرمایا کہ رکھیو تم اسی شیشی مین ڈال
تم خبر اس خاک سی پاؤگی سیری من و عن　　راوی بھی اسطرح لکھتی ہین چنانچہ یہ سخن
کربلا مین جسگھڑی جو کچھ وہ ہو کر سو طن　　ہوگئی وہ خاک شیشی مین یہ رنگ خون لال

اس غریبی سے کٹا یا حلقوم
اس جگر خستہ کا اسکے معصوم
جان بلب آب بغیر از اطفال
دم بدم دیکھ انھونکا احوال
پیاس گرمی میں ڈرتا ہوں ہاے
پھیکس کام کا ای حد جو نہ آے
جاری دریا ہیں بھری ہیں تالاب
بند یہ آل نبی پر سے ہے آب
جز خدا کوئی یتیموں کا نہیں
پیادہ یا قید ہیں کر سب کی نہیں
[illegible] کوئی ہمدم
کون اسوقت انھیں پہونچے بہم
اس مصیبت کو کہیں سو کس سے
ہم نفس کون کریں وہ جس سے
اقربا قتل ہوے سب کی سب

ان میں تین ہای حسین مظلوم
پیٹیں یوں سے لیکی نام آج کے دن
جو کوئی ہے سو عطش سی ہی نڈھال
ہے یہ عابد کا کلام آج کے دن
باقی ماندوں سی نہ کوئی مر جاے
کام میں کوثر و جام آج کے دن
مرغ سے مور تلک سب سیراب
قطرہ ہے ان پہ حرام آج کے دن
ڈھونڈھیے روی زمیں کو تو کہیں
لیگیا لشکر شام آج کے دن
کہ کہیں جس سی یتیم اپنا غم
دی نبی کو جو پیام آج کے دن
غم الم دل پہ ہے رونا اس سے
درد اپنے سی کلام آج کے دن
ایک عابد سو گرفتار ہے تب

٦٠٠

ملک سب بستی رہی جتنی تھی بر روی زمین
لٹ گیا ایمان کا کشور دادریغا وادریغ

کسطرح کھینچین نہ ہم سینون سی آہ درد ناک
پگڑیان سری ٹپک اب کیون نہ ہو وین جیب چاک

آج میدان مین پڑا ہی غرق خون بر روی خاک
دین اور دنیا کا افسر وا دریغا وا دریغ

سمجھتے ہین ورد کی اسباب کن یہی ہر شہر کے
جتنے دیکھو نخل ہین سیراب باغ دہر کے

ہو گیا ہی خشک بن پانی کنارے نہر کے
گلشن ساقی کوثر وا دریغا وا دریغ

ظالمون کی تیغ سی ہیہات آل مصطفا
دشت مین بیجان پڑی ہین ہای جنبہ بی جفا

کاتب تقدیر سی لکھوا کی لائی تھی قضا
قتل کا کیا اسکی محضر وا دریغا وا دریغ

وہ جو زیر آسمان ہین دین و دنیا کی پناہ
مرکز خاکی سی جن اکسیر ہی جنکی نگاہ

گھر کو انکی ایک پل مین کر دیا خاک سیاہ
ظالمون نے آگ دی کر دادریغا وا دریغ

جنکے دروازے پہ آ کر ایکدم زیر فلک
بے اجازت مار سکتا تھا نہ ہرگز پر ملک

مہر و مہ نے آج تک دیکھی نہ تھی جنکی جھلک
سو وہ عریان اشتون پر وا دریغا وا دریغ

کیا کہون مین یہ مصیبت تف بر روی روزگار
کون کون اسطرح پشت اشتران پر ہین سوار

باپ جنکا وہ کہ جو کوئی اتری تھی جسکو ذو الفقار
اور مان بنت پیمبر وا دریغا وا دریغ

یہ ستم جو ہی انھون پر کس زبان سی ہو بیان
دین و دنیا کی جو اس احوال مین ہین بیبیان

سنتی ہین زین العبا کی ہین آنکھون کو دریا
کوئی ہان اور کوئی خواہر وا دریغا وا دریغ

یہ بھی تھا قسمت میں لوگ دیکھیں تن اسیر شہ زمن
یان یہ لکھا ہی کہن ذلا کر واد ریغا وا دریغ

ہای وہ تن جو محمد کے پلا پالا سے حد
سو ی لوپان ہائی مین جو ہو غبار آلودہ

سر کو جو تیغ جفا سے کاٹ لائی اہل غدر
سر تنور اندر رہا دھر واد ریغا وا دریغ

فاطمہ القصہ [illegible] سر سے یہ کرتی تھی بیان
عرش تک پہونچی تھی انکے سینے کی آہ و فغان

دید کا حور و ملک سے غرق اشک تھا رواں
اور رہتا انکی زبان پر واد ریغا وا دریغ

سودا اب خاموش ہو آگی دکھ احوال تو
دیوی گی ارض و سما کی پٹ ملا یہ گفتگو

اسقدر رکھنے سے بھی محشر مین ہو گا سرخ رو
لیکی نام انکا کہو گر واد ریغا وا دریغ

مرثیہ دیگر

غرق خون مین تشنہ لب ہی غضب ہی غضب
آل احمد سب کے سب ہی غضب ہی غضب

یہ ستم ایسوں پہ اب ہی غضب ہی غضب
دو جہانکی منتخب ہی غضب ہی غضب

ہائی ہی جسکی فاطمہ جسکا علی سا ہو پدر
دست و پا اسکے دھری ساتھ نہ گردن پہ سر

[illegible] ہی اس کفر کی سر آج با خویش و پسر
وہ شہ عالی نسب ہی غضب ہی غضب

جو بشر یار خدا کی دست کا تھا شیر و قمر
کاٹ سر اسکا کیی انکے اسیر اہل حرم

کوئی دشمن کی بھی دشمن پر کری ہی یہ ستم
بی گنہ اور بی سبب ہی غضب ہی غضب

تن ترا یون مین بزیر چرخ رہتا ہوئیگا
کیون نہ روؤن لاش پر تیری مین سر ڈالکر
تجکو پیغمبر نہ بولی بن کہی روحی فداک
سر ترا نیزی کی اوپر تن ترا ہی خاک مین
خون دل کیونکر نہو پھر دیدۂ نمناک مین
ہی ترا نانا پیمبر باپ ترا ہی امام
تشنہ لب مارین تجھی اسطرح ملکر اہل شام
اے پدر تجھ بن مجھی اس جینی سی آتی ہی لاج
مصطفے اور مرتضی کی دی ہی فوج غم نی باج
فاطمہؓ بے پیرہن لاتین نہ زیر آسمان
واسطی تیری کفن کو اے شہ ہر دو جہان
یہ سخن کہکر چلا وہ تو پدر کی لگ گلی
کیون نہ تیری ساتھ خاک و خون مین ہم بھی ملی
کر چلا لاش پدر سی جبکہ وہ عابد بین
بول اٹھا امت کی تیری شقیا قتل حسین

خاک و خون مین روز و شب ہی یہ غضب ہی غضب
تن ہو تیغ ظلم سی اسطرح ترا چاک چاک
تھا ترا بچہ لقب ہی ہی غضب ہی غضب
بھر رہی ماٹی تری زخمونکی ہر اک چاک مین
تجھ سی پر ایسا غضب ہے ہی غضب ہی غضب
جس سی محشر مین طلب عالم کو ہی کوثر کا جام
جانکر تیرا حسب ہی ہی غضب ہی غضب
خاک و خون مین تو پڑا ہی اور دو جگ کی سر کی تاج
خانۂ دل کو لقب ہی ہی غضب ہی غضب
سو تو اب عریان پڑا ہی خاک و خون کی درمیان
نی حریر و نی قصب ہی ہی غضب ہی غضب
ہای بابا دیکی ماٹی بھی نہ ہم تجکو چلے
یون تجھے چھوڑین یہ اب ہی ہی غضب ہی غضب
منھ مدینی کی طرف کر وہ نبی کا نور عین
سمجھین مین عیش و طرب ہی ہی غضب ہی غضب

نظر آتا نہین کوئی جو اس بند یکدی چھوٹا
جو مین ہون سن ای حالت مجھسی دیکھو دی کیا
کوئی کہتا ہی سونپوا شتر دنکی اسکو سارنی
کوئی بولا ادہر سی ہو جدہر خار بیابان
کہان تیر یہ اس حالت مین جس سی ہو علاج اب
غرض کیا کیا کہون اسکو سو ہی سی طرح آتی
جو مین کہتا ہون تجھپر اسقدر یہ جلتی ہو کیون بچی
تو کیا دکھلائیگی جاکر خلیفہ کو ہم اپنی پر و
جو مین کہتا ہون اس حالت سی محملو لیکی جاوی
بروز باز پرس امت مین پہر کسکی کہاؤگی
تو کہتی ہین ہمین کیا خوف محشر مین تم سی
قیامت مین ہماری کچھ نالش اپنی تو جد سی
اگر خطرہ ہمین ہوتا تو ایسا کام کیون کرتی
ہماری تیغ سی خویش و برادر اسکی کیون مرتی
سر اسپر و دمین اسکی لوٹتی کو ہم نہ دس جاتی

گلی سی طوق انکی دور رہو زنجیر مین سی پا
نہ بھائی بند سی کوئی نہ یار و آشنا تہا
کوئی کہتا ہی اسکو لیجلو جیدہر نہو پانی
پہرون مین تجھ بن اس حق برو ہفا سی جا بجا تہا
نہین ملتا ہی قطرہ آب کا جو تر کرو ہین کب
اذیت دیتی ہین یا کر مجھی اہل جفا تہا
کہو مین بیڑیان جو کاٹکر پانونکی بھاگی تو
تجھی ہم اسلیی نہین چھوڑتی زین العبا تہا
محمد کی تبین محشر مین کیا تم منہہ دکھاؤگی
جو اس صورت سی جاؤ ان شام مین رستا ہوا تہا
سپاہی کرتی مین و تی کو بید لعنت و لکد سی
نچھوڑین اس تڑکون سی تجھی ہم کوئی جاتہا
پدر کی سر کو تیری کاٹکر نیزی پہ کیون دہرتی
ہماری ساتھ پہرتا اسطرح تو کیون بکا تہا
اسیر اسکی حرم کو بیٹھہ اونٹونکی نہ بہلاتی

۶۰۵

بلبل کو ترانہ کی بدل نوحہ گری ہے | اس باغ سے کیا آل محمد سفری ہے

شبنم جو ردا چاہی سو تو رو شب تار | گر باد سحر خاک سرانی پہ تو ہر بار

لوٹا یہ رسالت کا ستم کیشون نے گلزار | ٹہنی چمن دین مین نہ سوکھی نہ ہری ہے

جو نخل محمد کے جگر سے رکھیں پیوند | اور ساقی کوثر کی وہ لاریب ہین فرزند

پانی چمن دہر مین ہو اُنکے اوپر بند | کیا چرخ ستمگر کی یہ بیداد گری ہے

تیغ و تبر جور سے جو نخل کٹا ہے | کہتے ہین وہ فرزند رسول دوسرا ہے

اُسکا جسد پاک زمین پر جو گرا ہے | آلودہ گرد قدم رہگذری ہے

دیتے تھے نبی بوسہ سدا جنکے لبون پر | سو مثل صدف آب گہر سی نہون تر

الکدم نہ ملی آب انہیں جز دم خنجر | سب دہر جفا پیشہ کی یہ بد گہری ہے

ان جور و جفا مارونکا مین کیا کہون احوال | ہے ناوک دلدوز سے ہر ایک کا یہ حال

چھاتی پہ ہے سوفار تو ہے پشت پہ بھال | ان دونون کی مابین مین پیکان جگر مین ہی ہے

کسطرح کرون انکی صعوبات کی مین بات | ایسا تو نہ ہوویگا کوئی مورد آفات

پیدا جو بلا ہوی ہے اب دہر مین دن رات | گویا وہ بلا واسطے انکی ہی دھری ہے

ایسا تو کبھی غم نہ ہوا جیسے ہے عالم | درد اکہ دم تیغ سے افزود ہے یہ غم

ہر زخم پہ ہوتا ہے فلک بخیہ و مرہم | زخم جگر فاطمہ دونو سے بری ہے

دنیا کی حلاوت کا نہین چاہتی ہم تحت … ہونا ہمین اب خاک بسر تاجوری ہی
کیونکر نہ روی خونکی آنسو سی مہربان … کسطرح نہ اس غمسی شب و روز ہو نالان
گذرا ہو جب اولاد محمد پہ یہ طوفان … ماتم مین جنہون کی ملک جن و پری ہی

مرثیہ حضرت امام

کہتے ہین یہ درد سے زین العابدین … ہوا گذ ہرداد ا امیر المومنین
مرتدون نے کر سند دین کی تئین … کھودیا مہر نبوت کا نگین
پوچھیے وہ مجھ دل ناشاد سے … جو ہوا ہی آج ہر جلاد سے
کر دیے حک کار د بیداد سے … سب حروف دفتر شرع مبین
انما کی آیہ جنکی شان مین … حق تعالی نے کہی قرآن مین
انکو یہ لوٹا ہی اس میدان مین … چادر اُن مین ایک کی بر سر نہین
کر گئی گل شمع دین وہ روسیاہ … پھرتے ہین ہم در بدر ہوکر تباہ
باز اُنکا گھر ہے جنکے مہر و ماہ … آگے دروازی پہ گھستے تھی جبین
وارثون کے سر ہین نیزون پر روان … تن پڑے ہین خاک و خون کی درمیان
بے مکان ہین وہ کہ جنکو ہر زمان … سجدہ کرتے عرش اعلا کے مکین
ظالمون کی ہاتھ سے ہوے وطن … آن کر پیاسا موا کربل کے بن

۶۰۷

جو کوئی اس دھوپ مین پیادہ چلے | میری سی زنجیر ہو اسکے گلے
سارے منزل بیچ ذرہ دم نہ لے | اس مصیبت کی ہو قدر اسکی تئین
درد ہر مظلوم ہو سکتا ہے غور | پر وہی سمجھے جو کچھ ہے مجھ پہ جور
میری سی ہووے تعدی اسپہ اور | ہو وہ فرزند شفیع المذنبین
ہووے جسکا ساقی کوثر پدر | تشنہ لب تن سے جدا ہو اسکا سر
یاد کر اسکے تئین اس کا پسر | رو سکے ہے ہبر سے ہو کر ہمنشین
آب یتیمی اپنی گو کوئی جتاسے | وہ یتیم آفاق مین مجھ سا کہاسے
باپ میرا سا ہی جسکے سر جائے | جس کا نانا ہووے ختم المرسلین
دعوی مجھ دکھ سے اسی ہمتائی کا | تن ہو قیمہ جسکے باپ اور بھائی کا
اسطرح دانہ ہو جیسے رائی کا | درد میرا مجھ سے گو ہووے یقین
دل سے میرے پوچھیے اصغر کا درد | آب پیکان نے کیا ہے جسکو سرد
غم سے اکبر کے مرا چہرہ ہے زرد | سر کہین نیزے پہ جسکا دھڑ کہین
دون کیا کو سخے مین وادا کو تلف | کربلا مین دی الٹ بابا کی صف
سر کیا نیزے پہ بھائی کا ہدف | آفرین اس دین پر صد آفرین
ہو غرض عابد نہایت بے قرار | کہتے جاتے تھے یہ رو رو زار زار

کچھ نہ بس چلتا تو یہ تو تھا بھلا
مار بھی گر ڈالتا میرے تئین
ایسے جینے سے تو بہتر تھا کہین
درد دل سے میرے کون آگاہ ہو
بات دکھیارون کی کب دلخواہ ہو
کوئی مجھسا ہو سو میرا سمجھے درد
چہرہ بیماری سے اُسکا ہووے زرد
ضعف کے مارے چلا اُس سے نہ جاے
جب قدم آگے رکھے تب لڑکھڑاے
باپ کا نیزے پہ سر ہو پیش پیش
ساتھ اُسکے ہو نہ اُسکا قوم و خویش
راہ تو چلنا ہو اُسپر یون کٹھن
تازیانے سے کرین مجروح تن
راہ وہ لیجاوین جسمین ہو نہ آب
تک جو پانی مانگے وہ خانہ خراب

جا لپٹ جاتا گلے سے آہ مار
ساتھ میرے باپ کے شمر لعین
جس مصیبت مین ہون مین لیل و نہار
دکھ مرے کو کسکے دل مین راہ ہو
گو کسی کے سامنے کہیے ہزار
رہ گیا ہو اقربا کنبے کا فرد
نے دوا اُسکی ہو نے تیماردار
ہاتھ سے تھانبے سر زنجیر پاے
راہ چلاتے ہو اُسکو مار مار
اونٹون پر ناموس پیچھے سینہ ریش
کھینچتا جاتا ہو وہ اُسکی مہار
تسپہ رہبر کہے لا یعنی سخن
کھینچے کو ٹھہرین گر تلوون سے خار
تب چلین جب گرم ہو خوب آفتاب
کھینچکر شمشیر اُسے دکھلائین دھار

اسکا نواسا ہی یہ تھا جو وہ ترا حبیب
جسکے تئین اب دفن ہے نہ کفن یا نصیب

طعمۂ تیغ ستم جب سی ہوا یہ غریب
اسکی کسیکو نہین گور گڑھے کا خیال

تیغ نے تو عضو عضو اسکا جدا کر دیا
سیس کو تو دی کی طرح تیرونسے بھر دیا

کاٹ کی خنجر سے سر نیزے پہ دھر دیا
اور تڑپتا ہوا تن کئی لہو مین ڈال

سر کے تئین کاٹکر لیچلے جب شامیان
اس تن بیجان پر تیغ بہتون نے کی ہی جان

کیونکہ نہ سر پیٹ پیٹ مین کرون آہ و فغان
موزی کا جو رنگ ہی آج محمد کی آل

آگری کیا ایک بیک طرفہ بلا اسکو پیش
ایک ہی سر اسکا شام با سر فرزند خویش

شانہ صفت غم سی مین کیونکہ ہون سینہ ریش
برچھی کا جہا ہوگی گیسو نکی اسکی بال

یہ تو رہا ایک کنار لاشونکو وہ دین کفن
رنگسکے ظالم اتار خون بھری پیرہن

سوکھی ہین دھوپ سی خاک پہ عریان بدن
آج وہ کاٹی ہوئے باغ نبی کی نہال

اہل حرم کی تئین آکی یہ غارت کیا
ہاتھ مین چھلی کی قسم سی بھی نہ رہنی دیا

جنس سی پوشاک کی کیا کہون کیونکر لیا
کرنیکو پاک اشک کی ایک بچھوڑا رومال

گوش ملک تک کبھو جنکی نہ پہونچی صدا
زاری و الحاح پر انکی نہ کی اعتنا

پردی سی باہر لائی انکی تئین اشقیا
آگ دی خیمی کو پھر لوٹ کی مال و منال

ایک بھی چادر نہ دی جس سی کرین وہ حجاب
سر کھلی ہر ایک یون جون ہو یہ آفتاب

بند ۶۰۹

خون سی تیری زمین کیون ہوئی کربل کی لال
بر مین جو پالا تھا فاطمہ نے اس پسر [illegible]
تیغ جفا سے تو آب ہو کی پیاسا [illegible]
حیف ہی یہ زندگی تو [illegible]
کیونکہ کٹین گی [illegible] تیری ماہ و سال
دیکھون کی [illegible] مین یہ جیسا پاش پاش
کیونکہ جیون [illegible] نظارہ اصغر کی لاش
آنکھون [illegible] عوض [illegible] تئین موت [illegible]
زندگی اس وقت ہی مجھی نہایت وبال
جا کی مدینے اگر اسکو مین بابا کہون
مجھ سی جو تیری خبر پوچھی تو مین کیا کہون
مجبور تا درد دل اپنا مین کس سی کہون
[illegible] مرگ زار قتال
[illegible] یتیم
شام کو [illegible] جاوین گی [illegible] یتیم
جان کی یہ اشقیا [illegible] یتیم
چھین لی [illegible] طوق دیا [illegible]

[illegible]

اُس تن بیجان نے سنکے یہ باتیں کہا
کھانہ غم ای نور چشم یونہیں تھی حق کی رضا

شاکر کی ہی یہ جگہ ہی نہ شکایت کی جا
کسکو ہی اس امر مین لا و نعم کی مجال

تیغ ستم سے ہوا گو کہ جدا سر ز تن
اور رہی دشت مین لاش مری بیکفن

خوب ہوا جو ہوا مجھپہ یہ رنج و محن
حق کی تو آگہی نہین آج مجھے انفعال

مرتبہ رکھتا ہی یہ حملہ مراتب پہ فوق
سر ہو مرا نیزی پہ تیری گلی مین ہو طوق

راہ مین حق کی مرین خویش و برادر بذوق
اونٹون پہ جاوین اسیر ہو کر سب اہل عیال

چھٹکے جو اس قید سی جاوے مدینی کو تو
مرقد حق سی مری کہیو یہ سب ہو بہو

یعنی کہ تیرا حسین جاں سی گیا سرخرو
نزد حق دادرس خوب ہی اُسکا مآل

عابد محزون کو جب کہہ کے یہ رخصت کیا
اُن نے تب اُس لاش کی پانونپہ بوسہ دیا

ساتھ جفا پیشونکی شام کا پینڈا لیا
دیدہ پر از خون دل سینہ پر از صد ملال

ختم کر ای مہربان اب تو یہ نظم کلام
مرثیہ کیا خوب طرح تجھ سے ہوا یہ تمام

حشر مین محشور رہو تو بجناب امام
مانگی جو کچھ اُس جگہ رد نہو تیرا سوال

مرثیہ دیگر حضرت امام

رو دی وہ آل نبی سی جسی محبت ہے
کرے وہ خاک بسر جسکو اُس سی الفت ہے

ندان شہ اُسے بانو کی گود سے لیکر
کیا سوال زسرگردہای آن لشکر
کیا ہے آل محمد پہ تمنے بند یہ آب
تم اس بچہ کا تو گردن پہ اپنے لو نہ عذاب
اگرچہ آگے تمہارے گنہگار ہوا ہین
تمہارے سامنے عاصی اگر ہزار نہین
خدا کے واسطے اسکو تو قطرہ پانی دو
وہان مین تو گرفتار اسکی تم مت ہو
دیا جواب لعینون نے شاہ دین کو یہ
ابوتراب کے بیٹے یہ جان لے تو یقین
یہ کہکے اُنمین سے تب اک لعین نے وا ویلا
اور اسکو کھینچ کے پھر سوے شاہ دین پھینکا
وہ تیر حلق پہ اُس طفل کے لگا ناگاہ
یہ حال دیکھ کے چپ ہو رہے وہ بھر کر آہ
یہ حضرت گود مین بانو کے دیکے فرمایا

بحرب گاہ گئے ہو سوار گھوڑے پر
کہ کچھ بھی روز قیامت سے تمکو دہشت ہے
کہ طفل ہے چھ مہینہ کا پیاس سے بیتاب
سمجھ لو یہ کہ پھر اس کام مین ندامت ہے
تمہارا کشتنی تیغ آبدار ہون مین
کہو تو اسپہ بھلا کیا گناہ ثابت ہے
پھر آگے قتل مجھے چاہو جسطرح کیجیو
جو کچھ کہ قہر الٰہی کی تمکو غیرت ہے
کہ خوف ہمکو تو ان باتون سے ذرا بھی نہین
سخن قبول ترا کب بغیر بیعت ہے
کمان کے فاق سے سوفار تیر کا جوڑا
کرو تو منصفو انصاف کیا قساوت ہے
اور اسطرح کہ گیا چھوٹ اُس سے بازوے شاہ
پھر آئے خیمے مین لے اسکو یہ حکایت ہے
شتاب لے کہ مین سیراب اسکو کر لایا

پر آب خنجر دی ہی جو کچھ پیاس کی لذت | مجھے یہ وہی ساقی کوثر کا جو ہو پور

ظاہر مین جو دیکھو تو نپٹ تلخ ہی یہ آب | شیرینی باطن ہر ولی قند مین نایاب

خوش طالعی انکی ہی پین اسکو جو احباب | کب انکی نصیبو نمین ہی جو بخت تھین شور

یارو یہی کہتا ہی مجھے رہبر جنت | اب دو ہی قدم تم سے رہا کوثر جنت

زخم دم شمشیر ہے تن پر در جنت | خنجر کی رگ حلق یہ ساغر بکف حور

القصہ رفیقون سے یہ کہتا تھا وہ سرور | ناگاہ خبردار نے دی یون خبر آکر

اترا ہی مخالف کا لب آب یہ لشکر | اس قصد یہ تا پانی کو کر لیجے محصور

یہ سنکے خبردار سے بولا شہ ابرار | اس فوج کا تو دی یہ نشان کون ہی سردار

ان نے یہ کیا عرض کہ ای دین کے سالار | حر ابن ریاحی کہ اسے بولی ہی جمہور

آگے یہ روایت ہی کہ جسوقت ہوئی شام | بھیجا شہ ابرار کو تب حر نے یہ پیغام

ہوا امر تو بھیجون مین باخفا شہ عظام | کچھ عرض مجھے خدمت عالی مین ہی منظور

القصہ وہ حاضر ہوا سے حکم شہنشاہ | بولا یہ تصدق ہو کہ جان نبی اللہ

یہ قوم ستم پیشہ تری سخت ہی بدخواہ | سمجھاے نہ سمجھین گے ہین کثرت یہ یہ مغرور

جسوقت بچا کھا کے رہین خیمے مین سیدہ | بہتر ہی تری حق مین کہ تو یانسے روان ہو

خاطر مین جدھر آئی ابھی جاؤ ادھر کو | روزانہ جو ہو کوچ تو مانع ہون یہ مقہور

بولے شہ دین آل نبی کی ہی یہین خاک
آگی یہ لکھی ہین کہ جو غم سہوا ہے پا
تھے اہل حرم سب جتنے انھین سامنے بلوا
اس دشت مین اپنا مین کرون نذر خدا سر
ہر دوست مرا دہ جو ہی اس امر مین صابر
بر دو رو کی یہ سن کہنی لگین زینب و کلثوم
جس روز سی ہون ہم تری دیدار سی محروم
گر تو نہو دنیا مین تو کیا جی کی کرینگے
ہر آن تری یاد مین رو رو کی مرینگے
بولی شہ دین اسمین بس اپنا نہ چلیگا
سر دھڑ سے مری کاٹتے ذرہ نہ ہلیگا
غارت مری سر کٹنی کی بعد اسمین ہونا
مت رو تم ابھی سی کہ تمھین آگی ہی رونا
جیونگا سو دیکھیگا جو کچھ روکی باہم
بھائی کو رو ؤ گی کہ بھتیجونکو ہر اک دم

بہتر ہی کہ خیمہ کرین اس جا پہ بدستور
اور خیمی مین داخل ہوئی شہ سنکی یہ اسجا
بولے کہ خدا کا مجھے آیا ہی یہ منشور
جاؤن نہ مدینے کی طرف ملیکی تمھین پھر
تم رہیو رضا اسکی مین سب طرح سی سرور
وہ روز ہو فہرست شب و روز سی معدوم
اور طفل تری نام ہی سی ہونگی مشہور
ہم درد جدائی کا تری کیونکی بھرینگی
پھر جائینگی پھر آنکھونمین ہر ایک کی ناسور
یہ امر کسو طرح سے ٹالا نہ ٹلیگا
کیسا ہی جو کاٹیگا گر کر کوئی مقدور
پھر نیند تمھین شقیونکی ہاتھونسی سونا
کرنا مصیبت کو مری تا لب گور
رونیکی سبب ہین بہت اور لخت جگر
وہ وقت قریب آگیا پہونچا ہی نہین دور

مرثیہ دیگر حضرت امام

بہت یہ ناز پرور ہے نہین سہتی ہے تیزی کی — کہان ہے تاب اسکو یہ کسو کے سخت کہنیکی
نہ طاقت ہے کچھو حرف درشت اب اسکو سہنیکی — جو اسکی سانس ہے سو دل لب اسکی کناری ہے

مری فرزند اور بھائی تہ تیغ سب آئے — خدا کا اجر جو کچھ تھا وہ سب ملکر بجا لائے
کرونگا کیا میں اب جگر بہت خون جگر کھائے — مجھے رخصت کرو جلدی سے تم اب میری باری ہے

سکینہ سنکے یہ رونے لگی بابا کی لگ چھاتی — کہا اب بھائیونکی ساتھ ہی مجکو بھی موت آتی
جو یہ ہوتا تو یہ دکھ کاہیکو مین دیکھنے پاتی — عجب اس وقت دل اوپر مری احوال طاری ہے

سبب کیا ہے کہ جاتا ہے یہان سے پھر نہین آتا — مجھے باعث بتاؤ تم وہ کس خاطر نہین آتا
جو اسکا تن اٹھا لائی سو تم تو سر نہین آتا — جسے مین دیکھتی ہون گردن اسکی تن سے نیاری ہے

جو کوئی ہے تمھارے گرد بیٹھا آج روتا ہے — جگر کے خون سے ہر اک مژہ اپنی ڈبوتا ہے
مجھے ظاہر مین اس حالت سے یون معلوم ہوتا ہے — کہ تم باہر نجاؤ آج کا دن تمپہ بھاری ہے

نہ معلوم تم تو کیا جاؤ کدھر سب بے پدر ہونگی — خدا جانے کہ کسکی در پہ یہ اور کسکی گھر ہونگی
کسیکے چشم انکی حال پر کاہیکو تر ہونگے — یہ جو روتی ہین تم بن کسکو انکی غمگساری ہے

اسی اثنا مین لی اصغر کو اپنی گود مین بانو — لگی آکر یہ رو رو کہنے اس سالار دو جگ کو
یہ بچا پیاس سے ہر دم تڑپتا ہے لا پانی کہین سے دو — کہ اب شدت سے اسکو تشنگی کی دم شماری ہے

یہ سن اصغر کو شہ کاندھے لگا میدان مین آئے — صف اعدا کی آگے جا زبان پر یہ سخن لائے

تری مان رو رو دکیتون یہ پہونگی آ کی تملاتی ہی
ترا حلق انکو ہر دم کھول کھول کیون دکھاتی ہی
سر اپنا کس لیے پٹتی ہی اور انکو پٹاتی ہے
گئی تم کو دسی شاید جو مان کہہ آہ و زاری ہی
بنگھورا کسکا اب مجکو کہیگی مان جھلانیکو
کسے لاوینگی بدلے تیرے لوری ہی سلانیکو
گیا کیون چھوڑ تو مجکو غم اپنے مین رلانیکو
مجھے بھی ساتھ لیتا جا سکینہ تجھ پہ واری ہے
بہن یہ کسطرح جیویگی بتلا اے مرے بھائی
تری بدلے ہی مجکو آج کے دن کیون نہ موت آئی
کھلاویگی کسے گود مین اب تیری مان جائی
ترے بن ایکدم بھی زندگی کا تجھ پہ بھاری ہے
عوض تیرے جہانسے آج کے دن کاش مین جاتی
تو اتنا کاہیکو غم مین ترے مین درد دکھ پاتی
طرح انگارے کی دیکھ کی میرے اب دن چھاتی
جلا یا جن نے تجھ غم مین مجھے وہ کون ناری ہے
غرض رو رو سکینہ اس گھڑی یہ بین کرتی تھی
سر اپنا پیٹ کر ہر لحظہ آہ سرد بھرتی تھی
یہ جب حالت حرم کے دل پہ دیکھ اسکو گذرتی تھی
کہ جسکی شرح لکھنے سے زبان خامہ عاری ہے
یہ تونے مرثیہ کہکر جو اے **سودا** پڑھایا ہے
حدیث من بکی پر کر عمل سب کو رلایا ہے
نہ تنہا اپنی ہی خاطر جنان مین گھر بنایا ہے
جگہ جنت مین سب کی واسطے تونے سنواری ہے

مرثیہ حضرت امام

کہے ہے فاطمہ رو رو کے یا رب اپنا حال
کھو گیا ہے مرا کربلا مین ایسا لال

کہ پھر علی کا کیا ...
حسن کا بیٹا جو قاسم تھا ...
... عابدین سوائے طاقت و توان نہین

سر حسین جدا جب ہوا ہی خنجر سے
خطاب اُس تن نازک کو یون ہوا سر سے

جو کوئی آوے ترا خویش و اقربا گھر سے
یہ کہیو حشر کے دن تُم سے مین کرونگا سوال

جو ہو تو باپ تو معصوم کا ہیکو لڑتے
مدینے سے قدم آگر وہ کس لیے دھرتے

لب فرات پر اس طور پیاسے کیون مرتے
ہر ایک چاشتے کیون اپنی لب زبان کو نکال

بین خم دیکھ کے اکبر کے بیقرار ہوئی
گلو سے تیر کی صغری کی بھال پار ہوئی

نپٹ مین غم سے انھونکی نزار و زار ہوئی
پڑے ہین دو مری فرزندون مین گل کی مثال

بتا دے مجکو کہ اب ڈھونڈھتی کہان جاؤن
کہین جو روٹھ گئی ہون تو مین منا لاؤن

سوای تیرے کسے حال اپنا دکھلاؤن
کدھر گئے وہ مری ننھی ننھی سب اطفال

بیان کرتی ہون ہر وقت مین سمجھا کر
اگر ہزار تسلی دے کوئی مجھکو پر

نہین مین سننے کی جب تک ملین نہ آ کے پھر
کسی کے کہنے سے دل سے نہ جائیگا یہ ملال

اب اسقدر تو ستم کر چکا فلک بدخو
کہ بحر خون مین دیا کشتی لہو کو ڈبو

نہ روؤن کیونکہ مین اپنے ستم رسیدونکو
کہ ایکبار موے سب مرے وہ آل عبا

کہا یہ حضرت زینب نے ہاے ای بھائی
مین کیون نہ ساتھ ترے آج قتل مین آئی

فلک نے کیون تری حالت یہ مجکو دکھلائی
کرونگی کیونکہ بسر زندگی مین اب وبال

نبی کا لخت جگر اور علی کا نور العین
حسن کی جان کا امن اور بہن کے دلکا چین

بولونگا کس منہ کہ گھر سبط رسول اللہ کا
پوچھے گا ہر ایک مجھسے حال ابن بوتراب
کب تلک ہو دل مرا اس آتش غم سے کباب
گرچہ مرنے والون سے مجھ پر صعوبت ہے شدید
لیگئے ہین کس مصیبت سے مجھے پیش یزید
راہ خارستان سے ہرا اور تشنگی سے پانو
بیٹھکر کانٹا جہان کھینچون ہلا اتنے تھے پانو
ڈالی ہر اک ہاتھ مین اُن ظالمون نے ہتکڑی
طوق بھاری سے اذیت تھی یہ مجکو ہر گھڑی
ظاہری تو رات دن رہتا تھا مجھپر عذاب
طعن و تشنیع انکا کرتا تھا جگر میرا کباب
تھا نہ طرز ظالمون سے چین دل کو ایک پل
وہ مصیبت سر پہ میری تھی غرض انکی نسل
سو طرح دیتے تھے دکھ وہ دشمن جانی مجھے
ڈالتے تھے خاک پر دکھلا کے وہ پانی مجھے

لوٹ لیکر ظالمون نے پھر دیا خیمہ جلا
سرگذشت اسکی سے دونگا اب مین کس کو جواب
کاش کھا جاتی مجھے بھی رن مین شمشیر بلا
ہاتھ سے اُن ظالمونکے وہ جو شامی ہین پلید
پیادہ پا دھوپ مین سو آفات کا کر مبتلا
نے درختونکا کہین سایہ نہ قریہ ہے نہ گانو
لاکھ کانٹا ٹوٹ کر رہ میرے تلوونمین گلا
پانونمین زنجیر میرے اُن لعینون نے جڑی
جس سے مین اک آن سر اپنا نہ سکتا تھا ہلا
باطنی ایذا جو مجھپر ہے سو اُسکا کیا حساب
سو طرح سے بات انکی مین سہتا تھا دل جلا
ہر سخن سے شقیونکی جاتا تھا میرا سینہ جل
شمع کی طرح آنسو کے مجھ رو تے ہی روتے دن ڈھلا
تشنگی کی جسگھڑی ہوتی تھی طغیانی مجھے
مار کر پیاس اپنی رہ جاتا تھا ہر دم تلملا

اوسکا پوتا ہی تو جس تک کر عدو لایا پناہ
شیوۂ احسان سی اپنی نہ ہرگز وہ ٹلا

ختم ای سودا کر اب تو یہ کلام جانگداز
ہوویگا کیا جانیی اس امر مین کیا خوں کا راز

مختصر بہتر ہی یہ قصہ نکر اسکو دراز
اس سخن سی آب ہوا آنکھوں کی رہ دل چلا

مرثیہ حضرت امام

کہتی ہین بانو پیٹ کی سر کو صغرا سیر ا گئی لو
خشک ہوی لب جسدم اسکی دہن سی تر گئی لو

جسکا رن لاکھ طرح کی دکھ بھر بھر مین مر گئی لو
ہای ہای دردا وای دریغا گود وہ خالی کر گئی لو

ہاتھ سرہانی شام سی اسکی رہتی تھی مین تا صبح
اس خطر سی شاید گردن تکیی پہ سی جا نہ ڈھلک

یون نہ سوی مین اسکی سیری پلک سی لاگی پلک
ہای ہای دردا وای دریغا سو بچا یون گئی لو

ایسا بیٹا جای کہ جسکا حسب نسب سب یون اظہار
باپ چچا مین اسکی نواسی جو نبیونکا ہی سالار

مانگا اسکی خسر جو ہی سو حوض پہ کوثر کی مختار
ہای ہای دردا وای دریغا وہ پیاسا سر کر گئی لو

آٹھ پہر تھا مجکو اسکی فکر شلوکی دھونیکا
چین عجب تھا دل کو میری ساتھ اسی کی سونیکا

فخر و شرف تھا مجکو اپنی بطن سی اسکی ہونیکا
ہای ہای دردا وای دریغا مجھ سر کا افسر گئی لو

جس کروٹ نیند آتی اسکو اس کروٹ مین سوتی تھی
ہای ہای دردا وای دریغا وہ دم سی چھاتی بھر گئی لو

کر تا میلا جھکی اسکا دل چاہی تھا رو دھوتی تھی
اب خنجر ہاتھ آ کہین سی تو ململ کو دھوئین

اب جو چاہون لہو دہن کا پوچھ کی تن سی کھو دین
ہای ہای دردا وای دریغا سر کی بھی چادر گئی لو

تتمہ حضرت امام

کن نی مارا تیر یہ ایسا کہ تو بول ای بے ملال | ہای ہای درد وای دریغا جان نکل ادھر گئی لو
بوند ندی تیری خاطر اور دریا مین بہتا تھا نیر | ظالم کہین دیکھا ہی ایسا مانگتی پانی مارا تیر
تیری بدلی پیاس کی ماری دنیا سی ای بے تقصیر | ہای ہای درد وای دریغا کاش ہم مین مرگئی لو
قسمت ہی کی بات ہی آل محمد کو ہی یہ ایذا | ورنہ جہان کو جاری کوئی ہی آب جہان مین بہتا
ڈھونڈھتی کو پانی کی پیاری پیاس کی ماری جی یا | ہای ہای درد وای دریغا تن سی نکل باہر گئی لو
کن آنکھون دیکھونگی خالی بھری ہمتولی مین جھر کو | کیا چھوڑ گیا بڑی بھی دی داغ گئی مجھ ادر کو
منہ سر پیٹ کر اپنا بیٹھی دولتی تھی کیا اصغر کو | ہای ہای درد وای دریغا سنتی ہی آن اکبر گئی لو
دریا دل اجتنی تھی میری کس سی کہی ہای غضب | موت کی جھپٹ کشتی پر ڈوبی بن پانی اپنی سب
بیٹونکی جان کا تھا ہی بیری دل پر رنج و تعب | ہای ہای درد وای دریغا بیٹی کا شوہر گئی لو
مجھ دکھیا بن کون ہوا ہی دست ستم سی بو مالا مال | کسکی سر پر فلک نی ایسی ظلم کی تو دی دہین ڈال
بیٹونکی غم کی ہوہ صورت خویش کی شادی کا یہ حال | ہای ہای درد وای دریغا سہری کی دن کی لو
بیاہ برات ایسا دیکھا ہی آگی کسو نی عالم مین | جای بنا مرنی کو رنڈاپا بنی کو بٹھلا جا تم مین
لوگ کٹم کی سب کہتی ہین بعد وگر یون باہم مین | ہای ہای درد وای دریغا بنری یہ کیا کر گئی لو
ٹکڑی ٹکڑی تیغ جفا سی بیٹونکا دیکھون بدن | شادی داماد کی گویا لوہو سی بھر کر دھری لگن
خاک اور خون کی بیچ وہ ظالم ڈال گئی سانچی کا تن | ہای ہای درد وای دریغا سہری پر دھر گئی لو

جو بیجان اس بن مین پڑا ہی اُسکو نہین ہی گور و کفن
تیغ بلا سی بچا جو کوئی عریان اُسکا ہی یہ بدن
جسکو دیکھو ضعف سی اُنمین جان رہی ہی آلب پر
پیٹ بھری ہین بھوک مین جسدم کھاکر اپنا خون جگر
پشت شتر پر پھر اکدن کو دھوپ مین کاٹی ہی منزل
اُنمین سکینہ باپ کی خاطر تڑپی ہے جیسے بسمل
پیادہ پا خارستان مین وہ اُسکی بدن پر تپ ہی شدید
اُسکی بھی جینی کی ہرگز اب نہ کسیکو ہی امید
دھوپ مین پیادہ پای برہنہ خارستان مین چلی ہی آ
ہی ایسا کچھ اُس سرور کا ضعف کی ہی مدِ جان آ
ظلم کو اُسپر جتنا کیجیی اُس سی بھی وہ زیادہ ہی
درد و الم سی رگ رگ اُسکی ہر لحظہ آمادہ ہی
کوہ جو ہو تو آب ہو جاوی رنج و تعب جو یہ سہی
اُسکی یہ حالات عزیزو دیکھو غضب اب سہی
چین نہ اُسکو روز نہ آرام نہ اُسکو روز و شب
رات کو وہ شبنم مین بھیگی دنکو دھوپ مین کہی تن
چادر تک لب ایک کی سر پہ نہ چھپائی نہ ساری ہی
فاقی پہ ہی فاقہ اُنکو کاٹین ہین یعنی شام و سحر
اشک سوا پانی جو مانگین نہ میٹھا نہ کھاری ہی
روز سی اطفال کی شب کی اُنکو نہین ہی چین اک پل
موت کی نزدیک اس حالت مین عابد کی بیماری ہی
ٹھنڈی سانس بغیر از اُسکو کب ہی میسر کچھ نہ بجو
گھٹتے ہین کیا جیتی وہ جو دوا و غذا ہی عاری ہی
جو ظلم آگی آجاتا ہی جور رکھی سے پیش نگاہ
چہری کا رنگ اُسکی کاہی زردی کی زنگاری ہی
شامی گھوڑون پر ہین سوار اور وہ مظلوم پیادہ ہی
تپ کی شدت سی اور اُسکو غش کی ہشیاری ہی
جب سی دنیا خلق ہوئی یہ ظلم ہوا ہی کس پہ
طوق گلی مین اُس بیکس کی تن کی وزن سی بھاری ہی
منزل چلنی کا اس صورت صبح سی لی تا شام تعب

مرثیہ حضرت امام

کہین فاطمہ نبی ابو ری کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون
تری آگی احمد مجتبےٰ کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون

اترا غم نہ دل سو مری ٹلا کہ کٹا جگر مرے کا گلا
مرا اس سی بس نہ ذرا چلا کری مصطفیٰ کوئی تو بھلا

کری غور اس سی کوئی اکدم جگر حسن کی ٹکری سم
کرون صبر ہو اگر ایک غم جو ستم ہے میری پڑی ستم

مری سینے کا جو سرور ہو تری چشم کا بھی وہ نور ہو
اگر اشک کا یہ وفور ہو سر نہ فلک سے عبور ہو

یہ ستم کسو نہین سہا جو فلک سی دل پہ مری رہا
روؤن اسقدر مین اگر شہا مرا رونا کو ہونکو دی بہا

نہین مرنیکا تو کہین عجب ولی یون مرکو کوئی ہے غضب
بدن اسکا ٹکری ٹرا ہی سب ہی مری جگر پہ جفا ہو جب

مگر اسکا مجکو نہ ہجی حد جو یہ کی جفا نہین جسکی حد
کرین منع مجکو جو تا ابد تو سخن کو اسکی مین کرے رد

مری سر سے کی یہ جفا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون
مری داد دیوی نہ تا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون

خنجر جفا سے بکربلا ستم فلک ہے یہ برملا
مری داد دیوی نہ تا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون

ہی حسین تشنہ کا سر علم تہ تیغ ہین سبھی یک قلم
مری داد دیوی نہ تا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون

بدن اسکا زخمونسی چور ہو یہ غضب کہ سر تہ تنور ہو
مری داد دیوی نہ تا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون

مری وہ پسر ہو مین نہاد م زہوش تو نہ سبھی کہا
مری داد دیوی نہ تا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون

نہ کفن جسی نہ جنازہ ما بہ ہی خاک خونین پہ وہ ذنب
مری داد دیوی نہ تا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون

بنے گورسیت نیک شد بہ رہی خاک خونین ہین جسد
مری داد دیوی نہ تا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون

نہ دوا غذا سی ہی کوئی شی یہ جنا ئین دیکھو نہین تلک بے	مری داد دیوی نہ نا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون
گئی بھائی ماٹی مین اسکی مل ہوئی خاک منہ نسی ید پرگل	کہو کس سی رچپ اب اسکا دل نہین چین اسیپہ بھی اکیل
گئی تلوی منزلین چلتی چہل اگر انکھوین ہی تیری تل	مری داد دیوی نہ نا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون
جو مین وزروشب روا کردن تع منٹ مین مشغلہ کیا کرون	جنھین دیکھ نور نظر فزون جو جہان سو ہوی غرق خون
جو امید انکھو نسی یہ رکھون کہ چہاؤ را انھو نسی مین کام لون	مری داد دیوی نہ نا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون
فلک ایسی یہ جفا کری سب غم مرا سار ہا کرے	پس مرگ بہ بھی روا کری اگر اسکی گل سی بنا کری
سبو پر سبو تو رسا کری یہی ماٹی اسکی صدا کری	مری داد دیوی نہ نا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون
غرض اسے مین کیا کرون سودا الیہ الم کا اگر ترجمان	کہ زمین ہی تا بہ نہ آسمان سبھی پیٹتی سر انس و جان
پدر آگئی فاطمہ حسین ساں کہین تھین بدیدۂ خونفشان	مری داد دیوی نہ نا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون

مرثیۂ مخمس ترکیب بند

کیا مین صبح جو با چشم اشکبار افسوس	کہا کسی نے کیا کیون تو ہو کی زار افسوس
مین بولا اس لیی کرتا ہون رو کی یار افسوس	نہال عمر کہ برگشت غم ست و بار افسوس

اگر گریہ نشد سبز صد ہزار افسوس

وہ بولا تخم عمل چاہی جسطرح سے بو	تو سبز ہونے سی اسکی امید دل سی کہو

۶۲۳

بجز خدا کے یہ بندہ دکھ اپنا کس سے کہے	اگر پہاڑ پہ ہو دکھ مرا تو وہ نہ سہے
میں اور دیکھوں کہ بہکے ہے تیرے خون بہے	تری بدن پہ ترا سر نہ تیغ کین سے رہے

سر اپنا دیکھوں تن اپنے پہ برقرار افسوس

دکھ اپنے دل کا کہوں کس سے اے پدر ہیہات	کوئی رہا ہے کہوں جس سے سوز دل کی بات
کٹی گی کسطرح اس داغ سے مری اوقات	ہے قریب تری تشنگی سے آب فرات

نہ تیری حلق میں پانی کی پہونچی دھار افسوس

یہ زخم ناوک دل دوز ہیں تری تن پر	کہ نہ فلک پہ نہ ہونگے اسقدر اختر
جگہ کوئی نہیں ثابت جدھر پڑے ہے نظر	میں دیکھوں جیتی جی اپنے ترا یہ حال پدر

کہ تجھ بدن سے ہو پیکان تیر پار افسوس

ہوئی ہے کس پہ مصیبت یہ زیر چرخ کہن	کہ بعد مرگ کیا ہو نہ اسکو دفن و کفن
یہ گرد خاک میں لوہو بھرا پڑا ہے بدن	بتا مجھے تجھی یوں کیونکر دیکھیں میری نین

کہ تیری تن پہ کفن کا نہیں ہے تار افسوس

ترا تو اے پدر اس دشت میں ہے یہ کچھ حال	دکھاویں کسکو گذرتا ہے ہم پہ جو احوال
کرو رطرح کی آفت ہماری ہے دنبال	عجب طرح کی مصیبت میں ہیں تری اطفال

ز شامیان ستم پیشہ نابکار افسوس

مرثیہ مخمس ترکیب بند

ابر رونیکو اٹھا ہی آج کہسارونکے بیچ	ساغر خون جگر چلتا ہی میخوارونکے بیچ
خاک سر پر پڑ گئی مست ہشیارونکی بیچ	گھر گیا باغ رسالت کا وہ گل خارونکی بیچ
یعنی ابن ساقی کوثر ستمگارونکے بیچ	
ابر روئیگا سدا میٔ رنگین کی خون کی جام	ہوشیار و مست سر پر خاک ڈالین گے مدام
ساقی کوثر کا بن پانی ڈبایا گھر تمام	حیف اہل قبلہ سی صادر ہوا یار وہ کام
الحذر جس کام سی ترسین کفارونکے بیچ	
نور چشم مصطفے اسی ہی یہ امت کا معاش	خویش و فرزندون کا اسکی کر دیا تن پاش پاش
بھائی کی اسکی تڑپتی ہی لب دریا پہ لاش	اب وہ تنہا ہر طرف کرتا ہی پانی کی تلاش
تیر باران اسپہ ہی ہر سو کمان دارونکی بیچ	
فاطمہ کہتی ہین یہ درد نالہ و فریاد سے	یہ ستم باہر مین دیکھا عالم ایجاد سے
یا نبی تم پوچھیو محشر مین ہر جلاد سے	تشنہ لب مارا گیا ہے گردن اس بیداد سے
جز حسین بیگنہ کوئی گنہگارونکے بیچ	
تم گواہی دیجیو جس روز ہو وین داد خواہ	داد مین کیونکر نہ چاہون جب کہ ہون تم سا گواہ

۶۲۴

ایضاً مرثیہ مخمس ترجیع بند حضرت

صبح ہوتی ہی تو پھر اونٹون پہ انکو کر سوار
راہ چلواتی ہین پھر اُس ناتوان کو مار مار
کہتے ہین عابد کو لے چل وہ لعین نابکار
جانتے اتنا نہین ظالم کہ اونٹون کی مہار
کھینچنے کی تاب کب ہوتی ہی بیمار دنکی بیچ

کر دیا ہی ایک تو بیماری نے اُسکو نبل
جد ہی اُسکا کرے اب مشکل اُسکی آکے حل
قطع منزل ہی نہین ہی چین اُسکو ایک پل
کیا یہ مشکل ہی کہ وہ ملعون تو کہتی ہین چل
اور چل سکتا نہین ہی راہ وہ خار دنکی بیچ

ایک تو پہونچا تھا بیماری سی مرنیکے قریب
کیا دوا کا ذکر ہی اور کیا ہی مذکور طبیب
دوسرے اس حال پر ہو دی مصیبت یہ نصیب
آب کا قطرہ جو اُنسے مانگتا ہی وہ غریب
کہتی ہین یان آب تلوار دنکی ہی دھار دنکی بیچ

طعن و طنز انکو وہ سنتا جای ہی ہر بار کے
پانوٴ کے لوہو مین اُسکی ڈوبی ہین سر خار کے
بیٹھنے دم بھر نہ دین سایہ تلی دیوار کے
کیا گذرتی ہوئیگی کہ دلپہ اُس بیمار کے
جسکی بیماری کٹی ایسے دل آزار دنکی بیچ

دی جو مستورات کو دُھار سر کو کی ایسا یہین
جتنے وارث تھی ہوئے وہ طعمہٴ شمشیر کین
لیچلے ہین شام بیکس کر انھین اعدای دین
بچ رہا ہی قتل سے جو شخص یعنی عابدین
سو وہ کچھ حالت ہی اُسکی اُن دل افگار دنکی بیچ

حسینا تھا جو میرے دل کا آرام پہ یہ غم ہے کہ نہین مین ہو یون نام	چلے ہے اوسپہ تیغ خون آشام محمدؐ کی امت اور یہ کام

فآہا ثم آہا ثم آہا

سر اوسکا خنجر کین سے جدا کر لہو مین رہ گیا تن تلملا کر	وہ ظالم لے گئے نیزے چڑھا کر کرین یہ کچھ تری امت کہا کر

فآہا ثم آہا ثم آہا

نہ تھا عالم مین کچھ پانی کا توڑا نہ قطرہ حلق مین اوسکے نچوڑا	پر اوسکو نے بہت بہونچا نہ تھوڑا یہ دنیا کے لیے منہ دین سے موڑا

فآہا ثم آہا ثم آہا

شہا انکو حدیث من رآنی نہ آیا رحم دیکھہ اوسکی جوانی	ہوئی کیا خواب غفلت کی کہانی دیا ذرہ نہ وقت ذبح پانی

فآہا ثم آہا ثم آہا

نواسا جس کو پیغمبر کا جانین لگین سر اوسکا آگے وہ کٹانین	کرین عضو اوسکے نیزون کے نشانین مسلمان ہوکے بات اوسکی نہ مانین

فآہا ثم آہا ثم آہا

۶۲۶

یہ حرف سے اے مہربان سرور تو جسدم	سنے شیر خدا کے منھ سے بہم
گلے آپس مین لگ از شدت غم	یہی کہتے تھے رو رو شکل شبنم

فآہا ثم آہا ثم آہا

مرثیہ مخمس ترجیع بند

دل سے جو پوچھا مین اپنے کیون نہین ہے تجکو چین	بولا لگا کہنے وہ مجھسے کیا کہون مین تجھسے بین
تشنہ لب مارا ہے شقیون نے نبی کا نور عین	جسطرف دیکھا جہان مین ہے بپا شور وشین

واحسینا واحسینا واحسینا واحسین

جسکو دیکھو بھر رہی خون جگر سے ہر پلک	خاک سر پر کرتی ہین ہا مومن سے لے کافر تلک
آج ماتم ہو رہا ہے زمین سے تا فلک	سینہ کہ کہ کوٹتے ہین آدم وجن وملک

واحسینا واحسینا واحسین

تن تو اُنکا رن مین ہے آلودۂ گرد وغبار	سر لیے جاتی ہین نیزی پر لعین نابکار
اہل بیت اونٹون پہ گرد اُنکے ہین بے محمل سوار	ہر قدم کہتی چلی جاتی ہین رو رو زار زار

واحسینا واحسینا واحسین

اس سفر کے دیکھیے عالم ہو گیا نزباہ کا	کچھ بجز خون جگر توشہ نہین ہے راہ کا

واحسینا واحسینا واحسینا واحسین

ملگیا ماٹی مین انکی سلطنت کا تاج و تخت
ہین یہ نازک دل خزان مین عین جوبن گدرخت
تک بھی کہتا ہے اگر کوئی کچھ انکو ہو کرسخت
بولتی ہین یون جگر کی آنکھون سی ٹپکا کی لخت

واحسینا واحسینا واحسینا واحسین

کیا کرون مین اب انکھونکی بیحواسی کا بیان
کچھ نہین ہی فرق ہرگز نیک و بد کا درمیان
خواہ انکا دوست ہو وی خواہ وہ خواہان جان
سامنی آجای کوئی اس سی کہتی ہین کہ ہان

واحسینا واحسینا واحسینا واحسین

ہی روایت یہ پہونچی جب سر مقتل بیاوا دی بتول
دیکھکر زینب نسوی لاش فرزند بتول
خاک ڈالی سر پہ اپنے اور ملکر منہ پہ دھول
پیٹ پیٹ اپنی سر و صورت کہا ہر کو ملول

واحسینا واحسینا واحسینا واحسین

پھر کہا یون ای تری ہمشیر تیری قربان مین
واردن ہر زخم بدن پر تری اپنی جان مین
ہای کیا ای دیکھیون مین کہ آنکھو نسی پڑا قالب میں
اب یہی کہ کہ رہونگی مرگ کی خواہان مین

واحسینا واحسینا واحسینا واحسین

جس سی ناخوش دل نہو حیدر کا تھا تو وہ بشر
دولت کونین لیتی آگئی تیرے کو بشر
شاد ہوتی تھی عرب مین دیکھ تیرا روشن بشر
یاد کرتا حشر تجھکو یونہی لینگے ہر سو بشر

واحسینا واحسینا واحسینا واحسین

ہزاروں کھینچ تلواریں مقابل ہو وہیں تنہا سو	اگر یہ ظلم جس پر پھر نزالا ساری دنیا سو

خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہی

کیا چوپایہ آگھر اپنے جنگل سیر کر سارا	پکھیرو آشیاں پہونچا ہوا ہیں جبکہ بیچارا
بیاباں مرگ یوں کسکا ہوا چھٹا گھر سارا	نہ پہونچا جو وطن اپنے وطن سی ہو کر آوارا

خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہی

پیمبر زادہ وہیں مارا اسے ناناکی امت نے	کسی پر بھی کہیں تیغ کھینچے ناناکی امت نے
بتا دو اسکو مارا ہو تیسے ناناکی امت نے	کیا ہی قتل دنیا میں جسے ناناکی امت نے

خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے

کہیں ہیں سرد و آپس میں ہو دیکھی زعفرانی	رہے تکفیر میں ہم تو زراہ نا مسلمانی
یہ کرتب انکے ہیں جنکو ہو دعوائے مسلمانی	سمجھتے ہو وہ ہی کون آج مارا جسکو یہ ثانی

خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے

زمیں سے نقش پا پہ خرہ ہوا ہے سیکا جسم	سر و پر خاک کرتے تھے ہماری قوم کو مرحوم
کوئی پوچھے انھوں سے جاکی امت میں ہو کسکی تم	یہ روندا چاہتے ہیں جسکا تن اسپ کر زیر سم

خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے

مسلماں ہیں جسکی یہاں ہیپ انکی جائی	عطش وہ سی کہ مر تا مرد بھی ذرہ نہ بجھوائی

غرض اے سودا اپنی نگاہ سب ہین قیمت مین
کہا کر شہ حسنین کے ماتم محبت مین
ہوئی افسوس ہین بھی جو تھی اور ندامت مین
شفاعت کو تری یہ کر یقین روز قیامت مین

خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے

مرثیہ مخمس ترجیع بند

یہ زینب شہ سے کہتی تھی ہماری بادشاہو تم
کہا سنکر انھون کے واسطے اب میری جا ہو تم
نہ جا کر انکو باقی ماندگان کا آسرا ہو تم
جنھین مرنا تھا سو تو مر چکے جیتے بنا ہو تم

خدا کے واسطے زینب مرا جینا نچاہو تم

گوارا کس طرح سے اسکو اپنی زندگانی ہو
وہ ہو وین قتل جو مہر اک محمد کی نشانی ہو
کہ جسکے گھر پہ یون اہل ستم کی تیغ رانی ہو
تمھاری چاہیے مجھپر یہی اب مہربانی ہو

خدا کے واسطے زینب مرا جینا نچاہو تم

جو میرے ساتھ جیتے جاگتے آئے مدینے سے
تڑپتے ہین وہ پالا مین لگا کر جنکو سینے سے
سو کر دہ خاک مین محروم ہو پانی کے پینے سے
کوئی یہ زندگانی ہے مری حیف ایسے جینے سے

خدا کے واسطے زینب مرا جینا نچاہو تم

مدینے کی طرف جیتا مین اب کس منہ سے جاؤنگا
تہ تیغ اقربا کر دا کے کس کو منہ دکھاؤن گا

پہونچتے ہین کوئی دم مین لعین خیمہ جلانیکو — ہمیں کیا ابھی سب دوڑتے ہین گھر لٹنے کو
نہ چادر چھوڑینگے سر پر تمھارے منھ چھپانیکو — مری مانع جو ہوتی ہو مگر یہ دن دکھانیکو
خدا کے واسطے زینب مرا جینا نچاہو تم

یقین کر جانو اے خواہر یہ آنکھین ہین قابل — تمھین بیٹھا شتر کی پشت پر دیکھین جو بے محمل
پیادہ آگے عابد کو کرین نظارہ ہر منزل — بھلی ہے موت ہی اس سے جو ہون حال کے شامل
خدا کے واسطے زینب مرا جینا نچاہو تم

جنھون کے دیکھنے سے ایک پل مجکو تھی سیری — سو اس دشت بلا مین ہو گئی وہ خاک کی ڈھیری
مجھے کیا زندگی لازم ہے اب کہ عمر ہے تیری — اگر تم دین و دنیا مین رکھو ہو آبرو میری
خدا کے واسطے زینب مرا جینا نچاہو تم

کرو انصاف ٹک دل مین بھلا کسطرح جیونگی مین — برستی دیکھ فرزندون پہ تیغ جور جیتون مین
ہلاک اصغر مرا جیسے ہو کرو تو غور جیتون مین — مرے لیوین سامنے اکبر سا بیٹا او جیونگی مین
خدا کے واسطے زینب مرا جینا نچاہو تم

ضیافت کی عجب گردون نے یان اہل نبی کی — نہ دی فرصت کسیکو ایکدم پانی کے پینے کی
نچھوڑا اسکو بھی تھی عمر جسکی چھ مہینے کی — بھلی تمکو پڑی ہے فکر مجھ جیسی کے جینے کی
خدا کے واسطے زینب مرا جینا نچاہو تم

بار رفیقان و عزیزان شہادت طلبی | چہ بگویم تو لے دل کہ ز قوم عربی

بادشاہے عجبی بود سپاہے عجبی

کیا بیان تجھسی کرون ہائے مین دلا یہ غم و درد | جو جگر گوشۂ حیدر پہ ہوا ر و ز نبرد
خویش و فرزند و رفیق اوسکی گئے فرد افرد | یاد مین اوسکی یہ کہتا ہون مین بھر دم سرد

بادشاہے عجبی بود سپاہے عجبی

شہ نہفتاد و دو تن اور عدو جمع کثیر | جان شیرین دی سمیت اپنی صغیر اور کبیر
دیکے یون سر کو شہادت کا لیا تاج سریر | دفتر غم مین یہ تا حشر کرین گے تحریر

بادشاہے عجبی بود سپاہے عجبی

مرضی حق سے تو اکرم نہوا وہ باہر | سرفرازی اوسے سمجھا جو ہوا نیزے پر
لذت تشنگی تھی اوسکو شراب کوثر | جیسا وہ آپ غرض ویسا ہی اوسکا لشکر

بادشاہے عجبی بود سپاہے عجبی

بھیکھ مین اوسکی رفیقون نے تو لوہا چابا | آب شمشیر سے پیاس اپنی کو سب نے دابا
کوئی ایسا نہوا اپنے بجد و آبا | غیر آن شہ جو سے کہہ بیٹھی سے مت مر بابا

بادشاہے عجبی بود سپاہے عجبی

خواہش حق سے تو منہ پھیر نا تھا ٹسے بعید | اک ہوا ایک کی چھاتی پہ قدم جھک شہید

[illegible]

جب لگی کھلنے شہیدوں کی کمر سے ہتھیار
دیدۂ مریخ کا اُس وقت ہوا تھا خونبار
ہر طرح کی جو لگا جنس کا ہونے انبار
سب لگے کہنے کہ اللہ ری تیری سرکار

بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی

آخر الامر اُس اموال کو اونٹوں پہ لاد
باسیران طرف شام چلے اہل عناد
سر شہ نیزے پہ تھا سب کے وہ پیش نہاد
جہاں جاتا تھا وہ سر ہوتی وہاں یہ فریاد

بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی

سر شہ آگے سروں کے جو سر شام چلا
تن وہ سبکا پڑا خاک میں اور خون میں لٹا
لرز گئی سن کے زمین اتنی کہ تا عرش ہلا
ہاتھ سے ہاتھ ملائک نے یہ کہہ کے ملا

بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی

آیا اُس قافلہ کی جس گھڑی مقتل سر راہ
چیخے سب اہل حرم رو رو کے با نالہ و آہ
اشقیا کتنے جو اُس قافلہ کے ساتھ تھے ہمراہ
وہ بھی کہنے لگے لوتھوں کی طرف کر کے نگاہ

بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی

لاش پر بھائی کی زینب نے کہا رو رو کے زار
کل تلک یہ تھا کہ وہ سب کی زبان سے اظہار
قائم اب تک ہے ہمیت رفقا وہ سالار
آج یوں کہتے ہیں یاں دیکھ کے ہر راہگذار

بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی

[illegible]

طوق گردن مین ہی گو میری یہ مجہسی بھاری بیٹہکر تو نے وہ شمشیر پران مین ماری	راہ چلنی مین لہو ہو کف پاسے جاری عمر بھر یاد کرین گے تجھے قوم ناری
بادشاہے عجبی لو دو سپاہے عجبی	
مرتبہ ہیگا ہمین اُس سی نہین ہم مایوس پیاس مین بکیدگر اشک آنکھو نسی گو پیتی ہین جو	سرپہ نیگا ہی اگر خار کرین ہین پابوس صبر اتنا وہ ہمین کرتی جو دے یہ افسوس
بادشاہے عجبی لو دو سپاہے عجبی	
چپ ہو **سودا** تو نکر اب یہ بیان جانکاہ مغفرت کو تری دریا دشہ عالی جاہ	سننے والونکی لہو ٹپکی ہی آنکھونکی راہ بس ہی اتنا ہی کہ رو رو کہی سبحان اللہ
بادشاہے عجبی لو دو سپاہے عجبی	

مرثیہ مسدس ترجیع بند

مان اصغر کی دن اور رین ہاے ہاے اصغر ابن حسین	رو رو کرتی ہین یہ بین ہے کسکو دیکھین گے یہ نین
تجھ بن میرے نور العین کیونکر ہو اس دل کو چین	

تجھ بن میرے نور العین
کیونکر ہو اس دل کو چین

تجھکو اپنی گود مین پال کے — کھلا کر مین گلے مین ڈال
دھوتی تھی زلفون کے بال — کیون اب مجھ سے تو ہے نڈھال

تجھ بن میرے نور العین
کیونکر ہو اس دل کو چین

تھا اس دل مین یہ ارمان — دودھون پل کر رہے جوان
مرگ نے لیکن دی نہ امان — کیا کیجے اے میری جان

تجھ بن میرے نور العین
کیونکر ہو اس دل کو چین

چھینک تجھے جب آتی تھی — کہتی تھی مین پیر شوری
دے تو جب بچپن مین جی — کہ مین تیرے بلہاری

تجھ بن میرے نور العین
کیونکر ہو اس دل کو چین

رونا مین کسکو سہلاؤن — دودھا تھپک کر کسکو پلاؤن

اور جیون مین ہاے غضب یہی کہون گی روز و شب	تو مرے پا کرے رنج و تعب زیست مجھے اب بھاوے کب

تجھ بن میرے نور العین
کیونکر ہو اس دل کو چین

جھڑ جاوے جب دم گلزار تین مرا تھا باغ و بہار	بلبل کا دل ہووے فگار اس کو اک پل ہو نہ قرار

تجھ بن میرے نور العین
کیونکر ہو اس دل کو چین

پیاس کی مارے ہی ہے ماں یہ پکارے ہی ہے	اصغر پیارے سے ہی ہے آج سدھارے ہی ہے

تجھ بن میرے نور العین
کیونکر ہو اس دل کو چین

جنگل جنگل ڈھونڈھتے جاوے رین بسیرے نیند نہ آوے	بچے کو چڑیا جو گنواوے دانہ پانی اسکو نہ بھاوے

تجھ بن میرے نور العین — کیونکر ہو اس دل کو چین

[illegible]

کہتے ہیں تم چھوڑ ہمیں اب کہاں سدھارے	اب ہم کیدھر جائیں بتاؤ دکھ کے مارے

قید ہوئیں سب بی بیاں پیاسے اطفال
کہاں رسول اللہ ہیں دیکھیں جو یہ حال

کرتی ہیں سب بین یہی ہاتھ اپنے مل	ہم بھی مریں جہاں ہے شہ کا مقتل
ان بن جگ بین سنو ہمارا کیا ہی جینا	جن بن سونا آج ہوا ہے شہر مدینا

ایک نہیں جیتا رہا جسکا لیویں نام
وارث تو سب مر چکے اب جینا کس کام

بختوں سے جو کاش ادھر سے جیتے آویں	پھیر مدینے میں جا کر منہ کسکو دکھلاویں
پوچھے جو کوئی آج کدھر تم کھو آئے سرور	کہ کیا دیویں جواب اسے ای دین کے رہبر

لاکھ طرح کا اب ہمیں آتا ہے افسوس
من کو اپنے رہ گئی یوں ہی مسوس مسوس

ایسے کیوں تم بھول گئے ہمکو شہ عالی	تم بن جگ میں کون ہمارا اب ہے والی
جس سے جا کر شاہ کریں ہم دکھ کی باتیں	دن تو رو رو کٹتا کٹتیں کیونکر اب راتیں

اپنے جی میں ہے یہی ہونی ہوئے سو ہوئے
مار کٹاری پیٹ میں مر رہیے سو

اتی تو زیادہ نہیں کہ ہماری جان
وارث کوئی رہا نہ دل کی کس سے کہیے
اب تو ہیں ناچار پڑے ہیں سر پر سہیے
ایک دن کی سلطان بنا دی اب تو ہمکو
کاٹیں ہم کس طرح جہاں میں تیرے غم کو
اب دیکھا جاتا نہیں [illegible]
یارب ہمکو بھی یہاں آوے موت [illegible]
عابد جیتا ایک سو تپ کی بیماری
روتی پیٹتی دن رین بیکس دکھ کی ماری

[illegible]

مرثیہ مسدس زبان

ہمسا دکھیا کون ہی جگ مین ہائی دریغ
جسکا پیاسا ہوگیا گھر کا گھر تہ تیغ

زینب اور کلثوم یہی رو رو ہر بار ی
آج ہماری کہان گئی وہ زہرا مادر

کہتی تھی ہر ایک بپت اور دکھ کی ماری
لطف و کرم سی آکر سر پر ڈالین چادر

زہرا کی ہم بیٹیان بہنین تیری کہائین
سر ننگی یون بیٹھین اونٹون اوپر جائین

لاڈلی بیٹی آج جو وہ ہی ایک تمہاری
لے لے تیرا نام وہ ہر دم یہی پکاری

اور بھتیجی وہ ہم پھوپھو نکی پیاری
مرتی ہون بن موت مین اب اس دکھ کی ماری

گرمی سی تکھین پڑی سایہ کا نہین ناٶن
کپڑا بھی اتنا نہین کرین جو اسپر چھاٶن

کربل سی اب شام لیے جاتی ہین شامی
جگ مین ایسا ہائی ہوا پانی کا توڑا

اس دکھ مین ہو کون تباہمسونکا حامی
جن نی جیتا ایک اب بن ماری چھوڑا

ہم بیکس اب کیا کرین ہائی دین کی سالار
جنکو گھیرین اسطرح لیے جائین کفار

سنکی نوحہ یہ سودا اسطور اب غمگین
اہل حرم کو شام تلک یون لیگئی بیدین

شام کو سے بس ہم تو چلی ہین وطن بیر	لوٹو اکیلی شاہ کی ہم ہیں رہ گئی زمین

پالو نہین کا نہ چھین راہ چلی نہین جات
بیری بن ہونگی ہمی آج ڈار اور پات

تمہرے پاچھے بیرن ایسو ہم دکھ بھرتے	جو تم ہمکو مار پہل جگ پرن مین دھرتے
گھر مین بیری پھرین آ تارت سبکو گہنو	بیرا اب کس کام ہمارو جگ مین رہنو

لیگئے بیری لوٹکے گھر کا مال و منال
دیکے کہا نسے اب کفن گئی نہ چھوڑ دو رومال

کھینچ کھینچ تروار یزیدی ہمن ڈراوین	عابد کو بستر پر سے بر جبر اٹھاوین
جب دیکھو اوت دیٹھ کھائی اب دکھ دونو	تم بن بھائی آج مدینو ہو گیو سونو

بسے کراو حجرہ ہوی دم آج ہماری بھانو
اب تو آئی کربلا چھوڑ مدینا گانو

امان جائی بیرن بیٹ بابا کی پیارے	پھیر نہ پھر اودھر سے ایسی کہان سدھارے
بیر تمھاری مرن ہنو گھر بیری لوٹین	ہمسے بندیوان کہو کیسے کر چھوٹین

ساتھ تمھاری جو ہتی مرگئی سبن کتاری
شہر مدینہ پھر ہین کون ابے ہیں پچاری

٦٣٩

[illegible]

رہونہ کوڈسیس پہ ہم ہین ہندیوان
بیگ چھڑاؤ یا نبی اہل حرم کو آن

کہوسون اب سودا کت کیو کہوتا
جنکو کہت ہین لوگ ہین وہی سکھیا

بوڑ گئی بن نیر کے گھر کی نیا
ہین وارث حیران پھرت ہین ہو کر دکھیا

رووت نس دن جات ہے بھر بھر آو دنین
کہا جیت سنسار کو پایو سو گیو حسین

مرثیہ دوازدہ مصرع مع دوہرہ

عابد کہتے ہین یہ سب سے
جب سے آیا چھوڑ مدینا
مین دکھیارا کو اب رویا
اکبر اور اصغر سا بھائی
کیسا ساتھ ہمارا چھوٹا

روتا ہون مین جگ مین تب سے
پھیر نجا ہا اپنا جینا
باپ چچا کربل مین سویا
تنکی ٹک بھی خبر نہ پائی
بیری نے گھر تیرا لوٹا

لکھی ہتی جو کرم مین میٹے مٹے نہ مول
ہونی ہتی سو ہو چکی کا سین کہون کر بول

لے لی تیرا نام اب روتی ہون رین
ایسا بیری کون تھا جن نے کھو یا چین

اور علی کا مین ہون پوتا +
بنت محمد جسکی ما تھی
جیتا رہا نہ کوئی رن مین
چاہون کسو سے کیجے باتین
ایسا کون مدینے جاوے

جاتا ہون اس دکھ سے روتا
کوئی اُنکے سنگ نہ ساتھی
جاتی ہین یہ روتی ان مین
کوئی نہ بولے ایدھر آتین
سرور کو یہ خبر سنا وے

جسکو نت پیار سے کہتے تھے شبیر
اُسکا بیٹا لاڈلا دیکھون یون ہے اسیر

ساتھ حرم کی جاتین یزیدی
جو جو دکھ آنکھون سے دیکھا
مجھ پر جو گذری بیدادی
شام چلا مین تنہا جاؤن
چابک مار چلاوین مجھکو
چچا برادر سب موئے بابا کی نزدیک

کافر سے بدتر وہ کیدی
اب مین کرون کہان تک لیکھا
کس سے ہون مین جا فریادی
ساتھی اپنا کسکو لاؤن
تیغ کھینچ ڈراوین مجھکو
ایسا اب کوئی نہین دکھ مین ہے شریک

مجھکو قاسم ساپرکر کدھر گیا ہی روٹھ
لوگ کہیں مر گیا میں جاؤں ہوں چھوٹ

جیتوں کی تو بھوک نجانی — مرتوں کو بھی دیا نہ پانی
پیاس سے مارے ہیں یہ بیرن — بوند کی خاطر بچے تڑپین
جا کے چچا بھی ہاتھ کٹا وے — تسپر پانی ہاتھ نہ آوے
پانی پر کیا کچھ بیتا — جو کوئی گیا نہ آیا جیتا
پانی کی ہر موج تھی کالا — وہان جو گیا اسکو ڈس ڈالا

باپ چچا اور بھائی بھائی اور غمخوار
ایک ہی باری مر گئے پیاسے ندی کنار

جتنے بھائی جان تھے میرے — سب وان ہوگئے خاک کے ڈھیرے
ایسا کون جو مجھ تک آوے — مجھ بیکس کی پیر پٹاوے
ہائے جو [illegible] بیچاری — مرتی ہیں غربت کی ماری
[illegible] باپ کو رو [illegible] — ہائے رو رو جی مجھ کھو دین
بہنین ہیں [illegible] — لوہو کی آٹھ آٹھ روتی ہیں چھینٹین
جگ میں انکا کون [illegible] — کون تسلی دے [illegible]